تمام ضروری موضوعات پر مشتمل
احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
تشریحی ترجمے کے ساتھ ایک انتہائی مفید مجموعہ

فہمِ حدیث

جلد اول ______ عقائد

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد (ایم بی بی ایس)
مفتی جامعہ مدنیہ لاہور

مجلس نشریات اسلام
ا۔ کے۔ ۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر ا کراچی ۷۴۶۰۰

عرض مؤلف

الحمد لله الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیبینہ للناس و یزکیھم و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و نشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ و نصلی علیہ و علی آلہ و اصحابہ و علی الانبیاء و المرسلین و اصحابھم اجمعین

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اردو زبان میں ''فہم دین کورس'' کے نام سے دینیات کا ایک مکمل نصاب ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس کورس کا درجہ عام تین کتابوں پر مشتمل ہے یعنی اسلامی عقائد، اصول دین اور مسائل بہشتی زیور۔ یہ تینوں کتابیں علمی معیار کی ہیں اور طبع ہو کر بازار میں دستیاب ہیں۔

کورس کا درجہ اعلیٰ دو مضامین پر مشتمل ہے یعنی تفسیر اور حدیث۔ تفسیر فہم قرآن کی سوا پانچ پاروں پر مشتمل پہلی جلد چھپ چکی ہے۔ تفسیر فہم قرآن کی اصل بنیاد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تفسیر بیان القرآن ہے جس کی تلخیص اور تسہیل اس حد تک کی گئی ہے کہ عام لوگوں کے لئے اس کو پڑھنے میں کچھ دشواری نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو باقی جلدیں بھی جلد چھپ جائیں گی۔

اس وقت آپ کے ہاتھوں میں فہم حدیث کے نام سے احادیث کے مجموعہ کی پہلی جلد ہے جس میں غیر فقہی موضوعات اکٹھے کئے گئے ہیں۔ دوسری جلد میں انشاء اللہ فقہیات کو جمع کیا جائے گا۔

حدیث کے ترجمہ میں الفاظ کی رعایت کرتے ہوئے محاورہ کا خیال رکھا ہے لفظی ترجمہ کا اہتمام نہیں کیا۔ ہر حدیث کے ساتھ کتاب کا حوالہ مذکور ہے لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ بعض جگہوں پر مثلاً بخاری اور مسلم کی حدیث کو براہ راست بخاری اور مسلم سے نقل نہیں کیا بلکہ مشکوٰۃ سے یا جمع الفوائد سے نقل کیا ہے جس کی وجہ سے الفاظ میں کچھ تغیر ہو سکتا ہے۔ کوشش کی ہے کہ مضمون کو ترتیب سے بیان کیا جائے اور پڑھے لکھے ذہنوں میں ابھرنے والے سوالات کا حل ذکر کیا جائے۔ مطالعہ کے وقت ملحوظ رہے کہ تشریحی الفاظ بریکٹ کے اندر آئے ہیں اور حدیث کا ترجمہ بریکٹ سے باہر ہے۔

پختہ علماء کے لئے فہم دین کورس کے دونوں درجے ان کے اپنے علم کے اعتبار سے شاید عام سی چیز ہوں لیکن وہ اگر

www.askfatwa.com

اس کی طرف اس اعتبار سے التفات کریں کہ دنیوی تعلیم یافتہ طبقات کو دین کے علم سے روشناس کرانے کے لئے یہ ضروری بھی ہیں اور معیاری بھی تو بہت ہی اچھا ہو۔ زنانہ ومردانہ تعلیمی ادارے اور تجوید وقراءات کے ادارے بھی اگر اس مکمل کورس کو اپنی ترتیب میں داخل کرلیں تو بہت مفید رہے گا۔

ہم جامعہ مدنیہ کے استاد مولوی حفیظ الرحمٰن سلمہ کے مشکور ہیں کہ ان کا ہمیں بہت زیادہ تعاون حاصل رہا اور جناب فضل ربی صاحب ندوی کے بھی ممنون ہیں جنہوں نے کتاب کی نشر واشاعت میں دلچسپی لی ہے۔ کمپوزر شاہد صاحب سمیت اور بھی جن لوگوں نے تعاون کیا ہم ان کے لئے بھی دعا گو ہیں۔

عبدالواحد

جامعہ مدنیہ لاہور

ربیع الثانی 1423ھ

www.askfatwa.com

فہرست مضامین

باب:1	دین کا علم	13
	علم دین کے طلب کی فضیلت	13
	علم دین کی فضیلت	15
	دین کا علم مستند اور اہل حق علماء سے حاصل کرنا چاہیئے	17
	علماء کو ہدایت وتنبیہات	18
	قیامت تک دین کی حفاظت کا انتظام	23
	دنیا سے علم کا کم ہوتے جانا	24
باب:2	اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات	25
	ازل میں صرف اللہ تعالیٰ تھے اور کچھ بھی نہ تھا	25
	تخلیق عالم	26
	اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال	28
	سب کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے۔	30
	اللہ تعالیٰ کی صفات	32
	اللہ تعالیٰ کی تجلیات	38
باب:3	نبوت و رسالت	41
	انبیاء علیہم السلام سب کے سب بشر تھے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے	42
	انبیاء علیہم السلام کو بشری عوارض پیش آتے تھے	43
	رسول اللہ ﷺ کی کچھ خصوصیات	47
	عالم غیب سے تعارف اور تعلق	48
	وحی	52
	معراج	55
	معراج کے موقع پر دیدار الٰہی کی نوعیت	63
	معجزات	66

www.askfatwa.com

	امت کے ساتھ انبیاء کی ہمدردی وخیر خواہی	70
	ختم نبوت	72
	نبوت کے اثرات	73
	نبی کی تعریف وتعظیم میں غلو سے ممانعت	78
	انبیاء کی عالم برزخ میں حیات کی کیفیت	80
باب:4	قیامت اور آخرت کی تفصیلات	83
	قیامت کی قریبی علامات	84
	امام مہدی علیہ السلام	85
	دجال	87
	ابن صیاد کی حقیقت	96
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول	100
	سورج کا مغرب سے طلوع ہونا	102
	یاجوج ماجوج	103
	قیامت کی زمین	107
	قیامت کے دن کا منظر	109
	اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیشی	112
	قیامت میں حقوق العباد کا انصاف	116
	حوض کوثر	118
	پل صراط	120
	شفاعت	122
	جنت اور اس کی نعمتیں	127
	جہنم اور اس کی ہولناکیاں	133
باب:5	تقدیر	140
	تقدیر کا انکار	142
	تقدیر پر ایمان کے بعد عمل کیوں	146
	تدبیر تقدیر کے منافی نہیں	151
	دعا وغیرہ سے تقدیر کے بدل جانے کی حقیقت	156

www.askfatwa.com

	عقیدہ تقدیر کے فوائد	156
باب:6	فرشتے	160
	فرشتے نور سے پیدا ہوئے	160
	مختلف فرشتے	161
	حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق تفصیل	169
	رحمت کے فرشتوں کے چند کام	172
	فرشتوں کے دیگر کام	174
باب:7	قرآن پاک	179
	قرآن پاک قریش کی لغت پر نازل ہوا	179
	ابتداء میں لوگوں کی آسانی کی خاطر مرادف الفاظ کی اجازت ہوئی	179
	لغت قریش ہی میں قرآن سات طریقے سے نازل ہوا	182
	نازل شدہ سات حروف سے مراد	184
	نازل شدہ سات حروف کے چند فوائد	184
	رسول اللہ ﷺ کا پورا قرآن لکھوانا	186
	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع قرآن	188
	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع قرآن	190
باب:8	صحابہ کرام	194
	کوئی غیر صحابی کسی ادنی صحابی کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا	195
	اہل علم صحابہ معیار حق ہیں	196
	کمتر درجہ کے صحابہ کی فکر اور اخروی محاسبہ کا خوف	197
	بعد والے صحابہ کو اجازت نہیں کہ پہلے والے صحابہ کو ناراض کریں یا برا کہیں	198
	پوری امت کو صحابہ کے بارے میں زبان درازی اور تنقید سے منع کیا گیا	200
	صحابہ میں درجہ بندی	200
	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ	202
	فضائل، ہمت و عزیمت	204
	ان کی خلافت بلا فصل کے حق ہونے کے دلائل	206

www.askfatwa.com

انتخاب	208
حضرت عمر رضی اللہ عنہ	214
فضائل	214
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	216
فضائل	216
بطور خلیفہ تقرری	218
حضرت عثمان رضی اللہ کا امر خلافت اور احکام خلافت میں حق پر ہونا	222
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ	226
حضرت علی رضی اللہ عنہ	227
فضائل	227
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتلین عثمان سے قصاص نہ لینے کی وجوہات	231
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جنگ جمل	231
عشرہ مبشرہ	234
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ	236
فضائل	236
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کی نوعیت	237
چند وضاحتیں	240
رسول اللہ ﷺ کے اہلبیت	242
امہات المومنین	242
دیگر اہلبیت	244
یزید کی شخصیت	249
یزید کے فاسق ہونے کی وجوہات	249
ایک سوال اوراس کا جواب	255
باب:9 ایمان، اسلام اوراحسان	258
ایمان، اسلام اور احسان کی تعریف	258
کامل ایمان مکمل اطاعت کے بغیر نہیں ہوتا	260

www.askfatwa.com

ایمان کے تقاضے اور لوازم 261
عام لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ آسمان پر ہیں ایمان کے منافی نہیں 273
گناہ کبیرہ کے وقت ایمان کی رونق جاتی رہتی ہے 274
ایمان پر استقامت کا ایک واقعہ 278
اسلام کی وجہ سے ایک دوسرے پر حقوق 282
اسلام کا کفر کے طریقوں سے امتیاز 284
اسلامی احکام آدمی کی ظاہری حالت پر نافذ ہوں گے 287
احسان 289
احسان کی تحصیل کا طریقہ 290
صوفیہ کی شطحیات 293
باب:10 نفاق 295
اعتقادی نفاق اور عملی نفاق 295
نفاق عملی کی چند مثالیں 296
نفاق پیدا کرنے میں گانے بجانے کو خصوصی دخل ہے 299
باب:11 شرک اور اس کی اقسام و احکام 300
شرک کے دو درجے: کفریہ شرک اور فسقیہ شرک 300
شرک انسان کی فطرت نہیں 301
شرک سب سے بڑا جرم 302
شرک کے کام سے توبہ نہ کی تو اس کی سزا لازمی ہے 303
فسقیہ شرک کرنے والے نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہیں گے 304
صفات الٰہی میں شرک کی اقسام 305
عبادت میں شرک 307
روزمرہ کے کاموں میں شرک 308
شرک کے سدباب کا اہتمام 310
باب:12 غیب کا علم 311
مغیبات کی دو قسمیں ہیں 311
مخلوق کو غیب کی بعض جزوی باتوں کا علم 317

www.askfatwa.com

استخارہ 319
الہام 321
کشف قبور 321
غیب کی بات کا وہمی علم 323
کہانت 323
علم نجوم 324
علم خط 326
فال اور شگون 327
باب:13 سنت و حدیث کا بیان 328
دین میں سنت کا مقام 328
خلفائے راشدین کی سنت کی حجیت 333
صحابہ کی سنت کی حجیت 334
صحابہ میں کتابت حدیث کا اہتمام 334
تابعین میں کتابت حدیث کا اہتمام 336
صحابہ میں حدیثیں زبانی یاد کرنے کا اہتمام 338
تابعین میں حدیثیں زبانی یاد کرنے کا اہتمام 340
حدیث کے لینے میں احتیاط 340
باب:14 بدعت 343
بدعت کی تعریف اور حکم 343
بدعت کی چند صورتیں 346
بدعتی فرقوں کے بارے میں سختی 352
باب:15 خصائل نبوی 357
باب:16 اخلاق 411
اچھے اخلاق کی فضیلت و اہمیت 412
عدالت کے شعبے 414
صداقت 414
الفت 414

www.askfatwa.com

وعدوں کو اور حقوق کو پورا کرنا	415
شفقت	416
صلہ رحمی	417
توکل اور رضا بالقضا	419
اللہ کے لئے محبت وبغض	425
احسان	428
مکافات (بدلہ لینا دینا)	431
عفوو درگزر	432
حقوق کی ادائیگی	434
سچائی	435
امانت	436
عفت کے شعبے	437
شرم وحیا	437
قناعت	438
صبر	438
بردباری اور متانت	439
میانہ روی	440
نرم مزاجی	440
پرہیزگاری	441
سخاوت	442
شجاعت کے شعبے	443
رقت اور رحمدلی	443
تواضع	446
تکلیف پر صبر	447
غیرت	448
اخلاق رزیلہ سے اجتناب	448
جھوٹ	448

www.askfatwa.com

	حرص وبخل	450
	کسی مسلمان پر ظلم کرنا اور اس کی تحقیر کرنا	452
	حسد	453
	باہمی کینہ	453
	کسی کی مصیبت پر خوش ہونا	454
	غیبت	454
	بدزبانی	456
	لایعنی	458
	چغلخوری	459
	دورخاپن	459
	غصہ کرنا	460
باب:17	خوف خدا اور فکر آخر	463
	خدا خوفی کے فوائد	466
	رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی خدا خوفی کا حال	468
باب:18	آخرت کے اعتبار سے دنیا کے ساتھ معاملہ	471
	دنیوی ترقی کے دو پہلو	471
	دنیا کی حقارت	473
	دنیا اور اس کی کشادگی سے خطرہ	476
	اپنے مال کی حقیقت	477
	مال کی کمی کو مطلوب بنانا	478
	معصیت کی زندگی کے ساتھ دنیوی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے	481
	زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی	481
	زہد کے فائدے	482
	زہد کی تاکید وترغیب	483
باب19	حقوق کا بیان	488
	والدین کے حقوق	488

www.askfatwa.com

	اولاد کے حقوق	491
	دوسرے رشتہ داروں کے حقوق	493
	شوہر کے حقوق	494
	بیوی کے حقوق	495
باب:20	حسن عمل کی توفیق ہوتو زندگی بڑی نعمت ہے	498
باب:21	ابلیس اوراس کے لشکر کے انسان دشمنی کے چند کام	501
	دین خراب کرنا	501
	نمازیں خراب کرنا	503
	انسانوں کا مذاق اڑانا اوران کی توہین کرنا	504
	نیک عمل سے غافل کرنا	505
	دنیا کا نقصان پہنچانا	506
باب:22	بیعت اوراس کی اقسام	509
باب:23	جزیرہ عرب سے یہود و نصاری کا اخراج	514
باب:24	طبعی اسباب کے علاوہ ماوراء الطبعی اسباب کا ثبوت	517
	سورج اور چاند گہن	518
باب:25	دعا میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ کو وسیلہ اور واسطہ بنانا جائز ہے	522
	عمل کا واسطہ	522
	رسول اللہ ﷺ کا واسطہ	524
	غیرنبی کا واسطہ	526
	کسی مقبول بندے کے حق کا واسطہ	526
باب:26	تعدیہ امراض	528
باب:27	نظر لگنا	531
باب:28	دم اورتعویذ	534
باب:29	مسلمان گناہگاروں کو قبر کا عذاب	539
باب:30	عالم مثال	542
باب:31	خواب	547

www.askfatwa.com

باب: 1

دین کا علم

دین کا ضروری علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ. (ابن ماجه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اپنی ضرورت کے بقدر) دین کا علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت)

فائدہ: ایک چیز ہے کسی ضرورت پڑنے پر کسی عالم سے کوئی مسئلہ پوچھنا، یہ بھی اپنی جگہ ضروری ہے۔ دوسری چیز ہے مستقل طور پر دین کے اصول و مسائل کا اتنا علم سیکھنا کہ جس سے آدمی دین کے عام احکام کو معلوم کرلے اور اپنے متعلقین کے دین کو شیطان کے مکر و فریب اور گمراہ لوگوں کے شکوک و شبہات سے محفوظ رکھ سکے۔ یہ بھی واجب ہے اور حدیث سے اصل میں یہی مراد ہے۔ اتنے علم کی مقدار کا دارو مدار ہر دور کے حالات پر ہوگا۔ آج کل اخبارات، رسائل، ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ مختلف قسم کی گمراہیاں پھیلائی جا رہی ہیں اس لئے آجکل کی ضرورت آج سے پچاس سال پہلے کی مقدار سے زیادہ ہے۔

علم دین کے طلب کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ...... مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَّلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْھُمُ الْمَلَائِکَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کیلئے کسی رستے پر چلتا ہے (خواہ وہ علم زیادہ ہو یا تھوڑا ہو البتہ نیت میں خلوص ہو) اللہ تعالیٰ اس طلب کی وجہ سے اسکے لیے جنت کی طرف جانے والے رستے کو آسان کر دیتے ہیں (کہ خلوص اور عمل کرنے کی نیت اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے جب علم حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس علم پر عمل کرنا آسان فرما دیتے ہیں اور پھر اس سے راضی ہو کر اس کو جنت میں داخل فرماتے ہیں) اور جب بھی کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں (جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے بنایا گیا ہو خواہ وہ مسجد ہو یا مدرسہ ہو) جمع ہو کر کتاب الٰہی پڑھتے ہیں اور آپس میں اسکو سیکھتے سکھاتے ہیں (یعنی ان میں سے جو اہل علم ہیں وہ دوسروں کو سکھاتے ہیں) تو ان پر سکینت (یعنی ایسی کیفیت) نازل ہوتی ہے (جس سے دل کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور دل کو سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے اور دین کا ذوق و شوق بڑھتا ہے) اور رحمت (الٰہی) انکو ڈھانپ لیتی ہے اور (رحمت و برکت کے) فرشتے انکو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (فخر کے طور پر) انکا ذکر اپنے پاس موجود مقرب فرشتوں سے کرتے ہیں۔

www.askfatwa.com

۱۔عَنْ کَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِساً مَعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ فِیْ مَسْجِدِ دَمِشْقَ فَجَاءَ ہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّیْ جِئْتُکَ مِنْ مَدِیْنَۃِ الرَّسُوْلِ ﷺ لِحَدِیْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تُحَدِّثُہٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَاجِئْتُ لِحَاجَۃٍ قَالَ فَا□ ✦نِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْہِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰہُ طَرِیْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّۃِ وَا□ ✦نَّ الْمَلاَئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَھَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ (احمد و ترمذی)

حضرت کثیر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا اے ابودرداء میں آپ کے پاس مدینہ رسول ﷺ (یعنی مدینہ منورہ) سے صرف ایک حدیث کی خاطر آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے یہ پتہ چلا کہ آپ اسکو براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں (اس کے علاوہ) کسی اور حاجت کیلئے میں (مدینہ منورہ سے شام کے شہر دمشق تک) نہیں آیا۔ (طلب علم میں ان صاحب کی ہمت و قربانی کو دیکھتے ہوئے اسکی مناسبت سے) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے (پہلے ایک اور حدیث سنائی اور) کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم (دین) کی طلب میں کسی رستے پر چلتا ہے تو اس طلب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسکو جنت کی طرف جانے والے رستوں میں سے کسی رستے پر ڈال دیتے ہیں (اور جنت کی طرف لے جانے والے بہت سے رستے ہیں مثلاً جہاد کا رستہ، علم دین کے سیکھنے سکھانے کا رستہ، عبادات کے شغل کا رستہ اور مخلوق الٰہی کی خیر خواہی اور خدمت کا رستہ وغیرہ۔ دیگر فرائض اور واجبات پورے کرتے ہوئے آدمی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ان میں سے کسی رستے پر چل رہا ہو تو یہ ایک زائد فضیلت ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ جنت میں داخلہ سہل فرما دیتے ہیں) اور فرشتے (دین کے) طالب علم کے اکرام میں اپنے پر رکھ دیتے ہیں (یعنی اسکے سامنے تواضع سے کھڑے ہو جاتے ہیں)

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ ہُ الْمَوْتُ وَھُوَ یَطْلُبُ الْعِلْمَ لِیُحْیِیَ بِہِ الْا□ ✦سْلاَمَ فَبَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّبِیِّیْنَ دَرَجَۃٌ وَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ (دارمی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اس حال میں موت آئی کہ وہ طلب علم میں منہمک تھا تا کہ علم کے ذریعہ اسلام (کے مٹے ہوئے احکام) کو زندہ کرے (علم حاصل کرنے کی کوئی دنیوی غرض نہ ہو) تو جنت میں اسکے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

علم دین کی فضیلت:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ.......... وَا□ ✦نَّ صَاحِبَ الْعِلْمِ یَسْتَغْفِرُلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَا□ ✦نَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَا□ ✦نَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَا□ ✦نَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَادِرْھَمًا وَا□ ✦نَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (احمد و ترمذی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ............ (اس عالم کی درستی اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق چلیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ تمام مخلوق کو اسکا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے طریقے پر نہ چلیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے جو کئی قسم کی

www.askfatwa.com

مصیبتوں کے نازل ہونے کا سبب بنتی ہے مثلاً قحط اور خشک سالی وغیرہ جس سے صرف انسان ہی نہیں دوسری تمام مخلوق بھی متاثر ہوتی ہے۔ جو علماء اپنی ذمہ داریاں پوری کرر ہے ہوں لوگوں کو دین کے طریقے بتا رہے ہوں اور خود عمل کرتے ہوئے لوگوں کو بھی عمل کرنے کا کہہ رہے ہوں تو اس میں چونکہ سب مخلوق کا فائدہ ہے اس لیے ایسے) عالم کیلئے جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب بخشش طلب کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی (فرشتے اس وجہ سے علماء کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں کہ وہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں فرشتے ان کیلئے دعا کرنے پر مامور ہیں)۔ اور عالم (جس نے دین کا پورا علم حاصل کیا اور خود بھی اس پر عمل کیا اور دوسروں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا ہے اور دین سکھاتا ہے اس کی) فضیلت عبادت گزار پر (جو ضرورت کا تھوڑا سا علم حاصل کر کے اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتا ہے) چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے دیگر ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انبیاء کچھ مال چھوڑ جاتے ہیں جو علماء میں تقسیم کیا جاتا ہے کیونکہ) انبیاء کی میراث دینار و درہم (اور دیگر مال) نہیں ہوتے (کیونکہ اگر وہ کچھ مال چھوڑتے بھی ہیں تو وہ صدقہ ہوتا ہے وارثوں میں تقسیم نہیں ہوتا) انکی میراث تو محض علم دین ہوتا ہے۔ تو جس نے یہ میراث حاصل کی اس نے تو بڑا نصیب حاصل کرلیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فقیہ (یعنی وہ شخص جو دین کے اصول وقواعد اور جزوی مسائل خواہ انکا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے خوب باخبر ہو) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے (کیونکہ عابد کی کم علمی کی وجہ سے شیطان بہت مرتبہ اسکو عبادت کے رنگ میں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے جبکہ فقیہ کو شیطان کی چالبازیوں کا بخوبی علم ہوتا ہے اور وہ شیطان سے خود کو بھی محفوظ رکھتا ہے اور دوسروں کی بھی حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے)۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ وِا□ ✦ نَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِى (مسلم، 1\287 مرقات)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بہت ہی زیادہ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسکو دین میں تفقہ (یعنی دین کی مکمل سمجھ) عطا کرتے ہیں اور میں تو (اللہ کے دیئے ہوئے) علم کو تقسیم کرنے والا ہوں تفقہ اور سمجھ دینے والے تو فقط اللہ تعالیٰ ہیں (کسی کو کم دیتے ہیں کسی کو زیادہ دیتے ہیں)۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِىْ فَحَفِظَهَا وَ وَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ (اور پھلا پھولا) رکھے جس نے میرا قول سنا اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (اس دعائے نبوی اور فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اقوال دین کے مسائل اور فقہ اور سوجھ بوجھ پر مشتمل ہیں لیکن) بسا اوقات فقہ کی بات کو سننے اور یاد کرنے والا خود فقیہ نہیں ہوتا۔ (کہ یہ جان سکے کہ اس حدیث سے دین کے کیا کیا مسائل حل ہوتے ہیں اور کیا کیا ہدایات ملتی ہیں) لیکن یہ جس شخص کو وہ حدیث پہنچاتا ہے وہ بسا اوقات اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے (اور حدیث سے حاصل ہونے والے بہت سے مسائل کو جان لیتا ہے خواہ انکا ذکر صراحت سے ہو یا اشارہ سے یا دلالت سے یا قیاس سے

www.askfatwa.com

اوراس طرح سے یہ شخص دین کے تفصیلی علم پھیلانے میں مددگار بنتا ہے)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِیْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ أَمَّا هٰؤلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فا□ ✦نْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَا □ ✦نْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ أَوِالْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَا□ ✦نَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (دارمی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ(ایک مرتبہ) مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کا گذر دو مجلسوں پر ہوا۔(انکے بارے میں) آپ نے فرمایا یہ دونوں ہی مجلسیں بھلائی پر ہیں لیکن ان میں ایک کو دوسری پر زیادہ فضیلت حاصل ہے۔رہے اس مجلس کے لوگ تو یہ اللہ سے دعا میں مشغول ہیں اور اللہ کے ہاں کی نعمتوں میں رغبت کرنے والے ہیں تو اگر اللہ چاہے گا تو انکو اپنی نعمتیں عطا کرے گا اور اگر نہیں چاہے گا تو ان کو نہیں دے گا اور رہے اس (دوسری) مجلس والے تو یہ فقہ (یا دین) کا علم سیکھتے ہیں اور جاہلوں کو سکھاتے ہیں (اس طرح سے ان کی نیکی کا پھیلاؤ ہے) تو یہ لوگ زیادہ فضیلت والے ہیں اور (چونکہ) میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں (لہذا میری انکے ساتھ زیادہ مناسبت ہے) پھر آپ ﷺ ان ہی میں بیٹھ گئے۔

دین کا علم مستند اور اہل حق علماء سے حاصل کرنا چاہئے

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ ا□ ✦نَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ (مقدمه مسلم)

(بڑے اور مشہور تابعی) حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا بلاشبہ دین کا علم بھی دین ہے تو دیکھو تم اپنا دین (یعنی اس کا علم) کن لوگوں سے حاصل کرتے ہو (یعنی اہل حق علماء سے حاصل کرو جن کے سلسلہ تعلیم میں بھی اہل حق علماء ہوں۔جو مستند عالم ہی نہیں یا جو اہل حق نہیں ان کے پاس دین سیکھنے اور کوئی درس سننے نہ جاؤ)۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَايِهٖ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ (ترمذی)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے (اور عقل سے صحیح دلیل کے بغیر کوئی بات کہی اور وہ (اتفاق سے) صحیح بھی ہوگئی تب بھی اس نے (اصولی) خطا کی (کیونکہ اس کو کچھ کہنا ہی جائز نہیں تھا)

فائدہ: ایک چیز ہے کسی مستند تفسیر سے کوئی پختہ بات نقل کرنا۔یہ تو ہر وہ شخص جس نے بات کو پورے طور پر صحیح صحیح سمجھ لیا ہو کر سکتا ہے اور ایک چیز ہے اپنی طرف سے قرآن پاک کے کسی لفظ یا آیت کا مطلب بتانا۔یہ کام صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کو وہ تمام علوم حاصل ہوں جو تفسیر کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

عام لوگ یہ کر سکتے ہیں کہ کوئی مستند اور آسان تفسیر لے کر اس کو پڑھ لیں اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو کسی اچھے عالم سے پوچھ لیں۔بہتر یہی ہے کہ کوئی مختصر تفسیر کسی اچھے عالم سے سبقاً سبقاً پڑھ لیں۔

البتہ قرآن پاک کا درس دینا ہو تو کوئی اچھا عالم یہ کام کرے۔عام آدمی درس نہ دے۔عام آدمی کسی مستند تفسیر میں سے صرف لفظ بلفظ پڑھ کر سنا سکتا ہے۔عالم بھی اگر خود تفسیر کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو وہ بھی مستند تفسیر کو نقل کر دے اپنی طرف سے جرأت نہ کرے اور نہ ہی غیر مستند لوگوں کی باتوں کو لے کر نقل کرے۔

علماء کو ہدایت وتنبیہات

www.askfatwa.com

1۔علم دین سیکھنے سکھانے میں بھی اخلاص یعنی خالص نیت ضروری ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ا ✦نَّ أَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ........... وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِیْکَ الْقُرْآنَ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِیُقَالَ ا ✦نَّکَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ هُوَقَارِئٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلیٰ وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کا محاسبہ ہوگا ان میں...........ایک وہ شخص (بھی) ہوگا جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔اسکولایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسکو اپنی نعمتیں یاد کرائیں گے اور اسکو وہ سب یاد آجائیگا (پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے اب بتا کہ تونے ہماری نعمتوں کے شکرانہ میں کیا عمل کیا۔وہ کہے گا کہ میں نے آپ کی رضا کی خاطر علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔اللہ تعالیٰ (جو انسانوں کی نیتوں سے خوب باخبر ہیں) فرمائیں گے تو نے جھوٹ کہا (کیونکہ تیری نیت میری رضا کو حاصل کرنے کی نہ تھی) بلکہ تو نے علم سیکھا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور تو نے قرآن پڑھا تھا تاکہ کہا جائے کہ یہ بڑا قاری ہے اور (تیری مراد تو دنیا ہی میں پوری ہوگئی کہ) یہ سب کچھ کہا جاچکا پھر اسکے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسکو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلِیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِیُجَارِیَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ یَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ ا ✦لَیْهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ. (1\286 مرقات)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دین کا علم اس لیے حاصل کرتا ہے کہ دوسرے علمائے حق کے ساتھ ناحق کی حجت بازی کرے یا کم سمجھوں کو (غلط سلط دلیلیں سنا کر حق بات اور اہل حق کے بارے میں) شکوک میں مبتلا کرے یا (جاہ کی طلب میں یا مال کی طلب میں) لوگوں کی توجہات اپنی طرف پھیرے تو (ان مقاصد بد کی بنا پر) اللہ تعالیٰ اسکو جہنم کی آگ میں داخل فرمائیں گے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لاَ یَتَعَلَّمُهُ ا ✦ لَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا (احمد و ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسا علم سیکھا جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے (مراد ہے دین کا علم) لیکن اس نے صرف اس غرض سے وہ علم حاصل کیا کہ اسکے ذریعہ سے دنیا کا کچھ مال حاصل کرلے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا (جبکہ دیگر علماء جنت کی خوشبو بہت دور سے پالیں گے)

نوٹ: ایک چیز ہے دین کو اور آخرت کو پیش نظر رکھنا اور دین کے کاموں کے لیے دلجمعی اور فراغت حاصل کرنے کیلئے دنیوی ضرورتوں کی خاطر کچھ دنیوی مال یعنی تنخواہ لینا اور ایک چیز ہے دنیا کو اپنا مقصد بنانا اور دنیا حاصل کرنے کیلئے دین کو ذریعہ بنانا۔ان دو باتوں میں جو فرق ہے اسکو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

2۔ ہر ایک اپنے علم کو نافع بنائے کہ علم کے تقاضوں پر خود بھی عمل کرے:

www.askfatwa.com

عَنۡ أَبِیۡ الدَّرۡدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ ا ✦ نَّ مِنۡ أَشَرِّ النَّاسِ عِنۡدَ اللّٰهِ مَنۡزِلَةً یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ عَالِمٌ لایَنۡتَفِعُ بِعِلۡمِهٖ (دارمی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے برے مرتبہ والے لوگوں میں سے ایک وہ (دین کا) عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے خودکوئی نفع نہ اٹھایا (یعنی دین کی باتوں پرخود کچھ عمل نہ کیا)۔

عَنِ الۡحَسَنِ قَالَ الۡعِلۡمُ عِلۡمَانِ فَعِلۡمٌ فِیۡ الۡقَلۡبِ فَذَاکَ الۡعِلۡمُ النَّافِعُ وَعِلۡمٌ عَلَی الِّلسَانِ فَذَلِکَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَی ابۡنِ آدَمَ (دارمی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علم کی دو قسمیں ہیں۔ایک وہ علم ہے جو دل میں اتر جائے (اور دل اس سے متاثر ہو جائے جس کے بعد علم کے مطابق عمل کا ہونا ضروری ہے) اور دوسرا وہ علم ہے جو صرف زبان پر رہے (نہ اس سے دل متاثر ہوا اور نہ ہی دیگر اعضاء پر اسکا اثر ظاہر ہو) تو یہ آدمی کے خلاف اللہ عزوجل کی حجت ہے۔

عَنۡ زِیَادِ بۡنِ لَبِیۡدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ شَیۡئًا فَقَالَ ذٰلِکَ عِنۡدَ أَوَانِ ذِهَابِ الۡعِلۡمِ قُلۡتُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَکَیۡفَ یَذۡهَبُ الۡعِلۡمُ وَنَحۡنُ نَقۡرَأُ الۡقُرۡاٰنَ وَنُقۡرِئُهٗ أَبۡنَاءَ نَا وَیُقۡرِئُهٗ أَبۡنَاءُ نَا أَبۡنَائَهُمۡ ا ✦ لیٰ یَوۡمِ الۡقِیَامَةِ فَقَالَ ثَکِلَتۡکَ أُمُّکَ زِیَادُ ا ✦ نۡ کُنۡتُ لَأُرَاکَ مِنۡ أَفۡقَهِ رَجُلٍ بِالۡمَدِیۡنَةِ أَوَلَیۡسَ هٰذِهِ الۡیَهُوۡدُ وَالنَّصَارٰی یُقۡرِئُوۡنَ التَّوۡرَاةَ وَالا ✦ نۡجِیۡلَ لایَعۡمَلُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِمَّا فِیۡهِمَا (احمد و ابن ماجه)

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مجلس میں) نبی ﷺ نے کوئی ہولناک بات ذکر کی اور فرمایا کہ ایسا اس وقت ہوگا جب علم اٹھ جائے گا۔حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول علم کیسے اٹھ جائے گا حالانکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں (اور سیکھتے ہیں) اور اپنی اولاد کو پڑھاتے سکھاتے ہیں اور ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھائے گی سکھائے گی اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زیاد تمہاری ماں تم کو روئے (عربوں میں یہ بات بطور محاورہ کے کم سمجھی کی بات پر کہی جاتی تھی اس سے بددعا مقصود نہ ہوتی تھی) میں تو تم کو مدینہ کے سب سے سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا (لیکن تم اتنی بات بھی نہ سمجھے) آخر یہ یہود اور نصاریٰ بھی تو تورات اور انجیل پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن ان پر کچھ عمل نہیں کرتے (اور جس علم پر خود عمل نہ ہو وہ علم نہیں بلکہ اس کی مثال تو کتابوں کے بوجھ کی ہے جو گدھے پر لاد دیا گیا ہو تو جب علم پر عمل نہ رہے گا تو درحقیقت علم بھی نہ رہے گا)

3-عالم اپنے وقت کو ضائع نہ کرے:

عَنۡ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ نِعۡمَ الرَّجُلُ الۡفَقِیۡهُ فِیۡ الدِّیۡنِ ا ✦ نِ احۡتِیۡجَ ا ✦ لَیۡهِ نَفَعَ وا ✦ نِ اسۡتُغۡنِیَ عَنۡهُ أَغۡنٰی نَفۡسَهٗ (رزین)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین کی فقہ رکھنے والا وہ شخص بہت ہی اچھا ہے جس کی جب (لوگوں کو) حاجت ہو تو وہ لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے اور جس وقت لوگ اسکی ضرورت محسوس نہ کریں تو وہ بھی اپنے آپ کو (عبادت میں مشغول کر کے) غنی کر لیتا ہے۔

4-بلاعلم قرآن کے بارے میں کچھ کہنا ناجائز ہے:

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ قَالَ فِیۡ الۡقُرۡاٰنِ بِرَأۡیِهٖ فَلۡیَتَبَوَّأۡ مَقۡعَدَهٗ مِنَ

www.askfatwa.com

النَّارِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کے بارے میں کوئی بات محض اپنے اٹکل سے کہی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم کی آگ میں بنالے۔

5-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ کی ان کہی بات کی نسبت کرنا حرام ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوْا الْحَدِیْثَ عَنِّیْ ا □ ✦ لَّا مَاعَلِمْتُمْ فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے کوئی بات (اور حدیث) نقل کرنے بچو مگر جبکہ تم کو اچھی طرح علم ہو جائے کہ وہ میری ہی کہی ہوئی بات اور حدیث ہے) کیونکہ (میری ان کہی بات کو میری طرف منسوب کرنا بڑا جھوٹ اور دین میں افتراء ہے اور) جو کوئی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

6-دینی مصلحت نہ ہو تو دین کی بات چھپانا جائز نہیں:

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَہٗ ثُمَّ کَتَمَہٗ أُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ (احمد و ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے کوئی علم دین کی بات پوچھی گئی جبکہ وہ اسے جانتا بھی ہے (اور مسئلہ بتانے کی دینی ضرورت بھی ہو) پھر بھی اس نے مسئلہ چھپالیا (اور بتایا نہیں اور خاموش رہا گویا کہ اس نے اپنے منہ میں لگام لگائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بول نہیں پا رہا) تو اسکو قیامت کے دن (اس کے طرز عمل کی مناسبت سے) آگ کی لگام پہنائی جائیگی۔

7-بغیر علم کے فتوی دینا اور مسئلہ بتانا:

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ أُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ ا □ ✦ ثْمُہٗ عَلٰی مَنْ أَفْتَاہُ وَمَنْ أَشَارَ عَلٰی أَخِیْہِ بِأَمْرٍ یَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَہٗ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو بغیر علم کے کوئی مسئلہ بتایا گیا تو اسکا (یعنی غلط مسئلہ بتانے کا اور غلط مسئلہ پر عمل کرنے کا) گناہ مسئلہ بتانے والے پر ہوگا اور جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کوئی مشورہ دیا جبکہ وہ سمجھتا ہے کہ اسکی بھلائی دوسری بات میں ہے تو مشورہ دینے والے نے اپنے مسلمان بھائی سے خیانت (اور بددیانتی) کی۔

8-اپنی بڑائی جتلانے کیلئے کسی کو مغالطہ نہ دے:

عَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ ا □ ✦ نَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْأُغْلُوْطَاتِ. (ابو داؤد)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مغالطوں (کے دینے) سے منع فرمایا۔

9-وعظ و نصیحت میں لوگوں کی اکتاہٹ کا خیال رکھنا:

عَنْ عِکْرِمَۃَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ کُلَّ جُمُعَۃٍ مَرَّۃً فَا □ ✦ نْ أَبَیْتَ فَمَرَّتَیْنِ فَا □ ✦ نْ أَکْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا أُلْفِیَنَّکَ تَاتِیَ الْقَوْمَ وَھُمْ فِیْ حَدِیْثٍ مِنْ حَدِیْثِھِمْ فَتَقُصُّ عَلَیْھِمْ فَتَقْطَعُ عَلَیْھِمْ

حَدِيْثَهُمْ فَتُمِّلَهُمْ وَلٰكِنْ أَنْصِتْ فَا□ ✦ذَا أَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ. (بخاری)

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں کو ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ قرآن وحدیث کے ساتھ وعظ ونصیحت کرو اوراگر تم اس پر بس نہ کرو(اورلوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانا مقصود ہو) تو چلو ہفتہ میں دو مرتبہ کرلو اوراگر اس سے بھی زیادہ کرنا ہوتو ہفتہ میں تین مرتبہ کرلو(اس سے زیادہ نہ کرو) اورلوگوں کواس قرآن سے اکتاہٹ میں مت ڈال (کہ روز کروگے تو لوگ اکتا جائیں گے)اور میں تمہیں ہرگز اس حالت میں نہ پاؤں کہ تم کچھ لوگوں کے پاس جاؤ جو اپنی باتوں میں مشغول ہوں اورتم ان کی بات کاٹ کران کو وعظ ونصیحت کرنی شروع کردو اوراس طرح ان میں اکتاہٹ اور بیزاری پیدا کردو بلکہ(جب تم ان کے پاس جاؤ اوروہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو)تم خاموش رہو۔جب وہ خود(اپنی بات ختم کرکے)تم سے بات کرنے کوکہیں اورتمہاری بات سننے کو رغبت رکھیں تو اب تم ان سے قرآن وحدیث اور وعظ ونصیحت کی بات کرو۔

10-دین کے طالب علموں کے ساتھ خیر خواہی:

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ا□ ✦نَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَا□ ✦نَّ رِجَالاً يَاتُوْنَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْا□ ✦رْضِ يَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّيْنِ فَا□ ✦ذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا. (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(اے علمائے صحابہ تم نے مجھ سے دین کوحاصل کیا آگے لوگ تم سے اسکوحاصل کریں گےاور بجاطور پر بخیال کرکے کہ تمہارے اقوال وافعال میرے اقوال وافعال کے موافق ہیں)لوگ بلاشبہ اقوال وافعال میں تمہاری پیروی کریں گے اور دین میں تفقہ حاصل کرنے کیلئے لوگ تمہارے پاس اطراف عالم سے آئیں گے تو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم انکے بارے میں میری طرف سے خیر خواہی کی وصیت اپنے پلے باندھ لو۔

قیامت تک دین کی حفاظت کا انتظام:

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا. (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اس امت کی ہرصدی پر ایسے لوگوں کو بھیجتے ہیں جو اس (امت) کیلئے اس کے دین کی تجدید کرتے ہیں (یعنی درمیانے عرصہ میں اہل بدعت جو بدعات ایجاد کرتے ہیں اور گمراہ لوگ اپنی گمراہیوں کے لئے جوغلط تاویلیں اختیار کرتے ہیں یہ انکا باطل ہونا کھول کر بیان کردیتے ہیں اوراپنی کوششیں اس پر لگادیتے ہیں کہ صحیح دین ہی کو رواج ہو)۔

دنیا سے علم کا کم ہوتے جانا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ا□ ✦نَّ اللّٰهَ لاَ يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى ا□ ✦ذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالاً فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی دین کے علم کواس طرح نہیں اٹھاتے کہ

www.askfatwa.com

لوگوں کے دلوں اور سینوں سے علم کو کھینچ لیں بلکہ اللہ تعالی علماء کو موت دے کر علم کو اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی علاقہ میں کوئی صحیح عالم باقی نہیں رہتا (یا بہت تھوڑے رہ جاتے ہیں) تو لوگ ناقص اور خود ساختہ علم کے دعویداروں کو جو حقیقت میں جاہل ہیں (اور اہل حق علماء ان کے علم پر مطمئن نہیں ان کو) اپنا دینی بزرگ اور رہنما (سمجھ لیتے ہیں اور) بنا لیتے ہیں۔ پھر جب ان جاہلوں سے (دین کی باتیں اور) دین کے مسائل پوچھے جاتے ہیں (یا وہ خود ہی لوگوں کو دین کی باتیں اور مسائل بتاتے ہیں) تو وہ بغیر علم کے (غلط سلط) باتیں بتاتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

www.askfatwa.com

باب: 2

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات

ازل میں صرف اللہ تعالیٰ ہی تھے اور کچھ بھی نہ تھا:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْئَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هٰذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ؟ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْئٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْئٍ (بخاری)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل ہے اہل یمن میں سے کچھ لوگ آئے اور کہا اے اللہ کے رسول ہم (آپ کے پاس) اس غرض سے آئے ہیں کہ دین کا فہم حاصل کریں اور آپ سے اس عالم اور کائنات کی ابتداء کے بارے میں پوچھیں کہ کیسے ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ازل میں) صرف اللہ ہی تھے اور ان سے پہلے کچھ بھی نہ تھا (یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیش سے ہیں باقی جو کچھ بھی ہے اس کا وجود بعد میں ہوا ہے) اور (پھر ایک وقت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا اور اس وقت وہ) عرش پانی پر تھا (اس پانی کی حقیقت صرف اللہ ہی جانتے ہیں)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز (کے بارے میں تفصیل) کو لکھ دیا۔

عَنْ أَبِيْ رَزِيْنٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ قَالَ كَانَ فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ (ترمذی)

(چونکہ آدمی اس محسوس عالم وکائنات کا حصہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی تصور قائم کرتا ہے تو اس کائنات کے اعتبار سے ہی کرتا ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ کائنات پہلے کچھ نہ تھی اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی مادہ کے محض اپنی قدرت سے اس کو پیدا کیا ہے تو آدمی کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں تصور قائم کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے اسی لئے) حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارا رب اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا (یعنی اللہ تعالیٰ کو کائنات سے اب جو تعلق ہے تو کائنات کی تخلیق سے پہلے یہ تعلق کس کے ساتھ تھا)؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو (اب جو تعلق کائنات کے ساتھ ہے تو ایک وقت تھا کہ یہی تعلق خلا کے ساتھ تھا کہ (موجود کائنات کی جگہ) اوپر نیچے ہر طرف خلا ہی خلا تھا۔ پھر (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی پیدا کیا اور اس) پانی کے اوپر اپنا عرش پیدا کیا۔

فائدہ: دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عالم کا تفصیلی وجود جس تجلی کے سبب سے ہے عالم کے وجود سے پہلے بس وہی تجلی موجود تھی اور اس کے ہر طرف خلا ہی خلا تھا۔ (تجلیات کی بحث آگے آرہی ہے)

تخلیق عالم

عالم نور اور اسکے بعد عالم ارواح کی تخلیق:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَخْبِرْنِيْ عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَبْلَ

www.askfatwa.com

الْأَشْيَاءِ قَالَ يَا جَابِرُ ا□ ✦نَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّوْرُ يَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَامَلَكٌ وَلَاسَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَاشَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَاجِنِّيٌّ وَلَا□ ✦نْسِيٌّ فَلَمَّا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِي اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَقِيَّةَ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ السَّمَاوَاتِ وَمِنَ الثَّانِي الْأَرْضِيْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ نُوْرَ أَبْصَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمِنَ الثَّانِي نُوْرَ قُلُوْبِهِمْ وَهِيَ الْمَعْرِفَةُ بِاللّٰهِ وَمِنَ الثَّالِثِ نُوْرَ أَلْسِنَتِهِمْ وَهُوَ التَّوْحِيْدُ لَا□ ✦لٰهَ ا□ ✦لَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (عبدالرزاق)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے یہ بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے سب سے پہلی چیز کیا پیدا کی؟۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر اللہ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے اپنے (علم میں خزانہ) نور سے تیرے نبی (کی روح اور تمام مخلوقات کی ارواح) کا (مادہ ایک) نور پیدا کیا (اور چونکہ وہ جزو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کی تخلیق کی گئی اس مادہ میں مرکزہ کی حیثیت رکھتا تھا اس لیے پورے مادہ نور کی نسبت شرافت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی)۔وہ (مادہ) نور اللہ کی قدرت سے جہاں اللہ نے چاہا گردش کرتا اور اس وقت نہ لوح تھی قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ تھی نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا نہ زمین تھی نہ سورج تھا نہ چاند تھا اور نہ کوئی جن تھا نہ کوئی انسان تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا (یعنی جب اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ ازلی میں مخلوق کی پیدائش کا جو وقت تھا وہ ہوا) تو اس نور کے چار حصے کئے۔پہلے حصے سے قلم کو دوسرے سے لوح کو اور تیسرے سے عرش کو (یعنی ان تینوں چیزوں کی ارواح کو) پیدا کیا اور چوتھے حصے کے آگے چار جزو کئے ان میں سے پہلے جزو سے حاملین عرش کو دوسرے سے کرسی کو تیسرے سے باقی فرشتوں کو (یعنی ان سب کی ارواح کو) پیدا کیا اور چوتھے جزو کے پھر چار ٹکڑے کئے ان میں سے پہلے ٹکڑے سے آسمانوں کو دوسرے سے زمینوں کو تیسرے سے جنت و دوزخ کو (یعنی ان سب کی رواح کو) پیدا کیا اور چوتھے ٹکڑے کے مزید چار حصے کئے ان میں سے پہلے حصے سے مومنین کی آنکھوں کا نور اور دوسرے سے انکے دلوں کا نور یعنی معرفت الٰہیہ اور تیسرے سے انکی زبانوں کا نور یعنی کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بنایا (اسی طرح باقی اجزاء سے انسانوں سمیت دیگر مخلوقات کی ارواح کو پیدا کیا۔بعد میں اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ کے مطابق ان ارواح کو ان کے مناسب حال اجساد و اجسام عطا کئے گئے۔اس طرح سے یہ عالم وجود میں آیا)۔

تنبیہ: یہ جو لکھا کہ تمام اشیاء کی ارواح کو پیدا کیا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے:

وَا□ ✦نْ مِنْ شَيْءٍ ا□ ✦لَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (سورہ اسراء: 44)

ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ تسبیح و تحمید حالی نہیں بلکہ قولی ہے کیونکہ تسبیح حالی کو تو لوگ سمجھ ہی لیتے ہیں۔اور جو تسبیح و تحمید قولی ہو اسکے لیے تسبیح و تحمید کرنے والے میں کسی قدر شعور کا ہونا ناگزیر ہے اور ذی شعور حقیقت روح کہلاتی ہے تو اس آیت کی رو سے عالم کی ہر شے میں کوئی شعور رکھنے والی روح موجود ہے اور ارواح سب انتہائی لطیف اور نورانی ہوتی ہیں۔

www.askfatwa.com

عالم کی ارواح کا مادہ پیدا کرنے کے بعد جو چیزیں پہلے پہل پیدا کی گئیں وہ پانی اور عرش اور قلم اور لوح محفوظ ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صلی الله علیه وسلم كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال قبل قلم کو (لوح محفوظ میں لکھنے کا حکم دے کر) تمام مخلوقات کی تقدیریں اور اندازے لکھ دیے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ زَعَمَ أَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِيْ عِصَابَةٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِيْهِمْ ....قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قَالَ ا □ ✦ نَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا ا □ ✦ مَّا وَاحِدَةٌ وَا □ ✦ مَّا اثْنَتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُوْنَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِيْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ ا □ ✦ لٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِنَّ وَوَرِكِهِنَّ مِثْلُ مَابَيْنَ سَمَاءٍ ا □ ✦ لٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهٖ وَأَعْلَاهُ مَابَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ. (ترمذی و ابو داؤد)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ وادئ بطحاء میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ (اس نیلگوں فضا اور تاروں بھری کائنات سے بھی اوپر دروازوں والے مادی اور ٹھوس) آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا انکے مابین اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کی (یعنی بہت زیادہ) مسافت ہے اور آسمان دنیا اور اس سے اوپر آسمان کے مابین بھی اتنی ہی مسافت ہے یہاں تک کہ آپ نے ساتوں آسمان گنائے پھر ساتویں آسمان کے اوپر (پانی کا جس کی اصل حقیقت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی واقف ہیں) ایک سمندر ہے جس کی اوپری سطح اور تہہ کے درمیان کا اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے پھر اس سمندر کے اوپر آٹھ (فرشتے ہیں جو) پہاڑی بکرے (کی شکل کے) ہیں (اور اتنے بڑے بڑے ہیں کہ) انکے کولہے اور پیروں کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہی ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ انکی پشت پر عرش ہے جس کی موٹائی اتنی ہے جتنی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان کا فاصلہ ہے اور پھر اسکے اوپر اللہ تعالیٰ (کی عظیم الشان تجلی ہے اور اسکی قدرت کا ظہور) ہے۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ جُهِدَتِ الْأَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْأَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْأَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَا □ ✦ نَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِ أَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ ا □ ✦ نَّهٗ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى أَحَدٍ شَانُ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ أَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ ا □ ✦ نَّ عَرْشَهٗ عَلٰى سَمَاوَاتِهٖ لَهٰكَذَا وَقَالَ بِأَصَابِعِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَا □ ✦ نَّهٗ لَيَئِطُّ بِهٖ أَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ. (ابو داؤد)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی نے آ کر کہا کہ لوگ مشقت میں پڑ گئے

www.askfatwa.com

ہیں۔ بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔ اور فصلیں اجڑ گئیں اور جانور ہلاک ہو گئے ہیں آپ ہمارے لیے اللہ سے بارش کی دعا مانگیں ہم اللہ تعالیٰ کے پاس آپ کو سفارشی اور شفیع بنانا چاہتے ہیں اور آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کو شفیع اور سفارشی بنانا چاہتے ہیں آپ (یہ بات سن کر ہیبت زدہ ہو گئے اور اسی حالت میں آپ) نے فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ یعنی اللہ تعالیٰ اس نقص سے پاک ہیں اللہ تعالیٰ اس نقص سے پاک ہیں اور آپ اتنی دیر تک یہی دہراتے رہے کہ صحابہ کے چہروں پر اس (کی وجہ سے پریشانی) کا اثر محسوس ہونے لگا پھر فرمایا نادان اللہ تعالیٰ کسی سے سفارش نہیں کرتا اسکی شان اس سے بلند و برتر ہے۔ نادان کیا تو جانتا ہے اللہ کیا ہے۔ اس کا عرش اسکے آسمانوں پر اس طرح ہے اور انگلیوں سے گنبد کی طرح بنایا (اور عرش باوجودیکہ اتنا بڑا ہے مگر پھر بھی اس شہنشاہ کی عظمت کو نہیں سنبھال سکتا اور) اسکی وجہ سے وہ چرچراتا ہے جس طرح اونٹ کی کاٹھی سوار کے بوجھ سے چرچراتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نَّ اللّٰهَ خَلَقَ ا□ ✦سْرَافِيْلَ مُنْذُ يَوْمَ خَلَقِهٖ صَافًّا قَدَمَيْهِ لَايَرْفَعُ بَصَرَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى سَبْعُوْنَ نُوْرًا مَا مِنْهَا مِنْ نُوْرٍ يَدْنُوْ مِنْهُ ا□ ✦لَّا احْتَرَقَ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب سے (قیامت کے دن صور میں پھونکنے والے فرشتہ) اسرافیل کو پیدا کیا ہے وہ دونوں پاؤں برابر کئے کھڑے ہیں (اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی وجہ سے) نظر اوپر نہیں اٹھاتے اسکے اور پروردگار کے درمیان نور کے ستر پردے ہیں۔ ہر پردہ ایسا ہے کہ اگر اسکے قریب بھی جائیں تو جل جائیں۔

عَنْ أَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ ا□ ✦نَّ اللّٰهَ لَايَنَامُ وَلَا يَنْبَغِىْ لَهٗ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ ا□ ✦لَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهٗ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى ا□ ✦لَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ. (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر پانچ باتیں بیان فرمائیں۔ (1) بلاشبہ اللہ عزوجل سوتا نہیں ہے اور نہ یہ اسکے شایان شان ہے۔ (2) میزان عدل (جو دنیا میں مخلوق کی روزی اور آخرت میں انکے اعمال کی مقدار کیلئے مقرر کی گئی) کو جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے (کیونکہ اعمال و رزق کی کثرت و قلت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ اپنے ہی پیمانہ سے کسی کو زیادہ دیتا ہے کسی کو کم دیتا ہے اور اسی وجہ سے کسی کے اچھے عمل زیادہ ہونگے اور کسی کے کم۔ کسی کو روزی فراخ ملتی ہے اور کسی کو تنگ) (3) اللہ تعالیٰ (نے انسان کو عبث نہیں پیدا کیا اور نہ ہی اسکے اعمال کو مہمل چھوڑا ہے بلکہ انکے ریکارڈ کے محفوظ رکھنے پر فرشتوں کو مقرر کیا ہے دن کے وقت الگ اور رات کے وقت الگ۔ عصر اور فجر کی نمازوں میں انکی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ اس طرح سے اس) کی طرف دن کے عمل سے پہلے رات کے عمل اٹھائے جاتے ہیں اور رات کے عمل سے پہلے دن کے عمل اٹھائے جاتے ہیں (4) (اسکے اور مخلوق کے درمیان) خود اس (کی عظمت و جلال کا) نور ہی اسکا حجاب (بنتا) ہے (جیسے خود آفتاب کی انتہائی تیز روشن کرنیں اسکے دیدار کیلئے حجاب بن جاتی ہیں) (5) اگر وہ یہ حجاب اٹھا دے تو اسکی ذات کے انوار جہاں تک اسکی نظر جائے سب عالم کو جلا ڈالیں۔

سب کائنات اللہ کے حکم کے تابع ہے

عَنْ أَبِىْ ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِىِّ ﷺ فِى الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِىْ أَيْنَ تَذْهَبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ تَذْهَبُ تَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاذِنُ فَيُوْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

www.askfatwa.com

وَتَسْتَاذِنَ فَلایُوْذَنُ لَهَا فَیُقَالُ لَهَا ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِکَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ٥ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ تَدْرُوْنَ مَتٰی ذَاکَ، ذَاکَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا ا ✦ یْمَا نُهَا لَمْ تَکُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ کَسَبَتْ فِیْ ا ✦ یْمَانِهَا خَیْرًا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں غروب آفتاب کے وقت نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھا۔ آپ نے پوچھا اے ابوذر کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جاتا ہے (یعنی اس کی روح جاتی ہے اگر چہ اس کا جسد اپنے مدار میں باقی رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا تعلق قائم رہتا ہے) اور عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور (اپنے مدار میں آگے بڑھنے کی اجازت مانگتا ہے۔ اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ اور (وہ زمانہ) قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا لیکن آگے بڑھنے کی اجازت کی خاطر) وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ اجازت مانگے گا لیکن اس کو اجازت نہ دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا جہاں سے تو آیا ہے وہیں واپس لوٹ جا تو وہ اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہوگا۔ اور (سورج کے اللہ کے حکم کے تابع ہونے کا ذکر) آیت میں ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ. (اور سورج چلتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر۔ یہ اندازہ کیا ہوا ہے زبردست باخبر کا) اور (مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں) ایک روایت میں ہے آپ نے پوچھا جانتے ہو ایسا کب ہوگا؟ (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) یہ اس وقت ہوگا جب کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لا چکا ہو۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَیَطْوِی السَّمَاءَ بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ أَنَا الْمَلِکُ أَیْنَ مُلُوْکُ الْأَرْضِ. (بخاری و مسلم احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے ایک ہاتھ میں زمین کو لے گا اور اپنے داہنے ہاتھ پر آسمانوں کو لپیٹ کر فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں (آج) زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم ا ✦ نِّیْ أَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا فِیْهَا مَوْضِعُ أَرْبَعَةِ أَصَابِعَ ا ✦ لَّا وَ مَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَ اللّٰهِ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْراً وَلَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَ لَخَرَجْتُمْ ا ✦ لَی الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ ا ✦ لَی اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ أَبُوْذَرٍّ یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ. (احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چرچرآواز کررہا ہے اور اسکو ایسا ہی کرنا چاہئے کیونکہ اس میں چار انگشت کے برابر بھی کوئی جگہ خالی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ میں نہ پڑا ہو۔ اگر تم (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قہر وجبر کی) وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت رویا کرتے اور بہت کم ہنستے اور اپنے بستروں پر اپنی بیویوں سے لطف اندوز نہ ہوتے اور خدا کی طرف شور مچاتے ہوئے جنگلوں میں نکل جاتے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے کاش میں ایک درخت ہوتا (جو جڑ سے) کاٹ دیا جاتا (اور حساب کا خطرہ نہ رہتا)۔

اللہ تعالیٰ کی صفات:

(۱) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ا ✦ نَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ اِسْماً مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ

www.askfatwa.com

الْجَنَّةَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّاهُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِیءُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَھَّارُ الْوَھَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَکَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّکُوْرُ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ الْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ الْکَرِیْمُ الرَّقِیْبُ الْمُجِیْبُ الْوَاسِعُ الْحَکِیْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِیْدُ الْبَاعِثُ الشَّھِیْدُ الْحَقُّ الْوَکِیْلُ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ الْمُحْصِیْ الْمُبْدِیءُ الْمُعِیْدُ الْمُحْیِی الْمُمِیْتُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ اَلاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ اَلاَوَّلُ اَلآخِرُ الظَّاھِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیُ الْمُتَعَالِی اَلْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُفُ مَالِکُ الْمُلْکِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَلْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِی الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْھَادِی اَلْبَدِیْعُ الْبَاقِیْ اَلْوَارِثُ اَلرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں یاد کرے (اوران کے معانی کو اپنے دل و دماغ میں بٹھالے) وہ جنت میں جائے گا وہ اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، نہایت رحم والا ہے، بڑا مہربان ہے، وہ بادشاہ ہے، (تمام عیبوں اور جسم وجسمانیات سے) پاک ہے، ہر نقص و آفت سے سالم ہے، (مخلوق کو آفتوں سے) امان دینے والا ہے، (ہر چیز کا) نگہبان ہے، زبردست ہے، جبر وقہر والا ہے، انتہائی بلند و برتر ہے (ٹھیک اندازہ کرکے اس کے مطابق)، پیدا کرنے والا ہے، کسی اصل کے بغیر پیدا کرنے والا ہے۔ صورت بنانے والا ہے، بہت بخشش والا ہے، بہت غلبہ والا، بہت دینے والا، بڑا روزی دینے والا، بڑا مشکل کشا، جاننے والا، تنگی اور فراخی کرنے والا، پست و بلند کرنے والا، عزت و ذلت بخشنے والا، سننے والا، دیکھنے والا، اٹل فیصلہ والا، منصف، بھید جاننے والا، خبردار، بردبار، عظمت والا، مغفرت کرنے والا، تھوڑے عمل پر بہت دینے والا، بلند بڑائی والا، حفاظت کرنے والا، (مخلوق کو) روزی اور توانائی دینے والا، حساب لینے والا، بزرگی والا، بے مانگے بخشش کرنے والا، نگراں، (بندوں کی پکار کا) جواب دینے والا، وسعت والا، حکمت والا، بڑی محبت والا، مجد و شرف والا، (مردوں کو اور سوتے ہوؤں کو) اٹھانے والا، گواہ، ثابت و برحق، کارساز، زورآور، مضبوط، دوست و مددگار، تعریف کا مستحق، ہر چیز کا شمار رکھنے والا، عدم سے وجود میں لانے والا، معدوم کو پھر موجود کرنے والا، زندہ کرنے والا، مارنے والا، سدا زندہ، مخلوق کی ہستی کو تھامنے والا، اپنی مراد کو پانے والا، شرف والا، یکتا، یگانہ، بے نیاز، قدرت والا، ہر شے پر قبضہ والا، آگے کرنے والا، پیچھے کرنے والا، سب سے پہلا اور سب سے پچھلا، باقی رہنے والا، سب پر عیاں، نگاہوں سے اوجھل، ہر چیز کا ذمہ دار، بہت بلند، بڑا محسن، توبہ کی توفیق بخشنے والا اور قبول کرنے والا، بدلہ لینے والا، معاف کرنے والا، بڑی رحمت والا، سارے ملک کا مالک، جلال و بخشش والا، انصاف قائم کرنے والا، (قیامت کے دن سب کو) جمع کرنے والا، سب سے بے نیاز، دوسروں کو غنی بنانے والا، روکنے والا، نقصان پہنچانے والا، نفع پہنچانے والا، خود بخود ظاہر، ہدایت دینے والا، بلانمونہ بنانے والا، ہمیشہ رہنے والا، تمام مخلوقات کے فنا کے بعد انکے مال کا مالک، درست راہ بتانے والا، ضبط و برداشت کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ کا حلم

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْھِمْ وَ یَرْزُقُھُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تکلیف دہ بات کو سن کر اس پر صبر (اور برداشت کرنے اور سزا نہ دینے) میں کوئی اللہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ لوگ اس کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ پھر بھی ان کو (مہلت دیتا ہے اور) عافیت اور رزق دیتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يُؤْذِيْنِیْ ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِی الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے۔ دہر اور زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ (کچھ نہیں وہ) تو میں ہی ہوں (کیونکہ حقیقت میں) سب تصرفات میرے قبضہ میں ہیں (اور) شب و روز کی گردش میرے ہی حکم سے ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی كَذَّبَنِی ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَ شَتَمَنِیْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيْبُهُ ا □ ✦ يَّایَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيْدَنِیْ كَمَا بَدَأَنِیْ وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ ا □ ✦ عَادَتِهٖ وَأَمَّا شَتْمُهُ ا □ ✦ يَّایَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَداً وَاَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِیْ كُفُوًا أَحَدٌ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ ایسا کرنا اس کے مناسب نہ تھا اور اس نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ اس کے لئے جائز نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ جیسا میں نے اس کو ابتدا میں پیدا کیا دوبارہ میں اس کو پیدا نہ کروں گا (اور آخرت کچھ نہ ہوگی) حالانکہ پہلی دفعہ پیدا کرنا مجھ پر دوسری دفعہ پیدا کرنے سے آسان نہیں ہے (بلکہ میرے لئے دونوں یکساں ہیں جب کہ لوگوں کے لئے دوسری دفعہ کے مقابلے میں پہلی دفعہ کوئی چیز بنانا مشکل ہوتا ہے۔) اور اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے (اپنے لئے) بیٹا بنالیا ہے حالانکہ میں یکتا ہوں اور بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا (یعنی نہ میں نے اپنی کوئی اولاد بنائی ہے) اور نہ ہی میں جنا گیا ہوں (یعنی نہ ہی میں کسی کی اولاد ہوں) اور کوئی بھی میرے جوڑ کا نہیں ہے (کہ وہ خدائی میں میرا شریک ہو سکے)۔

سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَا عِبَادِیْ كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ ا □ ✦ لَّا مَنْ عَافَيْتُ فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ أَغْفِرْلَكُمْ وَمَنْ عَلِمَ أَنِّیْ أَقْدِرُ عَلَی الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِیْ بِقُدْرَتِیْ غَفَرْتُ لَهُ وَلَا أُبَالِیْ. وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ ا □ ✦ لَّا مَنْ هَدَيْتُ فَاسْتَهْدُوْنِیْ أَهْدِكُمْ. وَكُلُّكُمْ فَقِيْرٌ ا □ ✦ لَّا مَنْ أَغْنَيْتُ فَاسْئَلُوْنِیْ أُغْنِكُمْ وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا عَلٰی اَشْقٰی قَلْبٍ مِنْ قُلُوْبِ عِبَادِیْ مَا نَقَصَ فِیْ مُلْكِیْ مِنْ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰی أَتْقٰی قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِیْ مَا زَادَ فِیْ مُلْكِیْ مِنْ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا فَسَأَلَنِیْ كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَابَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ فَأَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا سَأَلَ مَا نَقَصَنِیْ ا □ ✦ لَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيْهَا ا □ ✦ بْرَةً ثُمَّ انْتَزَعَهَا كَذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ مِنْ مُلْكِیْ ذٰلِكَ بِأَنِّیْ جَوَادٌ مَاجِدٌ صَمَدٌ عَطَائِیْ كَلَامٌ وَعَذَابِیْ كَلَامٌ ا □ ✦ ذَا أَرَدْتُ شَيْئاً فَا □ ✦ نَّمَا أَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ (مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کہا اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں اے میرے بندو تم سب قصوروار ہو مگر وہ

www.askfatwa.com

جسے میں بچالوں تو مجھ سے بخشش طلب کیا کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ مجھے بخشش کی طاقت ہے پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے تو میں اسے بخش دیتا ہوں اور کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ تم سب گم کردہ راہ ہو مگر وہ جس کو میں راہ دکھلاؤں تو مجھ سے ہدایت مانگا کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا، تم سب محتاج ہو مگر وہ جس کو میں بے نیاز کردوں تو مجھ سے مانگو میں تمہیں بے نیاز کردوں گا۔ اگر تمہارے اگلے پچھلے، زندہ اور مردہ، تر اور خشک (یعنی جوان اور بوڑھے) سب مل کر میرے بندوں میں سب سے شقی القلب بندہ کی طرح ہو جائیں تو میری سلطنت میں مچھر کے پر کے برابر کوئی کمی نہیں آسکتی اور اگر سب کا دل سب سے زیادہ متقی انسان کی طرح ہو جائے تو میری سلطنت میں ایک مچھر کے پر کے برابر زیادتی نہیں ہوگی۔ اگر تمہارے اول و آخر، زندہ اور مردہ، تر اور خشک (یعنی جوان اور بوڑھے) سب جمع ہوں اور ان میں ہر سائل مجھ سے وہ مانگے جو اس کی انتہائی آرزو ہو پھر ان میں ہر ہر سائل کو میں اس کی منہ مانگی مراد دے دوں تو بھی میرے خزانہ میں کچھ کمی نہ آئے گی جیسا کہ تم میں کوئی شخص سمندر کے کنارے گزرے اور اس میں سوئی ڈبو کر نکال لے (تو سمندر میں کوئی کمی نہیں آتی) اسی طرح میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں آتی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ میں سخی ہوں، بزرگی والا ہوں، بے نیاز ہوں۔ میری بخشش (کیلئے فقط میری) بات (کافی) ہے اور میرا عذاب (نازل ہونے کیلئے فقط میرا) کلام (کافی) ہے (کچھ کرنا نہیں پڑتا) اور جب میں کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو صرف یہ کہہ دیتا ہوں کہ موجود ہو جا تو وہ موجود ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ تعلق

اللہ تعالیٰ بڑی غیرت والے ہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦نَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَغَارُ وَا ✦نَّ الْمُؤْمِنَ یَغَارُ وَغَیْرَةُ اللّٰهِ أَنْ لَّایَأْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کو بھی غیرت آتی ہے اور مومن بندے کو بھی غیرت آتی ہے (جس کی وجہ سے وہ بے حیائی کو برداشت نہیں کرتا) اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن بندہ اس کام کا ارتکاب نہ کرے جس کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتے

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ ا ✦نِّیْ حَرَّمْتُ عَلٰی نَفْسِیْ الظُّلْمَ وَجَعَلْتُهٗ بَیْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا (مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ظلم کرنا اپنے اوپر بھی حرام کیا ہے اور تم پر بھی حرام کیا ہے تو (خبردار) ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی بندوں پر رحمت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مِأَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَیْنَ الْجِنِّ وَ الْا ✦نْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا یَتَعَاطَفُوْنَ وَ بِهَا یَتَرَاحَمُوْنَ وَ بِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰی وَلَدِهَا وَأَخَّرَهَا اللّٰهُ تِسْعاً وَّتِسْعِیْنَ رَحْمَةً یَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (مسلم و بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے سو رحمتیں ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے

www.askfatwa.com

کئے) جن میں سے اس نے جنات اور انسانوں اور جانوروں اور حشرات میں رحمت کا صرف ایک حصہ اتارا ہے۔اس ایک حصہ کی وجہ سے وہ باہم ایک دوسرے سے مہربانی کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔اسی ایک حصہ سے وحشی جانور اپنے بچوں سے محبت رکھتے ہیں۔رحمت کے باقی ننانوے حصوں کو اس نے قیامت کے دن کے لئے رکھ چھوڑا ہے کہ ان سے اپنے (مومن) بندوں پر رحم فرمائے گا۔

عَنْ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُاللّٰهُ لِفُلَانٍ وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ قَالَ مَنْ ذَالَّذِیْ یَتَأَ لٰی عَلَیَّ أَنِّیْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَکَ (مسلم)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ خدا فلاں کو نہیں بخشے گا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کون ہے جو مجھ پر قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا (جا) میں نے فلاں کو (تو) بخشا اور تیری قسم کو باطل (یعنی جھوٹا) کر دیا۔

عَنِ ابْنِ عَمْرِو بنُ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (مخلوق پر) رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے تو تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں کے ساتھ معاملہ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ نَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تقَرَّبَ ا □ ✦ لَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ أَحَبَّ ا □ ✦ لَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتقَرَّبُ ا □ ✦ لَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی أَحْبَبْتُهٗ فَا □ ✦ ذَا أَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَ ا □ ✦ نْ سَأَلَنِیْ لَأُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَأُعِیْذَنَّهٗ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے دوست اور ولی سے دشمنی کی میری طرف سے اس کو اعلان جنگ (یعنی میری سخت ناراضگی کا اعلان) ہے۔میرا بندہ میرا تقرب کسی اور عمل سے جو مجھے پسند ہوا تنا حاصل نہیں کرتا جتنا کہ اس عمل سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔جب میں اس سے محبت کرتا ہوں (اس کے وہ اعمال خیر جن کے لئے پہلے اس کو کچھ تکلف کرنا پڑتا تھا میرے محبت کرنے کی وجہ سے اس کی وہ کلفت دور ہو جاتی ہے اور صراط مستقیم پر قائم رہنا اس کے لئے بہت سہل ہو جاتا ہے) میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے (لہٰذا وہ وہی سنتا ہے جس کے سننے کی میں نے اجازت دی ہے) اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (لہذا وہ صرف وہی کچھ دیکھتا ہے جس کے دیکھنے کی میں نے اجازت دی ہے) اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے (لہٰذا وہ صرف وہی کام کرتا ہے جس کے کرنے کی میں نے اجازت دی ہے یا حکم دیا ہے) اور وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے (لہٰذا وہ صرف میری مرضی کے کام میں چلتا ہے اس کے سوا نہ وہ کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ اور کوئی ادنیٰ حرکت کرتا ہے) اب اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے گا تو میں اسے دوں گا اور اگر میری پناہ میں آنا چاہے گا تو میں اپنی پناہ میں لے لوں گا۔

اللہ تعالیٰ کا بندے کی توبہ پر خوش ہونا

www.askfatwa.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰہُ أَفْرَحُ بِتَوْبَۃِ عَبْدِہِ الْمُوْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِیْ أَرْضٍ دَوِیَّۃٍ مَھْلِکَۃٍ مَعَہٗ رَاحِلَتُہٗ عَلَیْھَا طعامہ و شرابہ فوضع راسہ فَنَامَ نَوْمَۃً فَاسْتَیْقَظَ وَقَدْ ذَھَبَتْ رَاحِلَتُہٗ فَطَلَبَھَا حَتّٰی ا □ ✦ذَا اشْتَدَّ عَلَیْہِ الْحَرُّ وَالْعَطْشُ أَوْمَا شَاءَ اللّٰہُ قَالَ أَرْجِعُ ا □ ✦لٰی مَکَانِیَ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ فَأَنَامُ حَتّٰی أَمُوْتَ فَوَضَعَ رَاسَہٗ عَلٰی سَاعِدِہٖ لِیَمُوْتَ فَاسْتَیْقَظَ فَا □ ✦ذَا رَاحِلَتُہٗ عِنْدَہٗ عَلَیْھَا زَادُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاللّٰہُ أَشَدُّ فَرْحاً بِتَوْبَۃِ الْعَبْدِ الْمُوْمِنِ مِنْ ھٰذَا بِرَاحِلَتِہٖ وَ زَادِہٖ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جس نے کسی ہلاکت خیز جگہ میں پڑاؤ کیا۔اس کے ساتھ اس کی سواری ہے جس پر اس کا سامان اور پانی بندھا ہے۔(آرام کے لئے)اس نے اپنا سر زمین پر رکھا اور (کچھ دیر کے لئے) سوگیا۔آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کی سواری کہیں جا چکی ہے۔اس نے اپنی سواری کو (بہت) ڈھونڈا یہاں تک کہ جب گرمی اور پیاس وغیرہ شدید ہوگئی تو اس نے سوچا کے میں اپنی اسی جگہ جہاں میں (سویا) تھا واپس جاتا ہوں اور وہاں سوتا ہوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔اس نے (لیٹ کر) اپنا سر اپنے بازو پر رکھا تا کہ اسی حالت میں مر جائے۔(اس کی آنکھ لگ جاتی ہے)۔پھر جو آنکھ کھلتی ہے تو ناگہاں دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس ہی کھڑی ہے اور اس پر اس کا سامان اور پانی موجود ہے۔اس بندے کو اپنی سواری اور اپنے سامان کے ملنے سے (اتنی) خوشی ہوتی ہے (کہ خوشی میں بے اختیار یہ الٹ بات کہہ بیٹھتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ أَنْتَ عَبْدِیْ وَأَنَا رَبُّکَ یعنی اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں) اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تجلیات

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت کے دو اہم طریقے یہ ہیں۔

1- رسولوں کے ذریعہ۔

2- تجلیات کے ذریعہ۔

تجلی کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کسی شے کو اپنی ذات کا عنوان اور اپنی معرفت کا اور اپنے احکام دینے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔اس وقت اس شے کی اپنی مستقل حیثیت ختم ہو جاتی ہے یعنی بالکل نظر انداز کر دی جاتی ہے۔اس لئے جب اس حالت میں اس شے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اس سے خود وہ شے مقصود نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقصود ہوتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شے خود خدا بن جاتی ہے یا خدا اس میں حلول کر جاتا ہے۔

اس کو ایک مثال سے سمجھو

فرض کرو کہ بڑے جاہ وجلال والا ایک بادشاہ جس تک ہر کسی کی رسائی نہیں ہے۔اس بادشاہ نے ایک پبلک مقام میں ایک بڑا ٹیلی ویژن نصب کرا دیا اور اعلان کرا دیا کہ میری رعایا فلاں وقت اس ٹیلی ویژن کے گرد جمع ہو جایا کرے اور اس وقت ٹیلی ویژن پر ان کو جو حکم دیا جائے اس پر عمل کو واجب سمجھیں اور جس بات سے روکا جائے اس سے رک جائیں۔اس اعلان کے بعد بادشاہ اپنی منتظمہ کے افراد کو کہتا ہے کہ وہ اس مقام پر با ادب حاضر ہوں اور ٹیلی ویژن پر وہ ان کو جو احکام دے وہ ان کو بجالائیں۔پھر وقت مقرر پر بادشاہ اپنا شاہی تاج پہن کر تخت پر بیٹھتا

www.askfatwa.com

ہے اور براہ راست ٹیلی ویژن چلا دیا جاتا ہے۔ اب سکرین پر بادشاہ کی تصویر اور عکس آتا ہے۔ بادشاہ کسی کو قریب کرنے اور کسی کو دور کرنے کا حکم دیتا ہے، کسی کو انعام دینے اور کسی کو سزا دینے کا حکم دیتا ہے۔

اس مثال سے سمجھو کہ ٹی وی سکرین پر جو صورت نظر آتی ہے یہی اس بادشاہ کی تجلی ہے۔ مادی اعتبار سے بادشاہ اور ہے اور اس کا عکس اور ہے لیکن ظاہری صورت کے اعتبار سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بادشاہ ہی نے ان کو حکم دیا ہے اور سکرین پر عکس و تصویر ہونے کی مستقل حیثیت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس کی طرف اشارہ سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ بعینہ بادشاہ ہی کی طرف ہے۔

تنبیہ: جب تجلی سے مقصود تجلی کرنے والی ذات ہوتی ہے اور اسی کی طرف مکمل توجہ مطلوب ہوتی ہے اور تجلی والی شے کی اپنی ذاتی حیثیت معدوم ہو جاتی ہے تو ذات تجلی کے ذریعہ جن باتوں کا اظہار چاہتی ہے اور ان کو نمایاں کرنے کا ارادہ کرتی ہے ان کی نسبت ذات ہی کی طرف کرنا مناسب ہے۔ مثلاً جب اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص تجلی عرش پر قائم ہوئی تو یہی کہنا حقیقت اور مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر قائم ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو اس طرف گئے۔ سمجھے کہ آگ ہے تاپنے کے لئے کچھ لے آئیں۔ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ایک تجلی تھی۔ نہ وہ خود خدا تھی اور نہ خدا نے اس میں حلول کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے لئے عنوان اور اپنی معرفت کا ذریعہ بنا لیا تھا اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توجہ آگ کے مادے کی طرف نہ رہی بلکہ ان کی توجہ سراسر اللہ تعالیٰ کی طرف رہی اور ان کو یقین تھا کہ وہ خدا تعالیٰ سے براہ راست ہمکلام ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دیدار الٰہی کی درخواست پر بھی پہاڑ پر ایک نسبتاً بڑی تجلی نازل فرمائی جو جمال خداوندی کی محض ایک جھلک پر مشتمل تھی لیکن وہ بھی گویا تیز تجلی تھی جس کی برداشت کسی دنیوی مادے میں نہیں لہٰذا وہ پہاڑ اس تجلی کا تحمل نہ کر سکا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰی ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِيْبُ لَهٗ مَنْ يَّسْأَلُنِیْ فَأُعْطِيَهٗ وَ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِیْ فَأَغْفِرُ لَهٗ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر رات کو جب رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے ہمارے رب (یعنی اس کی تجلی) کا آسمان دنیا کی طرف نزول ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کی پکار کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی ایک وقت میں متعدد تجلیاں ہو سکتی ہیں مثلاً عرش پر اس کی مستقل تجلی ہے جو ہمیشہ رہتی ہے، خواہ وہ دن و رات کا کوئی بھی حصہ ہو۔ اس کے علاوہ ایک یہ تجلی ہے جو آسمان دنیا پر رات کے آخری حصہ میں ہوتی ہے۔ ان متعدد تجلیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے احکام کی نسبت کرنا ممکن ہے جو باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ عرش پر مستوی رہتے ہیں اور یہ کہ رات کے آخر حصہ میں اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر اترتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ ...... وَمَاتَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ أَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهٗ وَلَا بُدَّ مِنْهُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اپنے) مومن (بندے) کی روح کے قبض کرنے میں جتنا مجھے تردد ہوتا ہے (اور میں رکاوٹ محسوس کرتا ہوں) کسی اور کام میں نہیں ہوتا جس کو میں نے کرنا ہے۔ (جس کی وجہ یہ ہے کہ) میں اس کو ناگواری میں مبتلا کرنا پسند نہیں کرتا حالانکہ موت اس کے لئے ناگزیر ہے۔

فــــائـدہ: اس حدیث میں مومن بندوں سے مراد وہ خاص لوگ ہیں جن کی روح پر تجلی قائم ہو۔ یہ تجلی ان کے سارے اعلیٰ روحانی مقاصد اور مطالب کی تکمیل کی ضامن ہوتی ہے اور وہی ان کی تمام مشکلات اور دکھ درد کے ازالہ کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس تجلی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ ایسی تمام باتوں کو ناپسند فرماتے ہیں جنہیں خدا کا یہ بندہ طبعی اور فطری طور پر اپنے اختیار سے پسند نہیں کرتا لیکن اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایک اور عظیم الشان تجلی بھی ہے جس کا ہر حکم ہر فرد انسانی پر نافذ ہوتا ہے خواہ وہ فرمانبردار ہو یا نافرمان، اس کو قرب الٰہی حاصل ہو یا وہ اس سے دور ہو۔ یہ تجلی ہر فرد کے بارے میں چاہتی ہے کہ ایک وقت تک اس کو بقا حاصل ہو اور پھر ایک وقت وہ فنا ہو جائے۔ اس تجلی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی موت چاہتے ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ عام طور سے بندے کو مصائب اور نقصانات اور دیگر صبر آزما حالات میں مبتلا کرتے ہیں جن کی وجہ سے اس کا دل دنیا سے سرد ہو جائے اور وہ از خود دنیا ترک کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

باب 3:

نبوت و رسالت

کسی مذہب سماوی سے تعلق ہونے کے باوجود جو لوگ انبیاء علیہم السلام اور ان کی تعلیمات کے متعلق کج فہمی میں مبتلا ہیں ان کو ہمیشہ سے یہ مغالطہ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا تعلق صرف ایک ایسی غیر محسوس حیات کے ساتھ وابستہ ہے جس کے وجود میں بھی یہ کج فہم لوگ بہت سے شکوک و شبہات رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک گویا مذہبی تعلیمات کا تعلق اگر ہے تو صرف قبر، حشر و نشر اور مابعد الموت زندگی کے مسائل کی حد تک ہے دنیوی نظم و نسق کے ساتھ اس کا کوئی محکم تعلق ثابت نہیں۔ دوسری طرف عالم غیب اور اس کے علوم سے چونکہ یہ مادی عقول بالکل خالی ہوتی ہیں اس لئے وہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی تعلیمات کے لئے کوئی بلند مقام تجویز کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔

لیکن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اصل حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں۔

''اگر تم نبی اور اس کے خواص جاننا چاہتے ہو تو یوں سمجھو کہ حیات انسانی کے نظم و نسق کے لئے جن جن صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ بیک وقت نبی کی ذات میں تمام انسانوں سے بڑھ کر پیدا فرمائی جاتی ہیں۔

(1) وہ حاکم کی طرح ہوتا ہے جس کی قوت عاقلہ اور قوت عاملہ کے سایہ کے نیچے اہل قلم بھی، بڑے بڑے جرنیل اور سیاست دان بھی، کاشتکار اور تاجر بھی غرض تمام عالم اپنی اپنی زندگی کے مطابق تربیت حاصل کرتا ہے اور ہر ہر شعبہ کا نظام اس کے اقوال و افعال کے دم سے قائم رہتا ہے۔

(2) وہ ایک حکیم و مدبر بھی ہوتا ہے جو علم اخلاق و تدبیر منزل اور سیاست مدن کا ماہر ہو اور یہ تمام صفات اس کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہوں حتیٰ کہ اس کے حرکات و سکنات سے یہ علوم ٹپکتے نظر آ رہے ہوں۔

(3) وہ مرشد کامل بھی ہوتا ہے جو کرامات و خوارق کا مصدر بنا ہوا ہو اور طاعات و عبادات کے ان تمام طریقوں سے آگاہ ہو جو تہذیب نفس

www.askfatwa.com

کیلئے ضروری ہیں اوران علوم فقہ کا ماہر ہو جن سے انسانوں پر ملکوت کے خفیہ اسرار روشن ہوتے ہیں اوراسی طرح اعمال جوارح اوراذ کار لسانی کے علیحدہ علیحدہ تمام خواص سے پورا پورا آشنا ہو۔اللہ کے ہرحکم کو پورا کرنا اس کی شان بن چکی ہواوراس کی فطرت کوعالم بالا سے وہ مناسبت حاصل ہو کہ علوم الٰہیہ اوریقین واطمینان کی نعمت اس کے قلب پر بہہ رہی ہو۔‘‘ ترجمان السنة 115/3

اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبوت کے تین رکن ہیں

(1) حکومت و سیاست

اس کی حقیقت یہ ہے کہ نبی خلیفۃ اللہ ہوتا ہے اوراحکام الٰہیہ کی تلقین کرتا ہے۔اور جب موقع ہوتا ہے تو حکومتی سطح پر ان کوخود جاری بھی کرتا ہے۔اسی وجہ سے نبی کی حکومت وسیاست کی اہم بنیاد عالم غیب سے اس کا رشتہ اورتعلق ہوتی ہے اور قدرت خود بھی نبی کے اندر اعلیٰ قابلیتیں اورصلاحیتیں ودیعت رکھتی ہے۔

(2) علم وحکمت

علوم نبوت کی خصوصیات یہ ہیں

(ا) وہ انسانیت کے حقوق کا تحفظ اور مصالح عالم کی رعایت کرتے ہیں۔

(ب) وہ حقیقت کی صحیح صحیح ترجمانی کرتے ہیں کبھی باطل ثابت نہیں ہوتے۔

(ج) وہ قطعیت اور یقین کے اس نقطہ پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

(3) رشد و ہدایت

(ا) انبیاء علیہم السلام کے رشد و ہدایت اور جمیع کمالات اتنے بلند درجہ کے ہوتے ہیں کہ کہنا بجا ہے کہ گویا ان کی نوعیت ہی علیحدہ ہوتی ہے مثلاً جوان کی صحبت میں ایمان کے ساتھ ایک مرتبہ آ بیٹھا وہ با جماع امت جنیدؒ وشبلیؒ سے کہیں فائق بن کر اٹھا۔

(ب) نبی کی عام صفات مثلاً صداقت، دیانت، امانت، بلندی اخلاق اور انصاف وغیرہ بھی دیگر انسانوں میں موجود ان صفات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بلند ہوتی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام سب کے سب بشر تھے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَلَّی الظُّھْرَ خَمْساً فَقِیْلَ لَہٗ أَ زِیْدَ فِیْ الصَّلٰوۃ فَقَالَ وَمَاذَاکَ قَالُوْا صَلَّیْتَ خَمْساً فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمْ وَفِیْ رَوَایَۃٍ قَالَ ا □ ✦ نَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ أَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَا □ ✦ ذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے (بھول سے) ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔اس پر آپؐ سے عرض کیا گیا کہ کیا ظہر کی نماز کی رکعتیں بڑھا دی گئی ہیں۔آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا (آج) آپ نے پانچ رکعتیں ادا فرمائی ہیں۔یہ سن کر آپؐ نے ایک رکعت اور پڑھی اور تشہد پڑھ کر سلام کے بعد سہو کے لئے دو سجدے کئے (یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز میں بات کرنے کی اجازت تھی)۔ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا میں (اگرچہ اللہ کا رسول ہوں لیکن اصل کے اعتبار سے) ایک بشر ہوں

www.askfatwa.com

جیسے تم بشر ہو اور (مجھ کو بھی بشری عوارض پیش آتے ہیں جو میری رسالت اور برگزیدگی کے منافی نہیں ہیں اور بشری عوارض کی وجہ سے میں) بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو اس لئے جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔

انبیاء علیہم السلام کو بھی بشری عوارض پیش آتے تھے مثلاً

1۔ بھول چوک

اوپر کی حدیث میں انما انا بشر انسی کما تنسون یعنی آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایک بشر ہوں جیسے تم بشر ہو اور بھول بھی جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرآنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْحَمُ اللّٰهُ فُلاَنًا كَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک صاحب (یعنی عبداللہ بن یزید) رات کے وقت اٹھے اور اونچی آواز سے قرآن پڑھا۔ (ان کی آواز نبی ﷺ) کے کان میں بھی آئی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ فلاں (یعنی عبداللہ بن یزید) پر رحم فرمائے کتنی ہی آیتیں ہیں جو آج رات انہوں نے مجھے یاد دلا دیں جو مجھے مستحضر نہیں رہی تھیں۔

فائدہ: عارضی طور پر مستحضر نہ رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کو بالکل بھول ہی گئے تھے جو کوشش کے باوجود بھی یاد نہ آ رہی ہوں بلکہ وقتی طور پر توجہ نہ ہونے کے باعث جب وہ کان میں پڑیں تو ایسے معلوم ہوا گویا بھولی ہوئی تھیں جو یاد دلا دیں۔

(2) بھوک کی شدت محسوس کرنا

عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُوْعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَطْنِهِ عَنْ حَجَرَيْنِ (ترمذی)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے (غزوہ خندق میں) شدت بھوک کی شکایت کے طور پر اپنے پیٹ کھول کر دکھائے کہ ان پر ایک پتھر بندھا ہوا ہے۔ (تاکہ اس کے دباؤ کی وجہ سے خالی پیٹ کا درد محسوس نہ ہو اور کمر سیدھی رہے) اس پر آپ ﷺ نے اپنا پیٹ جو کھولا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

(3) بچھو کا کاٹنا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَعْلِهِ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّياً وَلَا غَيْرَهُ أَوْ نَبِيّاً وَغَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ فَجَعَلَهُ فِيْ إِنَاءٍ ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهُ عَلٰى إِصْبَعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شب رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھا تو کسی بچھو نے آپ کے ہاتھ میں کاٹ لیا۔ آپ ﷺ نے اپنا چپل لے کر (عمل قلیل سے) اس کو مار دیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوگئے تو فرمایا خدا تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے نہ نمازی کو بخشے نہ غیر نمازی کو یا یہ فرمایا کہ نہ نبی کو چھوڑے نہ غیر نبی کو۔ اس کے بعد ذرا سا نمک اور پانی منگا کر ایک

برتن میں ڈالا اور جس جگہ پر بچھونے کا ٹا تھا اس جگہ اس کو ڈالتے رہے اور معوذتین پڑھ کر انگلی پر ہاتھ پھیرتے اور دم کرتے رہے۔

(4) جادو کا اثر ہو جانا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يُرٰى أَنَّهُ يَاتِي النِّسَاءَ وَلَايَاتِيهِنَّ ...... فَانْتَبَهَ مِنْ نَوْمِهٖ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ أَعَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْأٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَاْسِيْ لِلْآخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٍ لِيَهُوْدَ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِيْمَ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاقَةٍ قَالَ فَأَيْنَ قَالَ فِيْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَعُوْفَةٍ فِيْ بِئْرِ ذِيْ أَرْوَانَ قَالَ فَأَتَى الْبِئْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهُ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَاءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ فَقُلْتُ أَفَلَا تَنَشَّرْتَ فَقَالَ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِيْ وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ شَرًّا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا (جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ خیال کرتے تھے کہ آپ (اپنی) بیویوں سے صحبت کریں مگر کر نہ پاتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا اے عائشہؓ جانتی ہو آج اللہ تعالیٰ نے جس بات کو میں نے اس سے پوچھا تھا اس نے اس کی مجھے خبر دے دی ہے۔ (اس کی صورت یہ ہوئی کہ) دو فرشتے میرے پاس آئے ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا میرے پیروں کی طرف بیٹھ گیا۔ جو میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے دوسرے سے پوچھا ان کو کیا تکلیف ہے۔ دوسرے نے جواب دیا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا لبید بن اعصم نے جو قبیلہ بنی زریق کا ایک آدمی ہے اور یہود کا حلیف ہے۔ یہ شخص منافق تھا۔ پہلے نے پوچھا اچھا یہ جادو کس چیز پر کیا ہے؟ اس نے کہا ایک کنگھی اور کنگھی کشیدہ بالوں پر۔ پہلے نے پوچھا تو وہ ٹونا کہاں ہے۔ اس نے کہا وہ ایک نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں رکھ کر ذی اروان کنویں کے اندر کے پتھر کے نیچے ہے۔ چنانچہ آپؐ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس جادو کو نکالا اور فرمایا یہی کنواں تھا جو مجھ کو دکھایا گیا تھا۔ اس کا پانی ایسا تھا جیسا مہندی کا پانی سرخ ہوتا ہے اور اس کے اردگرد درختوں پر ایسی وحشت برستی تھی گویا وہ شیطانوں کے سر ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کی آپؐ نے اس کو کھول (کر لوگوں کو دکھا) کیوں نہیں دیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرما ہی دی اور اب مجھ کو یہ بات گوارا نہیں کہ کسی بھی شخص کے خلاف شر اٹھاؤں۔

5-زہر کے اثر سے متاثر ہونا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً مَنْ أَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الذِّرَاعَ فَأَكَلَ مِنْهَا وَأَكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ مَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦رْفَعُوْا أَيْدِيَكُمْ وَأَرْسَلَ ا□ ✦لَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ أَخْبَرَكَ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهٖ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ ا□ ✦نْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهُ وَا□ ✦نْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا اِسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ أَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ أَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى كَاهِلِهٖ مِنْ أَجْلِ الَّذِيْ أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ حَجَمَهُ أَبُوْهِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ بَيَاضَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ (ابو داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بھونی ہوئی بکری زہر ملا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے

www.askfatwa.com

بطور ہدیہ پیش کی۔ آپؐ نے اس کی دستی لی اور اس میں سے کچھ کھایا اور آپؐ کے بعض صحابہ نے بھی کھالیا۔ آپؐ نے فرمایا کھانے سے ہاتھ اٹھالو اور اس یہودی عورت کو ایک آدمی بھیج کر بلوایا اور اس سے پوچھا تونے بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے دستی کے اس ٹکڑے کی طرف جو آپ کے ہاتھ میں تھا اشارہ کرکے فرمایا کہ اس نے۔ یہ سن کر وہ بولی جی ہاں (اور) میں نے اپنے دل میں سوچا تھا اگر یہ نبی ہوں گے تو ان کو یہ زہر ہرگز نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہ ہونگے تو ان سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ آپ نے اس یہودن کو معاف کردیا اور اس کو کوئی سزا نہیں دی اور آپؐ کے جن صحابہؓ نے وہ گوشت کھا لیا تھا ان (میں سے بعض کا یعنی بشر رضی اللہ عنہ) کا تو انتقال ہو گیا اور آپ ﷺ نے بھی اس زہر آلود بکری کے اثر سے اپنے شانوں کے درمیان سینگی لگوائی۔ سینگی لگانے والے ابو ہند تھے جو انصار کے قبیلہ بنو بیاضہ کے ایک آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے سینگ اور نشتر سے آپ کے سینگی لگائی تھی۔

6- دنیوی امور کی فکر لاحق ہونا

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لِنِسَائِهٖ ا □ ✦نَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يَهُمُّنِيْ مِنْ بَعْدِيْ وَلَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ ا □ ✦لَّا الصَّابِرُوْنَ الصِّدِّيْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِيْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَدِيْقَةٍ بِيْعَتْ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا (ترمذی، مشکوۃ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے فرمایا کرتے تھے۔ میری وفات کے بعد کا تمہارا معاملہ بھی ایسا ہے جو مجھے فکرمند کرتا ہے اور تمہاری دیکھ بھال میں حصہ لینے والے صرف وہی لوگ ہونگے جو بڑے ضبط و ہمت والے ہونگے (کہ خود قلت برداشت کر کے تم پر زیادہ خرچ کریں گے) اور کثرت و اخلاص سے صدقہ کرنے والے ہوں گے (کیونکہ تمہاری دیکھ بھال کی ضرورت تو تمہاری وفات تک مسلسل رہے گی اس لئے کہ تمہارا کسی دوسری جگہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا)۔ حضرت عائشہؓ ابوسلمہ سے دعائیہ کلمات فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے والد کو جنت کے اس چشمہ کے پانی سے سیراب کرے جس کا نام سلسبیل ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والد عبدالرحمٰن بن عوف نے امہات المومنین کو ایک باغ ہدیہ کیا تھا جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوا تھا۔

www.askfatwa.com

رسول اللہ ﷺ کی کچھ خصوصیات

1۔ اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ کو غیر معمولی طریقے سے کھانا پلانا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ا □ ✦نَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِيْ ا □ ✦نِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ دو روزے درمیان میں افطار کئے بغیر ایک ساتھ رکھے جائیں۔ اس پر ایک مسلمان شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بھی تو ایسا کرلیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا (جی ہاں) مگر کیا تم میں کوئی میری طرح ہے؟ میں شب بسر کرتا ہوں اس حالت میں کہ میرا رب مجھ کو (غیر معمولی طریقے سے نیند میں حقیقتاً) کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے (اس لئے میری توانائی بحال رہتی ہے)۔

2۔ غیر معمولی بصارت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَ تَرَاصُّوْا فَا□ ✦نِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جماعت کھڑی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف اپنا رخ پھیر کر فرمایا اپنی صفیں سیدھی کرو اور خوب مل کر کھڑے ہو کیونکہ (اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ غیر معمولی بصارت عطا کی ہے کہ پشت کی طرف کی روشنی کی شعائیں میرے دائرہ بصارت میں داخل ہو جاتی ہیں اور) میں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی دیکھ لیتا ہوں۔

3۔ نیند میں خصوصیت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَفَقَالَ يَا عَائِشَةُ ا □ ✦نَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (انہوں نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ نوافل پڑھ کر وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں اور پھر اٹھ کر بلا وضو کئے وتر پڑھ لیتے ہیں تو) انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا وتر کی نماز پڑھنے سے پہلے آپ (اس طرح) سو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں (لیکن) میرا دل (و دماغ) نہیں سوتا (بلکہ وہ بیدار رہتا ہے اور کام کرتا رہتا ہے جس سے مجھے پتہ رہتا ہے کہ میرا وضو ٹوٹا ہے یا نہیں جبکہ اور لوگوں کو یہ غیر معمولی وصف حاصل نہیں ہے اس لئے وہ جب لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سوتے ہیں تو ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ ان کے وضو کا کیا حال ہے اور چونکہ نیند میں جسم و جوڑ ڈھیلے ہو جانے کی وجہ سے ہوا خارج ہو سکتی ہے اس لئے محض نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کا حکم ہے)۔

4- شیطان سے حفاظت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مَنْ أَحَدٍ ا □ ✦لَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوْ وَا□ ✦يَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِيَّایَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ فَلَايَامُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ (کی جانب سے) دو ساتھی مقرر کئے گئے ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہیں ایک جن دوسرا فرشتہ۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ دونوں آپؐ کے ساتھ بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہیں لیکن شر کی قوت کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے اس لئے میں اس کے فریب سے محفوظ ہوں۔ (اس لئے کوئی زور نہ پا کر) وہ جن مجھے (اگر کچھ مشورہ دیتا ہے تو) بھلائی کا ہی مشورہ دیتا ہے۔

عالم غیب سے تعارف کی ابتداء

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَايَرٰى شَيْئًاوَثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى ا□ ✦لَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں پندرہ سال اس طرح قیام پذیر رہے کہ ان میں سے سات سال تک آپ صرف (فرشتے یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کی غائبانہ) آواز سنتے تھے اور (فرشتے کے ساتھ کی) روشنی دیکھا کرتے اس کے علاوہ (فرشتہ وغیرہ) کچھ نہ دیکھتے (تا کہ آپ کا طبعی خوف جاتا رہے اور آپ کے اندر فرشتے کو دیکھنے کی قوت اور استعداد پیدا ہو جائے۔

www.askfatwa.com

استعداد حاصل ہو جانے پر فرشتہ نے ظاہر ہو کر وحی لانے کا کام شروع کیا) اور (مکی دور کے) آٹھ سال آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ اس کے بعد آپ نے دس سال مدینہ (طیبہ) میں قیام فرمایا۔

فائدہ: سالوں کی یہ تحدید عربوں کے اسلوب کے مطابق ایک اندازے کی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نِّیْ لَأَعْرِفُ حَجَراً بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ ا□ ✦نِّیْ لَأَعْرِفُهُ الْاٰنَ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو خوب پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھ کو سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اس کو خوب پہچانتا ہوں۔

عالم غیب کے ساتھ تعلق اور ربط

وحی کا نزول اور فرشتوں کے ساتھ ہمکلامی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَكَانَ لَايَرٰى رُؤْيَا ا□ ✦لَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ ا□ ✦لَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتَ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَّنْزِعَ ا□ ✦لٰى أَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ ا□ ✦لٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَ فِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الا□ ✦نْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الا□ ✦نْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا ا□ ✦نَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تُقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ ا□ ✦لٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ ابْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ فَقَالَتْ لَهٗ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ عَنِ ابْنِ أَخِيْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا هُوَ النَّامُوْسُ الَّذِيْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى ...... (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی اول ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپ (رات کو) جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آجاتا (یعنی خواب کے موافق ہی واقعہ رونما ہوتا) پھر آپ کو خلوت نشینی محبوب ہوگئی اور آپ غار حراء میں خلوت اختیار کرتے اور گھر واپس جانے سے پہلے وہاں چند (دن اور) رات عبادت کرتے۔ پھر گزارہ کا کچھ سامان عبادت وخلوت کی غرض سے لے جاتے۔ پھر چند دنوں بعد واپس خدیجہ کے پاس آتے اور اتنے دنوں کے لئے مزید سامان لے جاتے۔ (یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا) یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آگیا (جس کی صورت یہ ہوئی کہ) آپ غار حراء میں تھے تو آپ کے پاس فرشتہ آیا (یعنی جبرئیل علیہ السلام آئے) اور کہا پڑھیے۔ آپ نے فرمایا میں (نے چونکہ لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا لہٰذا میں پڑھ نہیں سکتا۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور مجھے زور سے بھینچا (جس سے

غرض یہ تھی کہ وحی کے تحمل کی جو توانائی انہیں حاصل تھی اس میں سے کچھ نبی ﷺ کی طرف بھی منتقل ہو جائے)۔ پھر مجھے چھوڑا اور کہا پڑھیئے۔ میں نے کہا میں پڑھ نہیں سکتا۔ انہوں نے مجھے (پھر) پکڑا اور دوسری مرتبہ مجھے زور سے بھینچا (تاکہ مزید توانائی منتقل ہو جائے) پھر انہوں نے مجھے چھوڑا اور کہا پڑھیئے۔ میں نے (پھر یہی) جواب دیا کہ میں پڑھ نہیں سکتا۔ جبرئیل نے (پھر) مجھے پکڑا اور تیسری مرتبہ مجھے زور سے بھینچا (تاکہ مزید توانائی منتقل ہو جائے) پھر مجھے چھوڑا اور کہا (یہ آیتیں) پڑھیئے۔ ا□ ✦قْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْا □ ✦نْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o ا□ ✦قْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ o اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْا □ ✦نْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ o رسول اللہ ﷺ ان آیتوں کو لے کر (گھر کی طرف لوٹے) آپ کا دل (رعب کی وجہ سے) زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ (جب) آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ گھر والوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا یہاں تک کہ آپ کا خوف (اور رعب) جاتا رہا۔ آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پورا قصہ سنایا اور فرمایا مجھے اپنی جان (پر ہلاکت) کا خوف ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہرگز نہیں (آپ ایسا خوف نہ کیجئے) اللہ کی قسم، اللہ آپ کو کبھی بھی رسوا نہ کرے گا (کیونکہ آپ کا جو کردار ہے ایسے کو برباد و رسوا کرنا اللہ تعالیٰ کی عادت نہیں ہے) آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بات کہتے ہیں اور بے کسوں کی خبر گیری کرتے ہیں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور قدرتی حوادث میں (مبتلا لوگوں کی) مدد کرتے ہیں۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں (جو کہ عیسائی ہو چکے تھے اور اس وقت کی دینی کتابوں کے بڑے عالم تھے) اور ان سے کہا اے میرے چچا زاد بھائی ذرا اپنے بھتیجے کی بات تو سن لیجئے۔ ورقہ نے آپ ﷺ سے پوچھا اے بھتیجے آپ کیا (چیزیں) دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا اس کا قصہ ورقہ کو سنایا۔ (وہ سن کر) ورقہ نے کہا (جو فرشتہ آپ نے دیکھا) یہ وہی فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ...... فَتَرَ الْوَحْیُ حَتّٰی حَزِنَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا کَیْ یَتَرَدّٰی مِنْ رُؤُسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ فَکُلَّمَا أَوْفٰی بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِکَیْ یُلْقِیْ نَفْسَهٗ مِنْهُ تَبَدّٰی لَهٗ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ا□ ✦نَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَیَسْکُنُ لِذٰلِکَ جَاشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں (غار حراء میں پہلی وحی کے بعد کچھ ایام کے لئے وحی بند رہی۔ اگر چہ غار حراء کی وحی آنے پر آپ خوفزدہ ہو گئے تھے لیکن ایک تو ویسے بھی وہ خوف جاتا رہا دوسرے حقیقت حال بھی واضح ہو گئی تھی۔ خوف اور رعب کی جگہ فرشتہ سے ملاقات اور وحی کا اشتیاق دل میں بہت زیادہ پیدا ہو گیا تھا لہٰذا وحی جو کچھ عرصہ رکی رہی تو آپ ﷺ اتنے زیادہ غمگین ہوئے کہ آپ کئی مرتبہ اس غرض سے نکلے کہ اپنے آپ کو پہاڑ کی بلندیوں سے نیچے گرا دیں۔ اس ارادے سے آپ جب بھی کسی چوٹی پر پہنچتے تاکہ وہاں سے اپنے آپ کو گرا دیں تو جبریل علیہ السلام آپ کے سامنے ظاہر ہوتے اور کہتے اے محمد (ﷺ) بے شک آپ اللہ کے واقعی رسول ہیں۔ اس سے آپ ﷺ کے جوش و قلق کو سکون ملتا اور آپ کے نفس کو قرار آتا۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْیِ قَالَ فَبَیْنَا أَنَا أَمْشِیْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ فَا □ ✦ذَا الْمَلَکُ الَّذِیْ جَاءَنِیْ بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلٰی کُرْسِیٍّ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰی هَوَیْتُ ا□ ✦لَی الْأَرْضِ فَجِئْتُ ا□ ✦لٰی أَهْلِیْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَا أَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ ثُمَّ حَمِیَ الْوَحْیُ وَتَتَابَعَ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فترت وحی (یعنی چند ایام کے لئے وحی کے انقطاع) کی بات کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس دوران کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے جو اپنی نظر اٹھائی تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حراء میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں رعب کی وجہ سے اس سے اتنا خوفزدہ ہوا کہ میں زمین پر گر گیا اور (تیزی سے) اپنے گھر والوں کی طرف آیا اور کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: **يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ** (سورہ مدثر) پھر تو وحی کی گرمی تیز ہوگئی اور بار بار آنے لگی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَصْبَحَ يَوْماً وَاجِماً...... وَ قَالَ ا □ ✦نَّ جِبْرِيْلَ كَانَ وَعَدَنِیْ أَنْ يَلْقَانِیَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِی أَمْ وَاللّٰهِ مَا أَخْلَفَنِیْ...... ثُمَّ وَقَعَ فِیْ نَفْسِهٖ جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَنَا فَأَمَرَ بِهٖ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهٖ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهٗ فَلَمَّا أَمْسٰى لَقِيَهٗ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ لَقَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِیْ أَنْ تَلْقَانِیَ الْبَارِحَةَ قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت میمونہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت کچھ مغموم تھے اور (اسکی وجہ) آپؐ نے یہ بات بتائی کہ جبرئیل (علیہ السلام) نے آج کی رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر آئے نہیں خدا کی قسم انہوں نے مجھ سے (کبھی) وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر آپؐ کے دل میں تخت کے نیچے موجود کتے کے پلہ کا خیال آیا۔ آپؐ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اس کو فوراً نکال دیا گیا۔ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے پانی لے کر اس جگہ پر چھڑکا۔ (تاکہ آپ کے ہاتھ لگے پانی کی برکت سے کتے کے معنوی اثرات اس جگہ سے دور ہو جائیں)۔ جب شام ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا آپ نے تو گزشتہ شب مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا جی ہاں لیکن جس گھر میں (شوقیہ یا بلاوجہ) کتا (رکھا گیا) ہو یا تصویر ہو اس میں ہم (یعنی فرشتے) داخل نہیں ہوتے۔

وحی کا نعمت ہونا

عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنْطَلِقْ بِنَا ا □ ✦لٰی أُمِّ أَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيَا ا □ ✦لَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ أَمَا تَعْلَمِيْنَ أَنَّ مَا عِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ ا □ ✦نِّیْ لَا أَبْكِیْ ا □ ✦نِّیْ لَأَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرُسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ أَبْكِیْ أَنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد (حضرت) ابوبکر نے (حضرت) عمر سے کہا (آؤ بھئی) جس طرح کبھی رسول اللہ ﷺ ام ایمن کی ملاقات کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے ہم بھی ان کی ملاقات کیلئے چلیں (یہ ام ایمن رسول اللہ ﷺ کو اپنے والد کے ترکہ میں بطور باندی ملی تھیں اور نبی ﷺ کی خدمت آیا کی طرح انجام دیا کرتی تھیں۔ نبی ﷺ نے ان کو آزاد بھی کر دیا تھا اور آپ ماں کی طرح ان کا اکرام کیا کرتے تھے اور ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے) جب یہ دونوں حضرات ان کے گھر پہنچے تو (ان حضرات کو دیکھ کر بے ساختہ) ام ایمن پر گریہ طاری ہوگیا انہوں نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جو سامان ہیں وہ بہت خیر (اور تحسین) کے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا میں اس پر تو نہیں روتی کیونکہ بلاشبہ میں اتنا تو جانتی

www.askfatwa.com

ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے لئے خیر کے سامان ہیں، بلکہ میں تو اس پر روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کی آمد کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے (جو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دین و دنیا کی براہ راست رہنمائی کا ذریعہ تھا) یہ کہہ کر ام ایمن نے ان دونوں حضرات کو بھی خوب رلایا اور یہ بھی ان کے ساتھ مل کر رونے لگے۔

وحی آنے کی کیفیت

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بِنْ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْيَاناً يَاتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَأَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْوَعَيْتُ عَنهُ مَا قَالَ وَأَحْيَاناً يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَأَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنهُ وَا◻✦نَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقاً (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حارث بن ہشامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر وحی کیسے آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کبھی تو یہ صورت ہوتی ہے کہ مجھے ایک گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ قسم مجھ پر سب سے زیادہ دشوار ہوتی ہے (کیونکہ اس میں فرشتہ اپنی اصلی صورت پر رہتا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارکہ کو مسخر کر کے اس میں کلام الٰہی کا القاء کرتا ہے۔ روح مبارکہ کے مسخر کئے جانے کے عمل میں آپ کو گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی تھی) اس کے بعد جب وہ کیفیت دور ہو جاتی ہے تو جو وحی میں ارشاد ہوا تھا وہ مجھ کو محفوظ ہو جاتا ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ فرشتہ خود کسی انسانی مرد کی صورت بن کر میرے سامنے آجاتا ہے اور مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ پھر جو کچھ وہ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے سخت جاڑوں کے دن میں آپ کو خود دیکھا ہے کہ جب آپ پر (پہلی صورت میں) وحی آ کر پوری ہو جاتی تو آپ کی پیشانی (وحی کی مشقت کی وجہ سے) پسینہ پسینہ ہو جاتی تھی۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى أَنَّ يَعْلٰى قَالَ لِعُمَرَ أَرِنِى النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ يُوْحٰى ا◻✦لَيْهِ قَالَ فَبَيْنَمَاالنَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعِرَّانَةِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَعُمَرُ ا◻✦لٰى يَعْلٰى فَجَاءَ يَعْلٰى وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ فَأَدْخَلَ رَاسَهُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِيْ سَأَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ (بخاری)

حضرت یعلی نے حضرت عمرؓ سے درخواست کی کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ پر وحی آئے تو اس وقت آپ ﷺ کا مجھے بھی مشاہدہ کرایئے گا۔ اتفاق ہوا کہ جب آپ ﷺ مقام جعرانہ میں تھے اور صحابہ کی ایک جماعت آپؐ کے ساتھ تھی کہ ایک شخص آیا اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ایک شخص خوشبو میں لت پت ہو رہا تھا اور اسی حالت میں اس نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اب وہ کیا کرے۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے اور آپؐ پر وحی کا نزول شروع ہوا حضرت عمرؓ نے یعلی کو اشارہ کیا آگے آؤ۔ وہ آگئے اس وقت آپؐ کے اوپر ایک کپڑا سائبان کے طور پر ڈالا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنا سر اس کپڑے کے اندر کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور وحی کی شدت سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کا دم گھٹ رہا ہو۔ اس کے بعد جب وہ کیفیت جاتی رہی تو آپؐ نے پوچھا عمرہ کا مسئلہ دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے......

وحی کا بوجھ

1۔ ا◻✦نّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمْلٰى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَالْـمُـجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَجَاءَ ہُ ابْنُ أُمِّ مَکْتُوْمٍ وَھُوَ یُمِلُّھَاعَلَیَّ قَالَ وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ أَسْتَطِیْعُ الْجِھَادَ لَجَاھَدْتُ وَکَانَ أَعْـمٰـی فَأَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَفَخِذُہٗ عَلٰی فَخِذِیْ فَثَقُلَتْ عَلَیَّ حَتّٰی خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِیْ ثُمَّ سُرِّیَ عَنْہُ فَأَنْزَلَ اللّٰہُ غَیْرَ أُوْلِی الضَّرَرِ (بخاری)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت لَا یَسْتَـوِی الْـقَـاعِدُوْنَ مِنَ الْمُوْمِنِیْنَ وَالْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْـلِ اللّٰـہِ (مومنوں میں سے جو لوگ جہاد سے بیٹھ رہے اور جنہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا برابر نہیں ہو سکتے) زید بن ثابت سے قلمبند کرائی۔ ابھی آپ اس کو قلمبند کر رہی رہے تھے کہ آپ کی خدمت میں ابن ام مکتوم آ گئے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ بخدا اگر میں جہاد کر سکتا تو ضرور جہاد کرتا۔ بات یہ تھی کہ وہ نابینا تھے۔ (انکے عذر کرنے پر) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر وحی نازل فرمائی۔ اس وقت آپ کی ران میری ران کے اوپر رکھی ہوئی تھی (یعنی بے تکلفی کے ساتھ گھٹنا سے گھٹنا ملائے بیٹھے تھے) تو میری ران پر اتنا وزن پڑا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اب چورا چور ہوئی۔ اس کے بعد جب وحی کی کیفیت آپ سے دور ہوگئی تو جو کلمہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا وہ یہ تھا غَیْـرُ أُولِـی الضَّرَرِ (یعنی یہ حکم ان کا ہے جو معذور نہ ہوں)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ ا ✦ ذَا أُوْحِیَ ا ✦ لَیْـہِ وَھُوَعَلٰی نَاقَتِہٖ وَضَعَتْ جِرَانَھَا فَمَا تَسْتَطِیْعُ أَنْ تَتَحَوَّلَ حَتّٰی یُسَرّٰی عَنْہُ وَتَلَتْ ا ✦ نَا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی اترتی اور آپ اپنی اونٹنی پر ہوتے تو وحی کے وزن سے وہ بھی اپنی گردن نیچے ڈال دیتی اور جب تک وحی ختم نہ ہو لیتی اپنی جگہ سے گردن نہ ہلا سکتی تھی اس کے بعد اس مضمون کی تصدیق میں حضرت عائشہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی انا سنلقی علیک قولا ثقیلا (ہم آپ پر ایک بہت وزنی کلام اتارنے والے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کی معراج جسمانی وروحانی

عَنْ مَـالِکِ بْـنِ صَـعْـصَعَةَ أَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ حَدَّثَھُمْ عَنْ لَیْلَةِ أُسْرِیَ بِہٖ بَیْنَمَا أَنَا فِی الْحَطِیْمِ وَرُبَمَا قَالَ فِیْ الْحِجْرِ ا ✦ ذْ أَتَانِیْ آتٍ فَشَقَّ مَا بَیْنَ ھٰذِہٖ اِلٰی ھٰذِہٖ یَعْنِیْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِہٖ ا ✦ لٰی شِعْرَتِہٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِیْ ثُمَّ أُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ مَمْلُوْ ا ✦ یْـمَاناً فَغَسَلَ قَلْبِیْ ثُمَّ حُشِیَ ثُمَّ أُعِیْدَ وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِیءَ اِیْمَاناً وَّحِکْمَةً ثُمَّ أُتِیْـتُ بِـدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَـغْـلِ وَفَـوْقَ الْـحِـمَارِ أَبْیَضَ یُقَالُ لَہُ الْبُرَاقُ یَضَعُ خَطْوَہٗ عِنْدَ أَقْصٰی طَرْفِہٖ فَحُمِلْتُ عَلَیْہِ فَانْطَلَقَ بِیْ جِبْـرَئِیْـلُ حَتّٰـی أَتَـی السَّـمَـاءَ الـدُّنْـیَا فَـاسْـتَـفْـتَـحَ قِیْـلَ مَنْ ھٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ ا ✦ لَیْـہِ قَـالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَباً بِہٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَا ✦ ذَا فِیْھَا آدَمُ فَقَالَ ھٰذَا أَبُوْکَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَـلَیْہِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَباً بِالْا ✦ بْـنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ الثَّانِیَةَ فَـاسْـتَـفْـتَـحَ قِیْلَ مَنْ ھٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ ا ✦ لَیْـہِ قَـالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَباً بِہٖ فَنِعْمَ الْـمَـجِیْئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ ا ✦ ذَا یَـحْیٰـی وَعِیْسٰـی وَھُمَا اِبْنَا خَالَةٍ قَالَ ھٰذَا یَحْیٰی وَھٰذَا عِیْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْھِمَا فَسَـلَّـمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَباً بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ ا ✦ لَـی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ ھٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ ا ✦ لَیْہِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَباً بِہٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا

www.askfatwa.com

خَلَصْتُ ا □ ✦ ذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَبِیْ حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَ مَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَ قَدْ أُرْسِلَ ا □ ✦ لَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَا □ ✦ ذَا اِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا ا □ ✦ دْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَباً بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی أَتَی اِلسَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَائِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ ا □ ✦ لَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَباً بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَا □ ✦ ذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَباً بِالْأَخِ الصَّالِحِ والنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَائِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ ا □ ✦ لَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَباً بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ ا □ ✦ لَيْهِ فَا □ ✦ ذَا مُوْسٰی قَالَ هٰذَا مُوْسٰی فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَباً بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ اِلصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَکٰی قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْکِيْکَ قَالَ أَبْکِیْ لِأَنَّ غُلَاماً بُعِثَ بَعْدِیْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ اَکْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِیْ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ ا □ ✦ لِی السَّمَاءِ اِلسَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَائِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَائِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ ا □ ✦ لَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَا □ ✦ ذَا ا □ ✦ بْرَاهِيْمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَباً بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ ا □ ✦ لٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی فَا □ ✦ ذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَوَا □ ✦ ذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيْلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی فَاِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَاجِبْرَئِيْلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِی الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِیَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ أُتِيْتُ بِا □ ✦ نَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَا □ ✦ نَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَا □ ✦ نَاءٍ مِنْ عَسَلٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِیَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُکَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَیَّ الصَّلَاةُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً کُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلوٰةً کُلَّ يَوْمٍ قَالَ ا □ ✦ نَّ أُمَّتَکَ لَاتَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلوٰةً کُلَّ يَوْمٍ وَا □ ✦ نِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَکَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ ا □ ✦ سْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ ا □ ✦ لٰی رَبِّکَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِکَ فَرَجَعْتُ فَوُضِعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ ا □ ✦ لٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوُضِعَ عَنِّیْ عَشْراً فَرَجَعْتُ ا □ ✦ لٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوُضِعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ ا □ ✦ لٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوُضِعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ کُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ ا □ ✦ لٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ کُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ ا □ ✦ لٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ کُلَّ يَوْمٍ قَالَ ا □ ✦ نَّ أُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَا □ ✦ نِّی قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَکَ وَعَالَجْتُ بَنِی ا □ ✦ سْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ ا □ ✦ لٰی رَبِّکَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفُ لِأُمَّتِکَ قَالَ سَئَالْتُ رَبِّی حَتّٰی اسْتَحْيَيْتُ وَلٰکِنِّیْ أَرْضٰی وَ أُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِیْ وَ خَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ (بخاری و مسلم)

حضرت مالک بن صعصعہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے اس شب کا واقعہ جس میں آپ کو بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کرائی گئی تھی بیان فرمایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا (اور حجر بھی حطیم کو کہتے ہیں) کہ ایک فرشتہ آیا اور اس نے یہاں سے لے کر یہاں تک میرا

پیٹ چاک کیا یعنی کوڑی (ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان گڑھے) کے پاس سے لے کر زیرناف تک۔اس نے میرے قلب کو نکالا اور اس کے بعد ایک سونے کا طشت ایمان وحکمت (کے نور) سے بھرا ہوا لایا گیا اور میرے قلب کو دھویا گیا پھر اس کو محبت خداوندی سے بھرا گیا اور پھر اس کو اس کی جگہ میں لوٹا دیا گیا ایک روایت میں ہے کہ پھر میرے (قلب سمیت) سینہ کو آب زمزم سے دھویا اور اس کے بعد اس میں ایمان وحکمت کو بھر دیا۔ پھر میرے سامنے ایک جانور کو پیش کیا گیا جو خچر سے ذرا چھوٹا اور گدھے سے ذرا بڑا سفید رنگ کا تھا اس کو براق کہا جاتا ہے۔(اس کی رفتار کی حالت یہ تھی کہ) وہ اپنا قدم اس جگہ ڈالتا تھا جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چلے یہاں تک کہ جب اس دنیا کے آسمان تک پہنچے (یہ آسمان اس نیلگونی سے بہت اوپر ہے جو ہمیں نظر آتی ہے بلکہ وہ ہماری اس تاروں بھری کائنات کو گھیرے ہوئے ہے) تو انہوں نے دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے جواب دیا جبرئیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے انہوں نے کہا محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں۔اس پر دربان فرشتے نے کہا خوش آمدید کیا ہی مبارک تشریف آوری ہے۔ یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ جب میں دروازہ سے اندر گیا کیا دیکھتا ہوں وہاں (حضرت) آدم علیہ السلام (اپنے جسم مثالی کے ساتھ) بیٹھے ہیں۔(ان کی دائیں جانب بھی کچھ اشخاص ہیں اور ان کی بائیں جانب بھی کچھ اشخاص ہیں۔ جب وہ دائیں جانب کے اشخاص کو دیکھتے تو خوش ہوتے اور جب بائیں جانب کے اشخاص کو دیکھتے تو رنجیدہ ہوتے اور روتے)۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے والد ہیں ان کو سلام کیجئے تو میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر فرمایا فرزند صالح اور نبی صالح آؤ خوش آمدید۔(جبرئیل نے مجھے بتایا کہ ان کے دائیں بائیں جو اشخاص ہیں وہ ان کی اولاد کی ارواح ہیں۔ان میں سے داہنے ہاتھ والے جنتی ہیں اور بائیں ہاتھ والے جہنمی ہیں۔ جب وہ داہنے ہاتھ والوں کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں ہاتھ والوں کو دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور روتے ہیں) پھر جبرئیل مجھ کو لے کر اور اوپر چلے یہاں تک کہ جب دوسرے آسمان پر پہنچے تو انہوں نے دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پھر پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے۔ کہا محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں۔اس پر دربان فرشتے نے کہا خوش آمدید کیا ہی مبارک تشریف آوری ہے اور دروازہ کھول دیا میں جب آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ (حضرت) یحیٰی اور (حضرت) عیسیٰ (علیہم السلام) ہیں۔ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ تو حضرت یحیٰی ہیں اور یہ حضرت عیسیٰ ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا آیئے برادر صالح اور نبی صالح آیئے خوش آمدید۔ پھر جبرئیل مجھ کو لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہیں کہا محمد ہیں پھر پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے جواب دیا کہ ہاں۔اس پر دربان فرشتے نے کہا خوش آمدید کیا ہی مبارک تشریف آوری ہے اور دروازہ کھول دیا جب میں آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام ہیں (اور ان کو حسن کا بہت بڑا حصہ دیا گیا ہے)۔ جبرئیل نے کہا یہ یوسف ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا آیئے برادر صالح اور نبی صالح آیئے خوش آمدید۔ پھر جبرئیل مجھ کو لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں کہا محمد ﷺ ہیں پھر پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے جواب دیا کہ ہاں۔ دربان فرشتے نے کہا خوش آمدید کیا ہی مبارک تشریف آوری ہے اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں آگے بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ ادریس ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا آیئے برادر صالح اور نبی صالح آیئے خوش آمدید۔ پھر جبرئیل مجھ کو لے کر پانچویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے۔ کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں۔ کہا محمد ہیں۔ پھر پوچھا گیا کیا

www.askfatwa.com

ان کو بلایا گیا ہے جواب دیا کہ ہاں۔دربان فرشتے نے کہا خوش آمدید کیا ہی مبارک آمد ہے اور دروازہ کھول دیا۔جب میں آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہارون علیہ السلام ہیں۔جبرئیل نے کہا یہ ہارون ہیں ان کو سلام کیجئے۔میں نے ان کو سلام کیا۔انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا آیئے برادر صالح اور نبی صالح آیئے خوش آمدید۔پھر جبرئیل مجھ کو لے کر چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔پوچھا گیا کون؟ کہا جبرئیل ہوں۔پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں کہا محمدﷺ ہیں پھر پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے جواب دیا کہ ہاں اس پر کہا گیا خوش آمدید کیا ہی مبارک آمد ہے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔جبرئیل نے کہا یہ موسیٰ ہیں ان کو سلام کیجئے۔میں نے ان کو سلام کیا۔انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا آیئے برادر صالح اور نبی صالح آیئے خوش آمدید۔جب میں آگے بڑھنے لگا تو موسیٰ علیہ السلام پر گریہ طاری ہوگیا۔ان سے پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں۔فرمایا اس وجہ سے کہ ایک نوجوان جو میرے بعد مبعوث ہوئے ہیں ان کی امت کے لوگ میری امت سے بھی زیادہ جنت میں جائیں گے۔پھر جبرئیل مجھ کو لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں۔کہا محمدﷺ ہیں پھر پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے جواب دیا کہ ہاں اس پر کہا گیا خوش آمدید کیا ہی مبارک تشریف آوری ہے جب میں آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام (بیت معمور کے ساتھ اپنی کمر لگائے بیٹھے) ہیں جبرئیل نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیم ہیں ان کو سلام کیجئے۔میں نے ان کو سلام کیا۔انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا آؤ فرزند صالح اور نبی صالح آؤ خوش آمدید۔اس کے بعد مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ (یعنی بیری کا درخت) نظر آیا (جس کی جڑیں اور تنے کا نچلا حصہ چھٹے آسمان پر ہے جب کہ اس کا فوقانی حصہ اور شاخیں وغیرہ ساتویں آسمان پر ہیں) کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پھل مقام ہجر کے (بڑے) مٹکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند تھے جبرئیل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے (جو نیچے والے فرشتوں کے چڑھنے کی آخری حد ہے۔اس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا۔اس کے آگے جانے کی صرف رسول اللہﷺ کو ہی اجازت ملی۔اوپر سے جو وحی اور احکام نازل ہوتے ہیں وہ یہاں نیچے والے لے لیتے ہیں اور نیچے سے جو ارواح اور اعمال اوپر چڑھتے ہیں وہ یہیں تک پہنچتے ہیں۔اس درخت پر اللہ تعالی کی تجلیات کی روشنیاں تھیں اور چمکدار ٹڈیوں اور پتنگوں کی صورت میں فرشتے ان انوارات کے شوق میں اس درخت کو گھیرے ہوئے تھے) وہاں چار نہریں تھیں (جو سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے نکل رہی تھیں) دو اندر کی جانب اور دو باہر کی جانب۔میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ نہریں کیسی ہیں۔انہوں نے کہا جو اندر کی جانب ہیں یہ جنت کی نہریں (کوثر اور نہر رحمت) ہیں اور جو باہر کی جانب ہیں یہ نیل وفرات ہیں۔ان ناموں کی وجہ یہ ہے کہ آگے جا کر غیر محسوس طور پر ان کا تعلق دنیا کے دریائے نیل اور دریائے فرات سے ہے۔پھر میرے سامنے بیت معمور لایا گیا (جو خانہ کعبہ کے عین اوپر پر ایک مسجد ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔اس کے بعد میرے سامنے ایک برتن شراب کا، ایک دودھ کا اور ایک شہد کا پیش کیا گیا۔میں نے دودھ لے لیا۔جبرئیل نے کہا یہی فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت رہے گی۔(اور مجموعی حیثیت کے اعتبار سے بہکے گی نہیں)

(پھر مجھے اور اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک بلند مقام پر چڑھا جہاں میں نے لکھائی کے دوران قلموں کے گھسٹنے کی جو آواز ہوتی ہے وہ سنی جو فرشتوں کے لوح محفوظ سے احکام خداوندی کو لکھتے ہوئے پیدا ہو رہی تھی)۔اس کے بعد مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔جب میں واپس لوٹا تو موسی علیہ السلام پر میرا گذر ہوا انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے۔میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا۔انہوں نے کہا آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی بخدا میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر لیا ہے اور بنی اسرائیل کے

ساتھ بڑی کوشش کی ہے لہٰذا آپ اپنے پروردگار کی طرف واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ میں لوٹ گیا۔اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کردیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی۔ میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے پانچ اور نمازیں کم کر کے کل) دس نمازیں کم کردیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی۔ میں پھر لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کردیں (یہ کمی بھی دومرتبہ میں ہوئی اور آگے بھی ایسا ہی ہوا)۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی چنانچہ میں پھر لوٹ گیا۔اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور معاف فرمادیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی چنانچہ میں پھر لوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور معاف کردیں اور اب مجھ کو ہر دن میں دس نمازوں کا حکم رہ گیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی چنانچہ میں پھر لوٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہر دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا۔ پھر میں موسی علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پوچھا (اس مرتبہ) آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا۔ انہوں نے کہا آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکتی اور میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ بڑی کوشش کر چکا ہوں لہٰذا آپ پھر جائیں اور اپنے رب سے (ابھی مزید) تخفیف کی درخواست کیجئے آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بار بار درخواست کی اب اور زیادہ درخواست کرتے مجھ کو شرم آتی ہے لہٰذا اب میں اس پر راضی ہوں اور اس کو قبول کرتا ہوں۔اس کے بعد آپ نے فرمایا جب میں آگے بڑھا تو ایک منادی نے آواز دی اب میں اپنا آخری حکم جاری کر چکا اور اپنے بندوں پر جو تخفیف کرنی تھی کر چکا۔

فائدہ: پچاس نمازوں کا سن کر بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ پھر تو دنیا کا کوئی کام ہی نہ کر سکتے تھے بس ہر وقت مصلے پر بیٹھے رہتے۔ یہ خیال بہت ہی غیر مناسب ہے کیونکہ اول تو اگر ہمیں اللہ تعالیٰ یہی حکم دیتے کہ بس رکھی سوکھی کھا کر اور موٹا جھوٹا پہن کر سارا وقت عبادت ہی میں خرچ کرو تو یہ بھی ناجائز نہ ہوتا کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے اور غلام ہیں۔ دوسرے یہ بھی تو ضروری نہیں کہ اس وقت موجودہ پانچ نمازوں کی طرح کی ترتیب اور طریقہ ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ بہت مختصر سی نماز مثلاً صرف ایک یا دو رکعتوں پر مشتمل نماز کا حکم دیا جاتا جو آدمی جلدی سے ادا کر لیتا۔

2- پچاس کا کہہ کر پھر تخفیف کرنے میں بہت سی حکمتیں ہیں مثلاً

i- اللہ تعالیٰ کا امت پر احسان ظاہر ہونا۔

ii- رسولوں کی امت کے حال پر شفقت کا ہونا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَیْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰی قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا وَ کَذٰلِکَ نُرِیْ ا ✦ بْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (دارمی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو (تجلی کی) بہترین صورت میں دیکھا۔ رب تعالیٰ نے (مجھ سے) پوچھا ملأ اعلیٰ (یعنی مقرب فرشتے) کس بارے میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ زیادہ باخبر ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا میرے رب (کی تجلی) نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس (کی راحت کے لطف) کی ٹھنڈک

www.askfatwa.com

اپنے پستانوں کے درمیان پائی (یعنی مجھ پر رحمت اور علوم کا نزول ہوا) تو میں نے آسمانوں اور زمین کی درمیان کی (نبوت کی ضرورت کی) چیزوں کو جان لیا (جن میں مقرب فرشتے اور ان کا مباحثہ کا بھی مجھ کو علم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری ابراھیم مراد یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین میں اپنی بادشاہت دکھائی اسی طرح آپ کو بھی دکھائی۔

جنت و دوزخ کا مشاہدہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلّٰى...... قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئاً فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ ا ✦ نِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَاعُنْقُوْداً وَلَوْأَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَابَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَراً قَطُّ أَفْظَعَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک بار سورج کا گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے نماز کسوف ادا کی۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ ہم نے (نماز پڑھنے کے دوران) آپ کو دیکھا تھا کہ آپؐ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز سامنے سے لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا تھا۔ اس کے کچھ دیر بعد ہم نے دیکھا کہ آپ اپنے پیچھے کی جانب کو کچھ ہٹے تھے (تو یہ کیا بات تھی؟) آپ ﷺ نے فرمایا (جب میں نے سامنے کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا تو اس وقت) میں نے جنت دیکھی تھی (کہ وہ بالفعل میرے بالکل قریب کردی گئی تھی) میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں اس میں سے ایک خوشہ لے لوں اور اگر کہیں میں لے لیتا تو تم اس کو کھاتے رہتے جب تک دنیا باقی رہتی (اور وہ ختم نہ ہوتا) اور میں نے دوزخ دیکھی تو ایسا خوفناک منظر کبھی نہیں دیکھا جیسا آج دیکھا تھا۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالاً فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِيْ ا ✦ لَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّاسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ ا ✦ لَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا اَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ ا ✦ لَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهٗ وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمَا (ترمذی)

حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) بلال کو بلایا اور پوچھا تم کس عمل کی وجہ سے مجھ سے بھی پہلے جنت میں جا پہنچے۔ میں جب بھی (خواب میں روحانی معراج کے طور پر) جنت میں داخل ہوتا ہوں تمہارے پیروں کی آہٹ اپنے آگے آگے سنتا ہوں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت نفل ضرور پڑھ لیتا ہوں اور جب بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے میں فوراً وضو ضرور کر لیتا ہوں اور میں اللہ کے لئے دو رکعت نفل بطور منت سمجھتا ہوں (یعنی جیسے منت کو پورا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسے ہی میں وضو کے بعد تحیۃ الوضو کے) دو رکعت نفل پڑھنے کا پورا اہتمام کرتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا انہی دونوں باتوں کی وجہ سے ہے۔

معراج کے موقع پر دیدار الٰہی کی نوعیت

اللہ تعالیٰ کا ایک تو نور ذاتی ہے جس پر پھر مزید نور کا حجاب ہے۔

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ نَّ اللّٰهَ ...... حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهٗ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى ا ✦ لَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ (مسلم)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حجاب (یعنی اس کے دیدار سے مانع بھی) نور ہے۔ اگر وہ اس کو دور کر دے تو اس کے چہرے (یعنی ذات) کے انوار اس کی تمام مخلوق کو جس پر اس کی نظر ہے جلا ڈالیں۔

جنت میں مومنین کو جو دیدار الٰہی نصیب ہوگا اس وقت حجاب اٹھا دیا جائے گا

عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا أَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَ تُنَجِّيْنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ فَمَا أُعْطُوْا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلٰى رَبِّهِمْ (مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے (اے جنتیو!) تم کچھ اور چاہتے ہو جو میں تمہیں مزید دے دوں۔ جنتی کہیں گے (آپ نے تو ہمیں بہت کچھ دے دیا) آپ نے ہمارے چہرے روشن کر دیئے۔ ہم کو جنت میں داخل کر دیا اور ہم کو جہنم سے نجات دی (اب ہمیں مزید کیا چاہئے)۔ اس وقت حجاب اٹھا دیا جائے گا تو جنتیوں کو اپنے رب کے دیدار سے بڑھ کر کچھ محبوب نہ دیا گیا ہوگا۔

جنت میں داخلہ سے پہلے آنکھوں سے بلا حجاب دیدار ممکن نہیں اور نہ ہی ایسا دیدار معراج کے موقع پر نبی ﷺ کو حاصل ہوا۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ رضى الله عنها فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأٰى رَبَّهٗ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ قَالَ وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْظِرِيْنِيْ وَلَا تَعْجَلِيْنِيْ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً أُخْرٰى فَقَالَتْ أَنَا أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ عليه السلام لَمْ أَرَهٗ عَلٰى صُوْرَتِهِ خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهٗ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَابَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَقَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَمَاكَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْمِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا إِلٰى قَوْلِهٖ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (مسلم)

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹیک لگائے بیٹھا تھا کہ انہوں نے (مجھ سے میری کنیت بولتے ہوئے) کہا اے ابو عائشہ (یعنی مسروق) تین باتیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے کسی ایک کو بھی کہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا جھوٹ باندھا۔ کہتے ہیں میں نے پوچھا وہ (تین باتیں) کیا ہیں۔ انہوں نے فرمایا جو شخص یہ کہے کہ محمد (ﷺ) نے اپنے رب کو (بلا حجاب اپنی آنکھوں سے) دیکھا تو اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ باندھا۔ کہتے ہیں میں ٹیک لگائے ہوئے تھا (یہ سن کر) میں سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اور کہا اے ام المومنین ذرا ٹھہرئے اور جلدی نہ کیجئے (کیونکہ مجھے آپ کی بات سے اتفاق نہیں ہو رہا) کیا خود اللہ تعالیٰ نے (قرآن پاک میں) نہیں فرمایا وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ اور اس نے دیکھا ہے اس کو آسمان کے کھلے کنارہ کے پاس (سورۃ تکویر) اور وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى اور دیکھا ہے اس کو اترتے ہوئے ایک بار اور بھی (سورہ نجم)

حضرت عائشہ نے کہا اس امت مسلمہ میں سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو ان کی (اصلی) صورت میں جس پر وہ پیدا کئے گئے ہیں ان دو موقعوں کے علاوہ نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو آسمان سے اترے ہوئے دیکھا۔ ان کی عظیم خلقت آسمان وزمین کے درمیان تمام جگہ کو گھیرے ہوئے تھی۔ حضرت عائشہ نے کہا کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں سنا لَاتُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (آنکھیں اس کا ادراک نہیں

www.askfatwa.com

کرتیں وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہی باریک بین اور باخبر ہے)۔ اور کیا تم نے یہ ارشاد الٰہی نہیں سنا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ ا✦لَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْيُرْسِلَ رَسُوْلاً ا✦لٰى قَوْلِهٖ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اللہ اس سے باتیں کرے مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا)......(سورہ شوریٰ: 51)

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأٰى مُحَمَّدٌ ﷺ رَبَّهٗ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِىْ لِمَاقُلْتَ (مسلم)

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا سبحان اللہ (تعجب ہے تم نے کیا بات کہی۔ تم نے تو ایسی سخت بات کہی کہ) تمہاری بات کے خوف سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں (رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو بلا حجاب ہرگز نہیں دیکھا)

عَنْ أَبِىْ ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّکَ قَالَ نُوْرٌ أَنّٰى أَرَاهُ (مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے (معراج کے موقع پر) اپنے رب کو دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ (کا نور ذاتی) تو نور ہے میں اس کو (اپنی آنکھوں سے) کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے نور ذاتی کو دل سے دیکھنا ممکن ہے

دل سے دیکھنے سے مراد فقط علم کا حاصل ہونا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہے کہ جیسے کوئی صورت آنکھوں میں آجاتی ہے ایسے ہی دل میں آ جائے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ (مسلم)

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کا دیدار اپنے قلب سے کیا۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَيْنِهٖ ا✦نَّمَا رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ (ابن مردويه)

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ صرف اپنے دل سے دیکھا۔

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ قُلْتُ أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ قَالَ وَيْحَکَ ذَاکَ ا✦ذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِىْ هُوَ نُوْرُهٗ وَقَدْ رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ (ترمذی)

عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔ (اس پر) میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتے: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ارے یہ تو اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے نور ذاتی کے ساتھ جلوہ افروز ہوں (اور معراج کے موقع پر اس کی نفی تو ہم بھی کرتے ہیں۔ ہم تو اور طریقے سے یعنی دل سے دیکھنے کے قائل ہیں اور دوسرے طریقے سے) آپ ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ نے حجاب نوری کو آنکھوں سے دیکھا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِىْ ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ عَنْ أَىِّ شَىْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهٗ قَالَ

www.askfatwa.com

كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ أَبُوْذَرٍّ قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ رَأَيْتُ نُوْراً (مسلم)

عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہوتی تو میں نے آپ ﷺ سے ضرور پوچھا ہوتا۔ انہوں نے پوچھا (ہاں بھئی) تم رسول اللہ ﷺ سے کیا بات پوچھتے۔ میں نے کہا میں پوچھتا کہ کیا آپ (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا (بھئی) یہ بات تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھی تھی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے (اپنی آنکھوں سے) نور (کے حجاب) کو دیکھا تھا۔

نبوت کے دلائل: معجزات

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ ايَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِشْهَدُوْا (بخاری)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے اہل مکہ نے رسول ﷺ سے اس بات کی فرمائش کی کہ آپ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے ان کو چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھایا یہاں تک کہ انہوں نے کوہ حراء کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھ لیا اور آپ نے (ان سے) فرمایا دیکھو گواہ رہنا۔

فائدہ: چاند کا پھٹنا چونکہ خلاف معمول تھا اس لئے کسی حساب کتاب سے ان کو معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ رہا یہ اعتراض کہ اس کو حدیث سے ہٹ کر اور لوگوں نے نقل ہی نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے۔

1- بہت سی دنیا میں چاند اس وقت طلوع ہی نہیں ہوا ہوگا۔

2- عربوں میں سائنس کا رواج ہی نہ تھا۔ ویسے بھی مشاہدہ کا اس وقت اہتمام کیا جاتا ہے جب کسی واقعہ کی حساب سے توقع ہو۔

3- سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے خلاف کوئی واقعاتی شہادت موجود نہیں یعنی کوئی یہ کہے کہ فلاں وقت میں چاند کو دیکھ رہا تھا مجھے تو وہ پھٹا ہوا نظر نہیں آیا ایسا نہیں ہوا۔ چاند کو نہ دیکھنے کی تو مذکورہ بالا دو وجھوں کے علاوہ اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِيْ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كَرْباً مَاكُرِبْتُ مِثْلَهُ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَايَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حطیم میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے میرے (شب میں) سفر معراج کے متعلق (بطور امتحان) طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بیت المقدس کی بہت سی چیزوں کے متعلق بھی کھود کرید کرنی شروع کی جو مجھ کو ٹھیک ٹھیک یاد نہ رہی تھیں (کیونکہ آپ ﷺ بیت المقدس کی عمارت وغیرہ کی تفصیلات تو یاد کرنے نہیں گئے تھے) تو اب مجھے (ان کی تکذیب کے اندیشے سے) ایسی بے چینی پیش آئی کہ اس سے پہلے ایسی کبھی پیش نہ آئی تھی تو (اس وقت) اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے اس طرح کر دیا کہ میں اس کو دیکھ دیکھ کر ان کے ہر ہر سوال کا جواب دیتا رہا۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِنْ رِوَايَةِ سُرَاقَةَ نَفْسِهٖ قَالَ جَاءَ نَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِمَنْ قَتَلَهُ أَوْأَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ

www.askfatwa.com

حَتّٰی قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ ا □ ✦نِّیْ رَاَيْتُ اٰنِفاً أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهُمَا مُحَمَّداً وَّ اَصْحَابَهٗ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهٗ ا □ ✦نَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلاناً وَفُلَانًا انْطَلَقُوْا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِی الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ بَيْتِیْ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِیْ أَنْ تُخْرِجَ فَرَسِیْ وَهِیَ مِنْ وَّرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسُهَا عَلَیَّ وَأَخَذْتُ رُمْحِیْ فَخَرَجْتُ بِهٖ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهٗ حَتّٰی أَتَيْتُ فَرَسِیْ فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِیْ حَتّٰی دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِیْ فَرَسِیْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِیْ ا □ ✦لٰی كِنَانَتِیْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِیْ أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِیْ حَتّٰی ا □ ✦ذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُكْثِرُ الْا □ ✦لْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِیْ فِی الْأَرْضِ حَتّٰی بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً ا □ ✦ذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِی السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِیْ أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِیْ حَتّٰی جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَا لَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (بخاری و مسلم)

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ حضرت سراقہ بن مالک ؓ کا خود اپنا بیان نقل کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد یہ پیغام لے کر آئے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کو قتل کرے یا قید کرے تو اس کو ان میں سے ہر ایک کے عوض میں دیت کے برابر مال ملے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ ابھی کچھ دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ میں اپنی قوم بنی مدلج میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص سامنے سے آیا اور کہنے لگا اے سراقہ دریا کے کنارے میں نے ابھی ابھی کچھ لوگ دیکھے ہیں جن کے متعلق میرا غالب گمان یہی ہے کہ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہوں گے۔ اس کے پتہ دینے پر میں سمجھ تو گیا کہ ہوں نہ ہوں یہ وہی ہیں مگر (یہ سوچ کر کہ میں تنہا جا کر ان کو پکڑلوں اور پورا انعام خود لے لوں بات ٹالنے کے لئے) میں نے اس سے کہہ دیا وہ نہیں ہو سکتے شاید تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہوگا جو ہمارے سامنے گئے ہیں۔ پھر ذرا سا وقفہ دے کر میں اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر اپنی باندی سے کہا کہ میرا گھوڑا باہر نکالے جو کہ ایک ٹیلے کے پیچھے تھا اور اس کو لے کر کھڑی رہے۔ ادھر میں اپنا نیزہ لے کر گھر کی پشت کی طرف سے نکلا اور اس کا پھل زمین کی طرف کر دیا اور اس کے اوپر کے حصہ کو نیچا کر دیا (تا کہ کسی کی نظر نہ پڑے اور وہ ساتھ نہ ہو لے اور انعام میں شریک نہ ہو جائے یا سبقت نہ لے جائے) یہاں تک کہ میں اپنے گھوڑے پر آ کر سوار ہو گیا اور اس کو تیز کر دیا کہ وہ جلد ان کو جا پکڑے۔ جب میں ان کے نزدیک پہنچا تو میرا گھوڑا دفعۃً پھسلا اور میں اس کے اوپر سے جا پڑا۔ کھڑے ہو کر میں نے فال کے تیر نکالے اور ان کا پانسا گھمایا تا کہ یہ دیکھوں کہ میں ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں۔ فال میں جو بات نکلی وہ وہ تھی جو میں ناپسند کرتا تھا مگر پھر بھی میں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے اتنے نزدیک پہنچ گیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ کسی طرف التفات نہ فرماتے تھے جبکہ ابوبکر بار بار مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ جب میں اتنے قریب جا پہنچا تو (اس مرتبہ) میرے گھوڑے کے دونوں ہاتھ زمین میں دھنس گئے یہاں تک کہ گھٹنوں تک جا پہنچے اور میں پھر اس پر سے گر پڑا۔ میں پھر اٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے کو زور سے ڈانٹا مگر وہ اپنے ہاتھ زمین سے نہ نکال سکا۔ پھر جب وہ بمشکل سیدھا کھڑا ہوا تو زمین سے دھوئیں کی طرح ایک غبار نکلا۔ میں نے پھر اپنے فال کے تیر گھمائے مگر وہی بات نکلی جو مجھے پسند نہ تھی۔ اس پر میں نے امن کے لئے آواز دی۔ وہ ٹھہر گئے۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر جب بالکل ان کے پاس پہنچ گیا تو اپنی پیش آمدہ رکاوٹوں کی وجہ سے میرے دل میں اب یہ یقین ہو گیا کہ آپ کا دین ضرور غالب ہو کر رہے گا۔

www.askfatwa.com

عَنْ عِـمْـرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِّيِ ﷺ فِیْ مَسِيْرٍ لَّهٗ......وَجَعَلَنِیْ فِیْ رَكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ يَطْلُبُ الْمَاءَ وَقَدْ عَـطِشْـنَا عَطْشاً شَدِيْداً فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ ا □ ✦ ذَا نَـحْـنُ بِـامْـرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ ا □ ✦ يُهَاه ا □ ✦ يُهَـاه لَا مَـاءَ لَـكُـمْ فَـقُـلْـتُ كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ مَسِيْرَةُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قُلْنَا انْطَلِقِیْ ا □ ✦ لٰی رَسُوْلِ الـلّٰهِ ﷺ قَالَتْ وَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا شَيْئاً حَتّٰى انْطَلَقْنَا بِهَا فَاسْتَقْبَلْنَا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَـأَلَهَـا فَـأَخْبَـرَتْـهُ مِثْـلَ الَّـذِیْ أَخْبَـرَتْـنَا وَأَخْبَرَتْهُ انَّهَا مُؤْتَمَةٌ لَهَا صِبْيَانٌ أَيْتَامٌ فَأَمَرَ بِرَاوِيَتِهَا فَأُنِيْخَتْ فَمَجَّ فِی الْعَزْلَاوَيْنِ الْـعُلْيَاوَيْنِ ثُمَّ بَعَثَ بِرَاوِيَتِهَا فَشَرِبْنَا وَ نَحْنُ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا عِطَاشًا حَتّٰى رَوِيْنَا وَمَلَأْنَا كُلَّ رَاوِيَةٍ وَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَأَدَاوَةٍ وَغَسَـلْـنَـا صَاحِبَنَا غَيْرَ أَنَّا لَمْ نَسْقِ بَعِيْراً وَهِیَ تَكَادُ تَتَفَرَّجُ مِنَ الْمَاءِ يَعْنِی الْمَزَادَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوْا مَا عِنْدَكُمْ فَجَمَعْنَا لَهَا مِـنْ كَسْـرٍ وَ تَـمْـرٍ وَصَرَّ لَهَا صُرَّةً وَقَالَ لَهَا اِذْهَبِیْ فَأَطْعِمِیْ عِيَالَكِ وَاعْلَمِیْ أَنَّا لَمْ نَرْزَأْ مِنْ مَاءِكِ شَيْـئًا فَلَمَّا أَتَتْ أَهْلَهَا قَـالَـتْ لَقَدْ رَأَيْتُ أَسْحَرَ الْبَشَرِ أَوْ أَنَّهٗ لَنَبِیٌّ كَمَا زَعَمَ كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ ذَيْتَ وَذَيْتَ فَهَدَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ذٰلِكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوْا (بخاری و مسلم)

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا......(رستے میں) ہم کو سخت پیاس لگی تو آپ نے پانی کی تلاش کیلئے ایک قافلہ جو آگے جا رہا تھا اس کی طرف جلدی سے ہم کو روانہ کیا (تاکہ اس سے ہم کو کچھ پانی حاصل ہو جائے) ہم جا رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنی چھاگلوں کے درمیان اونٹنی پر پیر لٹکائے جا رہی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا پانی کہاں ملے گا اس نے کہا پرے ہو پرے ہو تمہارے لئے پانی نہیں ہے۔ پھر میں نے اس سے پوچھا تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ اس نے کہا ایک دن کا۔ ہم نے اس سے کہا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس چل۔ اس نے پوچھا اللہ کا رسول کیا ہوتا ہے۔ ہم اس کو بے بس کر کے اپنے ساتھ لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا کر اس کو پیش کر دیا۔ آپ نے پانی کے متعلق اس سے دریافت کیا۔ اس نے آپ ﷺ کو بھی وہی جواب دیا جو ہم کو دیا تھا اور آپ ﷺ کو یہ بھی بتایا کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں اور میرے بچے یتیم ہیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کی اونٹنی بٹھا دی جائے تو اس کو بٹھا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی چھاگلوں کے اوپر کے دہانوں میں دہن مبارک سے کلی کر کے پانی ڈال دیا۔ اور پھر اونٹنی کو کھڑا کر دیا (تاکہ نیچے کے دہانے سے پانی لیا جا سکے) اس وقت ہم چالیس آدمی تھے اور سب پیاسے تھے۔ سب نے پیٹ بھر کر پانی پیا اور اپنے اپنے اونٹوں پر رکھے ہوئے چھاگل اور دوسرے مشکیزے اور جتنے برتن تھے سب پانی سے بھر لئے اور ہم نے ایک دوسرے پر پانی بھی ڈالا البتہ ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا لیکن چھاگلیں تھیں کہ پانی کے جوش کے مارے پھٹی جا رہی تھیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے کہا اب جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے کر آؤ تو ہم نے اس عورت کیلئے کچھ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کر دیں۔ آپ ﷺ نے ان کو ایک تھیلی میں ڈال کر اس سے فرمایا جا یہ جا کر اپنے بچوں کو کھلا دے اور یہ یاد رکھنا کہ ہم نے تیرے پانی میں کچھ کمی نہیں کی ہے۔ جب وہ اپنے گھر آئی تو اس نے کہا میں نے بہت بڑا جادوگر دیکھا ہے ورنہ وہ واقعی نبی ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے۔ انہوں نے یہ یہ کرشمے دکھائے۔ اس عورت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس کے پورے قبیلے کو ہدایت نصیب فرمائی چنانچہ وہ خود بھی مسلمان ہوئی اور باقی لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

امت کے ساتھ انبیاء کی ہمدردی و خیر خواہی

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِی اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَاقَوْمِ اِنِّیْ رَأَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ أَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنِّجَاءَ النِّجَاءَ فَأَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ مِنْ قَوْمِہٖ فَأَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَھْلِھِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِنْھُمْ فَأَصْبَحُوْا مَکَانَھُمْ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَأَھْلَکَھُمْ وَاجْتَاحَھُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَاجِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَاجِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور اس دین کی مثال جو خدا نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس شخص کی سی ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم میں نے دشمن اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور (عربوں میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص دشمن کا لشکر دیکھتا تو اپنے کپڑے اتار کر کسی اونچی جگہ چڑھ کر ان کو ہلاتا تاکہ یہ وحشتناک صورت دیکھ کر لوگ دشمن کی آمد کا یقین کرلیں اور دشمن کے پہنچنے سے پہلے ہوشیار ہوجائیں چنانچہ اس کی خبر بھی چشم دید اور سچی سمجھی جاتی تھی۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے آپ کو النذیر العریان یعنی ننگے ڈرانے والے سے تعبیر فرمایا مراد یہ تھی کہ) میں ایک سچا ڈرانے والا ہوں لہٰذا نجات کی جلدی کرو، نجات کی جلدی کرو۔ اس پر اس کی قوم میں سے کچھ نے تو اس کا کہنا مانا اور آہستہ آہستہ شروع رات میں ہی چل پڑے اور دشمن سے نجات پاگئے اور کچھ نے اس کو جھوٹا سمجھا اور اپنی جگہ (اپنے بستروں پر) صبح تک (پڑے سوتے) رہے دشمن کا لشکر (عربوں کے دستور کے مطابق) صبح سویرے ان پر حملہ آور ہوا اور ان کو تباہ و برباد کرڈالا۔ بس ٹھیک یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری بات مان لی اور میرے لائے ہوئے دین کی پیروی کی (کہ اس خوش نصیب نے خدا کے عذاب سے نجات پائی) اور اس شخص کی جس نے میری بات نہ مانی اور اس سچائی کو جھٹلا دیا جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں (اور کفر میں عمر گذار دی اور مرگیا اور دائمی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا)

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَاحَوْلَھَا جَعَلَ الْفِرَاشُ وَ ھٰذِہِ الدَّوَابُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیْہِ وَجَعَلَ یَحْجُزُھُنَّ وَیَغْلِبْنَہٗ فَیَتَقَحَّمْنَ فِیْھَا فَأَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ فِیْ آخِرِھَا قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلِیْ وَمَثَلُکُمْ أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ ھَلُمَّ عَنِ النَّارِ ھَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِّیْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْھَا. (بخاری و مسلم، مشکواۃ)

حضرت ابوہریرہؓ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (تمہارے ساتھ محبت اور خیر خواہی میں کہ تم بھی آخرت کے عذاب سے بچ کر ہمیشہ کی نعمتیں حاصل کرلو) میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی جب اس نے اردگرد کو خوب روشن کردیا تو پروانے اور یہ کیڑے جو آگ میں گرا کرتے ہیں اس میں گرنے لگے۔ وہ ہے کہ انہیں روک رہا ہے اور یہ ہیں کہ اسے عاجز کرکے آگ میں گھسے جارہے ہیں۔ اسی طرح میں بھی ہوں کہ تمہاری کمر پکڑ پکڑ (یعنی تمہاری منت سماجت کرکے) تمہیں دوزخ سے بچارہا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گھسے جاتے ہو۔ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ یہ میری اور تمہاری مثال ہے میں تمہاری کمر پکڑے ہوئے (کہہ رہا) ہوں دوزخ سے بچو دوزخ سے بچو تم مجھے عاجز کرکے اس میں گھسے جاتے ہو۔

رسول کا آنا ان کی قوم کے لئے فیصلہ کن ہوتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ ھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِ الْاِسْلَامِ

وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰہِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (ان) لوگوں سے (جن میں میں مبعوث ہوا ہوں) قتال اور جنگ کرتا رہوں یہاں تک وہ (یا تو جزیرہ نما عرب سے نکل جائیں یا اسلام قبول کرلیں اور) اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرلیں گے تو وہ مجھ سے اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو محفوظ کرلیں گے الا یہ کہ اسلام کا کوئی حق ہو (مثلاً یہ کہ کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کیا تو اب قاتل کو حفاظت حاصل نہ ہوگی بلکہ اسلام ہی کے حکم کے مطابق اس سے قصاص لیا جائے گا) اور ان کا (اس اعتبار سے) حساب (کہ اخلاص تھا یا نہیں) اللہ پر ہے۔

ختم نبوت

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللّٰہ عنہ خَلَفَهٗ علیہ السلام (أَیْ عَلِیًّا) فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْهِ فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ خَلَفْتَنِیْ مَعَ النِّسَاءِ و الصِّبْیَانِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَمَا تَرْضٰی أَنْ تَکُوْنَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی ا ✦لا انَّهٗ لانُبُوَّةَ بَعْدِیْ (وفی البخاری) ا ✦لّا انَّهٗ لانَبِیَّ بَعْدِیْ. (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگ کے موقع پر حضرت علی کو (عورتوں اور بچوں کی دیکھ بھال کے لئے) پیچھے چھوڑ دیا (اور جنگ میں ساتھ لے کر نہ گئے) تو حضرت علیؓ نے آپ کی خدمت میں (حسرت سے) عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔ آپ نے (ان کی تسلی کے لئے) فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ نسبت حاصل ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی (اور اسی نسبت و تعلق ہی کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عدم موجودگی کے زمانہ میں اپنی قوم کی نگرانی کے لئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا انتخاب کیا تھا اسی طرح میں اپنی عدم موجودگی میں تمہارا انتخاب کرتا ہوں۔ لیکن حضرت ہارون علیہ السلام نبی بھی تھے اس لئے کسی کو کم فہمی سے وہم ہوسکتا تھا کہ شاید حضرت علیؓ کو نبوت بھی مل رہی ہو تو صاف صاف اس وہم کو دور کردیا کہ) مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کچھ بھی نبوت باقی نہیں اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میرے بعد کسی بھی قسم کا کوئی (نیا نبی) نہیں ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ا ✦نَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَأَحْسَنَهٗ وَأَجْمَلَهٗ ا ✦لَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیُعْجِبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ وَأَنَاخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (و فی روایة لمسلم فَجِئْتُ أَنَا وَأَتْمَمْتُ تِلْکَ اللَّبِنَةَ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے خوب آراستہ و پیراستہ کیا مگر اس کے ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آ آ کر (اسے دیکھنے کے لئے) اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ یہ نقص بھی نہ رہتا) تو میں ہی خاتم النبیین ہوں (اور ایک روایت میں ہے تو میں نے آ کر اس اینٹ کی جگہ کو پر کر دیا) تو جیسے وہ مکان اور محل جو ہر طرح سے مکمل ہو چکا ہو اس میں اب کسی اور اینٹ کی گنجائش نہیں اسی طرح میرے آنے کے بعد انبیاء کا سلسلہ مکمل ہو چکا اور اب کسی اور نبی کے آنے کا احتمال باقی نہیں رہا۔

www.askfatwa.com

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئندہ میری امت میں تیس سخت جھوٹے پیدا ہوں گے ان میں ہر ایک اپنے متعلق دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں سب نبیوں کے آخر میں آیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نبوت کے اثرات

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ (بخاری) و فی روایۃ یَرَاھَا الْمُسْلِمُ اَوْتُرٰی لَہٗ (کنز العمال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول مبشرات کیا چیزیں ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھے (یعنی سچے) خواب (جو مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی دوسرا دیکھے۔

تنبیہ 1 : یہ ضروری نہیں کہ سچے خواب ہمیشہ خوشی و مسرت کے متعلق ہوں رنج وغم کے متعلق بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر رویاء صالحہ یعنی اچھے خواب میں یہ حصہ مغلوب ہوتا ہے اور بشارت کا حصہ غالب۔ اس کے برعکس شیطانی خواب اکثر خوفناک ہوتے ہیں اور مسرت و خوشی کے شاذ و نادر کیونکہ شیطان کا مقصود ہی مسلمان کو غم و حزن پہنچانا ہے۔

تنبیہ 2 : نبوت سے قبل عالم میں عام طور سے کفر و گمراہی اور ظلم و فساد کی تاریکیاں چھائی ہوتی ہیں۔ جب نبوت کا سورج طلوع ہوتا ہے تو پورے عالم میں اس کے برکات و انوار پھیل جاتے ہیں۔ ظلم و فساد کی جگہ رشد و صلاح کا دور دورہ ہوتا ہے۔ انسانی عادتوں میں تبدیلی آتی ہے اور افراط و تفریط عجلت و جلد بازی کی بجائے متانت و بردباری وقار و میانہ روی پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان کے باطن کا رشتہ شیطان سے یکسر کٹ جاتا ہے اور عالم بالا کے ساتھ ایسا تعلق قائم ہو جاتا ہے کہ اس میں (عالم حس سے ماورا) وہاں کے کچھ مغیبات کے انعکاس کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان ہی اوصاف کو نبوت کے اجزاء یا نبوت کے آثار و برکات کہا جاتا ہے۔ یہ اوصاف نبوت اور نبی کی برکت سے تو حاصل ہوتے ہیں لیکن ان کے حاصل ہونے سے کوئی شخص نبی نہیں بنتا۔ رویا صالحہ یعنی اچھے خواب دیکھنا انسان کے باطن کے متاثر ہونے کی نشانی ہے اور عادتوں کا انقلاب انسان کے ظاہر کے متاثر ہونے کی علامت ہے۔ احادیث میں ایک طرف رویاء صالحہ کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا ہے دوسری طرف بعض بلند اخلاق کو نبوت کا چھبیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے حدیث میں ہے التوءدۃ والاقتصاد و حسن السمت من ستۃ و عشرین جزء من النبوۃ (ترمذی) بردباری و متانت، میانہ روی اور اچھی روش نبوت کا چھبیسواں جز ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان اخلاق کی وجہ سے کسی کو نبی نہیں کہا جا سکتا جب کہ یہ چھبیسواں جزء ہیں تو چھیالیسویں جز کو نبوت کیسے کہا جا سکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں (یعنی بنی اسرائیل میں) محدث ہوا کرتے تھے (یعنی جن سے غیبی طور پر باتیں کی جاتی تھیں مگر وہ نبی نہ ہوتے تھے) اگر میری امت میں صرف ایک شخص ہی ایسا ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

فائدہ: غیبی طور پر باتیں کی جانے کی یہ صورتیں ہیں۔

1- فرشتے اس سے ہمکلام ہوں۔

2- فرشتوں کی جانب سے کوئی بات اس طرح دل میں ڈالی جائے گویا اس سے کسی نے کہہ دی ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی زبان سے صدق وصواب والی بات ہی نکلتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی یہ ذمہ داری نہیں کہ دنیا کے کاموں کی تفصیلات بتائیں

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَأْ بِرُوْنَ النَّخلَ فَقَالَ مَاتَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ا□ ✦نَّمَا أَنَا بَشَرٌ ا□ ✦ذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَا□ ✦ذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِيْ فَا□ ✦نَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأُمُوْرِ دُنْيَا كُمْ (مسلم)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اس وقت لوگوں کی عادت یہ تھی کہ وہ اپنے کھجور کے درختوں کی تابیر کرتے تھے (یعنی مذکر درخت کا خوشہ لے کر مونث درخت کے ساتھ ملا دیتے تھے۔اس کے بعد جب پھل آتا تو بہت کثرت سے آتا) آپ نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو لوگوں نے عرض کیا (پھلوں کی پیداوار میں کثرت کے لئے) ہم یہ کام پہلے سے کرتے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر نہ کرو تو شاید بہتر ہو۔ یہ سن کر لوگوں نے تابیر کرنا چھوڑ دیا تو پھل کم آنے لگا اس پر لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا دیکھو میں بشر ہوں جب تمہیں تمہارے دین کے بارے میں کسی بات کا حکم دوں اسے تو فوراً بلا پس وپیش اختیار کرلو اور جب (دنیا کے معاملات میں) کوئی بات اپنی رائے سے کہوں تو میں صرف بشر ہوں اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اپنی دنیوی زندگی کے معاملات کو تم خود بہتر جانتے ہو۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے واسطے سے اپنے بندوں پر اپنی اطاعت کی کچھ باتیں مقرر فرمائی ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رحمت حاصل کریں۔ان سب باتوں کے مجموعہ کو دین کہتے ہیں۔وہ باتیں یہ ہیں: عقائد، عبادات، معاملات، حدود اور آداب۔

معاملات میں مالی، عائلی اور عدالتی معاملات بھی شامل ہیں اور امانت وترکہ کے معاملات بھی دنیوی امور کا ایک بڑا شعبہ ان ہی معاملات پر مشتمل ہے اور اس طرح سے وہ براہ راست دین کا ایک جزو ہے۔اس شعبہ کی رہنمائی ہمیں دین ہی سے ملتی ہے اور انبیاء علیہم السلام ہی اس کے موسس اور معلم ہوتے ہیں۔تجارت میں ایجاب وقبول جواز اور صحت کی شرائط بائع ومشتری کے اختیارات اختلاف کی صورت میں فیصلہ کی راہ، مزارعت کن شرائط سے کرنا مناسب ہے۔ جنگ وصلح کی کیا شرائط ہوں یہ سب باتیں دین کے دائرے میں آتی ہیں جنہیں انبیاء خود سکھاتے بتاتے ہیں لیکن ان کے بعد زراعت کی یہ تفصیلات کہ اس کے لئے کس کس سامان کی ضرورت ہے کس کس قسم کی مصنوعات درکار ہیں کس زمین میں کیسی کھاد ڈالی جاتی ہے کس موسم میں کیا بویا جاتا ہے فولاد کیسے بنایا جاتا ہے اور نئی نئی ایجادات کیسے ہوتی ہیں۔ یہ دنیا کا دوسرا شعبہ ہے جو دین سے متعلق نہیں۔ان باتوں کو دنیا انبیاء کے آنے سے پہلے بھی جانتی تھی اور ان کے بعد بھی ان میں ہزاروں ترقیاں کرتی رہتی ہے اس لئے فرمایا کہ یہ تمہاری دنیا ہے اسے تم خود جانتے بوجھتے ہو۔

انبیاء کو سب سے زیادہ تقوی اور معرفت الٰہی حاصل ہوئی ہے

www.askfatwa.com

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا أَمَرَهُمْ أَمَرَهُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ بِمَا يُطِيْقُوْنَ قَالُوْا اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَلَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَغْضِبُ حَتّٰى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا (بخاری)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ر سول اللہ ﷺ جب کسی بات کا صحابہ کو حکم دیتے تو ایسی بات کا حکم دیتے جوان سے (سہولت سے) ہو سکے۔ وہ (شوق شوق میں) عرض کرتے یا رسول اللہ (کچھ اور بڑھا دیجئے کیونکہ) ہم آپ کی طرح تو نہیں۔ آپ کی تو اللہ تعالیٰ نے اگلی پچھلی سب لغزشیں (جو کہ صرف اجتہادی ہیں وہ بھی) معاف کر دی ہیں (ہماری کوتاہیاں تو معاف نہیں کیں لہذا ہمیں زیادہ عمل کرنا چاہئے) اس پر آپ کو اتنا غصہ آتا کہ اس کا اثر چہرہ مبارک پر نمایاں ہونے لگتا پھر آپ فرماتے دیکھو تم سب میں زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا سب سے زیادہ عالم میں ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْأً فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَابَالُ أَقْوَامٍ يَسْتَنْزِهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَ أَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً (بخاری)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ر سول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) کوئی ایسا عمل کیا جس میں رخصت کا پہلو اختیار کیا۔ بعض لوگوں نے اس عمل کے اختیار کرنے سے (اس لئے) احتراز کیا (کہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں جب کہ ہم ایسے نہیں ہیں)۔ یہ بات آپ تک پہنچ گئی۔ اسی وقت آپ نے خدا کی حمد وثناء (خطبہ) کے بعد فرمایا لوگوں کا بھی کیا حال ہے بھلا اس عمل سے احتراز کرتے ہیں جسے میں کرتا ہوں۔ خدا کی قسم ان سب میں زیادہ خدا کا علم رکھنے والا اور سب سے زیادہ اس سے خشیت کرنے والا یعنی ڈرنے والا تو میں ہوں۔

فائدہ : خشیت اس خوف کو کہتے ہیں جو کسی ذات کی عظمت کے استحضار کے ساتھ ہو ہر خوف کو خشیت نہیں کہتے۔ عالم اگر ڈرتا ہے تو وہ خدا کی ذات کی عظمت وجلال کا تصور کر کے ڈرتا ہے جب کہ غیر عالم کو ان امور کا اتنا علم نہیں ہوتا اس لئے وہ ڈرتا ہے تو صرف اس کے عذاب کا تصور کر کے ڈرتا ہے۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ وقت کے نبی کے سب سے زیادہ عالم ہونے کا مطلب یہی ہے کہ خدا کی ذات وصفات کا سب سے زیادہ علم اس کو ہوتا ہے اور اس لئے سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا بھی وہی ہوتا ہے۔

یہاں غصہ صرف رخصت پر عمل نہ کرنے پر نہیں ہے بلکہ ان کے اس احتراز اور پرہیز پر ہے جو ایک غلط بنیاد پر ان کے دماغوں میں پیدا ہوا۔ نبی کے بخشے بخشائے ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ اب خدا کی عبادت کا محتاج نہیں رہا بلکہ اس کی عبادت اور بڑھ جاتی ہے اور اس لئے بڑھ جاتی ہے کہ وہ اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہتا ہے اور ادا نہیں کر سکتا أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا (کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں) کا یہی مطلب ہے۔

اللہ اور رسول کے ساتھ محبت کا تعلق

اللہ تعالیٰ کی اطاعت محبت کے ساتھ کرے کیونکہ محبت کے جو تین اسباب ہیں یعنی کمال، جمال اور جود وسخاء وہ اللہ تعالیٰ کو غیر متناہی حاصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وجود دیا اور ہمیں سب سے عمدہ اور احسن طرز پر بنایا پھر وہ مستقل طور سے ہماری پرورش کرتے ہیں ہماری دنیا وآخرت کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں فرشتوں کے ذریعے ہماری حفاظت کا انتظام کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات جمال والی بھی اور تمام صفات کمال کے ساتھ متصف بھی ہے۔ یہ سب باتیں تقاضا کرتی ہیں کہ ہمارے اندر ایسی ذات کی محبت اور شکر کا جذبہ موجزن ہو۔ پھر جب

www.askfatwa.com

یہ ذات ہمیں کچھ حکم دے اور وہ حکم بھی ایسے کہ جن میں ہمارے ہی فائدے کو ملحوظ رکھا گیا ہو اور تابعداری کے عمل پر وہ ہمیں اپنی خوشی اور محبت کا پروانہ دے تو محبت شکر اور ممنونیت کے احساس کے ساتھ اس کی تابعداری کریں اور اس کے حکم بجا لائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَأَحِبُّوْنِي لِحُبِّ اللّٰهِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ سے محبت رکھو اس لئے کہ وہ تمہیں طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے اور (چونکہ رسول اس بارگاہ محبت کا پیغامبر ہوتا ہے اور اس بارگاہ کا محبوب اسوہ وسیرت اپنی ذات میں لے کر آتا ہے اس لئے) مجھ سے محبت کرو خدا کی محبت کی وجہ سے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ ا □ ✦لَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہے جب تک میں اسے اپنے بیٹے اور باپ (اور تمام رشتہ داروں) اور دیگر تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

فائدہ: 1- رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے کی جو وجہ سابقہ حدیث میں ذکر ہوئی اس کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ میں دیگر اسباب محبت یعنی کمال و جمال علی وجہ الاتم موجود تھے۔

2- ماں باپ اور اولاد کی محبت طبعی ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت عقلی ہے۔ کمال ایمان یہ ہے کہ عقل کا تقاضا طبیعت کے تقاضے پر غالب رہے اور خدا اور رسول کی محبت سب محبتوں پر غالب ہو۔ اسلام قبول کرنے کا معاملہ ہو یا مسلمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کا مرحلہ ہو ایسا نہ ہو کہ دیگر محبتوں کو اپنے اوپر غالب کر کے اللہ کے فرامین اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے احکام کو نظر انداز کر دیا جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ يَا رُسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَبُّ ا □ ✦لَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ا □ ✦لَّا مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ ا □ ✦لَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ عُمَرُ فَا□ ✦نَّكَ الْآنَ وَاللّٰهِ أَحَبُّ ا □ ✦لَيَّ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ الْأٰنَ يَاعُمَرُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن ہشام کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہاتھ لئے ہوئے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک تم کو میں اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں تم (کامل) مومن نہیں ہو (رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی برکت تھی اور حضرت عمرؓ کے ایمان کی قوت تھی کہ ان کو اس بات کو اپنے اندر اتارنے میں کچھ بھی دیر نہ لگی فوراً) عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اچھا اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں اب اے عمر (تم پکے مومن بھی ہو گئے)۔

نبی ﷺ کی تعریف و تعظیم میں غلو سے ممانعت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦نِّيْ لَا أُرِيْدُ أَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَةِ الَّتِيْ اَنْزَلَنِيْهَا اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (رزین)

www.askfatwa.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مرتبہ سے آگے بڑھاؤ جس پر اللہ نے مجھے رکھا ہے۔ میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں اور (انسان ہوں مجھ میں خدائی نہیں ہے۔ البتہ انسان ہونے کے بعد یہ وصف مجھے حاصل ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاتُطْرُوْنِیْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰی عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فا□ ✦نَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (بخاری ومسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھے حد سے مت بڑھانا جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حد سے بڑھایا۔ میں تو محض اللہ کا بندہ ہی ہوں (اللہ نے مجھے کوئی خدائی اختیار نہیں دیئے) تو مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ ا□ ✦نِّیْ أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْن لِمَرْ زُبَانٍ لَّهُمْ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِیْ اَرَأَيْتَ لَوْمَرَرْتَ بِقَبْرِیْ أَ كُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا (ابو داؤد)

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مقام حیرہ میں پہنچا تو میں نے وہاں کے باشندوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو میں نے دل میں سوچا کہ اللہ کے رسول (تو زیادہ عظمت والے ہیں اور زیادہ قابل تعظیم ہیں اس لئے وہ) اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ انکو سجدہ کیا جائے۔ پھر جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ میں مقام حیرہ میں گیا تھا۔ میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں اور آپ تو زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا یہ بتاؤ کہ اگر تم میری قبر پر گزرتے تو کیا تم اس کو بھی سجدہ کرتے۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں (کیونکہ دین میں اس سے منع کیا گیا ہے)۔ آپ نے فرمایا تو پھر اب بھی مت کرو (کیونکہ سجدہ انتہائی درجے کی تعظیم ہے جو انتہائی درجے کی عظمت والے ہی کے لائق ہے۔ اس لئے وہ عبادت ہے اور عبادت کے لائق بھی صرف وہ ذات ہے جو ہر حال میں عبادت کی حقدار ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ا□ ✦نَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو کوئی تمہیں یہ کہے کہ محمد ﷺ ان پانچ باتوں کو جانتے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت **اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ** (سورہ لقمان کی آخری آیت) میں فرمایا ہے تو اس نے بڑا زبردست بہتان باندھا۔

انبیاء کی عالم برزخ میں حیات کی کیفیت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (بیهقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں (اور انکو برزخی حیات حاصل ہے جس کی توجیہ یہ ہے کہ اگرچہ ان کی ارواح مبارکہ کا ٹھکانا اعلیٰ علیین ہے لیکن انکا قبروں میں موجود اجسام مبارکہ کے ساتھ قوی تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ عالم برزخ میں) نماز پڑھتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَيْلَةَ أُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّیْ فِیْ

www.askfatwa.com

قَبۡرِہٖ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام (کی قبر) کے پاس سے گذرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (یعنی ہمارے محسوس عالم میں تو جسم لیٹے ہوئے نظر آتے ہیں اور قبر بھی اتنی اونچی نہیں ہوتی کہ کوئی اس میں کھڑا ہوسکے لیکن ان پر عالم برزخ کھل جاتا ہے جیسا کہ سونے والے پر عالم خواب کھل جاتا ہے اور جیسے سونے والا عالم خواب میں اپنے آپ کو اپنے اسی جسم کے ساتھ چلتا پھرتا دیکھتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں اپنے انہی اجسام کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھتے ہیں۔

عَنۡ أَبِیۡ هُرَيۡرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ مَامِنۡ رَجُلٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ ا ◻ ✦ لَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوۡحِیۡ حَتّٰی أَرُدَّ عَلَيۡهِ السَّلَامَ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے (یعنی آپ ﷺ کی روح مبارک کی جو تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی جمالی وجلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے کسی امتی کے سلام کہنے پر اس کی طرف بھی متوجہ ہو جاتی ہے) اور (آپ فرماتے ہیں کہ) میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔

فائدہ: اگر یہ خیال ہو کہ دنیا میں تو ہر وقت کتنے ہی لوگ درود وسلام پڑھتے ہیں تو آپ تو ہر وقت جواب دینے میں ہی مصروف رہتے ہوں گے بلکہ ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے بیک وقت سلام کہنے پر تو شاید آپ کو ہر ایک کا علیحدہ جواب دینا دشوار ہوتا ہوگا اور تجلیات کے مشاہدہ کا وقت ہی نہ ملتا ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے محسوس عالم کے وقت اور مکان (TIME AND SPACE) کے جو پیمانے ہیں عالم مثال، عالم برزخ اور عالم آخرت کے پیمانے ان سے بہت مختلف ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر نے اپنی کرامت سے ملکہ سبا کے تخت کو پلک جھپکنے میں حاضر کر دیا حالانکہ عالم محسوس میں ایک قوی جن نے بھی اس کو لانے کی اتنی مہلت مانگی تھی کہ آپ کے مجلس سے اٹھنے سے پہلے حاضر کر دوں گا جیسا کہ قرآن پاک کی سورہ نمل میں یہ قصہ مذکور ہے۔

عَنۡ أَوۡسِ بۡنِ اَوۡسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ا ◻ ✦ نَّ مِنۡ أَفۡضَلِ أَيَّامِكُمۡ يَوۡمَ الۡجُمُعَةِ فِيۡهِ خُلِقَ آدَمُ وَ فِيۡهِ قُبِضَ وَفِيۡهِ النَّفۡخَةُ وَفِيۡهِ الصَّعۡقَةُ فَأَكۡثِرُوۡا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيۡهِ فَا ◻ ✦ نَّ صَلَاتَكُمۡ مَعۡرُوۡضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوۡا يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ وَكَيۡفَ تُعۡرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيۡكَ وَقَدۡ أَرِمۡتَ ...... فَقَالَ ا ◻ ✦ نَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الۡأَرۡضِ أَجۡسَادَ الۡأَنۡبِيَاءِ (ابوداؤد)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے افضل ترین دنوں میں سے ایک جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں (حضرت) آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں (قیامت کا پہلا) نفخہ ہوگا اور اس میں (دوسرا) نفخہ ہوگا سو تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے درود آپ پر کیسے پیش کئے جائیں گے۔ حالانکہ آپ تو (اپنی قبر میں) ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے اجسام (کھانے اور بوسیدہ کرنے) کو حرام کر دیا ہے۔

عَنۡ أَبِیۡ هُرَيۡرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنۡ صَلّٰی عِنۡدَ قَبۡرِیۡ سَمِعۡتُهٗ وَمَنۡ صَلّٰی عَلَيَّ مِنۡ بَعِيۡدٍ أُبۡلِغۡتُهٗ. (بیهقی فی شعب

www.askfatwa.com

الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے (فرشتوں کے واسطہ سے) بتلا دیا جاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَاتَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم انبیاء کا (مال میں) کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو مال چھوڑ جائیں وہ (فقراء پر) صدقہ ہوتا ہے۔

www.askfatwa.com

باب : 4

قیامت اور آخرت کی تفصیلات

قیامت کب آئے گی اسکا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کسی اور کو نہیں

عَنِ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ قَبْلَ أَنْ یَّمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْأَلُوْنِّیْ عَنِ السَّاعَةِ وَ ا ✦نَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ...... (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کی وفات سے ایک ماہ پیشتر آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو (کہ وہ کب ہوگی۔ تو جان لو کہ) اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے (کسی اور کو نہیں ہے)

قیامت قریب ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ. (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "میں بھیجا گیا ہوں اس حال میں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ (کہ ان کے درمیان کسی نئی امت اور کسی نئے نبی کا دور نہ ہوگا لہٰذا اس کو بہت دور سمجھ کر بے فکر نہ ہونا چاہئے)۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ هٰذِهِ الدُّنْیَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ أَوَّلِهٖ ا ✦لٰی اٰخِرِهٖ فَبَقِیَ مُتَعَلِّقًا بِخَیْطٍ فِیْ اٰخِرِهٖ فَیُوْشَکُ ذَالِکَ الْخَیْطُ أَن یَّنْقَطِعَ (بیهقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دنیا کی مثال اس کپڑے کی سی ہے جو اول سے آخر تک پھاڑ دیا گیا اور بس سرے پر ایک دھاگے سے وہ جڑا رہ گیا اور یہ آخری دھاگا بھی بس عنقریب ٹوٹا ہی چاہتا ہے۔ (اور یہ آخری دھاگا میرا دور ہے کہ جس کے ختم ہونے پر قیامت قائم ہوگی)

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَهٗ وَأَصْغٰی سَمْعَهٗ وَحَنٰی جَبْهَتَهٗ یَنْتَظِرُ مَتٰی یُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تَامُرُنَا ؟ قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهِ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں کیونکر خوش اور بے غم ہو کر رہ سکتا ہوں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ صور والا فرشتہ صور کو اپنے منہ میں لئے ہوئے ہے اور اپنا کان اس نے لگا رکھا ہے اور اس کی پیشانی خمیدہ اور جھکی ہوئی ہے وہ انتظار کر رہا ہے کہ کب اس کو (دنیا کو ختم کر دینے کے لئے) صور کے پھونک دینے کا حکم ہو (اور وہ پھونک دے۔ یعنی جب مجھے اس واقعہ کا علم ہے تو میں کیسے

www.askfatwa.com

اس دنیا میں اطمینان اور خوشی سے رہ سکتا ہوں)۔صحابہؓ نے عرض کیا:۔یا رسول اللہ! تو ہمیں آپ کا کیا حکم ہے (ان کا مطلب یہ تھا کہ جب معاملہ اتنا خطرناک ہے تو ہماری رہنمائی فرمائیے کہ قیامت کی ہولناکیوں اور سختیوں سے بچنے کے لئے ہم کیا کریں؟) آپ نے ارشاد فرمایا: کہتے رہا کرو حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ۔(ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے)

قیامت کی قریبی علامات

عَنۡ حُذَیۡفَةَ بۡنِ أَسِیۡدِ الۡغِفَارِیّ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ عَلَیۡنَا وَنَحۡنُ نَتَذَاکَرُ فَقَالَ مَاتَذۡکُرُوۡنَ قَالُوۡا نَذۡکُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنۡ تَقُوۡمَ حَتّٰی تَرَوۡا قَبۡلَهَا عَشۡرَ آیَاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوۡعَ الشَّمۡسِ مِنۡ مَغۡرِبِهَا وَنُزُوۡلَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ وَیَاجُوۡجَ مَاجُوۡجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوۡفٍ خَسۡفٌ بِالۡمَشۡرِقِ وَخَسۡفٌ بِالۡمَغۡرِبِ وَخَسۡفٌ بِجَزِیۡرَةِ الۡعَرَبِ وَآخِرُ ذٰلِکَ نَارٌ تَخۡرُجُ مِنَ الۡیَمَنِ تَطۡرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحۡشَرِهِمۡ. (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس باہر سے تشریف لائے ہم آپس میں گفتگو کررہے تھے آپ نے پوچھا کیا گفتگو کررہے ہو؟۔ہم نے عرض کی کہ قیامت کے متعلق باتیں کررہے ہیں۔آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک ہرگز نہیں آسکتی جب تک کہ اس سے پہلے تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو (جو وقوع میں ترتیب کے بغیر یوں ہیں۔(1) دھواں (2) دجال (3) دابۃ الارض (4) مغرب کی جانب سے آفتاب کا طلوع (5) عیسٰی بن مریم کا اترنا (6) یاجوج ماجوج کا ظہور (9,8,7) تین خسف یعنی زمین میں دھنسنے کے واقعات ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں (10) اور سب سے آخر میں وہ آگ جو یمن سے ظاہر ہوگی اور لوگوں کو ہنکا کر محشر (یعنی وہ زمین جس کے مقابلہ میں قیامت کے دن کی محشر کی زمین ہوگی۔اس) تک لے جائے گی۔

عَنۡ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ یَکُوۡنُ فِیۡ آخِرِ الزَّمَانِ خَلِیۡفَةٌ یَحۡثِی الۡمَالَ حَثۡیًا وَلَا یَعُدُّهٗ عَدًّا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک ایسے خلیفہ وحکمران (یعنی مہدی علیہ السلام) ہوں گے جو لپ بھربھر کر مال تقسیم کریں گے اور اس کو شمار نہ کریں گے۔

بعض علامتوں کی تفصیل

امام مہدی علیہ السلام

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَذۡهَبُ الدُّنۡیَا حَتّٰی یَمۡلِکَ الۡعَرَبَ رَجُلٌ مِّنۡ أَهۡلِ بَیۡتِیۡ یُوَاطِئُ اِسۡمُهٗ اِسۡمِیۡ (ترمذی و ابوداؤد)

و فی روایة (یُوَاطِئُ) اِسۡمُ أَبِیۡهِ اِسۡمَ أَبِیۡ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت (یعنی میری اولاد) میں سے ایک شخص عرب (اور ان کے تابع تمام اہل اسلام) کا حکمران نہ بن جائے۔اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا (مطلب یہ ہے کہ وہ بھی محمد بن عبداللہ ہوگا)۔

عَنۡ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوۡلُ اَلۡمَهۡدِیُّ مِنۡ عِتۡرَتِیۡ مِنۡ أَوۡلَادِ فَاطِمَةَ (ابوداؤد)

www.askfatwa.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل میں (اور) فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَھْدِیُّ مِنِّی أَجْلَی الْجَبْھَۃِ أَقْنَی الْأَنْفِ یَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ (ابو داؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی میری نسل سے ہوں گے چوڑی پیشانی والے اور بلند ناک والے ہوں گے۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح (پورا) بھر دیں گے جس طرح وہ (پوری) ظلم و زیادتی سے بھر گئی تھی۔ (جنگوں سے فارغ ہوکر اسلام کے غلبہ کے ساتھ) وہ سات سال تک حکمرانی کریں گے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَلاءً یُصِیْبُ ھٰذِہِ الْأُمَّۃَ حَتّٰی لَا یَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَأً یَلْجَأُ ا □ ✦ لَیْہِ مِنَ الظُّلْمِ فَیَبْعَثُ اللّٰہُ رَجُلاً مِّنْ عِتْرَتِیْ وَأَھْلِ بَیْتِیْ فَیَمْلَأُ بِہِ الْاَرْضَ قِسْطًاوَّ عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَرْضٰی عَنْہُ سَاکِنُ السَّمَاءِ وَسَاکِنُ الْأَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِھَا شَیْئًا ا □ ✦ لَّا صَبَّتْہُ مِدْرَارًا وَّلَا تَدَعُ الْأَرْضُ مِنْ نَبَا تِھَا شَیْئًا ا □ ✦ لَّا أَخْرَجَتْہُ حَتّٰی یَتَمَنَّی الْأَحْیَاءُ الْأَمْوَاتَ یَعِیْشُ فِیْ ذٰلِکَ سَبْعَ سِنِیْنَ أَوْثَمَانَ سِنِیْنَ أَوْتِسْعَ سِنِیْنَ (حاکم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ظلم سے بھری) ایک بڑی مصیبت وآزمائش کا ذکر کیا جو مسلمانوں پر آئے گی۔ (اس دوران ظلم بہت ہوگا) یہاں تک کہ آدمی ظلم سے بچنے کے لئے کوئی پناہ نہ پائے گا۔ تو (ان حالات میں) اللہ تعالیٰ میری نسل اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو اٹھائیں گے جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح (پورا) بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و زیادتی سے (پوری) بھر گئی تھی۔ (اس کی خدا خوفی، للٰہیت اور اچھے اخلاق وکردار کی وجہ سے) آسمان والے (فرشتے) اور زمین والے (انسان وحیوان) اس سے راضی ہوں گے۔ آسمان اپنی بارش کے کچھ قطرے (بھی) نہ روکے گا مگر یہ کہ ان کو موسلا دھار برسائے گا اور زمین اپنی تمام پیداوار نکالے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ تمنا کریں گے کہ کاش جو (لوگ ظلم کے زمانہ میں) مرچکے وہ (اس امن وعیش کے زمانہ میں) زندہ ہوتے۔ وہ صاحب (حکمران بننے کے بعد) سات یا آٹھ یا نو سال زندہ رہیں گے۔

عَنْ أُمِّ سَلِمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَکُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِیْفَۃٍ فَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ھَارِبًا ا □ ✦ لٰی مَکَّۃَ فَیَأْتِیْہِ نَاسٌ مِّنْ أَھْلِ مَکَّۃَ فَیُخْرِجُوْنَہٗ وَھُوَ کَارِہٌ فَیُبَایِعُوْنَہٗ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَیُبْعَثُ ا □ ✦ لَیْہِ الْبَعْثُ مِنَ الشَّامِ فَیُخْسَفُ بِھِمْ بِالْبَیْدَاءِ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَا □ ✦ ذَا رَأَی النَّاسُ ذٰلِکَ أَتَاہُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَ عَصَائِبُ أَھْلِ الْعِرَاقِ فَیُبَایِعُوْنَہٗ ثُمَّ یَنْشَأُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ أَخْوَالُہٗ کَلْبٌ فَیَبْعَثُ ا □ ✦ لَیْھِمْ بَعْثًا فَیَظْھَرُوْنَ عَلَیْھِمْ وَذٰلِکَ بَعْثُ کَلْبٍ وَیَعْمَلُ فِی النَّاسِ بِسُنَّۃِ نَبِیِّھِمْ وَیُلْقِی الا □ ✦ سْلَامُ بِجِرَانِہٖ فِی الْأَرْضِ فَیَلْبَثُ سَبْعَ سِنِیْنَ ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ (ابو داؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (مسلمانوں کے) ایک حکمران کی وفات پر (اصحاب رائے لوگوں میں) بڑا اختلاف واقع ہوگا (کہ اب کس کو حاکم مقرر کیا جائے۔ ان حالات میں) مدینہ والوں میں سے ایک صاحب (اس ڈر سے کہ کہیں ان پر حکمرانی کا بار نہ ڈال دیا جائے) مکہ مکرمہ کی طرف جائیں گے (لیکن ان کی شخصیت اور ان کے جوہر چھپے نہ رہ سکیں گے اس لئے) مکہ والوں میں سے کچھ لوگ ان کے پاس آئیں گے اور ان کی ناگواری کے باوجود ان کو ان کے گھر سے نکالیں گے۔ اور (مسجد حرام میں لے جا کر) حجر اسود اور مقام

www.askfatwa.com

ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے (اور ان کو اپنا حکمران بنائیں گے۔ یہ امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔آس پاس کے حکمران ان کی حکمرانی اور امامت کو پسند نہ کریں گے) اور شام سے ان کی طرف (ان سے لڑنے کے لئے) ایک لشکر بھیجا جائے گا جس کو (امام مہدی علیہ السلام کی تائید میں) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام بیداء میں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ ان کی یہ تائید دیکھیں گے تو (ہر طرف سے لوگ ان کو اپنے لئے نجات دہندہ سمجھ کر ان کے پاس آئیں گے یہاں تک کہ) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء ان کے پاس آئیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر قریش میں سے ایک شخص کی جس کی ماں قبیلہ کلب کی ہوگی اٹھے گا اور امام مہدی علیہ السلام کے حمایتیوں کے خلاف ایک کلبی لشکر بھیجے گا۔ امام مہدی کے لوگ اس لشکر پر غالب آئیں گے۔ وہ نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق حکمرانی کریں گے اور اسلام زمین پر اپنی گردن ڈال دے گا (یعنی پوری زمین میں کامل اسلام کا نفاذ ہوگا) وہ (حاکم ہونے کے بعد) سات سال تک رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

دجال

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ ا□ ✦لٰى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ (مسلم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدم (علیہ السلام) کی تخلیق اور قیامت کے قائم ہونے کے درمیانی زمانہ میں (مشقت، شدت اور بلاؤں کے اعتبار سے) دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے۔

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهٖ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ مِنْ قَوْلِهٖ ...... ا□ ✦نَّهٗ يَبْدَأُ فَيَقُوْلُ أَنَا نَبِيٌّ وَلَانَبِيَّ بَعْدِيْ ثُمَّ يُثَنِّيْ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ وَلَا تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا ...... (ابن ماجه)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا جس کا اکثر حصہ دجال سے متعلق تھا۔ آپ کے ارشاد میں یہ تھا...... دجال ابتداء میں دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میرے بعد تو کوئی بھی (نیا) نبی نہیں ہوگا پھر (اس سے بھی بڑھ کر) بعد میں وہ یہ دعوی کرے گا کہ وہ تمہارا رب ہے حالانکہ (اس کا یہ دعوی بھی جھوٹا ہوگا کیونکہ اس کو تم دیکھ رہے ہوگے جب کہ) تم اپنے (حقیقی) رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے (بلکہ مرنے کے بعد جب قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہوگے اور جنت میں جاؤ گے اس وقت اپنے رب کو دیکھو گے)۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ نَبِيٍّ ا□ ✦لَّا قَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا ا□ ✦نَّهٗ أَعْوَرُ وَا□ ✦نَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی نبی ہوا اس نے اپنی امت کو (قیامت اور قرب قیامت کے فتنوں سے ڈرایا جن میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے) کانے جھوٹے (دجال) سے ڈرایا۔ (وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا حالانکہ خدا تو ہر قسم کے عیب سے پاک ہے جب کہ) آگاہ ہو جاؤ کہ دجال کانا ہوگا اور بلاشبہ تمہارا رب کانا نہیں ہے (تو اس کا یہ عیب اس کے خدائی کے دعوے کے منافی ہے۔ اسی طرح اس کے دعوائے خدائی کے خلاف ایک اور ثبوت یہ ہوگا کہ) اس کی آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی کے بیچ میں) ک ف ر لکھا ہوگا (جو اس کے کفر یا اس کے کافر ہونے پر واضح دلیل ہوگی)۔

وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ لَيْسَ يَرٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ وَأَنَّهٗ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَأُهٗ مَنْ كَرِهَ

www.askfatwa.com

عَمَلَهُ (بخاری و مسلم).

اورایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا (اس کے دعوے خدائی کے جھوٹے ہونے کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ) تم جانتے ہو کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کو (دنیا میں) نہیں دیکھ سکتا یہاں تک وفات پا جائے (کہ اس کے بعد جنت میں جا کر دیکھ سکتا ہے جب کہ دجال کو تو لوگ دنیا میں دیکھ رہے ہوں گے تو وہ خدا کیسے ہوسکتا ہے) اور (علاوہ ازیں ایک اور دلیل یہ ہے کہ) اس کی پیشانی کے بیچ میں (اس کے) کافر (ہونے پر بطور علامت ک ف ر) لکھا ہوگا۔ اس کو ہر وہ شخص پڑھے گا جو دجال کے عمل کو ناپسند کرتا ہوگا۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ا ✦نِّیْ حَدَّثْتُکُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰی خَشِیْتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوْا، ا ✦نَّ الْـمَسِیْحَ الدَّجَّالَ قَصِیْرٌ أَفْحَجُ، جَعْدٌ أَعْوَرُ، مَطْمُوْسُ الْعَیْنِ، لَیْسَتْ بِنَاتِئَةٍ وَلَا جَحْرَاءَ، فَا ✦نِ أُلْبِسَ عَلَیْکُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِأَعْوَرَ. (ابو داؤد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں دجال سے متعلق مختلف باتیں بتائی ہیں یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں (وہ باتیں تم پر گڈ مڈ نہ ہوگئی ہوں اور) تم ان کو پوری طرح سمجھ نہ پائے ہو۔ (چونکہ اس کا فتنہ بہت بڑا ہوگا اور وہ بہت سے شعبدے دکھا کر لوگوں سے اپنی خدائی منوانے کی کوشش کریگا اس لئے میں تمہیں خوب واضح طور سے سمجھا دیتا ہوں کہ) مسیح دجال (سرخی مائل رنگ کا بڑے جسم والا لیکن نسبتاً) چھوٹے قد والا ہوگا۔ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوگا، پاؤں کا رخ اندر کی طرف ہوگا اس لئے ایڑیاں ایک دوسرے سے دور اور پاؤں کے پنجے ایک دوسرے سے قریب ہوں گے۔ اس کے بال گھنگریالے ہوں گے۔ اس کی (دونوں ہی آنکھیں عیب دار ہوں گی) ایک آنکھ (یعنی دائیں) سپاٹ ہوگی، نہ ابھری ہوئی ہوگی اور نہ ہی اندر کو دھنسی ہوئی ہوگی (اس میں بھی ناخونہ ہوگا جس کی وجہ سے اس آنکھ کی بینائی بھی کمزور ہوگی) (جب کہ دوسری یعنی بائیں آنکھ سے وہ کانا ہوگا اور وہ انگور کے دانے کی طرح ابھری ہوئی ہوگی اس کے رعب و دبدبہ اور شعبدہ بازیوں کو دیکھ کر) اگر تم کو اشتباہ ہو جائے (تو کم از کم اتنی بات تو یاد رکھنا کہ) تمہارا حقیقی رب کانا نہیں ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ا ✦نَّ الدَّجَّالَ یَخْرُجُ وَ ا ✦نَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِیْ یَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَأَمَّا الَّذِیْ یَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ أَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَلْیَقَعْ فِی الَّذِیْ یَرَاهُ نَارًا فَا ✦نَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَیِّبٌ (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ ایک نہر پانی کی ہوگی (اس نہر کے ساتھ باغ بھی ہوگا)۔ اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے وہ اس میں اپنے ماننے والوں کو داخل کرے گا) اور (ایک نہر سی) آگ کی ہوگی (جس میں وہ اپنے نہ ماننے والوں کو داخل کرے گا) جس کو لوگ پانی دیکھتے ہوں گے وہ (اپنے اثر کے اعتبار سے) جلانے والی آگ ہوگی (کہ جہنم کی آگ میں داخلہ کا باعث ہوگی) اور جس کو لوگ آگ دیکھتے ہوں گے وہ (اپنے اثر کے اعتبار سے) ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگی (کہ اگرچہ وہ لوگ آگ میں جل جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو جلنے کی تکلیف سے محفوظ رکھیں گے اور ان کی موت بڑی راحت سے آئے گی اور موت کے بعد ان کو جنت کا ٹھنڈا میٹھا پانی میسر ہوگا) تو جس کسی کو اس صورتحال سے سابقہ پیش آئے وہ اس میں داخل ہو جس کو وہ آگ دیکھتا ہو کیونکہ وہ (اپنے اثر کے اعتبار سے) ٹھنڈا میٹھا پانی ہے۔

www.askfatwa.com

فائدہ: بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ کا حقیقی معنی مراد ہے اوراس کی آگ داخل ہونے والوں پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی۔

عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ ا صْفَهَانَ سَبْعُوْنَ أَلْفاً عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اصفہان کے ستر ہزار یہودی (یعنی ان کی بڑی تعداد) دجال کی پیروی کرے گی اور وہ (سبز چغہ نما) طیلسان اوڑھے ہوئے ہوں گے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَاتِی الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِکَ يَهْلِکُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسیح دجال مشرق کی جانب سے مدینہ (منورہ) کا قصد کر کے آئے گا یہاں تک کہ وہ احد پہاڑ کے پیچھے پڑاؤ کرے گا۔ پھر فرشتے (جو اس وقت مدینہ منورہ کے پہرہ پر مامور ہوں گے اس کو مدینہ منورہ میں داخل نہ ہونے دیں گے اور) اس کو شام کی جانب موڑ دیں گے اور وہیں (یعنی اس کے باب لد نامی ایک مقام میں) وہ ہلاک ہوگا۔

عَنْ أَبِیْ بَکْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ (بخاری)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا مسیح دجال کا رعب (اور خوف) مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا (جس کا ایک باطنی سبب یہ ہوگا کہ) اس وقت مدینہ منورہ میں داخلہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو فرشتے مامور ہوں گے۔ (ان فرشتوں کی وجہ سے مدینہ منورہ کے اندر لوگوں کو خوف محسوس نہ ہوگا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ مِنْهُ فَوَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَاتِيْهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتْبَعُهُ مِمَّا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ (ابو داؤد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی دجال کا (نکلنا) سنے تو وہ دجال سے دور ہی رہے (کیونکہ وہ بہت بڑا فتنہ ہوگا اور اچھے بھلے لوگوں کا اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہوگا) اللہ کی قسم آدمی جو اپنے مومن ہونے پر یقین رکھتا ہوگا (یعنی جس کا اچھا بھلا ایمان ہوگا وہ اپنے ایمان پر مطمئن ہو کر دجال سے بات کرنے اور تحقیق کرنے کے لئے) اس کے پاس جائے گا تو دجال دین کے بارے میں جو (عجیب وغریب شکوک و) شبہات اٹھائے گا ان سے متاثر ہو کر وہ دجال کی پیروی کرنے لگے گا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ خاص طور سے وہ لوگ جو علم میں پختہ نہیں ہیں وہ یہ نہ سوچیں کہ کوئی ایسا شخص جو غیر مستند ہو اور جس پر علمائے حق مطمئن نہ ہوں اگر ہم نے اس کی دینی تقریر یا درس سن لیا یا اس کی لکھی ہوئی کتاب پڑھ لی تو کیا ہوا۔ انسانی ذہن کو کوئی بھی نکتہ پسند آ جائے خواہ وہ دلائل کے اعتبار سے غلط ہی کیوں نہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے دل میں سما جائے پھر لاکھ صحیح دلائل کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ انسانی دل و دماغ کوئی منطق کی کتاب یا فقط کمپیوٹر نہیں ہے کہ وہ بس صحیح دلائل ہی کو دیکھے گا۔ اس کے اندر کسی صحیح یا غلط بات کے پسند آنے پر جم جانے کا رجحان و میلان بھی موجود ہے۔ اس لئے آدمی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالنے سے پرہیز کرے۔

دجال کے کچھ اور حالات اور اس کی ہلاکت

عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ يَوْمٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَ رَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِىْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَلَمَّا رُحْنَا ا □ ✦ لَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا فَقَالَ مَاشَاْنُكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَ رَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِىْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ غَيْرُ الدَّجَّالَ أَخْوَفُنِى عَلَيْكُمْ اِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيْكُمْ فَأَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَا □ ✦ نْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُءٌ حَجِيْجُ نَفْسُهٗ وَ اللّٰهُ خَلِيْفَتِىْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ا □ ✦ نَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِئَةٌ كَأَنِّىْ أُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ ا □ ✦ نَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَ عَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِى الْأَرْضِ قَالَ أَرْبَعُوْنَ يَوْماً يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهٖ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِىْ كَسَنَةٍ أَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اقْدِرُوْا لَهٗ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا ا □ ✦ سْرَاعُهٗ فِى الْأَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاتِىْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُوْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ فَيَامُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وأَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَأَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَاتِى الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِأَيْدِيْهِمْ شَىٌّ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا أَخْرِجِىْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلاً مُمْتَلِأً شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جَزْلَتَيْنِ رِمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ وَيَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِىَّ دِمِشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ ا □ ✦ ذَا طَأْطَأَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَا □ ✦ ذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ مِثْلُ جُمَّانٍ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِىْ ا □ ✦ لٰى حَيْثُ يَنْتَهِىْ طَرْفُهٗ فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَاتِىْ عِيْسٰى قَوْماً قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِى الْجَنَّةِ (مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن صبح رسول اللہ ﷺ نے اتنی اہمیت واہتمام سے دجال کا تذکرہ فرمایا کہ (دہشت کے مارے) ہم کو یوں معلوم ہونے لگا گویا وہ یہیں کسی باغ میں موجود ہے۔ جب ہم شام کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمارے اس خوف ودہشت کو محسوس کرلیا اور پوچھا تمہیں کیا ہوا (تم ایسے دہشت زدہ کیوں نظر آتے ہو) ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے صبح دجال کا ذکر اتنی اہمیت کے ساتھ فرمایا کہ ہم کو یوں معلوم ہونے لگا گویا وہ یہیں کسی باغ میں ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے تم پر دجال سے بڑھ کر دوسری باتوں کا (یعنی دوسرے فتنوں کا) زیادہ اندیشہ ہے (کیونکہ ان کے بارے میں تم لاپرواہی کر کے اور انکو ہلکا سمجھ کر اپنے دین کا زیادہ نقصان کرسکتے ہو جب کہ دجال کا کیا ہے اس کا جھوٹا ہونا تو بالکل واضح ہوگا) اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو تمہارے بجائے میں خود اس سے نمٹ لوں گا ورنہ تو ہر شخص خود اس کا مقابلہ کرے (یعنی اس کو جھوٹا سمجھے اور اس سے بچے) اور میں نے تم سب کو خدا کے سپرد کیا۔ دیکھو وہ جوان ہوگا اس کے بال سخت گھنگریالے اور اس کی آنکھ (انگور کی طرح) باہر کو ابھری ہوئی ہوگی میں اس کو عبدالعزی بن قطن کے زیادہ مشابہ پاتا ہوں۔ تو تم میں جو شخص بھی اس کا زمانہ پائے اس کو چاہئے کہ وہ سورہ کہف کی ابتدائی (دس) آیتیں پڑھ لے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی رستہ سے ظاہر ہوگا اور اپنے دائیں اور بائیں ہر سمت بڑا فساد مچائے گا تو اے اللہ کے بندو! دیکھو اس وقت ثابت قدم رہنا۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کتنے عرصہ تک زمین پر رہے گا آپ نے فرمایا چالیس دن لیکن پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا اور پھر دوسرا ایک ماہ کے برابر اور تیسرا ایک ہفتہ کے

برابر ہوگا اس کے بعد باقی دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ ہم نے پوچھا جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس دن میں ہم کو ایک ہی دن کی نمازیں ادا کرنا ہوں گی۔ فرمایا نہیں بلکہ تمام دنوں کے برابر نمازوں کا اندازہ کر کے نمازیں ادا کرتے رہنا (کیونکہ غالباً اس دن کی طوالت دجال کی محض شعبدہ بازی ہوگی ورنہ سورج فی الواقع اپنے وقت پر طلوع وغروب ہوتا رہے گا)۔ ہم نے پوچھا وہ کس رفتار سے زمین میں گھومے گا۔ فرمایا اس تیز رفتار بادل کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا اڑائے لا رہی ہو (ممکن ہے کہ اس کو آج کے دور کی تیز رفتار سواریوں کی طرح کی یا ان سے زیادہ تیز رفتار سواریاں حاصل ہوں یا اس کے ساتھ خرق عادت کا معاملہ ہو)۔ وہ کچھ لوگوں کے پاس آ کر اپنی خدائی پر ایمان لانے کی دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے وہ خوش ہو کر آسمان کو بارش کا حکم دے گا فوراً بارش آ جائے گی اور زمین کو حکم دے گا اسی وقت وہ سبزہ زار ہو جائے گی اور شام کو جب ان کے حیوانات (چراگاہوں سے) چر کر واپس ہوں گے تو ان کے اونٹوں کے کوہان پہلے سے زیادہ لمبے لمبے ان کے تھن پہلے سے زیادہ دودھ سے لبریز اور ان کی کوکھیں پہلے سے زیادہ تنی ہوئی ہوں گی۔ اس کے بعد وہ کچھ اور لوگوں کے پاس جائے گا اور ان کو بھی اپنی خدائی کی دعوت دے گا مگر وہ اس کو نہ مانیں گے۔ جب وہ ان کے پاس سے واپس ہوگا تو یہ سب قحط میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کے قبضہ میں کوئی مال نہ رہے گا (سب دجال کے ساتھ چلا جائے گا) پھر وہ ایک ویران زمین سے گزرے گا اور اس کو یہ حکم دے گا "اپنے تمام خزانے باہر اگل دے" وہ سب کے سب خزانے اس کے پیچھے اس طرح ہو لیں گے جیسے مکھیوں کے سردار کے پیچھے پیچھے سب مکھیاں ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص کو بلائے گا جو اپنے پورے شباب پر ہوگا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر کے ان کو ایک دوسرے سے اتنی دور پھینک دے گا جتنا تیر انداز اور اس کے نشانہ لگانے کی جگہ کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے پھر اس کو آواز دے کر بلائے گا وہ (زندہ ہو کر ہنستا کھلکھلاتا ہوا چلا آئے گا اور کہے گا کہ یہ خدا کیسے ہو سکتا ہے لیکن دجال اس کو دوسری مرتبہ قتل نہ کر سکے گا)۔ ادھر دجال شعبدہ بازیاں دکھا رہا ہوگا ادھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ دمشق (کی مسجد) کے مشرقی (یا دمشق کے مشرق میں بیت المقدس کے کسی) سفید منارہ پر اتریں گے اور دو زعفرانی رنگ کی چادریں اوڑھے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہونگے۔ سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکتے معلوم ہوں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو بالوں میں چاندی کے سے موتی محسوس ہونگے۔ جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا لگ جائے گی وہ زندہ نہ رہ سکے گا اور انکے سانس کا اثر اتنے فاصلے تک پڑے گا جہاں تک کہ ان کی نظر جائے گی۔ وہ دجال کا پیچھا کریں گے اور باب لد (بیت المقدس کے قریب ایک مقام) پر اس کو پالیں گے اور یہاں (اگرچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظر کی وجہ سے پگھلنے لگے گا لیکن مکمل پگھلنے سے پہلے آپ) اس کو قتل کر دیں گے۔ اس کے قتل سے فارغ ہو کر عیسیٰ علیہ السلام پھر ان لوگوں کے پاس آئیں گے جو اس کے فتنہ سے بچ رہے ہوں گے اور ان کو تسلی و تشفی دیں گے اور جنت میں ان کے جو درجات ہوں گے ان کو بیان فرمائیں گے۔

عالم مثال میں دجال کا وجود

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ ا□ ✦نْسَانٍ مُصَلَّاهُ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ ؟ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ ا□ ✦نِّیْ وَاللّٰهِ مَاجَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ، وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِأَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِیَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ، وَحَدَّثَنِیْ حَدِيْثًا وَافَقَ الَّذِیْ كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، حَدَّثَنِیْ أَنَّهُ رَكِبَ فِیْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِيْنَ رَجُلاً مِنْ لَخْمٍ وَّجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِی الْبَحْرِ، ثُمَّ أَرْفَئُوْا ا□ ✦لٰی جَزِيْرَةٍ فِی الْبَحْرِ حَيْثُ تَغْرُبُ الشَّمْسُ...... حَتّٰی دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَا□ ✦ذَا فِيْهِ أَعْظَمَ

ا ✦نسَـانٍ رأَيْنَاهُ قَطُّ خلْقًا وَأَشَدَّهُ وِثاقًا، مَجْمُوْعَةً يَدَاهُ ا ✦لٰى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ ا ✦لٰى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ، قُلْنَا وَيْـلَکَ مَا أَنْتَ ؟ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خبْرِیْ فَأَخْبِرُوْنِیْ مَا أَنْتُمْ ؟ قَالُوْا نَحْنُ نَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ...... فَقَالَ أَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَـانَ، قُلْـنَـا عَنْ أَیِ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ ؟ قَالَ أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا هَلْ يُثْمِرُ ؟ فَقُلْنَا لَهُ نَعَمْ، قَالَ أَمَا ا ✦نَّهَا تُوْشِکُ أَنْ لَّا تُثْـمِـرَ، قَـالَ أَخْبِـرُوْنِـیْ عَنْ بُحَيْرَةِ طَبْرِيَّةٍ، قُلْنَا عَنْ أَیِّ شَأْنِهَا تَسْخبِرُ ؟ قَالَ هَلْ فِيْهَا مَاءٌ ؟ قَالُوْا هِیَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ، قَالَ أَمَا ا ✦نَّ مَـاءَ هَـا يُوْشِکُ أَنْ يَّـذْهَبَ، قَالَ أَخْبِرُوْنِیْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ، قَالُوْا عَنْ أَیِّ شَأْنِهَا تَسْخُبِرُ ؟ قَالَ هَلْ فِی الْعَيْنِ مَاءٌ، وَهَـلْ يَـزْرَعُ أَهْـلُهَـا بِـمَـاءِ الْعَيْنِ ؟ قُلْنَا لَهُ نَعَمْ هِیَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَائِهَا، قَالَ أَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَبِیِ الْأُمِّيِّيْنَ مَـافَعَـلَ ؟ قَالُوْا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ، قَالَ أَ قَاتَلَهُ الْعَرَبُ ؟ قُلْنَا نَعَمْ، قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَـلٰى مَـنْ يَّـلِيْـهِ مِـنَ الْـعَـرَبِ وَأَطَـاعُوْهُ، قَالَ لَهُمْ قَدْ كَانَ ذٰلِکَ قُلْنَا نَعَمْ، قَالَ أَمَا ا ✦نَّ ذٰلِکَ خَيْـرٌ لَّهُمْ أَنْ يُّطِيْعُوْهُ وَا ✦نِّیْ مُـخْبِـرُكُـمْ عَنِّیْ، أَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ، وَا ✦نِّیْ يُـوْشِکُ أَنْ يُّـوْذَنَ لِـیْ فِـی الْخُرُوْجِ فَأَخْرُجُ فَأَسِيْرُ فِی الْأَرْضِ، فَلا أَدَعُ قَرْيَةً ا ✦لَّا هَبَـطْـتُّهَـا فِیْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ، فَا ✦نَّهُـمَـا مُـحَرَّمَتَانِ عَلَیَّ كِلْتَاهُمَا، كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُـلَ وَاحِـدَـةً مِّنْهُـمَـا اِسْتَقْبَـلَـنِیْ مَلَکٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِیْ عَنْهَا، وَأَنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةٌ يَحْرُسُوْنَهَا (مسلم)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کو الصلاۃ جامعہ پکارتے ہوئے سنا کہ سب لوگ جمع ہو جاؤ تو میں بھی مسجد میں گئی اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو مسکراتے ہوئے منبر پر بیٹھے اور فرمایا ہر شخص اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے پھر فرمایا...... میں نے تم کو جمع کیا ہے (تا کہ تم کو یہ بات بتاؤں) کہ تمیم داری عیسائی شخص تھے۔ وہ (میرے پاس) آئے اور اسلام قبول کیا اور انہوں نے مجھے ایسی بات بتائی جو اس کے موافق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتا تا رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ سمندری موجیں ان کو ایک ماہ تک سمندر میں لئے پھریں۔ پھر مغرب کی جانب ایک جزیرہ کے قریب ان کا جہاز لنگر انداز ہوا...... (اس جزیرہ میں ایک گرجا تھا۔ تمیم داری نے مجھے بتایا کہ) ہم گرجے میں داخل ہوئے تو اس میں عظیم الخلقت شخص تھا جو خوب مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ لوہے (کی زنجیروں) کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور اس کی پنڈلیاں بھی (لوہے کی زنجیروں سے) بندھی ہوئی تھیں۔ ہم نے پوچھا ارے تمہارا ناس ہو تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ تم میری خبر جاننے پر قادر ہو گئے (یعنی میں اپنے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا پہلے) تم (اپنے بارے میں تو) بتاؤ کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم عرب ہیں اور ہمارے ساتھ سفر میں یہ حادثہ پیش آیا ہے)...... اس نے کہا مجھے (شام کی ایک بستی) نخلستان بیسان کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے پوچھا تم اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کیا وہ پھل دیتا ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ ہاں (اس میں پھل لگتا ہے) اس نے کہا قریب ہے کہ وہ پھل دینا بند کر دے۔ اس نے کہا مجھے (چھوٹے دریا) بحیرہ طبریہ کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا تم اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو۔ اس نے پوچھا کیا اس میں پانی ہے۔ ہم نے کہا اس میں تو بہت پانی ہے۔ اس نے کہا قریب ہے کہ اس کا پانی سوکھ جائے۔ (پھر) اس نے کہا مجھے زعر چشمہ کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا تم اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو۔ اس نے پوچھا کیا اس چشمہ میں پانی ہے اور کیا اس جگہ کے لوگ اس کے پانی سے آبپاشی کرتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے آبپاشی

www.askfatwa.com

کرتے ہیں۔ (پھر) اس نے پوچھا مجھے امیوں کے نبی کے بارے میں بتاؤ ان کا کیا بنا؟ ہم نے جواب دیا کہ وہ مکہ سے نکل گئے ہیں اور یثرب (یعنی مدینہ) میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اس نے پوچھا کیا عربوں نے ان سے لڑائی کی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا پھر انہوں نے عربوں کے ساتھ کیا کیا؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ اردگرد کے عربوں پر غالب آ گئے ہیں اور ان عربوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اس نے پوچھا کیا انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ ہم نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس نے کہا عربوں کے لئے ان کی اطاعت کرنا ہی بہتر ہے۔ اور میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں مسیح دجال ہوں۔ قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے۔ تو میں نکلوں گا اور پوری زمین میں چالیس دنوں میں پھروں گا اور کسی بھی بستی (وشہر) میں جانا نہ چھوڑوں گا سوائے مکہ اور طیبہ (یعنی مدینہ) کے ان دونوں میں داخلہ مجھ پر حرام ہوگا۔ جب بھی میں ان میں سے کسی ایک میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو میرے سامنے ایک فرشتہ تلوار سونتے ہوئے موجود ہوگا جو مجھے اس میں داخل ہونے سے روکے گا (اور صرف یہی نہیں بلکہ) ان (دونوں شہروں) کے دروازے (اور راستے) پر فرشتے ہوں گے جو ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

فائدہ: یہ دجال کی مثالی صورت تھی جو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر کھولی گئی اور اس کا تعلق عالم مثال سے تھا۔ عالم مثال ایک مستقل عالم ہے جس میں دنیا کے واقعات دنیا میں واقع ہونے سے پہلے پیش آتے ہیں اور وہاں ان کی اپنی ہی کوئی مناسب صورت ہوتی ہے۔ یہ محض خیالی عالم نہیں بلکہ حقیقی عالم ہے لیکن ہمارے حواس سے ماوراء ہے جو کبھی اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے تو کسی کے حواس پر کھول دیا جاتا ہے۔

جن زنجیروں اور بیڑیوں میں وہ بندھا ہوا تھا ان سے مراد ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کا دنیا میں وجود اور دیگر بہت سے حوادث ہیں جو دجال کے ظہور سے پہلے پیش آنے ہیں وہ اس کے نکلنے میں رکاوٹ ہیں۔ جب یہ سب ہو چکیں گے تو اس کے خروج کی تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی اور وہ اپنے وقت پر ظاہر ہو جائے گا۔

ابن صیاد کی حقیقت

ابن صیاد یہودی ماں باپ کا لڑکا تھا جس پر جنات کا غلبہ تھا۔ یہ بعد میں مسلمان ہو گیا تھا لیکن اس کی کچھ باتیں دجال سے ملتی جلتی تھیں اس لئے نبی ﷺ کے دور میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہی وہ دجال ہو جو اب پیدا ہوا ہے اور دجال کے طور پر اس کا قرب قیامت میں ظہور ہو۔ لیکن راجح بات یہی ہے کہ وہ دجال سے علیحدہ شخصیت تھی کیونکہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ قَبْلَ أَنْ یَّمُوْتَ بِشَهْرٍ ...... أُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَی الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ یَأْتِیْ عَلَیْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِیَ حَیَّةٌ یَوْمَئِذٍ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات سے ایک مہینہ پیشتر میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا...... اللہ کی قسم آج روئے زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے کہ اس پر اگلے سو سال گزریں اور وہ زندہ ہو (یعنی اس وقت روئے زمین پر جو کوئی بھی جاندار ہے وہ اگلے سو سال سے زائد زندہ نہ رہے گا، اس سے سے پہلے ہی اس کی موت آ جائے گی۔ اس حدیث کی رو سے ابن صیاد کی بھی وفات ہو چکی ہے)۔

عَنْ أَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَمْکُثُ أَبَوَا الدَّجَّالِ ثَلَاثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ یُوْلَدُ لَهُمَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَیْنَاهُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُهُ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَیْهِ فَقَالَ أَبُوْهُ طُوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ کَأَنَّ أَنْفَهُ

www.askfatwa.com

مِنْقَارٌ وَ أُمُّهُ ا□ ✦ مْرَأَةٌ فِرْضَاخِيَّةٌ طَوِيْلَةُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِي الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَامِّ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَبَوَيْهِ فَا□ ✦ ذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَكَثْنَا ثَلَاثِيْنَ عَامًا لَا يُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَا□ ✦ ذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِيْ قَطِيْفَةٍ وَّلَهُ هَمْهَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَّاسِهٖ فَقَالَ مَاقُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَایَ وَلَايَنَامُ قَلْبِیْ (ترمذی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے والدین کے ہاں (نکاح کے بعد) تیس سال تک اولاد نہ ہوگی پھر ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ایک آنکھ سے کانا ہوگا، اس (کی کچلی) کا دانت غیر معمولی بڑا ہوگا اور وہ (اپنے والدین اور دیگر لوگوں کے لئے) بے فائدہ ہوگا (نیند میں) اس کی آنکھیں سوتی ہوں گی لیکن اس کا دل بیدار رہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس کے والدین کے کچھ اوصاف ذکر کئے۔ فرمایا اس کا باپ بہت لمبا، کم گوشت (یعنی دبلا) ہوگا، اس کی ناک ایسی ہوگی گویا چونچ ہے۔ اس کی ماں خوب ڈیل ڈول والی اور لمبے لمبے ہاتھوں والی ہوگی۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے مدینہ کے یہود میں اسی طرح کے ایک بچے کے بارے میں سنا تو میں اور زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) اس کے والدین کے پاس گئے تو جو باتیں (دجال کے والدین کے بارے میں) آپ ﷺ نے فرمائی تھیں وہ ان میں تھیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کیا تمہارا کوئی بچہ ہے انہوں نے بتایا کہ شادی کے تیس سال تک ہماری کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ پھر ہمارے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جو ایک آنکھ سے کانا ہے، اس (کی کچلی) کا دانت خاصا بڑا ہے اور وہ (ہمارے) کسی کام کا نہیں ہے، (نیند میں) اس کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ہم ان کے پاس سے نکلے تو ابن صیاد کو دھوپ میں زمین پر ایک چادر میں پڑے پایا اور وہ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ ابن صیاد نے اپنے سر سے چادر ہٹائی اور ہم سے پوچھا تم دونوں نے کیا کہا تھا۔ ہم نے پوچھا کیا جو بات ہم نے کی تو نے سن لی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں (کیونکہ نیند میں) میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے (اور اس کے ساتھ یا تو کان بھی کام کرتے رہتے ہیں یا پھر جنات بتا دیتے ہیں)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِيْتُهُ وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهُ فَقُلْتُ مَتٰى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا أَرٰی قَالَ لَا أَدْرِيْ قُلْتُ لَا تَدْرِيْ وَهِيَ فِيْ رَأْسِكَ قَالَ ا□ ✦ نْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِيْ عَصَاكَ قَالَ فَنَخَر كَأَشَدِّ نَخِيْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) میری ملاقات ابن صیاد سے ہوئی۔ اس کی آنکھ سوجی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا تیری آنکھ خراب دیکھتا ہوں یہ کب خراب ہوئی۔ اس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کہا تجھے معلوم نہیں حالانکہ وہ تیرے ہی سر میں تو ہے (یعنی تیرے اپنے جسم کا اتنا قریبی اور حساس حصہ ہے پھر بھی تجھے معلوم نہیں) اس نے جواب دیا اگر اللہ چاہیں تو (ایسی کوئی) بات (یعنی سوجن اور ورم) تمہاری لاٹھی میں پیدا فرما دیں (اور تمہیں خبر بھی نہ ہو حالانکہ یہ بھی تو تمہارے کتنے قریب ہے) پھر اس نے بری طرح کی آواز نکالی (جو) گدھے کی سی سخت آواز کی طرح (تھی) جو میں نے سنی ہو۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَقِيَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يَعْنِی ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ هُوَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ مَاذَا تَرٰی قَالَ أَرٰی عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرٰی عَرْشَ ا□ ✦ بْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ قَالَ وَمَا

www.askfatwa.com

تَرٰی قَالَ أَرٰی صَادِقَیْنِ وَکَاذِبًا أَوْ کَاذِبَیْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لُبِسَ عَلَیْہِ فَدَعُوْہُ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مدینہ منورہ کے کسی راستہ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابن صیاد سے ہوئی (جب کہ وہ قریب البلوغ تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے جواب میں کہا (میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں یعنی عربوں کے رسول ہیں۔ پھر کہا) کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں (بھی) اللہ کا رسول ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (میرے بعد تو کوئی نبی و رسول ہی نہیں لہٰذا میں تجھے نبی نہیں مانتا۔ پھر چونکہ آپ نے اس کے بارے میں سنا تھا کہ وہ غیر معمولی طور پر بڑبڑاتا ہے اور کچھ غیر معمولی باتیں کرتا ہے تو تحقیق حال کے لئے آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ) تو کیا دیکھتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں پانی پر عرش دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تیری بات کی حقیقت یہ ہے کہ) تو سمندر پر ابلیس کا عرش دیکھتا ہے (کیونکہ وہ اپنا عرش وہیں لگاتا ہے)۔ آپ نے پوچھا تو (اس کے علاوہ) اور کیا دیکھتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں دو سچوں کو (جو مجھے سچی خبریں بتاتے ہیں) اور ایک جھوٹے کو دیکھتا ہوں (جو مجھے جھوٹی خبر دیتا ہے) یا دو جھوٹے اور ایک سچے کو دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پر بات خلط ہوئی ہے (اور اس کو جھوٹ سچ کی کوئی تمیز نہیں)۔ اس کو چھوڑ دو (اس کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں)۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَیَّادٍ ا ✦ لٰی مَکَّۃَ فَقَالَ لِیْ مَا لَقِیْتُ مِنَ النَّاسِ یَزْعُمُوْنَ أَنِّی الدَّجَّالُ أَ لَسْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ا ✦ نَّہٗ لَا یُوْلَدُ وَلَدٌ وَقَدْ وُلِدَلِیْ وَلَدٌ. أَلَیْسَ قَدْ قَالَ ھُوَ کَافِرٌ وَّ أَنَا مُسْلِمٌ أَوَلَیْسَ قَدْ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ وَلَا مَکَّۃَ وَقَدْ أَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَأَنَا أُرِیْدُ مَکَّۃَ ثُمَّ قَالَ لِیْ فِیْ آخِرِ قَوْلِہٖ أَمَا وَاللّٰہِ ا ✦ نِّیْ لَأَعْلَمُ مَوْلِدَہٗ وَمَکَانَہٗ وَأَیْنَ ھُوَ وَ أَعْرِفُ أَبَاہُ وَأُمَّہٗ قَالَ فَلَبَّسَنِیْ قَالَ قُلْتُ لَہٗ تَبًّا لَّکَ سَائِرَ الْیَوْمِ قَالَ وَقِیْلَ لَہٗ اَیَسُرُّکَ أَنَّکَ ذَاکَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَیَّ مَا کَرِھْتُ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک سفر میں مدینہ منورہ سے) مکہ مکرمہ تک میں ابن صیاد کے ساتھ رہا۔ اس نے کہا میں نے لوگوں سے بڑی عجیب بات سنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں دجال ہوں (حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور اس کے خلاف چند دلائل یہ ہیں) کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کی اولاد نہ ہوگی جب کہ میری اولاد ہے۔ کیا نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہوگا جب کہ میں مسلمان ہوں۔ اور کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال نہ مدینہ میں داخل ہوگا اور نہ مکہ میں جب کہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ جارہا ہوں۔ (یہ دلائل دینے کے بعد) پھر آخر میں ابن صیاد نے کہا اللہ کی قسم میں اس کی ولادت کے وقت کو بھی جانتا ہوں اور اس کی جگہ کو بھی جانتا ہوں اور یہ کہ (اس وقت) وہ کہاں ہے اس کو بھی جانتا ہوں اور اس کے ماں باپ کو بھی میں پہچانتا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرا ابھی خیال تھا کہ وہ دجال ہوگا لیکن جب اس نے مجھے حدیثیں سنائیں تو) میں شک میں پڑ گیا (پھر جب اس نے کہا کہ دجال کے بارے میں وہ سب کچھ جانتا ہے اور اس کی یہ بات اس وقت سچ ہوسکتی تھی جب وہ خود ہی دجال ہو) تو میں نے کہا تیرے لئے باقی دن میں بربادی ہو (تو تو بات کو بہت خلط ملط کرتا ہے اور دجل سے کام لیتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ کہتے ہیں ابن صیاد سے کسی نے کہا کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تو دجال ہی ہوتا، اس نے جواب دیا کہ دجال ہونے کی پیشکش اگر مجھے کی جاتی (اور اس کی خصوصیات اگر مجھ میں رکھی جاتیں) تو میں ناپسند نہ کرتا۔

www.askfatwa.com

فائدہ: ابن صیاد کا قول جو حدیث کے آخری جملہ میں نقل ہوا باعث کفر ہے کیونکہ یہ دجال (اور کافر) ہونے پر رضا مندی بتا رہا ہے جو خود کفر کی بات ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ (ابو داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے (یزید کی فوج اور اہل مدینہ کے درمیان ہونے والی) جنگ حرہ میں اس کو گم پایا۔(یعنی اس کے بعد سے ہمیں وہ نظر نہیں آیا)۔

فائدہ: بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ میں وفات پائی تھی۔ ممکن ہے کہ جنگ حرہ ہی میں وہ مر گیا ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَماً عَدْلاً فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ أَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً وہ زمانہ قریب ہے جب ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے۔ وہ ایک منصف فیصلہ کرنے والے (حاکم) کی حیثیت سے آئیں گے۔ (نصرانیت کا خاتمہ کریں گے اور مادی وحسی طور پر بھی اسکے سب سے بڑے شعار یعنی) صلیب کو توڑ ڈالیں گے (اور نیست و نابود کردیں گے) اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ (جہاد) ختم کردیں گے (کیونکہ اس وقت اسلام پوری دنیا میں ہوگا اور کوئی کافر نہ رہے گا اور یہ اسلام کا آخری دور ہوگا) اور (انکے دور میں فراوانی کی وجہ سے) مال (اس طرح بہا پڑے گا کہ کوئی شخص اسکو قبول کرنے والا نہ ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کی قوی روحانیت کی وجہ سے) ایک سجدہ کی قدر و قیمت دنیا و ما فیہا سے زیادہ بڑھ جائے گی۔ یہ مضمون روایت فرما کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر تم اس مضمون کو قرآن میں دیکھنا چاہو تو یہ آیت پڑھو وَاِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنَ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا. (سورہ نساء) یعنی ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاللهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيَتْرُكَنَّ الْقِلَاصَ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهٗ أَحَدٌ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) عادل حاکم بن کر (آسمان سے) اتریں گے تو صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کردیں گے (کیونکہ سب لوگ مسلمان ہو چکے ہوں گے اور یہی اسلام کا بالکل آخری دور ہوگا) اور (مال کی کثرت کی وجہ سے بہت سی) اونٹنیاں بے کار کھڑی ہوں گی ان سے کام نہ لیا جائے گا اور (باہمی) عداوات اور

باہمی بغض وحسد دور ہوجائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال لینے کے لئے بلائیں گے مگر (ہر ایک کے پاس پہلے ہی اتنا مال ہوگا کہ مزید مال) کوئی قبول نہ کرے گا۔

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا (ہی قابل رشک) حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تم میں (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام (یعنی مہدی علیہ السلام) تم ہی میں سے ہوں گے (کہ وہی اس وقت تمام مسلمانوں کے امام وحکمران ہوں گے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوری امت کے امام ہوں گے)۔

عَن جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر (نماز کے وقت ان سے) درخواست کرے گا کہ آگے آیئے اور ہمیں نماز پڑھایئے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں۔ تم ہی میں سے کچھ دوسروں پر امیر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت کا اکرام ہے (کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اترتے ہی فوراً امارت نہیں سنبھالیں گے بلکہ اول تو نماز بھی جو امام ہوگا اسی کے پیچھے پڑھیں گے اور دوسرے امام مہدی علیہ السلام کے دور حکومت تک امارت بھی اختیار نہ کریں گے)۔

~~عَن عَبْدِ اللّٰ ... لَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهُ وَيَمْكُثُ خَمْساً وَّ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً~~ ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيْ فِيْ قَبْرِيْ فَأَقُوْمُ أَنَا وَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور وہ (آسمان سے نازل ہونے کے بعد) پینتالیس سال رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ میری قبر (کے قرب) میں دفن کئے جائیں گے۔ پھر (قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ بن مریم ایک قبر سے (یعنی ساتھ ساتھ) ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے۔

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

~~عَن أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْ ... نَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ~~ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ أَنْ تَسْجُدَ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا وَيُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَتٰى ذَاكَ. ذَاكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس وقت سورج غروب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے۔ میں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ باخبر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جاتا ہے (یعنی اس کی روح جاتی ہے اگرچہ اس کا جسد مدار میں ہوتا ہے) یہاں تک کے ہو عرش الٰہی کے نیچے (اللہ تعالیٰ کو) سجدہ کرتا ہے اور (اپنے مدار میں مزید آگے بڑھنے کی) اجازت چاہتا ہے۔ تو اس کو اجازت دی جاتی ہے اور (وہ وقت) قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے لیکن (اجازت کی خاطر) وہ اس سے قبول نہ کیا جائے اور اس کو (آگے بڑھنے کی) اجازت نہ دی جائے اور اس سے کہا جائے کہ جس طرف سے تو آیا ہے اسی طرف کو لوٹ جا تو وہ اپنے غروب کی جگہ سے طلوع ہوگا...... اور

www.askfatwa.com

ایک روایت میں ہے آپ نے پوچھا کیاتم جانتے ہوں ایسا کب ہوگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب اس آدمی کواس کا ایمان نفع نہ دے گا جو پہلے سے مومن نہ تھا یا اس نے اس سے پہلے اپنے ایمان کے باوجود نیک عمل نہ کیا تھا۔

یاجوج ماجوج

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ ...... فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ أَوْحَى اللّٰهُ ا □ ✦لٰی عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ا □ ✦نِّی قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِیْ لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ ا □ ✦لٰی الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاجُوْجَ وَ مَاجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةٍ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِی الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِی السَّمَاءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ ا □ ✦لَی السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا وَيُحْصَرُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْراً مِنْ مِأَةِ دِيْنَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِیْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابُهُ ا □ ✦لَی الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِی الْأَرْضِ مَوْضَعَ شِبْرٍ ا □ ✦لَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابُهُ ا □ ✦لَی اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْراً كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنَّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ (مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا کہ...... پھر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ وحی فرمائیں گے کہ اب میں اپنی ایسی مخلوق کو نکالنے والا ہوں جس کے مقابلہ کی کسی میں بھی طاقت نہیں ہے لہٰذا میرے بندوں کو وہ طور کی طرف لے جا کر جمع کر دیں اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالیں گے جو ہر بلند زمین سے نکل پڑیں گے۔ ان کے آگے کے لوگوں کا گزر بحیرہ طبریہ پر ہوگا تو وہ اسی کو پی کر ختم کر دیں گے اور جب ان کے پیچھے کے لوگ وہاں سے گزریں گے تو کہیں گے (معلوم ہوتا ہے کہ) کبھی یہاں پانی تھا۔ پھر بیت المقدس کے خمر پہاڑ پر پہنچیں گے اور اپنی قوت کے گھمنڈ میں کہیں گے ہم زمین والوں کو تو ختم کر چکے (کیونکہ بہت سے لوگوں کو وہ قتل کر دیں گے اور باقی چھپ جائیں گے) لو آؤ اب آسمان والوں کا بھی کام تمام کر دیں اور اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے قدرت ان کے تیروں کو خون آلود کر کے واپس کرے گی۔ ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت کوہ طور میں محصور ہوگی (اور حالات بہت تنگ ہو جائیں گے) یہاں تک کہ بیل کی ایک سری اتنی قیمتی ہو جائے گی جیسا کہ آج تمہارے نزدیک سو دینار ہیں۔ (اس تنگی کی حالت میں) عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگی۔ (ان کی دعا سے) یاجوج ماجوج کے لوگوں کی گردنوں میں پھوڑے نکل آئیں گے اور وہ سب کے سب ایک دم میں اس طرح پھول پھٹ کر مر جائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے اتر کر آئیں گے تو زمین پر کہیں بالشت بھر جگہ نہ ہوگی جہاں ان کے سڑے ہوئے گوشت کی بدبو اور سڑاند کا اثر نہ ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ و زاری کرے گی اس پر اللہ تعالیٰ ایک خاص قسم کے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی طرح لمبی لمبی ہوں گی۔ وہ ان لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا ڈال دیں گے اور اللہ تعالیٰ اس زور کی بارش برسائیں گے کہ کوئی بستی (کوئی گھر) نہ رہے گا اور جنگل میں کوئی خیمہ نہ بچے گا جس میں بارش نہ ہو یہاں تک کہ بارش تمام زمین کو آئینہ کی طرح صاف کر دے گی۔

www.askfatwa.com

[پھر زمین کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اپنے پھل اور اپنی سب برکت ظاہر کردے تو وہ برکت ظاہر ہوگی کہ ایک انار سے (کہ وہ اتنا بڑا ہوگا کہ) ایک جماعت کا پیٹ بھر جائے گا اور اس کا چھلکا ان کے سایہ کے لئے کافی ہوگا اور اونٹنی کے ایک مرتبہ کے دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک دودھ والی اونٹنی کئی کئی جماعتوں کے لئے کافی ہوگی اور ایک دودھ کی گائے ایک قبیلہ کو اور ایک دودھ کی بکری ایک چھوٹے خاندان کو کافی ہوگی۔ مخلوق خدا اسی فراغت وعیش کی حالت میں ہوگی کہ ایک عمدہ ہوا چلے گی اور اس سے مسلمانوں کی بغلوں میں پھوڑے نکل آئیں گے اور ان سب کو موت آجائے گی اور صرف بدترین قسم کے (کافر) لوگ بچ رہیں گے جو گدھوں کی طرح منظر عام پر زنا کرتے پھریں گے انہی پر قیامت قائم ہوگی]۔

خروج دابہ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَ مَعَهَا خَاتَمُ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ وَعَصَا مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ فَتَجْلُوْ وَجْهُ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا وَ تَخْتِمُ أَنْفَ الْکَافِرِ بِالْخَاتَمِ حَتّٰی أَنَّ أَهْلَ الْخِوَانِ لَیَجْتَمِعُوْنَ فَیَقُوْلُ هٰذَا یَا مُؤْمِنُ وَ یَقُوْلُ هٰذَا یَاکَافِرُ (ترمذی و ابن ماجه).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (آخری زمانہ میں زمین سے ایک عجیب الخلقت) جانور نکلے گا۔ اس کے پاس حضرت سلیمان بن داوٗد علیہ السلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی لاٹھی ہوگی وہ مومن کے چہرے پر لاٹھی سے نشان لگائے گا) تو مومن کا چہرہ لاٹھی (لگنے کی وجہ) سے چمکنے لگے گا اور کافر کی ناک پر انگوٹھی سے مہر لگائے گا یہاں تک کہ کچھ لوگ دسترخوان پر جمع ہوں گے تو وہ جانور ان کو (مخاطب کرکے) کہے گا ارے اے مومن اور ارے اے کافر۔

ٹھنڈی ہوا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ رِیْحاً بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ [illegible] حَتّٰی لَوْ أَنَّ أَحَدَکُمْ دَخَلَ فِیْ کَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَیْهِ حَتّٰی تَقْبِضَهُ ...... فَیَبْقٰی شِرَارُ النَّاسِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اور چند دیگر علامتوں مثلاً مغرب سے طلوع آفتاب کے بعد اور خروج دابہ کے بھی کچھ عرصہ بعد) اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا چلائیں گے تو روئے زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہ بچے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو مگر یہ کہ وہ ہوا اس کو مار ڈالے گی حتی کہ اگر تم (مسلمانوں میں) سے کوئی کسی پہاڑ کے اندر (غار میں) بھی ہوگا تو وہ ہوا غار کے اندر جائے گی اور اس کو ختم کردے گی...... پھر (جب اس ہوا کی وجہ سے روئے زمین پر کوئی بھی مسلمان باقی نہ بچے گا تو) صرف بدکردار (کافر) لوگ رہ جائیں گے۔

قیامت کے وقت دنیا میں کس قسم کے لوگ ہوں گے؟

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَایُقَالَ فِی الْأَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ (ایسا وقت نہ آجائے کہ) دنیا میں اللہ اللہ بالکل نہ کہا جائے (یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نام اسلام کے عقیدے کے ساتھ لینے والا کوئی باقی نہ رہے)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلٰی شِرَارِ الْخَلْقِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہوگی مگر بدترین آدمیوں پر۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَايَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِى قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ ا □ ✦ يـمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ أَنَّ أَحَدَ كُمْ دَخَلَ فِىْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهُ قَالَ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِىْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَايَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ أَلَا تَسْتَحْيُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَامُرُنَا فَيَامُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِى ذَالِکَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَلَايَسْمَعُهُ أَحَدٌ ا □ ✦ لَّا أَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا قَالَ وَأَوَّلُ مَنْ يَّسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ ا □ ✦ بِلِهِ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ فَيَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ أُخْرٰى فَا □ ✦ ذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا ا □ ✦ لٰى رَبِّكُمْ وَقِفُوْهُمْ ا □ ✦ نَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت سے پہلے) اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک (خاص قسم کی) ٹھنڈی ہوا چلائے گا جس کا اثر یہ ہوگا کہ روئے زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی نیکی ہو یا فرمایا کہ ذرہ برابر ایمان ہو (بہرحال اس ہوا سے تمام اہل ایمان اور اہل خیر ختم ہوجائیں گے) یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی پہاڑ کے اندر چلا جائے گا تو یہ ہوا وہیں پہنچ کے اس کا خاتمہ کرے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کے بعد صرف خراب آدمی ہی دنیا میں رہ جائیں گے (جن کے دل ایمان اور نیکی سے بالکل خالی ہوں گے) ان میں پرندوں والی تیزی اور پھرتی اور درندوں والا ذہن جمع ہوگا (اس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ ان میں ظلم اور سفا کی تو درندوں کی سی ہوگی اور اپنے ظالمانہ مقاصد اور اپنی ناپاک خواہشات کے پورا کرنے میں وہ ہلکے پھلکے برق رفتار پرندوں کی طرح تیز رو اور پھرتیلے ہوں گے) نیکی اور بھلائی سے وہ مانوس نہ ہوں گے اور برائی کو وہ برائی نہ سمجھیں گے (نہ اس کی مذمت کریں گے) پس شیطان ایک (انسانی) شکل بنا کر ان کے سامنے آئے گا اور ان سے کہے گا کیا تم شرم وحیا نہیں کرتے (کہ ہر وقت صرف اپنی خواہشات کے پورا کرنے میں لگے ہو)۔ وہ کہیں گے تم ہم کو کیا حکم دیتے ہو؟ (یعنی تم جو کہو وہ ہم کریں) پس شیطان انہیں بتوں کی پرستش کا حکم دے گا (اور وہ اس کا اتباع کریں گے) اور وہ اس حال میں ہوں گے کہ رزق کی افراط ہوگی اور دنیوی زندگی (بظاہر) بڑی اچھی (عیش و نشاط والی) ہوگی...... پھر صور پھونکا جائے گا، پس جو کوئی اس کو سنے گا، اس کی گردن (کی ایک جانب) ایک طرف کو جھک جائے گی اور دوسری جانب ایک طرف کو اٹھ جائے گی یعنی سر جسم پر سیدھا قائم نہ رہے گا' بلکہ ادھر یا ادھر کو لٹک جائے گا (جیسا کہ اس شخص کا حال ہوجاتا ہے جس پر اچانک کوئی ایسا دورہ پڑے جس سے اس کے رگ پٹھے بیکار اور بے جان ہوجائیں) اور سب سے پہلے جو شخص صور کی آواز کو سنے گا (اور جس پر سب سے پہلے اس کا اثر پڑے گا) وہ ایک آدمی ہوگا جو اپنے اونٹ کے حوض کو مٹی سے درست کررہا ہوگا' پس وہ بیہوش اور بے جان ہو کر گر جائے گا (یعنی مر جائے گا) اور دوسرے سب لوگ بھی اسی طرح بے جان ہو کر گر جائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ ایک ہلکی سی بارش بھیجے گا گویا کہ وہ شبنم ہوگی اس کے اثر سے انسانوں کے جسموں میں روئیدگی آجائے گی (یعنی بننے لگیں گے) پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور ایک دم سب کے سب کھڑے ہوں گئے دیکھتے ہوں گے پھر کہا جائے گا کہ اے لوگو! اپنے مالک اور رب کی طرف چلو (اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) انہیں (حساب کے میدان میں) کھڑا کرو' ان سے پوچھا جائے گا (اور انکے اعمال کا حساب کتاب ہوگا)

دوسرا نفخہ کب ہوگا

www.askfatwa.com

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَابَیْنَ النَّفْخَتَیْنِ أَرْبَعُوْنَ ...... ثُمَّ یُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَیَنْبُتُوْنَ كَمَا یَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَیْسَ مِنَ الْا ✦ نْسَانِ شَیْءٌ لَا یَبْلٰی اِ ✦ لَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ یُرَكَّبُ الْخَلْقُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونفخوں (یعنی پہلا نفخہ جس سے سب چیزیں فنا ہو جائیں گی اور دوسرا نفخہ جس سے سب انسان دوبارہ زندہ ہو جائیں گے ان کے درمیان کی مدت چالیس ہے (اور دلائل سے معلوم ہوا کہ وہ چالیس سال ہیں)...... پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پھوار نازل فرمائیں گے (پھر دوسری مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا) تو لوگ زمین سے اس طرح اگیں گے جیسے سبزی اگتی ہے اور انسان کے جسم میں کوئی جز وایسا نہیں ہے جو بوسیدہ نہ ہو جاتا ہو سوائے ایک ہڈی کے جو کہ ریڑھ کی ہڈی کا بالکل نچلا سرا ہے (کہ اس کے خلیے کے اجزاء اپنی حالت پر باقی رہتے ہیں اگر چہ مٹی میں مل جائیں) اور اسی ہڈی (کے کسی خلیہ یا اس کے کسی جزء) سے قیامت کے دن انسان کو بنایا جائے گا۔

قیامت کی زمین

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰی أَرْضٍ بَیْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِیِّ لَیْسَ فِیْهَا عَلَمٌ لِّأَحَدٍ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو سرخی مائل سفید زمین پر جمع کیا جائے گا جیسا کہ کوئی بے چھنے آٹے کی روٹی ہوتی ہے (یعنی رنگت اور شکل میں زمین روٹی کی طرح ہوگی اور (بالکل چٹیل میدان ہوگی) اس میں کوئی عمارت نہ ہوگی۔

میدان حشر میں کیسے جمع ہوں گے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِیْعًا یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِ ✦ لٰی بَعْضٍ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ یَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِ ✦ لٰی بَعْضٍ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ ان کے پاؤں میں جوتی نہ ہوگی، ان کے بدن پر لباس نہ ہوگا اور ان کا ختنہ ہوا نہ ہوگا (یعنی ختنہ کی کھال بھی لگی ہوگی۔ کہتی ہیں) میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا مرد اور عورتیں اس حال میں کہ سب اکٹھے ہوں گے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ قیامت کا معاملہ اس سے بہت زیادہ سخت ہوگا کہ کوئی کسی دوسرے کی طرف دیکھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ...... أَوَّلُ مَنْ یُّكْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِ ✦ بْرَاهِیْمُ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا...... قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم (علیہ السلام) کو لباس پہنایا جائے گا (جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ آگ میں ڈالنے سے پیشتر ان کے کپڑے اتروالئے گئے تھے)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... أَوَّلُ مَنْ یُّكْسٰی مِنَ الْجَنَّةِ اِ ✦ بْرَاهِیْمُ ...... وَیُؤْتٰی بِیْ فَأُكْسٰی حُلَّةً

www.askfatwa.com

مِنَ الْجَنَّةِ (بیهقی. الاسماء و الصفات)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا......سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا ......پھر مجھے لایا جائے گا اور مجھے جنت کا جوڑا پہنایا جائے گا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِیْنَ رَاهِبِیْنَ وَ اثْنَانِ عَلٰی بَعِیْرٍ وَ ثَلَاثَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَ عَشَرَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَتَحْشِرُ بَقِیَّتَهُمُ النَّارُ تَقِیْلُ مَعَهُمْ حَیْثُ قَالُوْا وَتَبِیْتُ مَعَهُمْ حَیْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَیْثُ أَصْبَحُوْا وَتُمْسِیْ مَعَهُمْ حَیْثُ أَمْسَوْا (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) لوگوں کو تین اصناف میں جمع کیا جائے گا (ایک سوار ہوں گے، دوسرے پیادہ ہوں گے تیسرے چہروں کے بل چلنے والے ہوں گے ان میں سے جو سوار ہوں گے وہ) اس حال میں (ہوں گے) کہ (جنت میں) رغبت رکھنے والے (اور جنت کی امید کرنے والے) ہوں گے اور (جہنم سے) ڈرنے والے ہوں گے۔ (یہ سب اونٹوں پر سوار ہوں گے اس حال میں کہ) بعض ایک اونٹ پر دو ہوں گے اور بعض ایک اونٹ پر تین ہوں گے اور بعض ایک اونٹ پر چار چار ہوں گے اور بعض ایک اونٹ پر دس دس سوار ہوں گے (یہ فرق ان کے درجوں میں فرق کی وجہ سے ہوگا اونچے درجے والے سواری پر کم ہوں گے۔ باقی لوگوں کو (جو پیادہ ہوں گے یا چہروں کے بل چلیں گے) آگ جمع کرے گی (وہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گی) جہاں لوگ آرام کریں گے وہیں وہ بھی ٹھہرے گی، جہاں لوگ رات گزاریں گے وہیں وہ بھی ہوگی جہاں لوگ صبح وشام کریں گے وہیں وہ آگ بھی ہوگی (یعنی وہ آگ کہیں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑے گی یہاں تک کہ لوگ میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے)۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ کَیْفَ یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ أَلَیْسَ الَّذِیْ أَمْشَاهُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرٌ عَلٰی أَنْ یُمْشِیَهُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جب نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ا ✦ لٰی جَهَنَّمَ یعنی وہ لوگ جن کو چہرے کے بل چلا کر جہنم کی طرف جمع کیا جائے گا تو) ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے نبی قیامت کے دن کس طرح سے کافر کو اس کے چہرے کے بل (چلا کر) جمع کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کیا وہ ذات جس نے اس کو دنیا میں دو ٹانگوں پر چلایا اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ اس کو قیامت کے دن چہرے کے بل چلائے (یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے۔ ہم نے ایک طریقہ دیکھا ہے تو وہ بھی اللہ کی قدرت سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہر طرح کے طریقے ہیں)۔

قیامت کے دن کا منظر

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ یَّنْظُرَ ا ✦ لٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَأَنَّهٗ رَأْیُ عَیْنٍ فَلْیَقْرَءْ ا ✦ ذَالشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَا ✦ ذَ السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَا ✦ ذَالسَّمَاءُ انْشَقَّتْ (احمد، ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات خوش کرے (یعنی جو یہ چاہے) کہ قیامت کا منظر وہ اس طرح دیکھے کہ گویا سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو وہ (قرآن پاک کی سورتیں) ا ✦ ذَالشَّمْسُ کُوِّرَتْ اور ا ✦ ذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور ا ✦ ذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ پڑھے۔

عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تَدْ نُو الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِمِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِى الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ ا □ ✦لٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ ا□ ✦لٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ ا □ ✦لٰى حِقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَأَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ ا □ ✦لٰى فِيْهِ

(مسلم)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے ’’قیامت کے دن (نیا پیدا کیا گیا) سورج مخلوق سے بہت قریب ہوجائے گا یہاں تک کہ ان سے صرف ایک میل کے بقدر رہ جائے گا (جس سے مراد غالبًا دو ہزار گز ہیں) اور (اس کی گرمی سے) لوگ بقدر اپنے اعمال (بد) کے پسینہ پسینہ ہوجائیں گے (یعنی جس کے اعمال جتنے برے ہوں گے اسی قدر اس کو پسینہ زیادہ چھوٹے گا پس بعض وہ ہوں گے جن کا پسینہ ان کے ٹخنوں تک آئے گا اور بعض کا پسینہ ان کے گھٹنوں تک ہوگا اور بعض کا ان کے کولھوں کے اوپر تک (یعنی کمر تک) اور بعض وہ ہوں گے جن کا پسینہ ان کے منہ میں جا رہا ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے دکھایا (کہ ان کا پسینہ یہاں تک پہنچ رہا ہوگا اور ان کے منہمیں جا رہا ہوگا)

فائدہ: قیامت کے دن ہر ایک کا پسینہ صرف اسی کو گھیرے ہوئے ہوگا۔ ادھر ادھر بہے گا نہیں۔ اسی لئے ہر ایک کے پسینہ کی سطح مختلف ہوگی۔

www.asrfatwa.com

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَايُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ أَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا فِىْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ أَمْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ تَطَايُرِ الصُّحُفِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ أَفِىْ يَمِيْنِهٖ أَمْ فِىْ شِمَالِهٖ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ ا□ ✦ذَاوُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَىْ جَهَنَّمَ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں ایک دفعہ دوزخ کا خیال آیا تو رونے لگیں رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہیں کس چیز نے رلایا؟ عرض کیا مجھے دوزخ یاد آئی اور اسی (کے خوف نے) مجھے رلایا ہے۔ کیا آپ قیامت کے (ہولناک) دن (میں) اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’تین جگہ تو کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا (اور کسی کی خبر نہیں لے گا) ایک وزن اعمال کے وقت جب تک کہ یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اس کے اعمال کا وزن ہلکا ہے یا بھاری۔ (میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا۔ ہاں اس کے بعد دوسوں کا خیال ہو سکے گا) اور دوسرے اعمالناموں کے ملنے کے وقت جب تک کہ معلوم نہ ہوجائے کہ اس کا اعمال نامہ کس ہاتھ میں دیا جاتا ہے آیا داہنے ہاتھ میں یا پیچھے کی جانب سے بائیں ہاتھ میں۔ اور تیسرے پل صراط پر جب کہ وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا (اور سب کو اس پر سے گزرنے کا حکم دیا جائے گا (میرے گذرنے کے وقت بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہ تین وقت ایسے نفسانفسی کے ہوں گے کہ انبیاء سمیت ہر ایک اپنی ہی فکر میں ڈوبا ہوگا اور کوئی کسی کی خبر نہ لے سکے گا)

فائدہ: جو شخص بادشاہ کے جبر وقدرت کا جتنا شناسا ہوتا ہے تو اگر چہ وہ کتنا ہی قریبی ہو اور امن کا وعدہ بھی ہو پھر بھی وہ بادشاہ کے جلال اور ہیبت سے لرزتا ہے کہ کہیں اپنی کسی کوتاہی سے گرفت نہ ہوجائے۔

قیامت کے دن باپ کی ولدیت سے پکارا جائے گا

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ نَّکُمْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِأَسْمَاءِ کُمْ وَ أَسْمَاءِ آبَائِکُمْ فَأَحْسِنُوْا أَسْمَاءَ کُمْ. (ابو نعیم)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تم کو تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا (جن کے شرعی باپ نہ ہوں گے ان کو ان کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا کیونکہ اس وقت صرف وہی ان کا نسب ہوگا۔ (واللہ اعلم) لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... یَقُوْلُ (الْعَبْدُ) یَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْم قَالَ یَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ فَا □ ✦ نِّیْ لَا أُجِیْزُ عَلٰی نَفْسِیْ ا □ ✦ لَّا شَاهِدًا مِنِّیْ قَالَ فَیَقُوْلُ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ شَهِیْدًا وَ بِالْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ فَیُقَالُ لِأَرْکَانِهٖ ا □ ✦ نْطِقِیْ قال فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهٖ ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْکَلَامِ قَالَ فَیَقُوْلُ بُعْدًا لَّکُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْکُنَّ کُنْتُ أُنَاضِلُ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... (قیامت کے دن بعض بندے کہیں گے) اے میرے رب کیا آپ نے (اپنے اس قول سے کہ وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یعنی آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے) مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیوں نہیں (تجھے ظلم سے یقیناً پناہ حاصل ہے) بندہ کہے گا تو میں اپنے خلاف کوئی گواہ قبول نہیں کرتا مگر جب کہ وہ مجھ ہی میں سے ہو (کیونکہ فرشتوں کی گواہی اور لکھے کا میں کیا اعتبار کروں۔ کیا عجب کہ انہوں نے اعمال نامہ میں خلاف واقعہ لکھا ہو)۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج تیرے خلاف تیری ذات ہی کافی گواہ ہے اور کرام کاتبین (یعنی اعمال نامے لکھنے والے فرشتے) ہی کافی گواہ ہیں (کیونکہ ان فرشتوں نے وہی لکھا ہے جو تیری ذات خود بتائے گی)۔ اس وقت بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کو کہا جائے گا کہ (اپنے کئے اعمال) بول کر بتاؤ۔ تو اعضاء اس کے اعمال بتائیں گے۔ پھر بندہ (کہ اس کے منہ پر سے مہر ہٹا دی جائے گی اور اس) کو زبان سے بولنے کی قدرت ملے گی تو وہ (اپنے اعضاء سے) کہے گا تمہارے لئے دوری اور ہلاکت ہو تمہاری ہی طرف سے تو میں مدافعت کر رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیشی

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْکُمْ مِنْ أَحَدٍ اِلَّا سَیُکَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهٗ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ یَحْجُبُهٗ فَیَنْظُرُ أَیْمَنَ مِنْهُ فَلَا یَرٰی ا □ ✦ لَّا مَاقَدَّمَ مِنْ عَمَلِه وَیَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا یَرٰی ا □ ✦ لَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِه وَیَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلَا یَرٰی ا □ ✦ لَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت میں) تم میں سے ہر شخص سے اس کا پروردگار اس طرح بلاواسطہ اور دوبدو کلام فرمائے گا کہ نہ درمیان میں کوئی ترجمان ہوگا نہ کوئی پردہ حائل ہوگا (اس وقت بندہ کی یہ کیفیت ہوگی کہ وہ حیرت اور بے بسی سے ادھر ادھر دیکھے گا)۔ پس جب اپنی داہنی جانب نظر کرے گا تو سوائے اپنے اعمال کے کچھ نہ دیکھے گا اور ایسے ہی جب اپنی بائیں جانب نظر کرے گا تو سوائے اپنے اعمال کے کچھ اس کو نظر نہ آئے گا اور جب سامنے نظر دوڑائے گا تو اپنے روبرو آگ ہی آگ دیکھے گا، پس اے لوگو! دوزخ کی (اس) آگ سے بچو (اور اس سے بچنے کی خاطر کسی بھی نیکی کو کرنے سے گریز نہ کرو۔ اپنے پاس زیادہ نہ ہو تو بہت چھوٹے سے صدقہ کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ لہٰذا اپنا بچاؤ کرو) اگرچہ خشک کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے ہو۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَیَلْقَی الْعَبْدَ فَیَقُولُ أیْ فُلْ أَلَمْ أُکْرِمْکَ وَأُسَوِّدْکَ وَأُزَوِّجْکَ وَأُسَخِّرْ لَکَ الْخَیْلَ وَالْا□ ✦ بِلَ وَأَذَرْکَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَیَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ أَفَظَنَنْتَ أَنَّکَ مُلَاقِیَّ فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ فَا□ ✦نِّیْ قَدْ أَنْسَاکَ کَمَانَسِیْتَنِیْ ثُمَّ یَلْقَی الثَّانِیَ فَذَکَرَمِثْلَهٗ ثُمَّ یَلْقَی الثَّالِثَ فَیَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ ذَالِکَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اٰمَنْتُ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَبِرُسُلِکَ وَصَلَّیْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَیُثْنِیْ بِخَیْرٍ مَااسْتَطَاعَ فَیَقُوْلُ هٰهُنَا اِذاً ثُمَّ یُقَالُ اَلْاٰنَ نَبْعَثُ شَاهِداً عَلَیْکَ وَیَتَفَکَّرُ فِیْ نَفْسِهٖ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْهَدُ عَلَیَّ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ وَیُقَالُ لِفَخِذِهٖ انْطِقِیْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ وَذَالِکَ لِیُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهٖ وَذَالِکَ الْمُنَافِقُ وَذَالِکَ الَّذِیْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں جب اللہ سے ایک بندہ کا سامنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا' اے فلانے کیا میں نے دنیا میں تجھے عزت نہیں دی تھی، کیا تجھے (تیری قوم میں) سرداری نہیں دی تھی، کیا تجھے بیوی نہیں عطا کی تھی؟ اور کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ (اور دیگر سواریوں کو) مسخر نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تجھے چھوڑے نہیں رکھا تھا کہ تو ریاست اور سرداری کرے اور مال غنیمت میں سے چوتھائی وصول کرے (جیسا کہ جاہلیت کے دور میں بادشاہ وصول کرتے تھے) وہ بندہ عرض کرے گا، ہاں! اے پروردگار (آپ نے یہ سب کچھ مجھے عطا فرمایا تھا) پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو کیا تجھے اس کا خیال اور گمان تھا کہ تو ایک دن میرے سامنے آئے گا؟ وہ عرض کرے گا میں یہ خیال نہیں کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے (اپنے رحم وکرم میں لینے سے) اسی طرح بھلاتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلائے رکھا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دوسرے ایک بندہ کا سامنا ہو گا اور اس سے بھی حق تعالیٰ اسی طرح فرمائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک تیسرے بندہ سے ملے گا اور اس سے بھی اسی طرح فرمائے گا۔ یہ بندہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار! میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے اور صدقہ بھی ادا کیا (اور ان کے علاوہ بھی) وہ بندہ خوب اپنے اچھے کارنامے بیان کرے گا جہاں تک بھی بیان کر سکے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا (یہ بات ہے) تو یہاں ٹھہر! پھر اس سے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تجھ پر ایک گواہ قائم کرتے ہیں اور وہ اپنے جی میں سوچے گا کہ وہ کون ہوگا جو مجھ پر گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کی ران کو حکم دیا جائے گا کہ بول! تو اس کی ران اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گے اور اللہ تعالیٰ یہ اس لئے کرے گا کہ اس کا عذر باقی نہ رہے اور یہ منافق ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نَّ اللّٰهَ یُدْنِی الْمُؤمِنَ فَیَضَعُ عَلَیْهِ کَنَفَهٗ وَیَسْتُرُهٗ فَیَقُوْلُ أَ تَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا أَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ أیْ رَبِّ ! حَتّٰی قَرَّرَه بِذُنُوْبِهٖ وَرَأٰی فِی نَفْسِهٖ أَنَّهٗ قَدْ هَلَکَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَکَ الْیَوْمَ فَیُعْطٰی کِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَأَمَّا الْکُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَیُنَادٰی بِهِمْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْاعَلٰی رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ. (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت میں اللہ تعالیٰ ایمان والے بندے کو (اپنی رحمت سے) قریب کرے گا اور اس پر اپنا خاص پردہ ڈالے گا اور (دوسروں سے) اس کو پردہ میں کرلے گا۔ پھر اس سے پوچھے گا کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ (یعنی کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے یہ یہ گناہ کئے تھے؟) وہ عرض کرے گا ہاں! اے پروردگار! (مجھے یاد ہے)۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کا اس سے اقرار کرالے گا اور وہ اپنے جی میں خیال کرے گا کہ میں تو ہلاک ہوا (یعنی

www.askfatwa.com

اس کو خیال ہوگا کہ جب اتنے میرے گناہ ہیں تو اب میں کیسے چھٹکارا پاسکوں گا) پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کو چھپایا تھا اور آج میں ان کو بخشتا ہوں اور معافی دیتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں والا اعمال نامہ اس کے حوالے کر دیا جائے گا (یعنی اہل محشر کے سامنے صرف نیکیوں والا ہی اعمال نامہ آئے گا اور گناہوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ پردہ ہی پردہ میں ختم کر دیں گے) لیکن اہل کفر اور منافقین کا معاملہ یہ ہوگا کہ ان کے متعلق برسرعام پکارا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹی جھوٹی باتیں باندھیں (یعنی غلط اور بے اصل خیالات کو اللہ کی طرف نسبت دے کر اپنا دین ومذہب بنایا) خبردار اللہ کی لعنت ہے ایسے ظالموں پر۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ یَکْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ وَیَسْجُدُ لَهٗ کُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْ مِنَةٍ وَیَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ فِی الدُّنْیَا رِیَاءً وَسُمْعَةً فَیَذْهَبُ لِیَسْجُد فَیَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَاحِدًا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (قیامت کے دن) ہمارے رب اپنی پنڈلی کھولیں گے (یعنی ایک خاص قسم کی تجلی ظاہر فرمائیں گے اور ہر مومن مرد اور مومن عورت (یعنی جو اپنے ایمان میں سچے تھے) اس کے آگے سجدہ کریں گے۔ بس وہی لوگ باقی رہ جائیں گے (اور سجدہ نہ کر پائیں گے) جو دنیا میں دکھلاوے (یعنی نفاق کی راہ سے) اور شہرت کی خاطر سجدہ کرتے (اور نماز پڑھتے) تھے۔ وہ چاہیں گے کہ سجدہ کریں مگر ان کی پشت ایک تختے کی طرح ہو جائے گی (یعنی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے آپس میں ایسے جڑ کر یکجان ہو جائیں گے کہ ان میں مڑنے اور بل کھانے کی صلاحیت نہ رہے گی)۔

قیامت کے دن ہر ایک کو ندامت وحسرت ہوگی

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ أَحَدٍ یَمُوْتُ ا□ ✦لَّا نَدِمَ قَالُوْا وَمَا نَدَامَتُهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ا□ ✦نْ کَانَ مُحْسِنًا نَدِ مَ أَنْ لَا یَکُوْنَ اِزْدَادَ وَ ا□ ✦نْ کَانَ مُسِیْئًا نَدِ مَ أَنْ لَایَکُوْنَ نَزَ عَ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مرے گا اس کو (مرنے کے بعد اپنی زندگی پر) ندامت اور پشیمانی ضرور ہوگی۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول اس کی ندامت کی کیا وجہ ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اگر وہ مرنے والا نیکوکار ہوگا تو اس کو تو اس کی ندامت (اور حسرت) ہوگی کہ اس نے (نیکوکاری میں) اور زیادہ ترقی کیوں نہیں کی (اور جو حسنات وہ کما کے لایا ہے اس سے زیادہ کیوں نہیں کما کے لایا) اور اگر وہ بدکار ہوگا تو اس کو اس کی ندامت (اور حسرت) ہوگی کہ وہ بدکاری سے باز کیوں نہ رہا۔

آسان حساب کی دعا اور اس کا مطلب

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ بَعْضِ صَلَوَاتِهٖ اللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ مَاالْحِسَابُ الْیَسِیْرُ قَالَ أَنْ یُنْظَرَ فِیْ کِتَابِهٖ فَیُتَجَاوَزُ عَنْهُ ا□ ✦نَّهٗ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ یَوْمَئِذٍ یَاعَائِشَةُ هَلَکَ (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے بعض نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا: **اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا** (اے اللہ! میرا حساب آسان فرما)

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا آسان حساب یہ ہے کہ بندہ کے اعمال نامہ پر نظر ڈالی جائے اور اس سے درگذر کیا جائے (یعنی کوئی پوچھ گچھ اور جرح نہ کی جائے) بات یہ ہے کہ جس کے حساب میں اس دن جرح کی جائے گی اے عائشہ (اس کی خیر نہیں) وہ ہلاک ہو جائے گا (کیونکہ اس کے پاس اپنے جرائم سے دفاع کا کوئی عذر نہ ہوگا)۔

www.asrarfatwa.com

قیامت میں حقوق العباد کا انصاف

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ا □ ✦ نَّ لِىْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِىْ وَيَخُوْنُوْنَنِىْ وَيَعْصُوْنَنِىْ وَأَشْتِمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ ذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُحْسَبُ مَاخَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ ا □ ✦ يَّاهُمْ فَا □ ✦ نْ كَانَ عِقَابُكَ ا □ ✦ يَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَا □ ✦ نْ كَانَ عِقَابُكَ ا □ ✦ يَّاهُمْ دُوْنَ ذَنْبِهِمْ كَانَ فَضْلاً لَكَ وَا □ ✦ نْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِىْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا تَقْرَءُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَا □ ✦ نْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ فَقَالَ الرَّجُلُ مَاأَجِدُ لِىْ وَ لِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ أَحْرَارٌ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس کچھ غلام ہیں (جن کی حالت یہ ہے کہ بسا اوقات) وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میری چیزوں میں خیانتیں بھی کرتے ہیں، میری نافرمانی بھی کرتے ہیں اور میں (ان کی ان حرکتوں پر) کبھی انہیں گالیاں دیتا ہوں اور کبھی مارتا بھی ہوں۔ پس قیامت کے دن ان کی وجہ سے میرا کیا حال ہوگا (یعنی اللہ تعالیٰ میرا اور ان کا فیصلہ کس طرح فرمائے گا) رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تمہارے ان غلاموں نے تمہاری جو خیانت اور نافرمانی کی ہوگی اور تم سے جو جو جھوٹ بولے ہوں گے اور پھر تم نے ان کو جو سزائیں دی ہوں گی قیامت کے دن ان سب کا پورا پورا حساب کیا جائے گا پس اگر تمہاری سزا ان کے قصوروں کے بقدر ہی ہوگی تو معاملہ برابر پر ختم ہو جائے گا نہ تم کو کچھ ملے گا اور نہ تمہیں کچھ دینا پڑے گا اور اگر تمہاری سزا ان کے قصوروں سے کم ثابت ہوگی تو تمہارا فاضل حق تمہیں وہاں ملے گا اور اگر تمہاری سزا ان کے قصوروں سے زیادہ ثابت ہوگی تو تم سے اس زائد کا بدلہ ان کو دلوایا جائے گا (جب اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب سنا) تو وہ آپ کے پاس سے ایک طرف کو ہٹ کر رونے اور چلانے لگا (یعنی قیامت کے اس محاسبہ اور پھر وہاں کے عذاب کے خوف سے جب اس پر گریہ غالب ہوا تو وہ ادب کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے اٹھ گیا اور ایک طرف کو ہٹ کر بے اختیار رونے اور چلانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر اس سے فرمایا کیا تم قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھتے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَا □ ✦ نْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ

اور ہم قائم کریں گے قیامت کے دن انصاف کی میزانیں، پس نہیں ظلم ہوگا کسی نفس پر کچھ بھی اور اگر ہوگا کسی کا عمل یا حق رائی کے ایک دانہ کے برابر حاضر کریں گے ہم اس کو بھی اور کافی ہیں ہم حساب کرنے والے۔

اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (یہ سب کچھ سننے کے بعد) میں اپنے لئے اور ان کے لئے اس سے بہتر کچھ نہیں سمجھتا کہ (لوجہ اللہ آزاد کر کے) ان کو اپنے سے الگ کر دوں۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ (میں نے ان کو آزاد کر دیا اور) اب وہ آزاد ہیں۔

جانوروں میں بھی انصاف ہوگا

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ ا □ ✦ لٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ

الشَّاةِ القَرْنَاءِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں قیامت کے دن حقداروں کو ان کے حقوق ضرور ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے (جس نے بلاوجہ سینگ مارا ہوگا) بدلہ دلایا جائے گا (پھر ان کو موت دے دی جائے گی)۔

نیک مومنوں پر قیامت کا دن بہت ہی ہلکا ہوگا

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّهٗ أَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَخْبِرْنِیْ مَنْ یَّقْوِیْ عَلَی الْقِیَامِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ "یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" فَقَالَ یُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَکُوْنَ عَلَیْهِ کَالصَّلٰوةِ الْمَکْتُوْبَةِ (البیھقی فی البعث و النشور)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: مجھے بتائیے کہ قیامت کے دن جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ "اس دن لوگ کھڑے ہوں گے رب العالمین کے حضور میں تو اس دن کس کو کھڑے رہنے کی طاقت اور قدرت ہوگی (اور کون اس پورے دن کھڑا رہ سکے گا جس کے متعلق قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: سچے ایمان والوں کے حق میں یہ بہت ہلکا اور خفیف کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے لئے بس ایک فرض نماز کی طرح ہو جائے گا۔ (مراد یہ ہے کہ بہت ہی ہلکا کر دیا جائے گا۔ ان کے حق میں دن کی مقدار بھی بہت ہی تیزی سے گزر جائے گی اور ان کو مشقت بھی نہ ہونے کے برابر ہوگی)

حوض کوثر

اہل ایمان جنت میں جانے سے پہلے اس حوض پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر آپ کے دست اقدس سے اس کا نہایت سفید وشفاف اور بے انتہا لذیذ و شیریں پانی پئیں گے۔ اس حوض کا منبع اور اصل چشمہ جنت کے اندر ہے اور جنت کے طول وعرض میں اس کی شاخیں نہروں کی شکل میں ہر طرف جاری ہیں اس چشمہ اور نہر کا نام بھی کوثر ہے۔ اور حوض کوثر سینکڑوں میل کے طول وعرض میں پھیلا ایک نہایت خوبصورت تالاب ہوگا جو جنت سے باہر ہوگا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَا أَنَا أَسِیْرُ فِی الْجَنَّةِ اِذَا أَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَاهٰذَا یَا جِبْرَئِیْلُ ؟ قَالَ هٰذَا الْکَوْثَرُ الَّذِیْ أَعْطَاکَ رَبُّکَ فَا□ ✦ ذَا طِیْنُهٗ مِسْکٌ اَذْفَرُ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس اثنا میں کہ میں جنت میں چلا جا رہا تھا میرا گذر ایک (عجیب وغریب) نہر پر ہوا اس کے دونوں جانب "در مجوف" سے (یعنی اندر سے کھوکھلے موتیوں سے) تیار کئے ہوئے خیمے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا (نہر) ہے؟ جبرئیل نے بتایا کہ یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی (جو اس کی تہہ میں تھی) وہ نہایت مہکنے والی مشک تھی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَوْضِیْ مَسِیْرَةُ شَهْرٍ وَ زَوَایَاهُ سَوَاءٌ مَاءُهٗ أَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُهٗ أَطْیَبُ مِنَ الْمِسْکِ وَکِیْزَانُهٗ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ یَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا یَظْمَأُ أَبَدًا (بخاری و مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے حوض کی مسافت ایک مہینہ کی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حوض کوثر مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس قدر طویل وعریض ہے' کہ اس کی ایک جانب سے دوسری جانب تک ایک مہینہ کی مسافت ہے اور اس کے زاویے یعنی گوشے بالکل برابر ہیں (اس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ وہ مربع ہے اس کا طول وعرض یکساں ہے)، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہے' اور اس کے کوزے آسمان کے تاروں کی طرح (حسین چمکدار اور ان گنت) ہیں جو اس کا پانی پئے گا وہ کبھی پیاس میں مبتلا نہیں ہوگا۔

عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ حَوْضِیْ مِنْ عَدَنْ اِلٰی عُمَّانِ الْبَلْقَاءِ مَاءُ ہٗ اَشَدُّ بَیَاضاً مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَأَکْوَابُہٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْہُ شَرْبَۃً لَمْ یَظْمَأْ بَعْدَ ھَا أَبَداً أَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْداً فُقَرَاءُ الْمُھَاجِرِیْنَ الشُّعْثُ رُءُ وساً الدُّنُسُ ثِیَاباً الَّذِیْنَ لَایُنْکِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَایُفْتَحُ لَھُمُ السُّدَدُ. (احمد وترمذی)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میرے حوض کی مسافت اتنی ہے جتنی کہ عدن سے (شام کے ایک شہر) عُمَّانِ بَلْقَاء تک (مراد بڑی کثیر مسافت ہے)۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور اس کے گلاس گنتی میں آسمان کے ستاروں کی طرح (بے شمار) ہیں (اس کے پانی کی یہ صفت ہے کہ) جو اس میں سے ایک دفعہ پی لے گا اس کے بعد کبھی پیاس کی تکلیف نہیں ہوگی' اس حوض پر سب سے پہلے (میرے پاس) پہنچنے والے لوگوں فقراء مہاجرین ہوں گے' پریشان وپراگندہ سروں والے' میلے کچیلے کپڑوں والے' جن کا نکاح خوش حال وخوش عیش عورتوں سے نہیں ہوسکتا اور جن کے لئے (دنیا والوں کی نظر میں دنیوی مرتبہ میں کم ہونے کی بنا پر) دروازے نہیں کھولے جاتے (یعنی جن کو خوش آمدید نہیں کہا جاتا)

عقائد میں بدعتی کو حوض کوثر سے ہٹا دیا جائے گا

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ا ✦نی فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ أَبَدًا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَأَقُوْلُ ا ✦نَّھُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ ا ✦نَّکَ لَاتَدْرِیْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں (اور تم سے آگے جا کے تمہاری پیاس کا انتظام کرنے والا ہوں) جو میرے پاس پہنچے گا وہ آب کوثر سے پئے گا اور جو اس کو پی لے گا پھر کبھی وہ پیاس میں مبتلا نہ ہوگا اور وہاں کچھ لوگ جن کو میں بھی (مثلاً وضو وغیرہ کی علامتوں سے) پہچانوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے میری طرف آئیں گے لیکن میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی (اور انہیں میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا) اس پر میں کہوں گا کہ یہ آدمی تو میرے ہیں پس مجھے جواب دیا جائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا نئی نئی باتیں نکالیں (اور کیا کیا رخنے ڈالے) تو میں کہوں گا کہ بربادی اور دوری ہو ان کے لئے جنہوں نے میرے بعد دین (کے اصول وعقائد) میں (اپنی طرف سے باتیں ایجاد کرکے) تبدیلی کی۔

پل صراط

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ أَنْ یَشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَأَیْنَ أَطْلُبُکَ قَالَ اُطْلُبْنِیْ أَوَّلَ مَاتَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ قُلْتُ فَا ✦نْ لَّمْ أَلْقَکَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قُلْتُ فَا ✦ن لَّمْ

www.askfatwa.com

أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَا✦نِّي لَا أُخطِئُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضورﷺ سے عرض کیا کہ قیامت کے روز آپ میری سفارش فرمائیے گا! آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا یہ کام کروں گا۔ میں نے عرض کیا تو (اس کے لئے قیامت کے روز) میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا تم سب سے اول مجھے پل صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے کہا اگر میں آپ کو پل صراط پر نہ پاؤں (تو پھر کہاں تلاش کروں)؟ آپ نے فرمایا تو پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا! میں نے عرض کیا اور اگر میں میزان کے پاس بھی آپ کو نہ پاسکوں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا تو پھر مجھے حوض کے پاس دیکھنا! کیونکہ میں اس وقت ان تین مقامات سے دور کہیں نہ جاؤں گا۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ (ترمذی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن پل صراط پر اہل ایمان کا شعار (یعنی ان کا امتیازی وظیفہ) یہ دعائیہ کلمہ ہوگا۔ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ (اے میرے پروردگار! ہمیں سلامت رکھ اور سلامتی کے ساتھ پار لگا)۔

عَنْ حُذَيْفَةَ وَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ أَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ أَلَمْ تَرَوْا ا✦لَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَ نَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَارَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجَزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ ا✦لَّا زَحْفًا قَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُوْرَةٌ تَأْخُذُ مَنْ أُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ (مسلم)

حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما (میں سے ہر ایک) بیان کرتے ہیں رسول اللہﷺ نے فرمایا...... (پل صراط پر سے گزرنے کے وقت) امانت اور رحمی رشتہ (مثالی صورت میں) چھوڑے جائیں گے تو وہ پل صراط کے دائیں اور بائیں (یعنی ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب) کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر تم (ایمان والوں) میں سے کوئی تو بجلی کی طرح (پل صراط پر سے) گزرے گا۔ کہتے ہیں میں نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بجلی کے گزرنے کی طرح کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے بجلی کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ پلک جھپکنے میں کیسے گزرتی ہے اور پلٹتی ہے۔ پھر ہوا کے گزرنے کی طرح۔ پھر پرندے کے گزرنے کی طرح اور پیادہ کے چلنے کی طرح۔ ان کے اعمال (جیسے ہوں گے ویسے ہی تیزی کے ساتھ) ان کو چلائیں گے۔ اور تمہارے نبی پل صراط پر کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے اے رب (گزرنے والوں کو) سلامت رکھ سلامت رکھ۔ یہاں تک کے بندوں کے اعمال (بہت کم ہونے کی وجہ سے) چلانے سے عاجز ہو جائیں گے اور یہ لوگ سرین کے بل ہی گھسٹ کر چلیں گے اور پل صراط کے دونوں طرف (بڑے بڑے) کنڈے ہوں گے جو لٹکے ہوئے ہوں گے اور مامور ہوں گے جس کے بارے میں ان کو حکم ہوگا اس کو اچک لیں گے (اور جہنم میں ڈال دیں گے) تو ان میں کچھ زخمی ہوں گے جو جہنم میں گرنے سے نجات پائیں گے اور جو ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دیئے گئے وہ جہنم کی آگ میں جائیں گے۔

قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيّ بَلَغَنِيْ أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ وَ أَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے (البتہ جن لوگوں کے لئے جنت میں جانا طے کر دیا جائے گا ان کے لئے وہ چوڑا ہو جائے گا)۔

پل صراط کے بعد ایک اور پل

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَیُحْبَسُوْنَ عَلٰی قَنْطَرَةٍ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَیُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمَ كَانَتْ بَیْنَهُمْ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِ □ ✦ ذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ

(بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سوائے ان مسلمانوں کے جو عارضی طور پر جہنم میں جائیں گے باقی) مومنین (پل صراط عبور کر کے جہنم کی) آگ سے خلاصی پالیں گے تو ان کو جنت و جہنم کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا۔ اور دنیا میں جو کسی نے دوسرے پر کوئی ظلم کیا ہوگا اس کا بدلہ دلوایا جائے گا یہاں تک کے جب وہ (ہر قسم کے ظلم و زیادتی سے) پاک وصاف ہو جائیں گے تب ان کو جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی۔

شفاعت

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کئی قسم کی ہوگی اور بار بار ہوگی۔ سب سے پہلے جب کہ سارے اہل محشر اللہ کے جلال سے سراسیمہ اور خوفزدہ ہوں گے اور کسی کو لب ہلانے کی جرات و ہمت نہ ہوگی اور آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام اولوالعزم پیغمبر بھی ’’نفسی نفسی‘‘ کے عالم میں ہوں گے اور کسی کے لئے شفاعت کی جرات نہ کر سکیں گے، تو اس وقت عام اہل محشر کی درخواست پر اور ان کی تکلیف سے متاثر ہو کر رسول اللہ ﷺ ہی ہمت کر کے اور اللہ کے لطف و کرم پر اعتماد کر کے آگے بڑھیں گے اور پوری نیازمندی اور حسن ادب کے ساتھ (جو آپ کے شایان شان ہے) بارگاہ رب العزت میں اہل محشر کے لئے سفارش کریں گے کہ ان کو اس فکر اور بے چینی کی حالت سے نجات دی جائے اور ان کا حساب کتاب اور فیصلہ فرما دیا جائے۔ بارگاہ جلالت میں اس دن یہ سب سے پہلی شفاعت ہوگی اور یہ شفاعت صرف آپ ہی فرمائیں گے، اس کے بعد ہی حساب اور فیصلہ کا کام شروع ہو جائے گا۔ یہ شفاعت چونکہ عام اہل محشر کے لئے ہوگی اسی لئے اس کو ’’شفاعت عظمیٰ‘‘ بھی کہتے ہیں اس کے بعد آپ اپنی امت کے مختلف درجہ کے ان گنہگاروں کے بارے میں جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم کے سزاوار ہوں گے یا جو جہنم میں ڈالے جا چکے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ ان کو معاف کر دیا جائے اور جہنم سے ان کو نکالنے کی اجازت دے دی جائے آپ کی یہ شفاعت بھی قبول ہوگی اور اس کی وجہ سے خطا کار امتیوں کی بہت بڑی تعداد جہنم سے نکالی جائے گی اس کے علاوہ امت کے کچھ نیک لوگوں کے لئے آپ اس کی بھی شفاعت کریں گے کہ ان کے لئے بغیر حساب کے جنت میں داخلہ کا حکم دے دیا جائے۔ اسی طرح اپنے بہت سے امتیوں کے حق میں آپ ترقی درجات کی بھی اللہ تعالیٰ سے استدعا کریں گے۔ حدیثوں میں شفاعت کے ان تمام اقسام اور واقعات کی تفصیل وارد ہوئی ہے۔

پھر حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ شفاعت کا دروازہ کھل جانے کے بعد اور انبیاء علیہم السلام فرشتے اور اللہ کے دوسرے صالح اور مقرب بندے بھی اپنے سے تعلق رکھنے والے اہل ایمان کے حق میں سفارشیں کریں گے یہاں تک کہ اہل ایمان کے کم عمر میں فوت معصوم بچے بھی اپنے ماں باپ کے لئے سفارشیں کریں گے، اسی طرح بعض اعمال صالحہ بھی اپنے کرنے والوں کے لئے سفارش کریں گے اور یہ سفارشیں بھی قبول فرمائی جائیں گی اور بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہوگی جن کی نجات اور بخشش ان سفارشوں ہی کے بہانہ ہوگی۔

مگر خیال رہے کہ یہ سب شفاعتیں اللہ کے اذن سے اور اس کی مرضی اور اجازت سے ہوں گی ورنہ کسی نبی اور کسی فرشتہ کی بھی یہ مجال نہیں

www.askfatwa.com

ہے کہ وہ اللہ کی مرضی کے بغیر کسی ایک آدمی کو بھی دوزخ سے نکال سکے یا اس کا اذن اور اشارہ پائے بغیر کسی کے حق میں سفارش کے لئے زبان کھول سکے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ا ◻ ✦ ذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ مَا جَ النَّاسُ بَعْضُھُمْ فِیْ بَعْضٍ فَیَاتُوْنَ آدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اِشْفَعْ ا ◻ ✦ لٰی رَبِّکَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَھَاوَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ با ◻ ✦ بْرَاھِیْمَ فَا ◻ ✦ نَّہٗ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ فَیَاتُوْنَ ا ◻ ✦ بْرَاھِیْمَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَھَاوَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِمُوْسٰی فَاِنَّہٗ کَلِیْمُ اللّٰہِ فَیَاتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَھَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِعِیْسٰی فَا ◻ ✦ نَّہٗ رُوْحُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ، فَیَاتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَھَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِمُحَمَّدٍ فَیَاتُوْنِیْ فَأَقُوْلُ أَنَا لَھَا فَأَسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیُوْذَنُ لِیْ وَیُلْھِمُنِیْ مَحَامِدَ أَحْمَدُہٗ بِھَا لَا تَحْضُرُنِیْ الْاٰنَ فَأَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَہٗ سَاجِداً فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہْ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ یَارَبِّ أُمَّتِیْ أُمَّتِیْ فَیُقَالُ اِنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ شَعِیْرَۃٍ مِنْ ا ◻ ✦ یْمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَہٗ سَاجِداً فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ یَارَبِّ أُمَّتِیْ أُمَّتِیْ فَیُقَالُ اِنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ أَوْخَرْدَلَۃٍ مِنْ ا ◻ ✦ یْمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَہٗ سَاجِداً فَیُقَالُ یَامُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ أُمَّتِیْ أُمَّتِیْ فَیُقَالُ اِنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ أَدْنٰی أَدْنٰی أَدْنٰی مِثْقَالِ حَبَّۃِ خَرْدَلَۃٍ مِنْ ا ◻ ✦ یْمَانٍ فَأَخْرِجْہُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَۃَ فَأَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَہٗ سَاجِداً فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ یَا رَبِّ اِئْذَنْ لِیْ فِیْمَنْ قَالَ لَا ا ◻ ✦ لٰہَ ا ◻ ✦ لَّا اللّٰہُ قَالَ لَیْسَ ذَالِکَ لَکَ وَلٰکِنْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکِبْرِیَائِیْ وَعَظْمَتِیْ لَأُخْرِجَنَّ مِنْھَا مَنْ قَالَ لَا ا ◻ ✦ لٰہَ ا ◻ ✦ لَّا اللّٰہُ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا (اور سب اولین وآخرین میدان حشر میں جمع ہوں گے) تو لوگوں میں سخت اضطراب اور ازدحام کی کیفیت ہوگی پس وہ لوگ (یعنی اہل محشر کے نمائندے) آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے (کہ ہمیں اس حالت سے چھٹکارا ملے) آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق اور اس مرتبہ کا نہیں ہوں لیکن تم کو چاہئے کہ ابراہیم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں (شاید وہ تمہارے کام آسکیں) پس یہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے (اور ان کے سامنے شفاعت کا اپنا سوال رکھیں گے) وہ بھی فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں لیکن تمہیں موسیٰ کے پاس جانا چاہئے وہ اللہ کے کلیم ہیں (جنہیں اللہ نے بلا واسطہ اپنی ہمکلامی کا شرف بخشا ہے شاید وہ تمہارا کام کرسکیں) پس یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے (اور اپنی وہی عرض ان کے سامنے رکھیں گے) وہ بھی یہی فرمائیں گے کے میں اس کام کے لائق نہیں ہوں لیکن تمہیں عیسیٰ کے پاس جانا چاہئے۔ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں (یعنی اللہ نے ان کو انسانی پیدائش کے عام مقررہ اسباب کے بغیر صرف اپنے حکم سے پیدا کیا ہے اور ان کو غیر معمولی قسم کی روحانیت بخشی ہے) تو تم ان کی خدمت میں جاؤ (شاید وہ تمہارے لئے حق تعالیٰ سے عرض کرنے کی جرات کرسکیں) پس یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور ان سے شفاعت کی درخواست کریں گے) وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کام کا اور اس مرتبہ کا نہیں ہوں تم کو (اللہ کے آخری نبی) محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے (رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ)

پھر وہ لوگ میرے پاس آئیں گے (اور شفاعت کے لئے مجھ سے کہیں گے) تو میں کہوں گا کہ میں اس کام کا ہوں (اور یہ میرا ہی کام ہے) پس میں اپنے رب کریم کی بارگاہ خاص میں حاضری کی اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت دے دی جائے گی (میں وہاں حاضر ہو جاؤں گا) اور اللہ تعالیٰ اس وقت مجھے اپنی کچھ خاص تعریفیں اپنی حمد کے لئے الہام فرمائیں گے (جو اس وقت مجھے معلوم نہیں ہیں) تو اس وقت میں انہی الہامی محامد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کروں گا اور اس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ (اور جب تک اللہ چاہیں گے آپ سجدہ میں رہیں گے پھر آپ کو شفاعت اور سوال کرنے کی اجازت دی جائے گی تو آپ تمام اہل محشر کے لئے حساب اور فیصلہ شروع ہونے کی شفاعت کریں گے جس کو شفاعت کبری کہتے ہیں۔ پھر جب حساب کے نتیجہ میں آپ کے بہت سے امتی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے تو آپ ان کو جہنم سے نکالنے اور جنت میں داخل کرانے کے لئے شفاعت فرمائیں گے اور پھر سجدہ میں گر جائیں گے اس کے بعد) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو فرمایا جائے گا کہ اے محمد! سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری سنی جائے گی اور جو مانگنا ہو مانگو تم کو دیا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو تمہاری مانی جائے گی پس میں کہوں گا اے پروردگار! میری امت میری امت (یعنی میری امت پر آج رحم فرمایا جائے اور اس کو بخشدیا جائے) پس مجھ سے کہا جائے گا جاؤ اور جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لو پس میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا (یعنی جن کے دل میں جو کے دانہ برابر بھی نور ایمان ہو گا ان کو نکال لاؤں گا) اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف لوٹوں گا اور پھر ان ہی الہامی محامد کے ذریعہ اس کی حمد وثنا کروں گا اور اس کے آگے پھر سجدہ میں گر جاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جائے گا اے محمد! سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگنا ہو مانگو تم کو دیا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو تمہاری شفاعت مانی جائے گی پس میں عرض کروں گا اے پروردگار! میری امت، میری امت تو مجھ سے فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور جن کے دل میں ذرہ کے بقدر (یا فرمایا کہ رائی کے دانہ کے بقدر) ایمان ہو ان کو بھی نکال لو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا (یعنی جن کے دلوں میں ذرہ برابر یا رائی کے دانے کے برابر نور ایمان ہو گا ان کو بھی نکال لاؤں گا) اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف پھر لوٹوں گا اور پھر ان ہی الہامی محامد کے ذریعہ اس کی حمد وثنا کروں گا اور اس کے آگے پھر سجدہ میں گر جاؤں گا۔ پس مجھ سے فرمایا جائے گا۔ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری سنی جائے گی اور جو مانگنا چاہو مانگو تم کو دیا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی پس میں عرض کروں گا میرے رب! میری امت، میری امت پس مجھ سے فرمایا جائے گا جاؤ اور جن کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کمتر بھی ایمان ہو ان کو بھی نکال لو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پس میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا (یعنی جن کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کمتر بھی ایمان کا نور ہو گا ان کو بھی نکال لاؤں گا) اور اس کے بعد چوتھی دفعہ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف لوٹ کر آؤں گا اور ان ہی الہامی محامد کے ذریعہ اس کی حمد کروں گا پھر اس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا پس مجھ سے فرمایا جائے گا اے محمد! اپنا سر سجدہ سے اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری سنی جائے گی اور جو مانگنا چاہو مانگو تم کو دیا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو تمہاری سفارش مانی جائے گی پس میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار! مجھے اجازت دیجئے ان سب کے حق میں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (کہ میں ان سب کو بھی جہنم سے نکال لاؤں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ کام تمہارا نہیں ہے لیکن میری عزت وجلال اور میری عظمت وکبریائی کی قسم میں خود دوزخ سے ان سب کو نکال لوں گا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُخْرَجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ

(بخاری)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک گروہ میری امت میں سے میری شفاعت سے دوزخ سے

نکالا جائے گا جن کو "جہنمی" کے نام سے یاد کیا جائے۔(ایسا توہین وتنقیص کے طور پر نہ ہوگا بلکہ جہنم سے نکالے جانے کی وجہ سے انکا یہ نام پڑ جائے گا۔جوان کے لئے خوشی کا باعث ہوگا کیونکہ یہ اللہ کے کرم کو یاد دلائے گا)

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصاً مِنْ قَلْبِهٖ أَوْنَفْسِهٖ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت کے دن میری شفاعت سے بہرہ مند وہی ہوں گے جنہوں نے خلوص قلب سے لا الہ الا اللہ کہا ہو(کیونکہ اس کے بغیر ایمان نہیں اور ایمان کے بغیر جنت میں داخلہ نہیں ہوگا)۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِأَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِیْ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے حق میں (بھی) ہوگی جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔

شفاعت کون کون کرے گا

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْأَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ (ابن ماجه)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت میں تین طرح کے لوگ (خصوصیت سے) شفاعت کریں گے انبیاء پھر (اہل حق اور باعمل) علماء پھر شہداء۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ا ✦ نَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَشْفَعُ لِلْقَبِیْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّةَ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں بعض افراد وہ ہوں گے جو جماعتوں اور قوموں کی شفاعت کریں گے (یعنی ان کا مقام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو قوموں کی شفاعت کی اجازت دے گا اور قوموں کے حق میں ان کی سفارش قبول فرمائے گا) اور بعض وہ ہوں گے جو ایک قبیلہ کے لئے شفاعت کریں گے اور بعض وہ ہوں گے جو عصبہ (یعنی دس سے چالیس تک کی تعداد والی کسی پارٹی) کے بارے میں شفاعت کریں گے اور بعض وہ ہوں گے جو ایک آدمی کی سفارش کر سکیں گے (اور اللہ تعالیٰ ان سب کی شفاعتیں قبول فرمائے گا) یہاں تک کہ سب جنت میں پہنچ جائیں گے۔

جہنم میں داخلہ سے پہلے شفاعت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَفُّ أَهْلُ النَّارِ فَیَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ یَافُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِیْ أَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَکَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَهٗ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (ابن ماجه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا (آخرت میں مسلمان) اہل دوزخ صف باندھے کھڑے کئے جائیں گے (یعنی اہل ایمان میں سے کچھ گنہگار لوگ جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ میں سزا پانے کے مستحق ہوں گے۔وہ آخرت میں کسی موقع پر صف باندھے کھڑے ہوں گے) تو اہل جنت میں سے ایک شخص ان کے پاس سے گذرے گا تو صف والوں میں سے ایک شخص اس گذرنے والے جنتی کو پکار کر کہے گا: کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں وہ ہوں کہ ایک دفعہ میں نے تم کو پانی (یا کوئی اور مشروب) پلایا تھا اور اسی صف والوں میں سے

www.askfatwa.com

کوئی اور کہے گا کہ میں نے تمہیں وضو کے لئے پانی دیا تھا پس یہ شخص اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرے گا اور اس کو جنت میں داخل کرا دے گا۔

جنت اور اس کی نعمتیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا ا ✦نْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاأُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْیُنٍ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات اس تصریح کے ساتھ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اور وہ قرآن مجید کی آیت نہ ہو تو ایسی حدیث کو حدیث قدسی کہتے ہیں) میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں کبھی ان کا خیال ہی گزرا ہے اور اگر تم چاہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَااُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ** (جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بھی ان نعمتوں کو نہیں جانتا جو ان بندوں کے لئے جو راہ خدا میں اپنا محبوب مال خرچ کرنے والے ہیں اور راتوں کو عبادت خداوندی میں مصروف رہنے والے ہیں چھپا کے اور محفوظ کر کے رکھی گئی ہیں جن میں ان کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک کا سامان ہے)

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَوْضِعُ سَوْطٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے (ایک تو جنت کی نعمت ہونے کی وجہ سے اور دوسرے اس کے کبھی بھی ختم نہ ہونے کی وجہ سے)۔

(نوٹ) عرب کا یہ رواج تھا کہ جب چند سواروں کا قافلہ چلتا تو جو سوار منزل پر اترتے وقت جہاں قیام کرنا چاہتا وہاں اپنا کوڑا ڈال دیتا پھر وہ جگہ اسی کی سمجھی جاتی اور وہ وہاں اپنا بستر یا خیمہ لگاتا اور کوئی دوسرا اس جگہ پر قبضہ نہ کرتا۔ اگر کسی کے پاس کوڑا نہ ہوتا کمان ہوتی تو وہ اس غرض سے اپنی کمان ڈال دیتا تھا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ أَوْرَوْحَةٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا وَلَوْأَنَّ اِمْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ ا ✦لَی الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَابَیْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَابَیْنَهُمَا رِیْحاً وَلَنَصِیْفُهَا عَلٰی رَأْسِهَا خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا. (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راہ خدا میں ایک دفعہ صبح کا نکلنا یا شام کا نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت کی بیویوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو ان دونوں کے درمیان یعنی جنت سے لے کر زمین تک روشنی ہی روشنی ہو جائے اور مہک اور خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کی صرف اوڑھنی بھی دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ا ✦نَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا یَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ أَوْتَغْرُبُ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال چلے اور پھر بھی اس کو پار نہ کر سکے اور جنت میں تم میں سے کسی کی کمان کے بقدر جگہ بھی اس ساری کائنات سے بہتر ہے جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے یا

www.askfatwa.com

غروب ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ نَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاكُلُوْنَ فِيْهَا وَ يَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت جنت میں کھائیں گے بھی اور پیئیں گے بھی لیکن نہ تو انہیں تھوک آئے گا اور نہ پیشاب پاخانہ ہوگا اور نہ ان کی ناک سے ریزش آئے گی۔ بعض صحابہ نے عرض کیا تو کھانے کا کیا ہوگا؟ (یعنی جب پیشاب پاخانہ کچھ بھی نہ ہوگا تو جو کچھ کھایا جائے گا وہ آخر کہاں جائے گا؟) آپ نے فرمایا کہ ڈکار آئے گا اور پسینہ نکلے گا مشک کے پسینہ کی طرح (یعنی غذا کا جو اثر نکلنا ہوگا وہ انہی دو طریقوں سے نکل جایا کرے گا) اور ان اہل جنت کی زبانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کی حمد و تسبیح اس طرح جاری ہوگی جس طرح تمہارا سانس جاری رہتا ہے۔

عَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ وَأَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَا ا □ ✦ نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُنَادِىْ مُنَادٍ ا □ ✦ نَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا أَبَداً وَا □ ✦ نَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا أَبَداً وَا □ ✦ نَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا أَبَداً وَا □ ✦ نَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا أَبَداً. (مسلم)

حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا (جنت میں جنتیوں کو مخاطب کر کے) پکارے گا کہ یہاں صحت ہی تمہارا حق ہے (اور تندرستی ہی تمہارے لئے مقدر ہے) اس لئے اب تم کبھی بیمار نہ پڑو گے اور یہاں تمہارے لئے زندگی اور حیات ہی ہے اس لئے اب تمہیں موت کبھی نہ آئے گی اور تمہارے واسطے جوانی اور شباب ہی ہے اس لئے اب کبھی تمہیں بڑھاپا نہیں آئے گا اور تمہارے واسطے یہاں چین اور عیش ہی ہے اس لئے اب کبھی تمہیں کوئی تنگی اور تکلیف نہ ہوگی۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ .... اَلْجَنَّةُ مَا بِنَائُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَمِلَا طُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ وَحَصْبَاءُ هَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَّدْخُلُهَا يَنْعَمُ وَلَايَبْأَسُ وَيَخْلُدُ وَلَايَمُوْتُ وَلَايَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَايَفْنٰى شَبَابُهُمْ (احمد و ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ........... جنت کس چیز سے بنی ہے (یعنی اس کی تعمیر پتھروں سے ہوئی ہے یا اینٹوں سے یا کس چیز سے)؟ آپ نے فرمایا اس کی تعمیر اس طرح ہے کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور اس کا مسالہ (جس سے اینٹوں کو جوڑا گیا ہے) تیز خوشبودار مشک ہے اور وہاں کے سنگریزے جو بچھے ہوئے ہیں وہ موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں کی خاک گویا زعفران ہے۔ جو لوگ اس جنت میں پہنچیں گے ہمیشہ عیش اور چین سے رہیں گے اور کوئی تنگی تکلیف ان کو نہ ہوگی اور ہمیشہ زندہ رہیں گے وہاں ان کو موت نہیں آئے گی اور کبھی ان کے کپڑے پرانے اور خستہ نہ ہوں گے اور ان کی جوانی کبھی زائل نہ ہوگی۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ نَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّىٍّ فِى السَّمَاءِ ا □ ✦ ضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا ا □ ✦ خْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً

www.askfatwa.com

وَّعَشِيًّا لَايَسْقَمُوْنَ وَلَا يُبُولُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ آنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَ وَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْأُلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْکُ عَلٰی خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلٰی صُوْرَةِ أَبِيْهِمْ آدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعاً فِيْ السَّمَاء (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلی (یعنی انبیاء کی) جماعت جو جنت میں داخل ہوگی اس میں شامل افراد کی صورتیں (چمک دمک میں) چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گی پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کی صورتیں آسمان پر سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح روشن ہوں گی۔ اہل جنت کے دل سب ایک شخص کے دل کی طرح ہوں گے (کہ ان میں کامل محبت اور اتفاق ہوگا) ان کے درمیان نہ کچھ اختلاف ہوگا اور نہ بغض ہوگا۔ اہل جنت میں سے ہر ایک مرد کو سفید بدن اور خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے (کم از کم) دو بیویاں ملیں گی (جو اس قدر حسین ہوں گی کہ) حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلی کی ہڈی کا گودا ہڈی اور گوشت میں سے دیکھا جاسکے گا۔ صبح اور شام (یعنی ہر وقت) وہ اللہ کی تسبیح کریں گے۔ نہ بیمار ہوں گے نہ پیشاب آئے گا اور نہ پاخانے کی حاجت ہوگی نہ تھوکنے کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی بلغم و رینٹھ کو پھینکنے کی ضرورت ہوگی۔ ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں بھی سونے کی ہوں گی (دنیا آزمائش کی جگہ ہے یہاں سونے چاندی کے سامان کو حرام ٹھہرایا جنت آزمائش کی جگہ نہیں اس لئے وہاں سونے چاندی کے سامان کا استعمال منع نہیں) ان کا پسینہ مشک کا ہوگا اور سب اہل جنت ایک شخص کے اخلاق پر ہوں گے اور سب اپنے والد حضرت آدم علیہ السلام کے قد پر ہوں گے جو کہ ساٹھ ہاتھ (یعنی تیس گز) ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦نَّ فِيْ الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَاتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِم وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَ جَمَالًا فَيَرْجِعُوْنَ ا □ ✦لٰى أَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَ جَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ أَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدْ اِزْدَدْتُم بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالاً فَيَقُوْلُوْنَ وَأَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدْ اِزْدَدْ تُم بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو جایا کریں گے۔ وہاں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبو بکھیرے گی اور ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا۔ پس وہ خوب زیادہ حسین و جمیل ہو کر اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائیں گے۔ گھر کے لوگ کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم سے جدا ہونے کے بعد تمہارا حسن و جمال بڑھ گیا ہے۔ وہ جواب میں کہیں گے خدا کی قسم ہمارے پیچھے تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

اہل جنت کے لئے حق تعالیٰ کی دائمی رضامندی

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦نَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَاأَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْکَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْکَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَالَنَا لَا نَرْضٰى يَارَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ فَيَقُوْلُ أَلَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَالِکَ فَيَقُوْلُوْنَ يَارَبِّ وَأَيُّ شَيْئٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَالِکَ ؟ فَيَقُوْلُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَداً. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ (جنتی جب جنت میں پہنچ جائیں گے اور وہاں کی نعمتیں ان کو عطا ہو جائیں گی تو) اللہ تعالیٰ ان کو مخاطب کر کے فرمائیں گے کہ اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، حاضر ہیں،

آپ کی بارگاہ قدس میں حاضر ہیں، اور ساری خیر اور سب بھلائی آپ ہی کے قبضے میں ہے (جس کو جو چاہیں عطا فرمائیں، یا عطا نہ فرمائیں)۔ پھر اللہ تعالیٰ (ان بندوں سے فرمائیں گے جنت اور جو نعمتیں جنت میں تم کو دی گئیں) کیا تم (ان سے) خوش اور راضی ہو؟ یہ جنتی بندے عرض کریں گئے اے پروردگار! جب آپ نے ہمیں یہاں وہ کچھ نصیب فرمایا ہے جو اپنی کسی مخلوق کو نہیں دیا تھا (اور ہم یہاں آپ کی بخشش اور بے بہا عنایتوں و نعمتوں سے مالا مال ہیں) تو ہم کیوں راضی اور خوش نہ ہوں گے! اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں تمہیں اس سب سے اعلیٰ و افضل ایک چیز اور دوں! وہ بندے عرض کریں گے کہ خداوندا! وہ کیا چیز ہے، جو (اس جنت اور اس کی ان نعمتوں) سے بھی افضل ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تم کو اب اپنی (دائمی اور ابدی) رضامندی اور خوشنودی کا تحفہ دیتا ہوں، اس کے بعد اب میں کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔

جنت میں باری تعالیٰ کا دیدار

عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ا ◻ ✦ذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُوْنَ ا ◻ ✦لٰى وَجْهِ اللّٰهِ فَمَا أُعْطُوْا شَيْئًا أَحَبَّ ا◻ ✦لَيْهِمْ مِنَ النَّظْرِ ا◻ ✦لٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (مسلم)

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے کیا تم چاہتے ہو میں تم کو ایک چیز مزید عطا کروں؟ (یعنی تم کو جو کچھ اب تک عطا ہوا اس پر مزید اور اس سے سوا ایک خاص چیز اور عنایت کروں)۔ وہ بندے عرض کریں گے آپ نے ہمارے چہرے روشن کئے (یعنی سرخروئی اور خوبروئی عطا فرمائی) اور دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کیا (اب اس کے آگے اور کیا چیز ہو سکتی ہے جس کی ہم خواہش کریں) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان بندوں کے اس جواب کے بعد یکا یک حجاب اٹھ جائے گا (یعنی ان کی آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا جائے گا) پس وہ روئے حق اور جمال الٰہی کو بے پردہ دیکھیں گے، پس ان کا حال یہ ہوگا (اور وہ محسوس کریں گے) کہ جو کچھ اب تک انہیں ملا تھا اس سب سے زیادہ محبوب اور پیاری چیز ان کے لئے یہی دیدار کی نعمت ہے یہ بیان فرما کر آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ''جن لوگوں نے اس دنیا میں اچھی بندگی والی زندگی گزاری ان کے لئے اچھی جگہ ہے (یعنی جنت و مافیہا) اور اس پر مزید ایک نعمت (یعنی دیدار حق) ہے

www.askfatwa.com

عَنْ أَبِىْ رُزَيْنٍ الْعُقَيْلِىِّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَكُلُّنَا يَرَىٰ رَبَّهُ مُخْلِيًا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ وَمَا آيَةُ ذَالِكَ فِىْ خَلْقِهٖ ؟ قَالَ يَا أَبَا رَزِيْنٍ أَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهٖ قَالَ بَلٰى قَالَ فَا ◻ ✦نَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ (ابوداؤد)

ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:۔ یا رسول اللہ! کیا قیامت میں ہم میں سے ہر ایک اپنے رب کو اکیلا (بغیر بھیڑ بھاڑ اور کشمکش کے) دیکھ سکے گا؟۔ آپ نے فرمایا: ہاں! دیکھ سکے گا۔ میں نے عرض کیا: اور کیا مخلوق میں اس کی کوئی نشانی (اور ہماری اس دنیا میں اس کی کوئی مثال بھی) ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابو رزین! کیا چودھویں رات کو تم میں سے ہر ایک چاند کو بجائے خود اور اکیلا بغیر بھیڑ بھاڑ کے نہیں دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: ہاں بیشک (چاند کو تو ہم سب اسی طرح دیکھتے ہیں)۔ آپ نے فرمایا کہ: وہ تو اللہ کی مخلوق میں سے بس ایک ادنیٰ مخلوق ہے اور اللہ تو بڑی جلالت والا اور نہایت عظمت والا ہے (پھر اس کے لئے کیا چیز مشکل ہے)

جہنم اور اس کی ہولناکیاں

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيْهَا وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهٗ فِيْهَا فَيَنْزَوِیْ بَعْضُهَا ا ✦ لٰی بَعْضٍ وَتَقُوْلُ قَطُّ قَطُّ وَعِزَّتِکَ وَ کَرَمِکَ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جہنم میں جتنے بھی لوگ ڈالے جائیں گے وہ (اپنی وسعت کی وجہ سے) یہی کہتی رہے گی کہ اور ہیں؟ (اور ہیں؟) یہاں تک رب العزت اپنا قدم اس پر رکھیں گے جس سے وہ سکڑ جائے گی (اور اس کا بعض حصہ دوسرے کے ساتھ مل جائے گا) اور کہے گی آپ کی عزت اور آپ کے کرم کی قسم بس بس (اب مزید سکڑنے کی طاقت نہیں)۔

فائدہ: یہ قدم ہماری طرح کا نہیں اور نہ ہی جسمانی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق کچھ ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْأً مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ا ✦ نْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّ سِتِّيْنَ جُزْأً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری اس دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ: یارسول اللہ! یہی (دنیا کی آگ عذاب کے لئے) کافی تھی؟ (چونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہیں اور ان کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اگر ہمیں اس کی کوئی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے فعل کا حکمت سے خالی ہونا لازم نہیں آتا اس لئے ان صاحب کے جواب میں) آپ نے فرمایا (یہاں اصل مقصود تو اللہ تعالیٰ کے فعل کو پیش نظر رکھنا ہے اور وہ یہی ہے کہ) دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلہ میں انہتر درجہ بڑھا دی گئی ہے اور ہر درجہ کی حرارت آتش دنیا کی حرارت کے برابر ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ نَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِیْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِیْ الْمِرْجَلُ مَايُرٰی أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَا ✦ نَّهٗ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (بخاری و مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کی چپلیں اور ان چپلوں کے تسمے آگ کے ہوں گے ان کی گرمی سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا اور جوش مارے گا، کہ جس طرح چولھے پر دیگچی کھولتی ہے اور اس میں جوش آتا ہے وہ نہیں خیال کرے گا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ سخت عذاب میں بھی ہے (یعنی وہ اپنے ہی کو سب سے زیادہ سخت عذاب میں سمجھے گا) حالانکہ وہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاخُذُهُ النَّارُ ا ✦ لٰی كَعْبَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَاخُذُهُ النَّارُ ا ✦ لٰی رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاخُذُهُ النَّارُ ا ✦ لٰی حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاخُذُهُ النَّارُ ا ✦ لٰی تَرْقُوَتِهٖ (مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سے بعض وہ ہوں گے کہ جن کو آگ پکڑے گی ان کے ٹخنوں تک اور بعض وہ ہوں گے کہ جن کو آگ پکڑے گی ان کے گھٹنوں تک اور بعض وہ ہوں گے جن کو آگ پکڑے گی ان کی کمر تک اور بعض وہ ہوں گے جن کو آگ پکڑے گی ان کی ہنسلی تک۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِی النَّارِ حَيَّاتٍ كَأَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْداهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَا ✦ نَّ فِی النَّارِ عَقَارِبَ كَأَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُؤْكَفَةِ تَلْسَعُ ا ✦ حْداهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا (احمد)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ جہنم میں سانپ ہیں جو اپنی جسامت میں بختی اونٹوں کے برابر ہیں (جو جثہ میں عام اونٹوں سے بھی بڑے ہوتے ہیں اور وہ اس قدر زہریلے ہیں کہ ان میں کا کوئی سانپ جب دوزخی کو ایک دفعہ ڈسے گا تو چالیس سال کی مدت تک وہ اس کے زہر کا اثر پائے گا (اور تڑپے گا) اور اسی طرح دوزخ میں بچھو ہیں جو (اپنی جسامت میں) پالان بندھے خچروں کی مانند ہیں (وہ بھی ایسے ہی زہریلے ہیں) کہ ان میں سے کوئی کسی دوزخی کو ایک دفعہ ڈنگ مارے گا تو چالیس سال تک وہ اس کے زہر کی تکلیف پائے گا۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْأَنَّ دَلْواً مِنْ غَسَّاقٍ یُهْرَاقُ فِی الدُّنْیَا لَأَنْتَنَ أَهْلُ الدُّنْیَا (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ: غساق (یعنی وہ سڑی ہوئی پیپ جو جہنمیوں کے زخموں سے نکلے گی اور جس کے متعلق قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ وہی انتہائی بھوک میں ان کی غذا ہوگی وہ) اس قدر بدبودار ہوگی کہ اگر اس کا ایک ڈول اس دنیا میں بہا دیا جائے تو ساری دنیا اس کی سڑاند سے) بدبودار ہو جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اِتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّوْمِ قَطَرَتْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا لَأَفْسَدَتْ عَلٰی أَهْلِ الْاَرْضِ مَعَایِشَهُمْ فَکَیْفَ بِمَنْ یَکُوْنُ طَعَامُهٗ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ (اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور فیصلہ کرلو کہ ہرگز نہ مروگے مگر اس حال میں کہ تم مسلم یعنی اللہ کے فرمانبردار بندے ہوگے کیونکہ اللہ تمہارا خالق، مالک اور حاکم ہے تو تمہیں اس کی فرمانبرداری لازم ہے اور یہ نہ سمجھنا کہ اگر ہم نے فرمانبرداری نہ کی تو کیا ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نافرمانوں کے لئے بڑی ہولناک جہنم تیار کی ہے اور اس کی ہولناکی کو یوں) آپ نے بیان فرمایا کہ زَقُّوْم (جس کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ وہ جہنم میں پیدا ہونے والا ایک درخت ہے اور وہ دوزخیوں کی خوراک بنے گا (اگر اس کا ایک قطرہ اس دنیا میں ٹپک جائے تو زمین پر بسنے والوں کے سارے سامان زندگی کو خراب کردے پس کیا گذرے گی اس شخص پر جس کا کھانا وہی زقوم ہو گا۔

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَا أَیُّهَا النَّاسُ ابْکُوْا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِیْعُوْا فَتَبَاکُوْا فَاِنَّ أَهْلَ النَّارِ یَبْکُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی تَسِیْلَ دُمُوْعُهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ کَأَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتّٰی تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِیْلُ الدِّمَاءُ فَتَقَرَّحُ الْعُیُوْنُ فَلَوْ أَنَّ سُفُنًا أُزْجِیَتْ فِیْهَا لَجَرَتْ (شرح السنة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (اپنے ایک خطاب میں) فرمایا کہ: اے لوگو! (اللہ اور اس کے عذاب کے خوف سے) خوب رو اور اگر تم یہ نہ کرسکو یعنی اگر حقیقی گریہ کی کیفیت تم پر طاری نہ ہو کیونکہ وہ ایسی اختیاری چیز نہیں ہے کہ آدمی جب چاہے اس کو اپنے اندر پیدا کرسکے (تو پھر اللہ کے قہر اور اس کے عذاب کا خیال کر کے) تکلف سے رو اور رونے کی شکل بناؤ) کیونکہ دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے، اتنا روئیں گے کہ ان کے چہروں پر ان کے آنسو ایسے بہیں گے کہ گویا وہ (بہتی ہوئی) نالیاں ہیں یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے

www.askfatwa.com

اور پھر آنسوؤں کی جگہ) خون بہے گا اور پھر اس خون بہنے سے) آنکھوں میں زخم پڑ جائیں گے (اور پھر ان زخموں سے اور زیادہ خون جاری ہوگا اوران دوزخیوں کے ان آنسوؤں اور خونوں کی مجموعی مقدار اتنی ہوگی کہ اگر کشتیاں اس میں چلائی جائیں تو خوب چلیں۔

جنت ودوزخ کا تقابل اوراس کے بارے میں تنبیہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَکَارِهِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخ شہوتوں اور لذتوں سے گھیر دی گئی ہے اور جنت سختیوں اور مشقتوں (یعنی شرعی احکام کی پابندیوں) سے گھیر دی گئی ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ اِذْهَبْ فَانْظُرْ ا □ ✦لَیْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ ا □ ✦لَیْهَا وَا □ ✦لٰی مَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِأَهْلِهَا فِیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَیْ رَبِّ وَعِزَّتِکَ لَا یَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ ا □ ✦لَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَکَارِهِ ثُمَّ قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ اذْهَبْ فَانْظُرْ ا □ ✦لَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ ا □ ✦لَیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَیْ رَبِّ وَعِزَّتِکَ لَقَدْ خَشِیْتُ أَنْ لَایَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ یَاجِبْرَئِیْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ ا □ ✦لَیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَیْ رَبِّ وَعِزَّتِکَ لَایَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَیَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ یَاجِبْرَئِیْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ ا □ ✦لَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ ا □ ✦لَیْهَا فَقَالَ أَیْ رَبِّ وَعِزَّتِکَ لَقَدْ خَشِیْتُ أَنْ لَایَبْقٰی أَحَدٌ ا □ ✦لَّا دَخَلَهَا (ترمذی ونسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب اللہ نے جنت کو بنایا تو (اپنے مقرب فرشتے) جبرئیل سے فرمایا کہ تم جاؤ اوراس کو دیکھو (کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے، اوراس میں کیسی کیسی نعمتیں پیدا کی ہیں) چنانچہ وہ گئے، اورانہوں نے جا کر جنت کو اور راحت ولذت کے ان سامانوں کو دیکھا جو اللہ تعالی نے اہل جنت کے لئے اس میں تیار کئے ہیں، اور پھر حق تعالی کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خداوندا! آپ کی عزت وعظمت کی قسم (آپ نے تو جنت کو ایسا حسین بنایا ہے، اوراس میں راحت ولذت کے ایسے ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ) جو کوئی بھی اس کا حال سن پائے گا وہ اس میں ضرور پہنچے گا (یعنی اس کا حال سن کر وہ دل وجان سے اس کا طالب بن جائے گا، اور پھر اس میں پہنچنے کے لئے پوری کوشش کرے گا اوراس طرح اس میں پہنچ ہی جائے گا) پھر اللہ تعالی نے اس جنت کو (نفس کی) ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دیا (جو اس بات کی مثالی صورت تھی کہ جنت تک رسائی ان احکام کو پورا کر کے ہوگی جو نفس پر شاق اور گراں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جنت میں پہنچنے کے لئے احکام کی اطاعت کی گھاٹی کو عبور کرنے کی شرط لگادی جس میں طبیعتوں کو اور نفسوں کو بڑی سختی اور دشواری محسوس ہوتی ہے) اور پھر جبرئیل سے فرمایا کہ اب پھر جاؤ، اور پھر اس جنت کو (اوراس کے گرداگرد لگائی ہوئی نئی باڑھ کو) دیکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ پھر گئے اور جا کر پھر جنت کو دیکھا اوراس مرتبہ آکر فرمایا کہ خداوندا قسم آپ کی عزت وعظمت کی، اب تو مجھے یہ ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی نہ جاسکے گا (مطلب یہ ہے کہ جنت میں جانے کے لئے شرعی احکام کی پابندی کی گھاٹی کو عبور کرنے کی جو شرط آپ کی طرف سے لگائی گئی ہے وہ نفس اور نفسانی خواہشات رکھنے والے انسان کے لئے اتنی شاق اوراس قدر دشوار ہے، کہ اس کو کوئی بھی پورا نہ کرسکے گا اسلئے مجھے ڈر ہے کہ اب اس جنت کو شاید کوئی بھی حاصل نہ کرسکے گا)۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، کہ پھر اللہ تعالی نے جب دوزخ کو بنایا تو جبرئیل

www.askfatwa.com

سے فرمایا کہ جاؤ اور ہماری بنائی ہوئی دوزخ کو (اور اس میں انواع واقسام کے عذاب کے جو سامان پیدا کئے ہیں ان کو) دیکھو، چنانچہ وہ گئے اور جا کر اس کو دیکھا اور آکر عرض کیا: خداوندا! آپ کی عزت کی قسم (آپ نے دوزخ کو تو ایسا بنایا ہے، کہ میرا خیال ہے کہ) جو کوئی بھی اس کا حال سن لے گا وہ کبھی بھی اس میں نہ جائے گا (یعنی ایسے کاموں کے پاس نہیں جائے گا جو آدمی کو دوزخ میں پہنچانے والے ہیں) اسکے بعد اللہ تعالی نے دوزخ کو شہوتوں اور نفسانی لذتوں سے گھیر دیا (مطلب یہ ہے، کہ نفسانی خواہشات والے وہ اعمال جن میں انسان کی طبیعت اور نفس کے لئے بڑی کشش ہے، جہنم کے گرد ان کو پھیلا دیا، اور اس طرح جہنم کی طرف جانے کے لئے ایک بڑی کشش پیدا ہوگئی)، اور پھر اللہ تعالی نے جبرئیل سے فرمایا:۔اب پھر جا کر اس دوزخ کو دیکھو۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ جبرئیل پھر گئے اور جا کر اس کو (اور اسکے گرد شہوات ولذات کے پھیلاؤ کو) دیکھا اور آکر عرض کیا: خداوندا! آپ کی عزت وجلال کی قسم اب تو مجھے ڈر ہے کہ سب انسان اسی میں نہ پہنچ جائیں۔(مطلب یہ ہے کہ جن شہوتوں اور لذتوں سے آپ نے جہنم کو گھیر دیا ہے ان میں نفس رکھنے والے انسانوں کے لئے اتنی زبردست کشش ہے کہ ان سے رکنا بہت مشکل ہے اور اسلئے خطرہ ہے کہ ساری اولاد آدم نفسانی لذات وشہوات کی کشش سے مغلوب ہوکر دوزخ ہی میں نہ پہنچ جائے)۔

دنیا کی راحت وتکلیف کا آخرت کی راحت وتکلیف سے تقابل

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتٰى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِى النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ" قَطُّ ؟ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ ! وَيُوْتٰى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِى الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِى الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ' يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ ؟ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِىْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے (یعنی ان لوگوں میں سے جو اپنے کفر و شرک کی وجہ سے یا فسق وفجور کی وجہ سے دوزخ میں جانے والے ہوں گے) ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے اپنی دنیا کی زندگی نہایت عیش وآرام کے ساتھ گذاری ہوگی اور اس کو دوزخ کی آگ میں ایک غوطہ دلایا جائے گا (یعنی جس طرح کپڑے کو رنگتے وقت رنگ میں ڈال کر اور بس ایک ڈوب دے کر نکال لیتے ہیں اسی طرح اس شخص کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر فورا نکال لیا جائے گا جس کی شدت کا یہ اثر ہوگا کہ سابقہ راحت کا خیال بھی مٹ جائے گا) پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے فرزند! کیا تو نے کبھی خیریت اور اچھی حالت دیکھی ہے، اور کیا کبھی عیش وآرام کا کوئی دور تجھ پر گذرا ہے؟ وہ کہے گا کبھی نہیں، قسم خدا کی اے پروردگار! اور ایک شخص اہل جنت میں سے (یعنی ان خوش نصیب بندوں میں سے جو اپنی ایمان والی زندگی کی وجہ سے جنت کے مستحق ہوں گے) ایسا لایا جائے گا جس کی زندگی دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں اور دکھ میں گذری ہوگی، اور اس کو ایک غوطہ جنت میں دیا جائے گا (یعنی جنت کی فضاؤں اور ہواؤں میں پہنچا کر فورا نکال لیا جائے گا (جس کا اثر یہ ہوگا کہ سابقہ تکلیف کا خیال تک مٹ جائے گا) اور اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے فرزند! کیا کبھی تو نے کوئی دکھ دیکھا ہے، اور کیا تجھ پر کوئی دور شدت اور تکلیف کا گذرا ہے تو وہ کہے گا نہیں، خدا کی قسم اے میرے پروردگار! مجھ پر کبھی کوئی تکلیف نہیں گذری، اور میں نے کبھی کسی تکلیف کا منہ نہیں دیکھا

جنت ودوزخ کی حقیقت سے لوگوں کی بے فکری

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا

www.askfatwa.com

(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے نہیں دیکھی دوزخ کی طرح کی کوئی خوفناک بلا، کہ سوتا ہو اس سے بھاگنے والا، اور نہیں دیکھی میں نے جنت کی طرح کی کوئی مرغوب ومحبوب چیز کہ سوتا ہو اس کا چاہنے والا (یعنی جنت کا سن کر ہر ایک اس کا طلبگار ہوتا ہے لیکن پھر بھی بہت سے اس کے لئے کوشش سے غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔ اسی طرح جہنم کا سن کر ہر ایک اس سے دور رہنا چاہتا ہے لیکن پھر بھی بہت سے اس سے بچنے سے غفلت میں پڑے رہتے ہیں)۔

باب: 5

تقدیر

تقدیر کو ماننا ایمان کا اہم جزو ہے

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِی صلی الله علیه وسلم قَالَ لِکُلِّ شَیءٍ حَقِیْقَةٌ وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِیْقَةَ الْا ✦یْمَانِ حَتّٰی یَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَهُ وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَهُ (احمد)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے (جس کے بغیر وہ چیز کالعدم ہوتی ہے) اسی طرح ایمان کی بھی ایک حقیقت ہے (جس کے بغیر ایمان معدوم قرار پائے گا) اور بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب

تک اس کا یقین نہ رکھے کہ جو کچھ اس کو پہنچ گیا (خواہ راحت کا سامان ہو یا مصیبت کا سامان ہو) یہ ناممکن تھا کہ اس کو نہ پہنچتا اور (راحت یا تکلیف کا) جو (سامان) اس کو نہیں پہنچا یہ بھی ناممکن تھا کہ اس کو پہنچ جاتا۔

عَنْ أَبِی حَفْصَةَ قَالَ قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لابْنِهٖ یَا بُنَیَّ ا □ ✦ نَّکَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِیْقَةِ الْا □ ✦ یْمَانِ حَتّٰی تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَکَ وَمَا أَخْطَأَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم یَقُوْلُ ا □ ✦ نَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْقَلَمَ وَقَالَ لَهٗ اُکْتُبْ فَقَالَ رَبِّ وَمَاذَا أَکْتُبُ قَالَ اکْتُبْ مَقَادِیْرَ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ یَا بُنَیَّ ا □ ✦ نِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم یَقُوْلُ مَنْ مَاتَ عَلٰی غَیْرِ هٰذَا فَلَیْسَ مِنِّیْ (ابو داؤد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند سے کہا اے میرے عزیز بیٹے تم کو اس وقت تک ایمان کی حقیقت کی لذت نہیں مل سکتی جب تک کہ تم اس کا یقین نہ کرو کہ جو (خیر وشر) تم کو پہنچ گیا یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ تم کو نہ پہنچتا اور جو نہیں پہنچا اس کا تمھیں پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ جو شے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بنائی وہ قلم ہے پھر اس کو حکم دیا کہ لکھ۔ اس نے عرض کی کہ پروردگار کیا لکھوں ارشاد ہوا قیامت تک جس چیز کے لئے جو کچھ مقدر ہو چکا ہے وہ سب لکھ۔ اے میرے بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ جو شخص اس عقیدہ کے سوا کسی دوسرے عقیدہ پر مرے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔ (یعنی وہ میرے طریقہ پر نہ ہوگا)

ہر انسان سے متعلق تقدیر کے ثبوت اور ظہور کے مراحل

تقدیر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ازلی علم وارادہ میں تھی۔ پھر اس کا پہلا ظہور اس وقت ہوا جب قلم کو حکم دے کر تمام مخلوقات کے مقدر ایک جگہ یعنی لوح محفوظ میں لکھوائے گئے۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِیْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ یَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِیْنَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَاءِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل تمام مخلوقات کے لئے جو بھی مقدر فرما دیا تھا وہ سب (قلم کو لکھنے کا حکم دے کر) کتابت کی صورت میں محفوظ کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس وقت) اللہ تعالی کا عرش پانی پر تھا۔

انسانوں سے متعلق تقدیر الٰہی کا دوسرا ظہور اس وقت ہوا جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما لیا

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ یَسَارِ الْجُهَنِیِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْآیَةِ وَا □ ✦ ذْ أَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ فَقَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْهَا فَقَالَ ا □ ✦ نَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّیَّةً فَقَالَ خُلِقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ یَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّیَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ یَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَفِیْمَ الْعَمَلُ ؟ فَقَالَ ا □ ✦ نَّ اللّٰهَ ا □ ✦ ذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اِسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَمُوْتَ عَلٰی عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَیُدْخِلُهٗ بِهِ الْجَنَّةَ وَا □ ✦ ذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اِسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰی یَمُوْتَ بِعَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَیُدْخِلُ بِهِ النَّارَ (مالک)

مسلم بن یسار جہنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی (وَا □ ✦ ذْ أَخَذَ رَبُّکَ

مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِ هِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ) تو انہوں نے کہا اس آیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کئے جانے پر میں نے خود سنا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا پھر ان کی پشت پر ایک مرتبہ ہاتھ پھیر کر کچھ اولاد نکالی اور فرمایا کہ یہ میں نے جنت کے لئے بنائے ہیں اور جنتیوں ہی کے سے عمل یہ کریں گے۔ اس کے بعد پھر ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور پھر کچھ اولاد نکالی اور ان کے متعلق فرمایا کہ یہ میں نے دوزخ کے لئے بنائے ہیں اور دوزخیوں ہی کے سے عمل یہ کریں گے۔ اس پر ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول (جب ہمارا جنتی یا جہنمی ہونا طے ہو چکا ہے) تو پھر اب عمل کس لئے کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو (وہ بندہ اپنے کسب واختیار سے جنت کی راہ کو اختیار کرتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ) اس سے جنتی شخص کے سے عمل بھی کرا لیتا ہے یہاں تک کہ اس کا خاتمہ بھی جنتیوں کے اعمال پر ہوتا ہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ اس کو اس کے اختیاری اعمال پر جزا کے طور پر جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور جب کسی کو دوزخ کے لئے پیدا فرماتا ہے تو (وہ بندہ اپنے کسب واختیار سے دوزخ کی راہ کو اختیار کرتا ہے جس میں وہ اپنے اوپر کوئی جبر اور زبردستی کو نہیں پاتا اور اس طرح) اس سے عمل بھی دوزخی شخص کے کرا لیتا ہے یہاں تک اس کا خاتمہ بھی ان ہی اعمال پر کر دیتا ہے جو دوزخی لوگوں کے ہیں اور ان اعمال کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ اس کو آخر دوزخ میں داخل کر دیتا ہے (حاصل یہ ہے کہ تقدیر نے تمہارا اختیار سلب نہیں کیا جو تم خود بھی محسوس کرتے ہو اور اپنے اختیار سے جس راہ کو بھی اختیار کرتے ہو بس سمجھو کہ یہ راہ تمہاری تقدیر میں لکھی ہوئی تھی اور تمہارے اختیار پر ہی آخرت کا نتیجہ ظاہر ہوگا)۔

تقدیر الٰہی کا تیسرا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب بچہ رحم مادر میں ہوتا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَ كَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكاً فَيَقُوْلُ أَىْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَىْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَىْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّقْضِىَ خَلْقَهَا قَالَ أَىْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى أَشَقِىٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتُبُ كَذٰلِكَ فِىْ بَطْنِ أُمِّهِ (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے وہ یہ عرض کرتا رہتا ہے پروردگار ابھی تک یہ نطفہ ہے، پروردگار اب یہ جمے ہوئے خون کی شکل ہو گیا پروردگار اب یہ گوشت کا ٹکڑا بن گیا پھر جب اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرماتے ہیں کہ اس کی تخلیق کو پورا فرمادیں تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار اس کے متعلق کیا لکھوں مرد ہوگا یا عورت؟ بدبخت ہوگا یا نیک بخت؟ پھر اس کا رزق کتنا ہوگا؟ اور عمر کتنی ہوگی؟ تو وہ فرشتہ اسی طرح سے یہ (ساری باتیں) ماں کے پیٹ کے اندر ہی لکھ دیتا ہے۔

جو تقدیر کا انکار کرے

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ قَالَ كَانَ أَوَّلُ مَنْ قَالَ فِى الْقَدْرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدُ الْجُهَنِىُّ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِىُّ حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِيْنَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ فِى الْقَدْرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلاً الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِىْ أَحَدُنَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِىْ سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَىَّ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا أُنَاسٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَانِهِمْ وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنْ لَا قَدْرَ وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ قَالَ إِذَا لَقِيْتَ أُولٰئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّىْ بَرِىْءٌ مِنْهُمْ وَأَنَّهُمْ بُرَءَاءُ مِنِّىْ وَالَّذِىْ يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً فَأَنْفَقَهُ مَاقَبِلَ

اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰى يُوْمِنَ بِالْقَدْرِ (ابو داؤد)

یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مسئلہ تقدیر میں جس نے سب سے پہلے کلام (اور انکار) کیا وہ بصرہ میں ایک شخص معبد جہنی تھا۔ میں اور میرے ساتھ حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حج یا عمرہ کی نیت سے نکلے تو ہم نے کہا کاش ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی شخص مل جاتا تو ہم ان سے ان شبہات کے متعلق جو یہ لوگ تقدیر کے بارے میں نکالتے رہتے ہیں کچھ باتیں دریافت کر لیتے۔ اتفاق سے ہمیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات نصیب ہوگئی جبکہ وہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ بس میں اور میرا ساتھی ان کے ساتھ چمٹ گئے ایک ان کی دائیں جانب سے اور دوسرا بائیں جانب سے۔ میں جانتا تھا کہ میرا رفیق سلسلہ گفتگو کا آغاز میرے ہی سپرد کرے گا اس بناء پر میں نے ہی عرض کی کہ اے ابوعبدالرحمٰن (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) ہمارے اطراف میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور علم میں بہت کدوکاوش بھی کرتے ہیں پھر ان کی مفصل روئیداد بیان کی۔ ان کا عقیدہ ہے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں اور دنیا کے واقعات کسی تقدیر کے بغیر یونہی چلتے رہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ان کو مطلع کر دینا کہ میں ان سے بیزار ہوں اور ان کا بھی مجھ سے کوئی جوڑ نہیں رہا۔ اس ذات کی قسم جس کے نام کی قسم عبداللہ بن عمر کھاتا ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو اور وہ اس کو خیرات کر ڈالے جب بھی وہ اس وقت تک اس سے قبول نہیں کیا جائے گا جب تک تقدیر پر اس کا ایمان نہ ہو (کیونکہ تقدیر کا انکار کفر ہے اور کفر کے ہوتے ہوئے اعمال قبول نہیں ہوتے)۔

فائدہ: تقدیر کا وہ درجہ جو اللہ تعالیٰ کے ازلی علم و ارادہ میں ہے وہ چونکہ قطعی دلائل سے ثابت ہے اس لئے اس پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ بعض ابتدائی معتزلہ مثلاً ہشام اس درجہ کے منکر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اشیاء و حوادث کے وقوع سے قبل اللہ تعالیٰ کو ان کا علم نہیں ہوتا۔

تقدیر کا کتابی درجہ یعنی آئندہ کی ہر ہر بات کا لوح محفوظ میں لکھا جانا اور نفاذ کا درجہ یعنی ہر ہر کام کا اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہونا یہ چونکہ ظنی دلائل سے ثابت ہیں اس لئے ان کا انکار فسق و بدعت ہے کفر نہیں۔ اکثر معتزلہ تقدیر علمی کے تو قائل ہیں البتہ تقدیر کے ان درجوں کے منکر ہیں لہٰذا بدعتی ہیں کافر نہیں مثلاً یہ لوگ اس بات کو تو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے آئندہ ہونے والے اختیاری افعال کا ازلی علم ہے البتہ اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ بندے اپنے اختیار اور ارادے اور اپنی قدرت سے وہ افعال کریں۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ارادے کو ان افعال کے وجود کے ساتھ متعلق نہیں کیا جس کا مطلب یہ نکلا کہ بندوں کے اختیاری افعال محض بندوں کے ارادے و اختیار سے وجود میں آجاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ا ✦ نْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَا ✦ نْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تقدیر کا انکار کرنے والے اس امت کے مجوسی ہیں اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت بھی نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہونا۔

فائدہ: مجوسی ایک سے زائد یعنی دو خداؤں کے قائل تھے ایک کو وہ خیر کا خالق مانتے ہیں اور دوسرے کو وہ شر کا خالق مانتے ہیں۔ تقدیر کا منکر جب یہ خیال رکھتا ہے کہ اس کے افعال اللہ تعالیٰ کے ازلی ارادہ و علم کے تحت نہیں تو وہ ان کو محض اپنے ارادہ سے سمجھتا ہے اور اس طرح دنیا کے کاروبار و افعال میں دو ذاتیں ہوگئیں جن کا ارادہ اور منصوبہ مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ انسانوں کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ و

www.askfatwa.com

منصوبہ اور بندوں کے افعال میں بندوں کا ارادہ ومنصوبہ۔ پھر یہ لوگ فقط اسی پر نہیں ٹھہرتے بلکہ منصوبہ وارادہ میں اپنی آزادی واستقلال کو دیکھ کر یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں۔ اس طرح سے یہ ایک سے زائد خداؤں کے قائل ہوئے۔ ایک وہ جو عالم اور انسانوں کا خالق ہے اور دوسرا ہر ہر بندہ جو اپنے افعال کا خود منصوبہ ساز اور خالق ہے حالانکہ عالم اور اس میں جو کچھ ہوا اور ہوتا ہے اس کی منصوبہ سازی اور اس کی خالقیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ وَقَعَ فِيْ نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدْرِ فَحَدِّثْنِيْ بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِيْ فَقَالَ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْراً لَّهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَلَوْمُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَ ذٰلِكَ (ابوداؤد)

ابن دیلمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ تقدیر کے متعلق میرے دل میں کچھ شبہات پڑ گئے ہیں لہذا آپ کچھ فرمائیے شاید (اس کی برکت سے) اللہ تعالیٰ میرے قلب سے ان کا ازالہ فرما دے (اور ایسا باطنی نور پیدا فرما دے کہ شبہات کی کھٹک ہی سینے سے نکل جائے۔ چونکہ مسئلہ تقدیر میں گفتگو اور شبہات کی تان جس جگہ پر جا کر ٹوٹتی ہے وہ انسانی جزاء وسزا کا مسئلہ ہے اس لئے) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے (یہاں اس دکھتی رگ کو پکڑ لیا اور اپنے کلام کا آغاز اسی سے کیا اور) فرمایا (سنو عدل ہر اس تصرف کو کہتے ہیں جو اپنی ملکیت میں ہوتا ہے اور ظلم کہتے ہیں کسی کے حق دبا لینے کو، اب سوچو کہ زمین وآسمان میں ایسا کون ہے جس کو ثواب دینا حق تعالیٰ پر لازم اور ضروری حق ہو لہذا جب یہ حق کسی کا بھی نہیں تو اگر کسی کو بھی جنت عطا نہ کرے اور سب کو جہنم میں ڈال دے تو یہ ظلم کیوں ہو بلکہ چونکہ یہ تصرف اپنی ہی ملک میں ہوگا اس لئے اس کو عین عدل کہا جائے گا اور فضل یہ ہے کہ جو کسی کا حق نہ ہو اس کو محض اپنے کرم سے عطا کر دینا۔ لہذا اگر وہ سب کو یا بعض کو ثواب اور جنت عطا کر دے تو یہ محض اس کا فضل ہوگا اور فضل کے متعلق یہ سوال ہی نہیں ہوسکتا کہ فلاں شخص پر کیوں کیا اور فلاں پر کیوں نہیں کیا۔ یہ تو مالک اور حکیم کی اپنی مرضی کی بات ہے جس پر چاہے کرے جس پر چاہے نہ کرے۔ پھر حکمت والا ہے یہ خوب جانتا ہے کہ کس کو اس نے اپنے فضل کا لائق بنایا ہے اور کس کو نہیں بنایا تو اگر اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی تمام مخلوق کو عذاب میں ڈال دے تو بھی اس کو ظالم نہیں کہا جاسکتا اور اگر سب پر رحم فرما دے تو (چونکہ اس رحمت میں کسی کا استحقاق نہیں اس لئے) اس کی رحمت ان کے اعمال سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔ (جب جزاء وسزا کی اصل حقیقت سمجھ لی اور شبہ کی بنیاد باقی نہ رہی تو سنو) جب تک تم تقدیر پر یقین نہ کرو اور اس کا یقین نہ رکھو کہ جو کچھ تم کو پہنچ گیا ناممکن تھا کہ نہ پہنچتا اور جو نہیں پہنچا یہ بھی غیر ممکن تھا کہ تم کو پہنچ جاتا اس وقت تک اگر تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کر ڈالو جب بھی وہ تم سے (ایمان کے ایک اہم جزو نہ ہونے کی وجہ سے ایمان ہی کے معدوم ہونے کے باعث) قبول نہ فرمائے گا اور اگر اس عقیدہ کے سوا کسی دوسرے عقیدہ پر مرو گے تو یاد رکھو دوزخ میں جاؤ گے۔

ابن دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بھی یونہی فرمایا پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی ایسے ہی فرمایا اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

حاضر ہوا تو انہوں نے یہ مضمون خود رسول اللہ ﷺ کی جانب سے نقل فرمایا۔

تقدیر پر ایمان کے بعد عمل کیوں

اس بارے میں کچھ کلام پہلے بھی گزر چکا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُہٗ مِنَ النَّارِ وَ مَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَفَلَا نَتَّكِلَ عَلٰی كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَھْلِ السَّعَادَۃِ فَسَیُیَسَّرُ لِعَمَلِ أَھْلِ السَّعَادَۃِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَھْلِ الشَّقَاوَۃِ فَسَیُیَسَّرُ لِعَمَلِ أَھْلِ الشَّقَاوَۃِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی (بخاری و مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا ٹھکانا دوزخ یا جنت میں لکھا نہ جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تو کیا پھر ہم اس نوشتہ خداوندی پر بھروسہ کر کے عملی جدوجہد کو ترک نہ کر دیں (یعنی جب قضا وقدر کا فیصلہ ہو چکا ہے تو اب ہماری عملی جدوجہد بیکار ہوگی) آپ ؑ نے فرمایا عمل کئے جاؤ کیونکہ جو شخص جن اعمال کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس سے اسی قسم کے اعمال سرزد ہوں گے تو جو نیک ہوگا اسے توفیق ہی نیک کام کی ملے گی اور جو بدبخت ہوگا اس کے لئے بدبختی کے کاموں ہی کو کرنا آسان ہوگا (کیونکہ جیسے جنتی یا دوزخی ہونا تقدیر میں لکھا جا چکا اسی طرح جنتی یا دوزخی اعمال کا کرنا بھی لکھا جا چکا اور اگرچہ اعمال کا واقع ہو جانا اللہ تعالی کی جانب سے حالات کے موافق ہو جانے پر اور اللہ تعالیٰ کے ان کو تخلیق کرنے پر موقوف ہے لیکن بندہ ان میں اپنا اختیار وکسب استعمال کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور اعمال کا واقع ہو جانا اس پر بھی موقوف ہے لہٰذا بندے کو لازم ہے کہ وہ اپنے اختیار کو نہ تو ترک کرے اور نہ ہی غلط راہ میں استعمال کرے۔ غرض بندے کو حکم ہے کہ وہ نیک اعمال کو اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کی فرمانبرداری کرے۔ وہ اپنے حصے کا کام کرتا رہے اس کو چھوڑنے کی اسے اجازت نہیں تقدیر میں جو کچھ طے ہوا وہ محض اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اپنے کسب واختیار کو یکسر نظر انداز کر کے اللہ تعالیٰ کے کام میں لب کشائی کرنا بندے کا اپنی حدود سے تجاوز کرنا ہے)۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے ثبوت میں) قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فَأَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی یعنی جو شخص نیک راستہ میں مال خرچ کرتا ہے اور دل میں خدا سے ڈرتا ہے اور اسلام کی باتوں کو سچ جانتا ہے اس کے لئے ہم اپنی عادت کے موافق نیکی کا راستہ آسان کر دیں گے اور انجام کار انتہائی آسانی اور راحت کے مقام پر پہنچا دیں گے۔

ایک روایت میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِذاً نَجْتَھِدُ) پھر تو ہم عمل میں جان توڑ کوشش کریں گے۔

تنبیہ: مسئلہ تقدیر ذہن میں جو اشکال پیش آتے ہیں ان کے حل کے لئے ہماری کتاب ''اسلامی عقائد'' کا باب 16 ملاحصہ فرمائیے جو عقیدہ تقدیر کے بیان میں ہے۔

تقدیر کے بارے میں بحث کرنے سے گریز کرنا چاہئے

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِی الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتّٰی اِحْمَرَّ وَجْھُہٗ حَتّٰی كَأَنَّمَا فُقِئَ فِیْ وَجْنَتَیْہِ الرُّمَّانُ فَقَالَ أَبِھٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِھٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَیْكُمْ إِنَّمَا ھَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِی ھٰذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَیْكُمْ أَلَّا تَنَازَعُوْا فِیْہِ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اس وقت ہم تقدیر کے مسئلہ میں بحث کر رہے تھے۔اس پر آپ کو اتنا غصہ آیا کہ آپ کا چہرہ مبارک غصہ کے مارے سرخ ہو گیا یوں معلوم ہوتا تھا گویا آپ کے رخساروں میں انار (کا عرق) نچوڑ دیا گیا ہے۔فرمایا کیا تم کو اسی بات کا حکم دیا گیا ہے یا میں اسی بات کے لئے تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں خوب یاد رکھو (تقدیر کو اجمالی طور پر سمجھنا آسان ہے کہ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ازلی علم وارادہ کے ماتحت ہے۔اور اس کی تفصیل و بحث میں پڑو گے تو ذہن بہت سے خلجان میں مبتلا ہوں گے جن کو حل کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں اور یہ چیز بہت سی گمراہیوں کا سبب بن جاتی ہے اور اس مسئلہ کی تفصیل و بحث کو جاننے کے تم مکلّف نہیں لہٰذا تم اس بحث میں اپنے آپ کو مت ڈالو) تم سے پہلی امتوں نے جب اس بارے میں جھگڑے نکالے تو وہ برباد ہو گئیں اس لئے میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ تم ہرگز اس بارے میں بحث و تمحیص نہ کرنا۔

تقدیر کے احاطہ کی وضاحت میں کچھ مثالیں

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّی الْعِجْزِ وَالْکَیْسِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کچھ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے یہاں تک کہ انسان کی (ذہنی) لاچارگی بھی اور ہوشیاری بھی۔

2- عَنْ اُمِّ سَلِمَۃَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا یَزَالُ یُصِیْبُکَ فِیْ کُلِّ عَامٍ وَجُعٌ مِنَ الشَّاۃِ الْمَسْمُوْمَۃِ الَّتِیْ أَکَلْتَ قَالَ مَا أَصَابَنِیْ شَیْءٌ مِنْهَا اِلَّا وَهُوَ مَکْتُوْبٌ عَلَیَّ وَآدَمُ فِیْ طِیْنَتِہٖ (ابن ماجہ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک مرتبہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھتی ہوں کہ یہود کے کھلانے پر) زہر آلود بکری کا گوشت جو آپ نے کچھ کھایا تھا اس کی تکلیف ہر سال ہی آپ کو ہوتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی وجہ سے جو تکلیف بھی مجھ کو ہوتی ہے وہ میرے مقدر میں اس وقت لکھی ہوئی تھی جبکہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) گارے کی شکل میں تھے (یعنی ابھی ان کا جسم بھی تیار نہ ہوا تھا)۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا أَشْبَہَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَی ابْنِ آدَمَ حَظَّہٗ مِنَ الزِّنٰی أَدْرَکَ ذٰلِکَ لَا مَحَالَۃَ فَزِنَی الْعَیْنِ النَّظْرُ وَزِنَی اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَهِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ وَیُکَذِّبُہٗ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آیت اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَائِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ میں اللمم کی تفسیر میں ان باتوں سے زیادہ مناسب مجھے اور کوئی بات معلوم نہیں ہو سکی جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کی تقدیر میں زنا کا جتنا حصہ (لوح محفوظ میں) لکھ دیا ہے وہ اس کو ضرور مل کر رہے گا پس آنکھ کا زنا تو (شہوت سے) غیر محرم کو دیکھنا ہے اور زبان کا زنا اجنبی عورت سے ناجائز قسم کی بات چیت کرنا ہے اور نفس کا کام اس (یعنی زنا) کی خواہش کرنا اور تمنا کرنا ہے (غرض تقدیر میں صرف نیکیاں اور برائیاں ہی نہیں ان کے مقدمات بھی لکھ دیئے گئے ہیں) پھر آخر میں شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے (کہ مقدمات کے موافق وہ بھی زنا میں مبتلا ہو جاتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ دیکھنا اور بات چیت کرنا اور ہاتھ بڑھانا سب زنا ہی کے طور پر تھا) یا تکذیب کر دیتی ہے (کہ خود زنا میں مبتلا نہیں ہوتی اور مقدمات کو زنا کے لئے ہونے میں جھٹلا دیتی ہے)۔

www.askfatwa.com

4- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی الله علیه وسلم وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ ا □ ✦ نَّ خَلْقَ أَحَدِکُمْ یُجْمَعُ فِی بَطْنِ أُمِّہٖ أَرْبَعِیْنَ یَوْماً نُطْفَةً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ ا □ ✦ لَیْہِ مَلَکًا بِأَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیَکْتُبُ عَمَلَهٗ وَأَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِیٌّ أَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِیْ لَا ا □ ✦ لٰهَ غَیْرُهٗ أَنَّ أَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَھْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا ا □ ✦ لَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُهَا وَأَنَّ أَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا ا □ ✦ لَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَھْلِ الْجَنَّةِ فَیَدْخُلُهَا. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا اور بلا شبہ آپ صادق تھے ایسے صادق جن کی جہان تصدیق کرتا تھا (آپ نے بیان فرمایا) کہ تم میں سے (ہر) ایک کی ابتدائی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں کی جاتی ہے (چالیس چالیس دن کے تین مراحل میں جن کو سائنسی تحقیقات سے قطع نظر کسی مناسبت سے تین موٹے موٹے نام دیئے گئے ہیں) چالیس دن مرحلہ نطفہ میں پھر اتنی مدت مرحلہ علقہ میں پھر اتنی ہی مدت مرحلہ مضغہ میں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ (کچھ اور باتوں کے ساتھ) چار باتوں کی تحریر کے لئے مقرر کرتا ہے وہ اس کے عمل، اس کی عمر، اس کا رزق اور نیک بخت و بد بخت ہونا لکھ دیتا ہے۔ اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ (پیدائش کے بعد) تم میں ایک شخص (ساری عمر) جنتی شخص کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا (یعنی بہت تھوڑا) فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن نوشتہ تقدیر غالب آ جاتا ہے اور وہ (اپنے کسب و اختیار سے راہ کو تبدیل کر کے) دوزخی شخص کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے (مثلاً کوئی مسلمان جو پہلے راہ راست پر تھا لیکن بڑی عمر میں جبکہ موت بہت قریب ہو گئی تھی کسی کفر یا گمراہی کو اختیار کر لیتا ہے اور یوں اپنے اختیار سے دوزخ میں جانے کا سامان تیار کر لیتا ہے) اور اسی طرح تم میں سے ایک شخص ساری عمر دوزخی شخص کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا سا فاصلہ رہ جاتا ہے آخر نوشتہ تقدیر غالب آتا ہے اور وہ (اسلام قبول کر کے یا گمراہی ترک کر کے) جنتی شخص کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

تقدیر کے لکھے کے مطابق اسباب و حالات کا مہیا ہونا خود بھی تقدیر ہی کا حصہ ہے

1- عَنْ أَبِیْ عِزَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی الله علیه وسلم ا □ ✦ ذَا قَضَی اللّٰہُ لِعَبْدٍ أَنْ یَمُوْتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ ا □ ✦ لَیْهَا حَاجَةً (احمد و ترمذی)

حضرت ابوعزہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی موت کسی جگہ مقدر فرما دیتے ہیں تو اس جگہ اس کی کوئی ضرورت پیدا فرما دیتے ہیں (جس کے پورا کرنے کے لئے وہ جاتا ہے اور اس ذریعہ سے وہ اپنی موت کی جگہ پہنچ جاتا ہے)۔

2- ایک موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کے ایک سردار امیہ بن خلف سے کہا:

یَا أُمَیَّةُ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی الله علیه وسلم یَقُوْلُ ا □ ✦ نَّهُمْ قَاتِلُوْکَ قَالَ بِمَکَّةَ قَالَ لَا أَدْرِیْ ......
فَقَالَ أُمَیَّةُ وَاللّٰہِ لَا أَخْرُجُ مِنْ مَکَّةَ فَلَمَّا کَانَ یَوْمَ بَدْرٍ اِسْتَنْفَرَ أَبُوْجَهْلٍ النَّاسَ قَالَ أَدْرِکُوْا عِیْرَکُمْ فَکَرِهَ أُمَیَّةُ أَنْ یَّخْرُجَ

فَأَتَاهُ أَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَاصَفْوَانَ إِنَّکَ مَتٰی يَرَاکَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِیْ تَخَلَّفُوْا مَعَکَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ أَبُوْجَهْلٍ حَتّٰی قَالَ أَمَّا إِذَا غَلَبْتَنِیْ فَوَاللّٰهِ لَأَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيْرٍ بِمَکَّةَ ثُمَّ قَالَ أُمَيَّةُ يَا أُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِيْنِیْ فَقَالَتْ لَهٗ يَا أَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَکَ أَخُوْکَ الْيَثْرِبِیُّ قَالَ لَا وَمَا أُرِيْدُ أَنْ أَجُوْزَ مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيْبًا فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهٗ فَلَمْ يَزَلْ بِذٰلِکَ حَتّٰی قَتَلَهُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (بخاری)

اے امیہ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اور آپ کے ساتھی) تم کو قتل کریں گے۔ امیہ بولا ارے کیا مکہ میں؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ امیہ نے کہا خدا کی قسم میں مکہ سے کہیں باہر نکلوں گا ہی نہیں۔ (اس گفتگو کے بعد) جب غزوہ بدر کی نوبت آئی تو ابوجہل نے لوگوں کو (جمع کرنا شروع کیا) اور ان کو یہ کہہ کر نکالا کہ (تمہارا تجارتی قافلہ روک لیا گیا ہے تو) اپنے قافلہ کی خبر لو۔ لیکن امیہ کو نکلنا ناگوار ہوا۔ ابوجہل کو جب اس کا احساس ہوا تو وہ اس کے پاس آیا اور سمجھانے لگا اے ابوصفوان (یہ امیہ کی کنیت تھی) تم اس وادی والوں کے سردار ہو جب لوگ تمہیں دیکھیں گے کہ تم نہیں نکل رہے تو وہ بھی تمہارے ساتھ ہی پیچھے رہ جائیں گے۔ ابو جہل اس کو برابر سمجھاتا رہا یہاں تک کہ وہ بولا اچھا جب تم میرا پیچھا نہیں چھوڑتے تو (دیکھو) میں مکہ میں جو سب سے عمدہ اونٹ ہے وہ خریدتا ہوں (تاکہ اگر کہیں خطرہ ہو تو اس پر فرار ہو سکوں)۔ اس کے بعد اپنی بیوی سے کہا اے ام صفوان میرا سامان سفر تیار کر دو۔ اس نے کہا اے ابو صفوان کیا وہ بات جو آپ کے یثربی بھائی نے آپ کے متعلق کہی تھی آپ بھول گئے ہیں۔ ابوصفوان (امیہ) نے کہا نہیں تو مگر میرا ارادہ ان کے ساتھ صرف قریب تک ہی جانے کا ہے۔ یہ انتظام کر کے جب امیہ نکلا تو جس پڑاؤ پر ٹھہرتا اپنا اونٹ پاس ہی باندھتا (تاکہ ذرا خطرہ ہو تو اونٹ پر سوار ہو کر بھاگ جائے) یہ انتظامات وہ برابر کرتا رہا (لیکن یہ انتظام اس کے کچھ کام نہ آئے) حتی کہ بدر میں اللہ تعالی نے اس کو قتل کر دیا۔

تدبیر تقدیر کے منافی نہیں

1- عَنْ أَبِیْ خِزَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رُقًی نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدْرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ هِیَ مِنْ قَدْرِ اللّٰهِ (احمد و ترمذی)

حضرت ابوخزامہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول یہ جو ہم (کچھ آیتیں یا دعائیں پڑھ کر) دم کرتے ہیں اور دوا کا استعمال کرتے ہیں اور پرہیز کرتے ہیں کیا یہ چیزیں تقدیر کو کچھ بدل دیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ چیزیں خود تقدیر کے اندر لکھی ہوئی موجود ہوتی ہیں (اور یہ ظاہری جدوجہد بھی اسی تقدیر کی کارفرمائی ہوتی ہے)۔

2- عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِکٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله عليه وسلم قَضٰی بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِیُّ عَلَيْهِ لَمَّا أَدْبَرَ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِيْلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله عليه وسلم إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَلُوْمُ عَلَی الْعِجْزِ وَلٰکِنْ عَلَيْکَ بِالْکَيْسِ فَإِذَا غَلَبَکَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِيْلُ (ابوداؤد)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کے ایک معاملہ میں فیصلہ فرمایا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا جب وہ پشت پھیر کر چلنے لگا تو اس نے (افسوس کے ساتھ) کہا حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِيْلُ یعنی مجھے خدا تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سعی و کوشش نہ کرنے پر ملامت کرتا ہے اس لئے ہمیشہ پہلے اپنے معاملات میں دانائی سے کام لیا

www.askfatwa.com

کرو پھر اس کے بعد بھی اگر حالات خلاف ہو جائیں تو اس وقت حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھا کرو۔

3- عَنْ نَافِعٍ قَالَ کُنْتُ أُجَهِزَّ ا □ ✦لَی الشَّامِ وَا □ ✦لٰی مِصْرَ فَجَھَّزْتُ ا □ ✦لَی الْعِرَاقِ فَأَتَیْتُ ا □ ✦لٰی أُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ کُنْتُ أُجَهِّزُ ا □ ✦لِی الشّامِ فَجَھَّزْتُ ا □ ✦لَی الْعِرَاقِ فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ مَا لَکَ وَلِمَتْجَرِکَ فَا □ ✦نِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ا □ ✦ذَا سَبَّبَ اللّٰهُ لِأَحَدِکُمْ رِزْقاً مِنْ وَجْهٍ فَلَا یَدَعُهُ حَتّٰی یَتَغَیَّرَلَهُ أَوْیَتَنَکَّرَلَهُ (احمد)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اپنا سامان تجارت ملک شام اور مصر کی طرف لے جایا کرتا تھا۔ اس دفعہ میں نے عراق لے جانے کی تیاری کی (اور یہ سوچ کر کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا تذکرہ کر دوں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے ام المومنین پہلے میں اپنا سامان تجارت شام لے جایا کرتا تھا اس مرتبہ عراق لے جانے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ایسا مت کرنا۔ آخر تم نے اپنی پہلی تجارت میں کیا نقصان دیکھا (جو دوسری بدلنے کا ارادہ کیا ہے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی روزی تدبیر کی کسی خاص صورت کے ساتھ سے لگا دے تو جب تک وہ صورت خود ہی نہ بدل جائے (کہ اس سے نفع اور فائدہ حاصل نہ ہو) یا بالکل غیر مانوس ہو جائے (کہ الٹا نقصان ہونے لگے) اس وقت تک اس کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ (کیونکہ رزق کا معاملہ تقدیر میں داخل ہے مگر اپنے اسباب کے ساتھ۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے روزی کا ایک سبب لگا دیا ہے تو اب اس کی قدر کرنی چاہئے اور جب تک وہ نفع بخش ہے اس کو چھوڑنا نہ چاہئے۔)

4- عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَ أَحَبُّ ا □ ✦لَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَفِی کُلٍّ خَیْرٌ اِحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُکَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَا □ ✦نْ أَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَ کَذَا وَلٰکِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَاشَاءَ فَعَلَ فَا □ ✦نَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مضبوط مومن زیادہ بہتر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن کے مقابلہ میں زیادہ پیارا ہوتا ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ بندہ اس کے اسماء وصفات کا مظہر بنا رہے مثلاً اس کا اسم مبارک القوی ہے تو وہ یہ پسند کرتا ہے کہ مومن بھی قوی ہو وہ جمیل ہے اس لئے وہ جمال کو بھی پسند فرماتا ہے وہ علیم ہے اس لئے اہل علم کو پسند کرتا ہے) اور یوں تو دونوں ہی بہتر ہیں (یاد رکھو) جو چیز تم کو (دنیا وآخرت میں) نفع رساں ہو اس کے لئے حریص بنے رہنا (یعنی اللہ تعالیٰ نے جدوجہد کی جو طاقت وقوت عطا فرمائی ہے اس کو اس میں پورا پورا لگا دینا) اور اس میں اللہ تعالی کی ذات پاک سے مدد مانگتے رہنا اور عاجز ولاچار بن کر سعی کرنے سے ہاتھ روک کر مت بیٹھنا (لیکن تدبیر کو حاکم نہ بنا لینا بلکہ تقدیر کا محکوم اور تابع ہی سمجھنا اس لئے) اگر کبھی (ایک تدبیر کارگر نہ ہو اور) نقصان ہو جائے تو یہ مت کہنا اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہو جاتا (کیونکہ یہ بھی درحقیقت تقدیر کو تدبیر کا محکوم وتابع بنانے کے مرادف ہے) بلکہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح مقدر فرما دیا تھا اور جیسا اس نے چاہا تھا اسی کے موافق ہو گیا کیونکہ یہ ''اگر'' کا کلمہ آئندہ کے لئے ایک شیطانی عقیدہ (یعنی تدبیر کی حاکمیت) کا دروازہ کھولتا ہے۔

5- عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ا □ ✦نَّا کُنَّا فِی دَارٍ کَثُرَ فِیْهَا عَدَدُنَا وَأَمْوَالُنَا فَتَحَوَّلْنَا ا □ ✦لٰی دَارٍ قَلَّ فِیْهَا عَدَدُنَا وَأَمْوَالُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم ذَرُوْهَا ذَمِیْمَةً (ابو داؤد)

www.askfatwa.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول پہلے ہم ایک ایسے مکان میں رہتے تھے (کہ اس کا محل وقوع اور اس کا ماحول ہمارے موافق تھا) جس میں ہماری جانوں اور ہمارے مالوں دونوں میں بڑی برکت ہوئی۔ اب جو دوسرے مکان میں آئے ہیں تو (اس کا محل وقوع اور ماحول موافق نہ ہونے کے باعث) وہاں جان و مال دونوں میں گھاٹا ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تقدیر کا اعتقاد یہ تعلیم نہیں دیتا کہ آدمی اپنی دنیوی زندگی کے کاموں میں موافق اور ناموافق اور نفع رساں وضرر رساں میں تمیز نہ کرے بلکہ ان میں بھی اختیار حاصل ہے لہٰذا) تم ایسی خراب جگہ کو چھوڑ دو۔

عَنْ عَبْدِاللّٰه بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ ا □ ✦لَی الشَّامِ حَتّٰی ا □ ✦ذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُوْعُبَيْدَةُ بْنُ الْجَرَّاحِ وَ أَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ اُدْعُ لِیَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرٰی أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَکَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَلَا نَرٰی أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰی هٰذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ اِرْتَفِعُوْا عَنِّیْ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِیَ الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ اِرْتَفِعُوْا عَنِّیْ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِیْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوْا نَرٰی أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمُهُمْ عَلٰی هٰذَا الْوَبَاءِ فَنَادٰی عُمَرُ فِی النَّاسِ ا □ ✦نِّیْ مُصْبِحٌ عَلٰی ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوْا عَلَيْهِ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ أَفِرَاراً مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ قَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُکَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّمِنْ قَدَرِ اللّٰهِ ا □ ✦لٰی قَدَرِ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ لَوْكَانَ لَکَ ا □ ✦بِلٌ هَبَطَتْ وَادِياً لَهُ عُدْوَتَانِ ا □ ⑨ذَا هُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرٰی جَدْبَةٌ أَلَيْسَ ا □ ✦نْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدْرِ اللّٰهِ وَا □ ✦نْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدْرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّباً فِیْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ فَقَالَ ا □ ✦نَّ عِنْدِیْ فِیْ هٰذَا عِلْماً سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ ا □ ✦ذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَا □ ✦ذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَاراً مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ

(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ (مصر وغیرہ میں طاعون پھیلا تو تدبیر وانتظام کی غرض سے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے۔ جب مقام سرغ میں پہنچے تو لشکروں کے جرنیل (یعنی حضرت) ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہی (خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان، شرحبیل بن حسنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم) حضرت عمر سے ملے اور ان کو یہ اطلاع دی کہ ملک شام میں تو طاعون پھیلا ہوا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا ان لوگوں کو بلاؤ جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی ان کو بلا کر اس معاملہ میں ان سے مشورہ کیا اور کہا کہ شام میں تو طاعون پھیلا ہوا ہے۔ اس پر ان کی رائے میں باہم اختلاف ہوا کچھ نے کہا جب آپ ایک اہم کام کے ارادے سے نکل چکے ہیں تو ہمارے خیال میں اب آپ کی واپسی مناسب معلوم نہیں ہوتی اور کچھ نے کہا آپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے کھچے صحابہ ہیں ہمارے نزدیک مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ آپ ان کو اس طاعون زدہ علاقہ میں لے جا کر ڈال دیں۔ (ان کی رائیں سننے کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اچھا آپ لوگ (اب) تشریف لے جائیں۔ (ان کے جانے کے بعد) فرمایا اب انصار کو بلاؤ۔ میں ان کو بلا لایا۔ ان کا معاملہ بھی مہاجرین کا سا ہوا کہ ان میں بھی ان کی طرح اختلاف

رائے ہوا۔(ان کی بھی سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اب آپ لوگ تشریف لے جائیں۔اس کے بعد فرمایا اب ان سرکردہ مہاجرین قریش کو بلالاؤ جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔میں ان کو بلا کر لایا تو ان میں سے کسی بھی دو شخصوں میں ذرا بھی اختلاف نہ ہوا اور سب نے یک زبان ہو کر کہا ایسی حالت میں ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور ان کو وبازدہ علاقہ میں لے جا کر نہ ڈالئے۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرادیا کہ کل صبح کو سواریوں پر واپس جانے کے لئے تیار ہو جائیں میں بھی چلوں گا۔ اس پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر کیا یہ واپسی کا حکم تقدیر الٰہی سے بھاگنے کے لئے دیا جا رہا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا اے ابوعبیدہ (یہ بات تو تمہارے شایان شان نہ تھی) کاش کہ (ایسی ہلکی بات) تمہارے سوا کوئی اور شخص کہتا۔جی ہاں میں تقدیر الٰہی سے بھاگ کر جا رہا ہوں مگر تقدیر الٰہی ہی کی طرف جا رہا ہوں۔فرمایئے تو سہی اگر آپ کے پاس کچھ اونٹ ہوں اور آپ ان کو لے کر کسی وادی میں اتریں جس کے دو کناروں میں سے ایک کنارہ خشک ہو اور دوسرا سرسبز ہو تو فرمایئے اگر آپ اپنے اونٹوں کو اس سرسبز جانب چرائیں گے تو کیا یہ تقدیر الٰہی کے موافق ہی نہ ہوگا اور اگر خشک جانب چرائیں گے تو کیا یہ بھی تقدیر کے تحت ہی نہ ہوگا (رہی اس کے جواز کی شرعی دلیل تو چونکہ قرآن اور سنت کی کوئی تصریح سامنے نہ آئی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو مجتہد اور خلیفہ راشد تھے اس لئے اس وقت ان کی رائے اور قیاس ہی حجت اور شرعی دلیل تھی۔پھر حسن اتفاق سے اس کے موافق سنت میں شرعی دلیل بھی مل گئی کہ) اسی دوران حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ واپس گئے۔وہ اپنی کسی ضرورت سے کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ اس معاملہ سے متعلق میرے پاس (رسول اللہ ﷺ کا عطا فرمودہ) علم ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے جب کسی خطہ میں طاعون ہو جائے تو تم اس میں مت جاؤ اور اگر طاعون اس جگہ ہو جائے جہاں تم موجود ہو تو موت کے ڈر سے وہاں سے مت بھاگو۔یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خدا تعالیٰ کی حمد کی اور مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔

بے عملی کیلئے تقدیر کا عذر تراشنا صحیح نہیں

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم طَرَقَهٗ وَ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم لَیْلَةً فَقَالَ أَلَا تُصَلِّیَانِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْفُسُنَا بِیَدِاللّٰهِ فَا □ ✦ذَا شَاءَ أَنْ یَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِیْنَ قُلْتُ ذٰلِکَ وَلَمْ یَرْجِعْ ا□ ✦لَیَّ شَیْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُوَلٍّ یَضْرِبُ فَخِذَهٗ وَهُوَ یَقُوْلُ وَ کَانَ الْا□ ✦نْسَانُ أَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلاً (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے پاس رات کے وقت تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا۔یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہو گئے اور میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔جب آپ پشت پھیر کر تشریف لے جا رہے تھے تو میں سن رہا تھا کہ آپ اپنا دست مبارک اپنی ران پر مار کر یہ آیت پڑھتے ہوئے جا رہے تھے وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا یعنی انسان بہت جھگڑالو واقع ہوا ہے (کہ اپنا الزام بھی دوسرے کے سر ڈالتا ہے۔اب دیکھو کہ تدبیر کرنا تقدیر کے منافی نہیں اور تقدیر میں تدبیر بھی شامل ہے اور تدبیر کے لئے آدمی کا ارادہ وعزم کرنا اور اس کا اپنی قوت کو فعل وتدبیر کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے۔لیکن ان سب باتوں کو نظر انداز کرنا اور یہ کہنا کہ تقدیر میں ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہم سے یہ عمل اور تدبیر کروا لیتے جھگڑے والی بات ہے)

دعا وغیرہ سے تقدیر کا بدل جانا

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم لَا یَرُدُّ الْقَدْرَ ا □ ✦لَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ الْعُمْرَ ا □ ✦لَّا الْبِرُّوَ

www.askfatwa.com

اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ (ابن ماجه)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر کو کوئی چیز نہیں پلٹ سکتی مگر صرف دعا۔ اور مقررہ عمر میں کوئی چیز اضافہ نہیں کر سکتی مگر نیکی اور یقیناً آدمی گناہوں کی شامت سے کبھی رزق سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

فائدہ: تقدیر، عمر اور رزق نا قابل تبدیل ہونے میں ضرب المثل ہیں اور غور کیا جائے تو یہاں ایک ہی چیز ہے یعنی تقدیر کیونکہ عمر اور رزق تو تقدیر کا حصہ ہیں۔

جب تقدیر کے باوجود اسباب وتدابیر کو اختیار کرنے کا حکم ہے تو اب چند ایسی مہتم بالشان تدابیر کا ذکر فرمایا کہ جن کے ساتھ تقدیر تک کو معلق کیا گیا ہے کہ اگر اس تدبیر کو اختیار کریں گے تو یوں ہوگا اور اگر اختیار نہ کریں گے تو یوں ہوگا۔ تدبیر کے درجے میں اس تقدیر کو معلق تقدیر کہتے ہیں۔ رہا یہ کہ انجام کار بندہ کیا اختیار کرے گا اور کیا واقع ہوگا اور کیا وہ اس رہنمائی سے فائدہ اٹھائے گا یا نہیں اللہ تعالیٰ کو اس کا بھی علم ہے اور وہ بھی اس کی جانب سے طے شدہ ہے اور یہ وہ درجہ ہے جس کو اٹل تقدیر کہتے ہیں۔

عقیدہ تقدیر کے فوائد

1- اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہونا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ عُظْمَ الْجَزَاءِ مَعَ عُظْمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰہَ اِذَا أَحَبَّ قَوْماً اِبْتَلَاھُمْ فَمَنْ رَضِیَ فَلَہُ الرِّضَاءُ وَمَنْ سَخِطَ فَلَہُ السُّخْطُ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی آزمائش سخت ہوتی ہے اس کا بدلہ بھی اتنا ہی بڑا ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ (کی عادت یہ ہے کہ) جب وہ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اس کو ضرور آزمائش میں ڈالتا ہے پھر جو اس پر راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو ناراض ہوا اللہ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

2- ذہنی پریشانی سے بچاؤ اور سہارا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَأَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِیْنَ خَدَمْتُہُ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْءٍ قَطُّ أُتِیَ فِیْہِ عَلٰی یَدَیَّ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِنْ أَھْلِہٖ قَالَ دَعُوْہُ فَاِنَّہٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ کَانَ شَیْءٌ (مصابیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آٹھ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شروع کی اور دس سال تک خدمت کی ہے۔ اس عرصہ میں جب کبھی میرے ہاتھ سے کوئی نقصان ہو گیا تو آپ نے مجھے اس پر کبھی ملامت نہیں فرمائی اور اگر آپ کے گھر والوں میں سے کبھی کسی نے کچھ کہا بھی تو آپ نے فرما دیا رہنے دو کچھ نہ کہو اگر مقدر یوں ہوتا (یعنی نقصان نہ ہونا مقدر ہوتا) تو یونہی ہو جاتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَوْماً فَقَالَ یَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ وَاِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی أَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی أَنْ یَضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ (احمد و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں (سواری پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا اللہ کو یاد

رکھا کرو وہ تمہارا نگہبان رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو تو اس کو اس طرح پاؤ گے جیسے وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ جب مانگنا ہو تو خدا تعالیٰ سے ہی مانگنا اور جب مدد طلب کرو تو بس اسی سے طلب کرو اور اس کا یقین رکھنا کہ اگر سارے لوگ مل کر بھی تم کو کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو بس اتنا ہی پہنچا سکتے ہیں جتنا کہ اللہ تمہاری تقدیر میں پہلے سے لکھ چکا ہے اور اگر سب مل کر نقصان پہنچانا چاہیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر بس اتنا ہی جتنا کہ اللہ تمہاری تقدیر میں پہلے لکھ چکا ہے۔ تقدیر کا قلم سب کچھ لکھ لکھا کر کاغذ سے اٹھالیا گیا ہے اور تقدیر کے کاغذات کی سیاہی خشک ہو چکی ہے۔ (اب کوئی جدید لکھت پڑھت کا موقع ہی باقی نہیں)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسیٰ عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی أَنْتَ آدَمُ الَّذِیْ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ أَسْجَدَ لَکَ مَلَائِکَتَهٗ وَأَسْکَنَکَ فِیْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ أَهْبَطْتَّ النَّاسَ بِخَطِیْئَتِکَ ا □ ✦ لَی الْاَرْضِ قَالَ اٰدَمُ أَنْتَ مُوْسٰی الَّذِی اصْطَفَاکَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِکَلَامِهٖ وَأَعْطَاکَ الْأَلْوَاحَ فِیْهَا تِبْیَانُ کُلِّ شَیْئٍ وَقَرَّبَکَ نَجِیّاً فَبِکَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ کَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰی بِأَرْبَعِیْنَ عَاماً قَالَ آدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَ فِیْهَا وَعَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ أَنْ أَعْمَلَهٗ قَبْلَ أَنْ یَّخْلُقَنِیْ بِأَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے درمیان اپنے رب کے سامنے گفتگو ہو گئی۔ اس میں حضرت آدم (علیہ السلام) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر غالب آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (اس خیال سے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہم کو اس دار التکلیف میں رہنے کی مصیبت میں کیوں ڈال دیا) عرض کی کہ آپ وہی آدم تو ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، پھر آپ میں اپنی خاص روح پھونکی اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں بسایا پھر آپ نے (یہ کیا کیا کہ) اپنی ایک خطا کی وجہ سے (اگر چہ وہ اجتہادی ہو) لوگوں کو زمین پر اتروا دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے (یہ بتانے کے لئے کہ دنیا میں آنے کی جو مصیبت لوگوں پر آئی ہے وہ تو ان کے مقدر میں پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔ اور جو بات پہلے سے مقرر ہو چکی تھی اس کو تو ہونا ہی تھا۔ ایک سبب نہ بنتا کوئی دوسرا سبب بن جاتا۔ تو جو ہونا ہی تھا اور ہو چکا اب اس کے سبب پر شکوہ شکایت میں مبتلا ہونا مناسب نہیں بلکہ اس سے دل کو تسلی دے کر کہ یہ تو ہونا ہی تھا آگے کی فکر کریں) یہ فرمایا تم بھی تو وہی موسیٰ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور ہمکلامی کے لئے منتخب کیا اور تمہیں تورات کی تختیاں عطا کیں جن میں ہر بات کا بیان موجود ہے اور تم کو سرگوشی کے لئے قریب کیا تو تم نے کیا پایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے کتنے عرصہ پہلے تورات لکھ دی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ چالیس سال پہلے۔ آدم علیہ السلام نے پوچھا کیا تم نے اس میں یہ لکھا ہوا پایا وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا پھر کیا تم مجھے ایسا کام کرنے پر ملامت کرتے ہو جس کا کرنا اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس طرح سے آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔

باب:6

فرشتے

فرشتے نور سے پیدا ہوئے

عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جن (ابتداء میں) آگ کے شعلہ سے پیدا کئے گئے۔

فرشتے لاتعداد ہیں

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نِّیْ أَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ ا□ ✦لَّا وَ مَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ لِلّٰهِ سَاجِداً (ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ہو۔ آسمان چرچراتا ہے اور اس کے لائق یہی ہے کہ وہ چرچرائے۔ آسمان پر چار انگلیوں کے برابر بھی کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی پیشانی کو ٹکائے ہوئے سجدہ نہ کر رہا ہو (یا قیام یا رکوع میں نہ ہو)۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ ...... فِی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَا□ ✦ذَا أَنَا بِا □ ✦بْرَاهِيْمَ مُسْنِداً ظَهْرَهٗ ا□ ✦لٰی الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَا□ ✦ذَا هُوَا يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ ا□ ✦لَيْهِ ...... (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (معراج کے موقعہ پر جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا) تو میرے سامنے ابراہیم (علیہ السلام) تھے جو اپنی پشت بیت معمور کے ساتھ لگائے بیٹھے تھے۔ اس بیت معمور میں ہر روز ستر ہزار (یعنی بڑی کثیر تعداد میں) فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ کبھی ان کی باری نہیں آتی۔

مختلف فرشتے

جہنم کے داروغہ مالک

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَأَمَّمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ ا□ ✦لَيْهِ فَبَدَأَنِیْ بِالسَّلَامِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (معراج کے موقع پر بیت المقدس میں اس موقع کی کسی طے شدہ) نماز کا وقت ہوا تو میں نے موجود سب انبیاء کی امامت کرائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا اے محمد! یہ جہنم کے داروغہ مالک ہیں تو آپ ان کو سلام کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں نے ان کی طرف جو رخ پھیرا تو انہوں نے مجھے سلام کرنے میں پہل کی۔

www.askfatwa.com

عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ ا ✦ لٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِنَّ وَ وَرِكِهِنَّ مِثْلُ مَابَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِ هِنَّ الْعَرْشُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے جس کی اوپری سطح اور تہہ کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ پھر اس کے اوپر آٹھ (فرشتے) پہاڑی بکرے (کی شکل کے) ہیں۔ ان کے پاؤں اور ان کی پشت کے درمیان کا بھی اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان کا ہے۔ پھر ان فرشتوں کی پشت پر عرش (الٰہی) ہے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُذِنَ لِيْ أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ أَنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ ا ✦ لٰى عَاتِقَيْهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِمِائَةِ عَامٍ (ابوداؤد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں عرش الٰہی کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک (بڑے) فرشتے کے بارے میں یہ بیان کروں کہ اس کے کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت ہے (یعنی وہ بہت ہی بڑے اور عظیم الشان خلقت والے فرشتے ہیں)۔

ملک الموت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ ا ✦ لٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ ا ✦ لَى اللّٰهِ فَقَالَ ا ✦ نَّكَ أَرْسَلْتَنِيْ ا ✦ لٰى عَبْدٍ لَّكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِيْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ ا ✦ لٰى عَبْدِيْ فَقُلْ اَلْحَيٰوةَ تُرِيْدُ فَا ✦ نْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيٰوةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَا ✦ نَّكَ تَعِيْشُ بِهَاسَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْآنَ مِنْ قَرِيْبٍ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ملک الموت (یعنی موت کا فرشتہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس (انسانی صورت میں) آیا اور کہا اپنے رب کے پاس چلئے۔ (یاد رہے کہ فرشتہ کے لئے مادی جسم ایسے ہی ہوتا ہے جیسے آدمی کے لئے لباس۔ غالباً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہچانا نہیں اور بدتمیزی سمجھتے ہوئے تادیب کے طور پر) اس کی آنکھ پر ایک تھپڑ مار دیا جس سے آنکھ پھوٹ گئی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف واپس گیا اور کہا کہ آپ نے مجھے اپنے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو موت چاہتے ہی نہیں اور انہوں نے تو میری آنکھ بھی پھوڑ دی (کیونکہ انسانی جسم کا لباس پہنا ہوا تھا لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ کا اس پر اثر ہوا) اللہ تعالیٰ نے فرشتے (کے مادی جسم) کی آنکھ ٹھیک کر دی اور فرمایا میرے بندے کے پاس واپس جاؤ اور کہو (کیا) آپ (مزید) زندگی چاہتے ہیں۔ اگر آپ (مزید) زندگی ہی چاہتے ہیں تو اپنا ہاتھ کسی بیل کی پشت پر رکھئے۔ آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اتنے سال آپ زندہ رہیں گے۔ (فرشتے نے ایسا ہی کیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا پھر کیا ہوگا۔ جواب دیا پھر آپ پر موت آئے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پھر میں ابھی

www.askfatwa.com

تیار ہوں۔

ملک الموت کے ساتھی فرشتے اور منکر نکیر

عَنُ الْبَرَاءِ بُنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجُنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِىُ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنُصَارِ فَانُتَهَيُنَا ا□ ✦لَى الْقَبُرِ وَلَمَّا يُلُحَدُ فَجَلَسَ رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسُنَا حَوُلَهٗ ...... فَقَالَ ...... ا □ ✦نَّ الُعَبُدَ الُمُؤمِنَ ا□ ✦ذَا كَانَ فِى انُقِطَاعٍ مِنَ الدُّنُيَا وَا□ ✦قُبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ ا □ ✦لَيُهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيُضُ الُوُجُوُهِ كَأَنَّ وَجُوُهَهُمُ الشَّمُسُ مَعَهُمُ كَفَنٌ مِنُ أَكُفَانِ الُجَنَّةِ وَحَنُوُطٌ مِنُ حَنُوُطِ الُجَنَّةِ حَتّٰى يَجُلِسُوُا مِنُهُ مَدَّ الُبَصَرِ ثُمَّ يَجِيُئُ مَلَكُ الُمَوُتِ عَلَيهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجُلِسَ عِنُدَ رَاسِهٖ فَيَقُوُلُ أَيَّتُهَا النَّفُسُ الطَّيِّبَةُ اُخُرُجِىُ ا□ ✦لٰى مَغُفِرَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَ رِضُوَانٍ قَالَ فَتَخُرُجُ تَسِيُلُ كَمَا تَسِيُلُ الُقَطُرَةُ مِنَ السِّقَاءِ فَيَاخُذُهَا فَا□ ✦ذَا أَخَذَهَا لَمُ يَدَعُوُهَا فِىُ يَدِهٖ طَرُفَةَ عَيُنٍ حَتّٰى يَاخُذُوُهَا فَيَجُعَلُوُهَا فِىُ ذٰلِكَ الُكَفَنِ وَفِىُ ذٰلِكَ الُحَنُوُطِ ...... فَيَصُعَدُوُنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوُنَ يَعُنِىُ بِهَا عَلٰى مَلَأٍ مِنَ الُمَلَائِكَةِ ا□ ✦لَّا قَالُوُا مَا هٰذَا الرُّوُحُ الطَّيِّبُ فَيَقُوُلُوُنَ فُلَانُ بُنُ فُلَانٍ بِأَحُسَنِ أَسُمَاءِ هِ الَّتِي كَانُوُا يُسَمُّوُنَهٗ بِهَا فِى الدُّنُيَا حَتّٰى يَنُتَهَوُا بِهَا ا □ ✦لَى السَّمَاءِ الدُّنُيَا فَيَسُتَفُتِحُوُنَ لَهٗ فَيُفُتَحُ لَهُمُ فَيُشَيِّعُهٗ مِنُ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوُهَا ا□ ✦لَى السَّمَاءِ الَّتِىُ تَلِيُهَا حَتّٰى يُنُتَهٰى بِهِ ا □ ✦لَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُوُلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُكُتُبُوُا كِتَابَ عَبُدِىُ فِىُ عِلِّيِّيُنَ وَأَعِيُدُوُهُ ا□ ✦لَى الْأَرُضِ ...... فَتُعَادُ رُوُحُهٗ فِىُ جَسَدِهٖ فَيَاتِيُهِ مَلَكَانِ فَيُجُلِسَانِهٖ فَيَقُوُلَانِ لَهٗ مَنُ رَّبُّكَ فَيَقُوُلُ رَبِّىَ اللّٰهُ فَيَقُوُلَانِ لَهٗ مَادِيُنُكَ فَيَقُوُلُ دِيُنِىَ الا □ ✦سُلَامُ فَيَقُوُلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىُ بُعِثَ فِيُكُمُ فَيَقُوُلُ هُوَ رَسُوُلُ اللّٰهِ فَيَقُوُلَانِ لَهٗ وَمَا عِلُمُكَ فَيَقُوُلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ وَآمَنُتُ بِهٖ وَصَدَّقُتُ فَيُنَادِىُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنُ صَدَقَ عَبُدِىُ فَأَفُرِشُوُهُ مِنَ الُجَنَّةِ وَأَلُبِسُوُهُ مِنَ الُجَنَّةِ وَافُتَحُوُا لَهٗ بَاباً ا □ ✦لَى الُجَنَّةِ قَالَ فَيَاتِيُهِ مِنُ رَوُحِهَا وَطِيُبِهَا فَيُفُسَحُ لَهٗ فِىُ قَبُرِهٖ ...... وَا□ ✦نَّ الُعَبُدَ الُكَافِرَ ا□ ✦ذَا كَانَ فِىُ انُقِطَاعٍ مِنَ الدُّنُيَا وَا□ ✦قُبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ ا□ ✦لَيُهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُوُدُ الُوُجُوُهِ مَعَهُمُ الُمُسُوُحُ فَيَجُلِسُوُنَ مِنُهُ مَدَّ الُبَصَرِ ثُمَّ يَجِيُءُ مَلَكُ الُمَوُتِ حَتّٰى يَجُلِسَ عِنُدَ رَاسِهٖ فَيَقُوُلُ أَيَّتُهَا النَّفُسُ الُخَبِيُثَةُ اُخُرُجِىُ ا□ ✦لٰى سَخَطٍ مِنَ اللّٰهِ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِىُ جَسَدِهٖ فَيَنُتَزِعُهَا كَمَا يُنُزَعُ السَّفُوُدُ مِنَ الصُّوُفِ الُمَبُلُوُلِ فَيَاخُذُهَا فَا □ ✦ذَا أَخَذَهَا لَمُ يَدَعُوُهَا فِىُ يَدِهٖ طَرُفَةَ عَيُنٍ حَتّٰى يَجُعَلُوُهَا فِىُ تِلُكَ الُمُسُوُحِ وَتَخُرُجُ مِنُهَا كَأَنُتَنِ رِيُحِ جِيُفَةٍ وُجِدَتُ عَلٰى وَجُهِ الُأَرُضِ فَيَصُعَدُوُنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوُنَ بِهَا عَلٰى مَلَأٍ مِنَ الُمَلَائِكَةِ ا □ ✦لَّا قَالُوُا مَا هٰذَا الرُّوُحُ الُخَبِيُثُ فَيَقُوُلُوُنَ فُلَانُ بُنُ فُلَانٍ بِأَقُبَحِ أَسُمَائِهِ الَّتِىُ كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِى الدُّنُيَا حَتّٰى يُنُتَهٰى بِهٖ ا□ ✦لَى السَّمَاءِ الدُّنُيَا فَيُسُتَفُتَحُ لَهٗ فَلَا يُفُتَحُ لَهٗ ...... فَيَقُوُلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُكُتُبُوُا كِتَابَهٗ فِى سِجِّيُنٍ ...... فَتُطُرَحُ رُوُحُهٗ طَرُحاً ...... فَتُعَادُ رُوُحُهٗ فِىُ جَسَدِهٖ وَيَاتِيُهِ مَلَكَانِ فَيُجُلِسَانِهٖ فَيَقُوُلَانِ لَهٗ مَنُ رَّبُّكَ فَيَقُوُلُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدُرِىُ فَيَقُوُلَانِ لَهٗ مَادِيُنُكَ فَيَقُوُلُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدُرِىُ فَيَقُوُلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىُ بُعِثَ فِيُكُمُ فَيَقُوُلُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدُرِىُ فَيُنَادِىُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنُ كَذَبَ فَأَفُرِشُوُهُ مِنَ النَّارِ وَ افُتَحُوُا لَهٗ بَاباً ا □ ✦لَى النَّارِ فَيَاتِيُهِ مِنُ حَرِّهَا وَسُمُوُمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيُهِ قَبُرُهٗ حَتّٰى تَخُتَلِفَ فِيُهِ أَضُلَاعُهٗ ...... (احمد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک انصاری شخص کے جنازہ میں نکلے اور قبر تک پہنچے۔ ابھی قبر کھدی نہ

تھی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے...... آپ نے فرمایا مومن بندے کی جب دنیا سے روانگی اور آخرت کی طرف جانے کا وقت آتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے اترتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے اور وہ مومن بندے کی حدنگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام (یا ان کے کوئی معاون فرشتے) آتے ہیں اور بندے کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف نکل۔ تو وہ روح ایسی سہولت سے نکلتی ہے جیسا کسی مشکیزے سے قطرہ سہولت سے بہہ جاتا ہے اور ملک الموت اس روح کو لے لیتے ہیں۔ جونہی وہ لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کے بقدر بھی ان کے ہاتھوں میں نہیں چھوڑتے بلکہ فوراً ہی ان سے لے لیتے ہیں اور (جنت سے لائے گئے) کفن اور خوشبو میں اس روح کو لپیٹ دیتے ہیں...... اور اس روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ جن فرشتوں کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں یہ پاکیزہ روح کس کی ہے۔ یہ جواب دیتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کی ہے اور دنیا میں جو اس کا سب سے اچھا نام لیا جاتا تھا وہ لیتے ہیں۔ جب آسمان دنیا پر پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں تو دروازہ کھولا جاتا ہے تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اگلے آسمان تک ساتھ ساتھ چلتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں میرے بندے کا نام علیین (یعنی نیک بندوں کے رجسٹر) میں لکھ دو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو (یعنی زمین میں اس کے جسم کے ساتھ اس کا تعلق قائم کردو)...... پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے (یعنی جسم کے ساتھ اس کا تعلق قائم کردیا جاتا ہے) پھر قبر میں میت کے پاس دو فرشتے (منکر ونکیر) آتے ہیں جو اس کو بٹھاتے ہیں (یہ بٹھانا عالم برزخ میں ہوتا ہے مادی اور حسی عالم میں نہیں بٹھایا جاتا) اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے۔ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں یہ صاحب کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے۔ احمد اور طبرانی میں ہے قَالَ مَنْ قَالَ مُحَمَّدٌ وہ شخص پوچھتا ہے کس کے بارے میں سوال کر رہے ہو وہ کہتے ہیں محمد کے بارے میں وہ جواب دیتا ہے یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں تجھے کیسے علم ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی (اس کے ذریعہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ مجھے علم ہوا)۔ اس پر آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا لہٰذا اس کے لئے جنت کا بستر بچھا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔ تو جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں اس کے پاس آتی ہیں اور اس کے لئے اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے...... اور کافر بندے کا جب دنیا سے منقطع ہونے اور آخرت کی طرف جانے کا وقت آتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اترتے ہیں۔ ان کے پاس ٹاٹ ہوتا ہے۔ وہ اس کی حدنگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتے ہیں اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خبیث روح اللہ کے غصہ کی طرف نکل۔ وہ روح کافر کے جسم میں خوفزدہ ہوجاتی ہے (اور بچنے کی کوشش کرتی ہے) تو ملک الموت اس طرح کھینچتے ہیں جیسے سیخ کو گیلی روئی میں سے کھینچا جاتا ہے اور اس روح کو لے لیتے ہیں۔ جونہی وہ لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے اس کو ان کے ہاتھ میں پلک جھپکنے تک بھی نہیں چھوڑتے (ان سے لے لیتے ہیں) اور اس کو ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور روئے زمین پر کسی مردار سے جو سخت ترین بدبو نکلتی ہے اس طرح کی بدبو اس سے نکلتی ہے۔ فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو جن فرشتوں کے پاس سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ یہ خبیث روح کس کی ہے۔ لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اور دنیا میں اس کے لئے جو سب سے برا نام لیا جاتا تھا اس کو ذکر کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان دنیا تک پہنچائی جاتی ہے اور اس کے لئے دروازہ کھلوایا جاتا ہے لیکن دروازہ کھولا نہیں جاتا...... اللہ عزوجل فرماتے ہیں اس کا نام سجین (یعنی برے بندوں کے رجسٹر) میں لکھ دو......

www.askfatwa.com

پھراس کی روح کو(اس کے ٹھکانے کی طرف) دھتکار دیا جاتا ہے......اوراس کی روح کواس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے (یعنی اس کے جسم کے ساتھ تعلق قائم کردیا جاتا ہے) اوراس کے پاس دوفرشتے (منکرنکیر) آتے ہیں اوراس کو بٹھاتے ہیں اوراس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے۔ وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے تو وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں یہ کون صاحب ہیں جوتم میں بھیجے گئے تھے تو وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ اس پر آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا لہٰذا اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو اوراس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو تو اس کے پاس جہنم کی تپش اورلوآتی ہے اوراس پر اس کی قبر کو تنگ کردیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

پہاڑوں کا فرشتہ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ أَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَ كَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ ا □ ✦ذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ كَلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ ا □ ✦لٰى مَا أَرَدْتُّ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ أَسْتَفِقْ ا □ ✦لَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاسِيْ فَا □ ✦ذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَا □ ✦ذَا فِيْهَا جِبْرَئِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ ا □ ✦نَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَامُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ قَالَ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَامُحَمَّدُ ا □ ✦نَّ اللّٰهَ قَدْسَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ ا □ ✦لَيْكَ لِتَامُرَنِيْ بِأَمْرِكَ ا □ ✦نْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلْ أَرْجُوْ أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَايُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا آپ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو جنگ احد کے دن سے زیادہ سخت ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری قوم کی وجہ سے جوسخت ترین دن میں نے پایا وہ (دسویں ذوالحجہ یعنی) جمرہ عقبہ کی رمی کا دن تھا جب میں ابن عبد یالیل کے پاس خود (دعوت اسلام لے کر) گیا لیکن جو میں چاہتا تھا اس نے اس کو قبول نہیں کیا۔تو میں غمزدہ اپنے رستہ پر چلا اورصرف قرن ثعالب میں ہی جا کر غم سے افاقہ ہوا (اورآرام ملا)۔میں نے جو اپنا سر اٹھایا تو ایک بادل مجھ پر سایہ فگن تھا۔میں نے جو دیکھا تو اس بادل میں جبرئیل تھے جنہوں نے مجھے پکار کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات کو اور جو جواب انہوں نے آپ کو دیا ہے اس کو سنا ہے اور آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ ان لوگوں کے بارے میں اس کو جو چاہیں حکم دیں۔آپ نے فرمایا پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا اور مجھے سلام کیا اورکہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سن لی ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے حکم دیں۔اگرآپ چاہیں تو میں ان پر دو پہاڑوں کو ملا دوں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی اولاد نکالیں گے جو فقط اللہ کی عبادت کرے گی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

رحم پر مقرر فرشتہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَكَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَا □ ✦ذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ أَيْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے۔ وہ یہ عرض کرتا رہتا ہے اے میرے (رب ابھی تک) یہ نطفہ (کے مرحلہ میں) ہے۔ اے میرے رب (اب) یہ علقہ (یعنی جمے ہوئے خون کے مرحلہ میں) ہے۔ اے میرے رب (اب) یہ مضغہ (یعنی گوشت کے ٹکڑے کے مرحلے میں) ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کی خلقت کو پورا کرنے کا ارادہ (ظاہر) کرتے ہیں تو فرشتہ پوچھتا ہے اے میرے رب (اسکے متعلق کیا حکم ہے) یہ مرد ہوگا یا عورت، بدبخت ہوگا یا نیک بخت، اس کا رزق کتنا ہوگا اور اس کی عمر کتنی ہوگی۔ تو ماں کے پیٹ میں ہی وہ فرشتہ یہ سب باتیں ویسے ہی لکھ دیتا ہے۔

ہر آدمی کے ساتھ مقرر فرشتہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ ا □ ✦لَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوْا وَا □ ✦يَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَا □ ✦يَّایَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِیْ عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ فَلَا يَامُرُنِیْ ا □ ✦لَّا بِخَيْرٍ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک ساتھی جنوں میں سے اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے ساتھ بھی۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے جن کے خلاف میری مدد کی تو میں اس سے محفوظ ہوگیا ہوں اور (اس لئے) وہ مجھے کوئی بات کہتا ہے تو بھلی بات ہی کہتا ہے۔

قیامت کے دن صور پھونکنے والا فرشتہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦نَّ اللّٰهَ خَلَقَ ا □ ✦سْرَافِيْلَ مُنْذُ يَومٍ خَلَقَهٗ صَافًّا قَدَمَيْهِ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی سَبْعُوْنَ نُوْراً مَا مِنْهَا مِنْ نُوْرٍ يَدْنُوْ مِنْهُ ا □ ✦لَّا احْتَرَقَ (ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس دن اسرافیل (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو ان کو اس حال میں پیدا کیا کہ وہ اپنے دونوں قدم ایک سیدھ میں رکھے ہیں، اپنی نظر نہیں اٹھاتے اور ان کے اور رب تبارک و تعالیٰ کے درمیان ستر نور (کے پردے) ہیں۔ اگر وہ کسی ایک نور کے بھی قریب ہوں تو جل جائیں۔

رحمت و عذاب کے فرشتے

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ نَفْساً فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَاهِبٍ فَأَتَاهُ فَقَالَ ا □ ✦نَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ ؟ فَقَالَ لَا، فَقَتَلَهٗ فَكَمَّلَ بِهٖ مِائَةً ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ ا □ ✦نَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ يَّحُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ اِنْطَلِقْ ا □ ✦لٰی أَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَاِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعُ ا □ ✦لٰی أَرْضِكَ فَا □ ✦نَّهَا أَرْضُ سُوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰی ا □ ✦ذَا انْتَصَفَ الطَّرِيْقُ أَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ جَاءَ تَائِباً مُقْبِلاً بِقَلْبِهٖ ا □ ✦لَی اللّٰهِ وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ ا □ ✦نَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْراً قَطُّ فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِیْ صُوْرَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَابَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَا □ ✦لٰی أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنٰی فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ أَدْنٰی ا □ ✦لَی الْأَرْضِ الَّتِیْ أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ (بخاری و مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیئے۔ پھر (اس کو توبہ کا خیال آیا اور) اس نے علاقہ کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا۔ اس کو ایک راہب کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ اس راہب کے پاس گیا اور بتایا کہ وہ ننانوے آدمیوں کو قتل کر چکا ہے تو کیا اب اس کے لئے توبہ ہو سکتی ہے۔ راہب نے جواب دیا کہ نہیں (اب تمہاری توبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس پر مایوسی اور غصہ کی وجہ سے) اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح سو قتل پورے کر دیئے (لیکن اس کی توبہ کی جستجو ختم نہیں ہوئی لہٰذا) اس نے پھر لوگوں سے پوچھا کہ علاقہ کا سب سے بڑا عالم کونسا ہے۔ اب اس کو ایک عالم کے بارے میں بتایا گیا۔ (وہ اس عالم کے پاس گیا) اور اس کو بتایا کہ وہ سو قتل کر چکا ہے تو کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے۔ عالم نے جواب دیا کہ ہاں (تمہاری توبہ ہو سکتی ہے اور اس میں قطعاً کوئی رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ) اور کون ہے جو تمہاری اور تمہاری توبہ کے درمیان حائل ہو سکے۔ تم فلاں فلاں جگہ جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا اور اپنے علاقہ کی طرف واپس نہ آنا کیونکہ یہ بری جگہ ہے (کہ یہاں کا ماحول چونکہ خراب ہے اس لئے برائی کی پھر انگیخت ہوگی۔ البتہ اس ماحول سے علیحدہ ہو کر جب دوسری جگہ نیکی اور عبادت کے ماحول میں رہو گے تو اس کے اثر کی وجہ سے اچھے خیالات آئیں گے اور برے خیالات اول تو آئیں گے نہیں اور اگر آئے بھی تو کمزور ہوں گے زور نہ کریں گے)۔ وہ شخص اس بتائی ہوئی جگہ کی طرف چل پڑا۔ جونہی آدھا رستہ طے کر لیا تو اس کو موت نے آلیا۔ اب اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ اللہ کی طرف دل سے متوجہ ہو کر اور توبہ کی نیت سے آیا ہے (لہٰذا اس کی روح کو ہم لے جائیں گے) اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہی نہیں (لہٰذا اس کی روح پر ہم نے قبضہ کرنا ہے) ان کے اس جھگڑے کے دوران ان کے پاس ایک اور فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا۔ فرشتوں نے اس کو اپنے مابین ثالث بنا لیا۔ اس فرشتے نے کہا کہ دونوں طرف کی زمین ناپو۔ جس مقام کے وہ قریب ہو بس اسی کے مطابق اس کو سمجھو (یعنی اگر سابقہ گناہ کے مقام کے قریب ہو تو اس کو مجرم سمجھو اور اگر توبہ کے مقام کے قریب ہو تو اس کو تائب سمجھو) زمین ناپنے سے فرشتوں نے دیکھا کہ وہ اس جگہ سے زیادہ قریب تھا جو اس کی منزل مقصود تھی۔ (اس طرح سے جھگڑا ختم ہوا) اور رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق تفصیل

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اصل صورت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتاً مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَاسِيْ فَا□ ✦ذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءَ جَالِسًا عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس دوران کہ میں چل رہا تھا میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی۔ میں نے جو اپنا سر اٹھایا تو وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی (یا تخت) پر بیٹھا تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ا□ ✦نَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا۔ ان کے چھ سو پر تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ اَرَهٗ (يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ) عَلٰى صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَاَيْتُهٗ مُنْهَبِطاً مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهٖ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل (علیہ السلام) کو ان کی اپنی اصلی صورت میں جس پر وہ پیدا کیے گئے ہیں میں نے صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان سے نیچے ہیں اور ان کی عظیم خلقت آسمان و زمین کے درمیان کی ساری جگہ کو گھیرے ہوئے ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں اس مرتبہ کا دیکھنا مراد ہے جس کا موقع ابتدائے نبوت میں پیش آیا تھا۔ دوسری مرتبہ حضرت جبرئیل کو معراج کی رات میں سات آسمانوں سے اوپر جہاں بیری کا درخت وہاں دیکھا تھا۔

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ هَلْ رَأَیْتَ رَبَّکَ فَانْتَفَضَ جِبْرَئِیْلُ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ا□✦نَّ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ سَبْعِیْنَ حِجَاباً مِنْ نُوْرٍ لَوْدَنَوْتُ مِنْ بَعْضِهَا لَاحْتَرَقْتُ (مصابیح)

حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) جبرائیل سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ (اس سوال پر حضرت) جبرئیل کپکپا گئے اور کہا اے محمد ﷺ میرے اور میرے رب کے درمیان نور کے ستر پردے ہیں۔ اگر میں ان پردوں میں سے کسی کے قریب ہو جاؤں تو میں جل جاؤں گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِیْلُ اٰخِذٌ بِرَاسِ فَرَسِهٖ عَلَیْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل ہیں جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہیں اور ان پر جنگی ساز و سامان ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَأَیْتُ عَنْ یَّمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهٖ یَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ یُقَاتِلَانِ کَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَارَأَیْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ یَعْنِیْ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ (بخاری ومسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمی دیکھے جن پر سفید کپڑے تھے اور سخت لڑائی لڑ رہے تھے۔ میں نے ان دونوں کو نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد دیکھا اور وہ دونوں جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرَئِیْلُ وَهُوَ یَنْفُضُ رَاسَهٗ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهٗ اُخْرُجْ ا□✦لَیْهِمْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَأَیْنَ فَأَشَارَ ا□✦لٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ ا□✦لَیْهِمْ (بخاری و مسلم)

قَالَ أَنَسٌ کَأَنِّیْ أَنْظُرُ ا□✦لَی الْغُبَارِ سَاطِعاً فِیْ زُقَاقِ بَنِیْ غَنْمٍ مَوْکِبَ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ حِیْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□✦لٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ جنگ خندق سے واپس آئے اور اپنے ہتھیار اتارے اور نہائے دھوئے تو آپ کے پاس جبرائیل علیہ اسلام اپنے سر کو گرد و غبار سے جھٹکتے ہوئے آئے اور کہا (یا رسول اللہ) آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں اللہ کی قسم میں نے تو (ابھی تک) ہتھیار نہیں اتارے (کیونکہ ابھی مہم ختم نہیں ہوئی) ان لوگوں کی طرف چلئے۔ نبی ﷺ نے پوچھا اب کہاں (چلنا ہے) حضرت جبرئیل نے (یہود کے ایک قبیلہ) بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا (کہ ان کی طرف چلنا ہے کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی تھی)۔ تو

www.askfatwa.com

نبی ﷺ بنوقریظہ کی طرف چل دیئے۔حضرت انس رضی اللہ کہتے ہیں۔(کہ وہ منظر ابھی تک میری نظروں میں ہے) گویا کہ میں بنوغنم کی گلیوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی جماعت کی وجہ سے غبار کو اٹھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جس وقت کہ رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کی طرف چلے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ◻ ✦ ذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَا ◻ ✦ ذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِيْ مَاجَزَاءُ أَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاؤُهٗ أَنْ يُوَفّٰى أَجْرَهٗ قَالَ مَلَائِكَتِيْ عَبِيْدِيْ وَا ◻ ✦ مَائِيْ قَضَوْا فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ ا ◻ ✦ لَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكَرَمِيْ وَعُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَأُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْراً لَّهُمْ (بیهقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر ایسے بندے کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہو۔ پھر جب عید کا دن ہوتا ہے تو اپنے ان بندوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں اے میرے فرشتو! جو مزدور اپنا کام پورا کرلے اس کا کیا بدلہ ہے۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری بندیوں نے اپنے ذمہ میرے ایک فریضہ کو پورا کیا پھر بلند آواز سے دعا کرتے ہوئے نکلے ہیں۔ میری عزت اور میرے جلال اور میرے کرم اور میری بلندی اور میرے بلند مرتبہ کی قسم میں ان کی دعا ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اے میرے بندو) تم (اپنے گھروں کو) واپس لوٹو (اس حال میں کہ) میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے پس وہ بخشے بخشائے واپس لوٹتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَايَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْاٰنَ فَا ◻ ✦ ذَا لَقِيَهٗ جِبْرَئِيْلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ہر طرح کی نفع رسانی میں اور ہر طرح کی) بھلائی میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت تو اور بھی زیادہ ہو جاتی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے اور نبی ﷺ ان کو قرآن سناتے تھے۔ جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تو آپ (لوگوں کو نفع دینے والی) تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ...... كَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِئِيلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام رمضان کے مہینہ کی ہر رات میں نبی ﷺ کے پاس آتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے (یعنی دونوں ایک دوسرے کو سناتے تھے)۔

رحمت کے فرشتوں کے چند کام

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ◻ ✦ نَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَا ◻ ✦ ذَا

www.askfatwa.com

وَجَدُوْا قَوْماً يَذْكُرُوْنَ اللّٰه تَعَالٰى تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلٰى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا **(بخاری و مسلم)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں اور (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں اور جب وہ کچھ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مطلوب کی طرف آ جاؤ۔ پھر وہ فرشتے اپنے پروں سے آسمان دنیا تک ان کو گھیر لیتے ہیں۔

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ آمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ **(مسلم)**

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتے (اس پر) یوں کہتے ہیں آمین (یعنی ایسا ہی ہو) اور تیرے لئے بھی اس کی مانند ہو۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّیْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ. فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْساً فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَیْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا **(مسلم)**

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اس کا سانس پھولا ہوا تھا اور (نماز کی تحریم کے لئے) اللہ اکبر کہا۔ پھر یہ کلمات کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس حال میں کہ وہ کثیر، پاکیزہ اور بابرکت ہیں) جب آپ نے نماز پوری کی تو پوچھا یہ کلمات کہنے والا کون شخص ہے۔ لوگ چپ رہے (اور یہ صاحب بھی ڈر کی وجہ سے چپ رہے کہ کہیں نازیبا بات نہ ہو گئی ہو) آپ نے فرمایا (ڈرو نہیں) اس نے بری بات نہیں کہی ہے۔ تو ایک صاحب نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے ہی یہ کلمات کہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا (ایک دوسرے سے) سبقت کر رہے ہیں کہ ان میں سے کون ان کلمات کو لے کر اوپر جائے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ **(بخاری)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام (نماز میں) وَلَا الضَّالِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور) جس کا قول (یعنی آمین کہنا) فرشتوں کے (آمین کہنے کے) قول کے ساتھ ہو تو اس کے سابقہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

رحمت کے فرشتوں کے بارے میں تنبیہ

عَنْ أَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ **(بخاری و مسلم)**

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (بے وجہ) کتا ہو اور تصویریں (اور مورتیاں) ہوں۔

www.askfatwa.com

فرشتوں کے دیگر کام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِکَةً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ یَّوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ ا □ ✦ لاَّ وَ مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ أَحَدُهُمَا اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً وَیَقُوْلُ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِکاً تَلَفاً (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی دن نہیں ہوتا کہ جس میں بندے صبح کرتے ہیں مگر (صبح کے وقت) دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ان میں سے ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ (اپنی راہ میں) خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا یوں کہتا ہے کہ اے اللہ روک رکھنے والے (یعنی راہ خدا میں خرچ نہ کرنے والے) کو مال کی بربادی عطا فرما۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ یَشْتَدُّ فِیْ أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ أَمَامَهُ ا □ ✦ ذْسَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ یَقُوْلُ اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ ا □ ✦ ذْ نَظَرَ ا □ ✦ لَی الْمُشْرِکِ أَمَامَهُ خَرَّ مُسْتَلْقِیاً فَنَظَرَ ا □ ✦ لَیْهِ فَا □ ✦ ذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ کَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِکَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِیُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِکَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ (مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن (یعنی جنگ بدر کے دن اس دوران کہ ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے تیزی سے جا رہا تھا کہ اچانک اس نے اپنے اوپر کوڑے کے مار کی آواز اور گھڑ سوار کی آواز سنی (جو اپنے گھوڑے کو کہہ رہا تھا) کہ اے حیزوم آگے بڑھ۔ پھر جونہی اس کی نظر اپنے سامنے مشرک پر پڑی تو وہ گرا ہوا لیٹا پڑا تھا۔مسلمان نے جب مشرک کو دیکھا تو اس کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ پھٹا ہوا تھا کوڑے کی مار کے موافق اور (زخم کی) ساری جگہ سبز تھی۔وہ مسلمان انصاری آیا اور رسول اللہ ﷺ سے سارا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی۔

فرشتوں کے ذریعہ بندوں کی آزمائش

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ا □ ✦ نَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمٰی فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ ا □ ✦ لَیْهِمْ مَلَکاً فَأَتَی الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَیُّ شَیْئٍ أَحَبُّ ا □ ✦ لَیْکَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَ جِلْدٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّی الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَأُعْطِیَ لَوْناً حَسَناً وَجِلْداً حَسَناً قَالَ فَأَیُّ الْمَالِ أَحَبُّ ا □ ✦ لَیْکَ قَالَ اْلا □ ✦ بِلُ ...... فَأُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْهَا. فَأَتَی الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَیُّ شَیْئٍ أَحَبُّ ا □ ✦ لَیْکَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَأُعْطِیَ شَعْرًا حَسَناً قَالَ فَأَیُّ الْمَالِ أَحَبُّ قَالَ الْبَقَرُ فَأُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلاً قَالَ بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِیْهَا. قَالَ فَأَتَی الْأَعْمٰی فَقَالَ أَیُّ شَیْئٍ أَحَبُّ ا □ ✦ لَیْکَ قَالَ أَنْ یَّرُدَّ اللّٰهُ ا □ ✦ لَیَّ بَصَرِیْ فَأُبْصِرُبِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ ا □ ✦ لَیْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَیُّ الْمَالِ

أَحَبُّ ا □ ✦ لَيُکَ قَالَ الْغَنَمُ فَأَعْطٰی شَاۃً وَالِدًا. فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَکَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْا □ ✦ بِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ ا □ ✦ نَّهٗ أَتَی الْأَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَیْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْکِیْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْیَوْمَ ا □ ✦ لَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِکَ أَسْئَلُکَ بِالَّذِیْ أَعْطَاکَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِیْراً أَتَبَلَّغُ بِهٖ سَفَرِیْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ کَثِیْرَۃٌ فَقَالَ ا □ ✦ نَّهٗ کَأَنِّیْ أَعْرِفُکَ أَلَمْ تَکُنْ أَبْرَصَ یَقْذِرُکَ النَّاسُ فَقِیْراً فَأَعْطَاکَ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ ا □ ✦ نَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ کَابِرًا عَنْ کَابِرٍ فَقَالَ ا □ ✦ نْ کُنْتَ کَاذِباً فَصَیَّرَکَ اللّٰهُ ا □ ✦ لٰی مَا کُنْتَ. قَالَ وَأَتَی الْأَقْرَعَ فِیْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَ رَدَّ عَلَیْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلٰی هٰذَا فَقَالَ ا □ ✦ نْ کُنْتَ کَاذِباً فَصَیَّرَکَ اللّٰهُ ا □ ✦ لٰی مَا کُنْتَ وَأَتَی الْأَعْمٰی فِیْ صُوْرَتِهٖ وَ هَیْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْکِیْنٌ وَابْنُ سَبِیْلٍ انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْیَوْمَ ا □ ✦ لَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِکَ اَسْئَلُکَ بِالَّذِیْ رَدَّ عَلَیْکَ بَصَرَکَ شَاۃً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ قَدْ کُنْتُ اَعْمٰی فَرَدَّ اللّٰهُ ا □ ✦ لَیَّ بَصَرِیْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا أَجْهَدُکَ الْیَوْمَ بِشَیْئٍ أَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ أَمْسِکْ مَالَکَ فَا □ ✦ نَّمَا اُبْتُلِیْتُمْ فَقَدْ رَضِیَ عَنْکَ وَسَخِطَ عَلٰی صَاحِبَیْکَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک برص والا، ایک گنجا اور ایک اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کا ارادہ کیا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ (آدمی کی صورت میں پہلے) برص والے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس نے جواب دیا (جلد کی) اچھی رنگت اور صحیح سالم جلد اور یہ کہ مجھ سے یہ (برص کی بیماری) دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس سے اس کی گندگی جاتی رہی اور اس کو اچھی رنگت اور صحیح سالم جلد دی اور اس سے پوچھا کونسا مال تجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس نے بتایا کہ اونٹ......تو فرشتہ نے اس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دی اور کہا اللہ تمہیں اس میں برکت عطا فرمائیں۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تمہیں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اچھے بال اور یہ کہ مجھ سے یہ (گنجا پن) دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کے ہاتھ پھیرا تو اس کا گنجا پن دور ہو گیا اور اس کو اچھے بال عطا کئے۔ فرشتہ نے پوچھا تمہیں کونسا مال سب سے زیادہ پسند ہے۔ گنجے نے جواب دیا گائیں۔ فرشتہ نے (اسکو) ایک حاملہ گائے دی اور کہا اللہ تمہیں اس میں برکت دے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا سب سے زیادہ کونسی چیز پسند ہے۔ اس نے جواب دیا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی واپس لوٹا دے تا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کو اس کی بینائی لوٹا دی۔ فرشتہ نے (اس سے) پوچھا کونسا مال تمہیں سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس نے جواب دیا کہ بھیڑ بکریاں۔ تو فرشتہ نے اس کو ایک حاملہ بکری دی۔ ان دو (یعنی اونٹنی اور گائے) نے بچے جنے اور اس (بکری) نے بھی بچہ جنا۔ (رفتہ رفتہ) برص والے کے پاس اونٹوں سے بھری وادی ہو گئی اور گنجے کے پاس گائے بیلوں سے بھری وادی ہو گئی اور اندھے کے پاس بھی بکریوں سے بھری وادی ہو گئی۔

پھر وہی فرشتہ برص والے کے پاس اپنی (سابقہ) صورت و ہیئت میں آیا (کہ شاید پہچان کر احسان مند بھی ہو) اور کہا میں مسکین آدمی ہوں۔ سفر میں میرا سامان ختم ہو گیا ہے تو آج منزل پر پہنچنے کا کوئی ذریعہ اللہ کے سوا اور پھر تمہارے سوا نہیں رہا۔ تو تمہیں اس ذات کا واسطہ جس نے تمہیں اچھی رنگت اور اچھی جلد دی اور مال میں اونٹ دیئے میں تم سے ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے میں اپنا سفر پورا کرلوں۔ برص

والے نے کہا (مجھ پر تو پہلے ہی) بہت سے حقوق ہیں۔ فرشتہ نے کہا لگتا ہے کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ کیا تم وہی برص والے نہیں ہو جس سے لوگ گھن کرتے تھے اور تم وہی فقیر نہیں ہو جس کو اللہ نے مال عطا کیا۔ برص والے نے جواب دیا یہ مال تو میں نے نسل در نسل وراثت میں پایا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو تھا۔ پھر فرشتہ (اپنی) اسی صورت میں گنجے کے پاس آیا اور جو برص والے سے کہا تھا وہی گنجے سے کہا۔ اس نے بھی برص والے کا سا جواب دیا۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو تھا۔ پھر وہ فرشتہ اپنی (سابقہ) صورت و ہیئت میں اندھے کے پاس آیا اور کہا میں مسکین اور مسافر آدمی ہوں۔ میرے سفر میں میرا سامان ختم ہو گیا ہے۔ آج منزل تک پہنچنے کے لئے میرے پاس سوائے اللہ کے اور پھر سوائے تمہارے کوئی آسرا نہیں ہے۔ اس ذات کا واسطہ جس نے تمہیں تمہاری بینائی واپس لوٹائی میں تم سے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تاکہ میں اس کے سہارے اپنا سفر پورا کروں۔ اندھے نے جواب دیا کہ (ہاں ہاں) میں اندھا تھا۔ اللہ نے مجھے میری بینائی واپس لوٹائی تو تم جو چاہو لو اور جو چاہو چھوڑ و اللہ کی قسم آج تم اللہ کے نام پر جو کچھ لو گے میں اس میں تم سے مزاحمت نہیں کروں گا۔ فرشتے نے کہا تمہارا مال تمہیں سلامت۔ تمہاری تو فقط آزمائش کی گئی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہوا۔

دجال سے مدینہ منورہ کی حفاظت

عَنْ أَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَھَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَۃُ أَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ (بخاری)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا مسیح دجال کا رعب مدینہ (منورہ) میں داخل نہ ہوگا۔ دجال کے وقت میں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَاتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ ھِمَّتُہُ الْمَدِیْنَۃَ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِکَۃُ وَجْھَہُ قِبَلَ الشَّامِ وَھُنَالِکَ یَھْلِکُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسیح دجال مدینہ (منورہ) میں داخل ہونے کے ارادے سے مشرق کی جانب سے آئے گا یہاں تک کہ وہ احد (پہاڑ) کے پچھلی جانب پڑاؤ کرے گا (لیکن) پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف کر دیں گے اور وہیں (یعنی شام ہی کے لد نامی موجودہ اسرائیل کے ایک مقام میں) وہ ہلاک ہوگا۔

بندوں کی حفاظت

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ أَبُوْجَھْلٍ ھَلْ یُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْھَہُ بَیْنَ أَظْھُرِکُمْ فَقِیْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی لَئِنْ رَأَیْتُہُ یَفْعَلُ ذٰلِکَ لَأَطَأَنَّ عَلٰی رَقَبَتِہٖ فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ یُصَلِّیْ زَعَمَ لِیَطَأَ عَلٰی رَقَبَتِہٖ فَمَا فَجِئَھُمْ مِنْہُ اِلَّا وَھُوَ یَنْکُصُ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَیَتَّقِیْ بِیَدَیْہِ فَقِیْلَ لَہُ مَالَکَ فَقَالَ اِنَّ بَیْنِیْ وَبَیْنَہُ لَخَنْدَقاً مِنْ نَارٍ وَھَوْلاً وَأَجْنِحَۃً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْدَنَا مِنِّیْ لَاخْتَطَفَتْہُ الْمَلَائِکَۃُ عُضْوًا عُضْوًا (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوجہل نے (ایک مرتبہ) پوچھا کیا محمد تمہارے سامنے اپنے چہرے کو خاک آلودہ کرتے ہیں (یعنی کیا وہ تمہارے سامنے نماز پڑھتے ہیں؟) بتایا گیا کہ ہاں، تو ابوجہل نے کہا لات و عزیٰ کی قسم اگر میں نے ان کو ایسا کرتے دیکھا تو میں ان کی

گردن روند دوں گا۔ایک دفعہ جب آپ نماز پڑھ رہے تو ابوجہل آیا اور ارادہ یہ تھا کہ آپ کی گردن کو روندے۔مگر اچانک وہ واپس اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ رہا تھا اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچا رہا تھا۔اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا تو اس نے بتایا کہ میرے اور محمدﷺ کے درمیان آگ کی ایک بڑی خندق تھی اور بڑی ہولناک تھی اور بہت سے پر تھے۔(جو فرشتوں کے تھے) رسول اللہﷺ (کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ) نے فرمایا اگر وہ میرے قریب ہوتا تو فرشتے اس کو اچک کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

باب :7

قرآن پاک

قرآن پاک قریش کی لغت پر نازل ہوا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مصاحف لکھنے کے لئے ایک جماعت تشکیل دی تو اس جماعت سے فرمایا:

ا□ ✦ذَا اخۡتَلفۡتُمۡ وَزَیۡدُ بۡنُ ثَابِتٍ فِیۡ شَیۡءٍ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ فَاكۡتُبُوۡهُ بِلِسَانِ قُرَیۡشٍ فَا□ ✦نَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمۡ (بخاری)

’’جب تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان قرآن کے کسی حصہ میں اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان پر لکھنا کیونکہ قرآن صرف ان کی زبان پر نازل ہوا ہے۔

نزول قرآن کے ابتدائی دور میں لوگوں کی آسانی کی خاطر مرادف الفاظ کی اجازت ہوئی

رسول اللہﷺ نے امت کی خاطر سات کے عدد تک مرادفات کی رعایت کی درخواست فرمائی جو منظور ہوئی۔لیکن یہ مرادفات نازل نہیں ہوئے۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنهما أَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ أَقۡرَأَنِیۡ جِبۡرِیۡلُ عَلٰی حَرۡفٍ فَرَاجَعۡتُهٗ فَلَمۡ أَزَلۡ أَسۡتَزِیۡدُهٗ وَیَزِیۡدُنِیۡ حَتّٰی انۡتَهٰی ا□ ✦لٰی سَبۡعَةِ أَحۡرُفٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا تو میں نے ان سے مراجعت کی اور میں (حضرت میکائیل علیہ الاسلام کے کہنے پر) مزید طلب کرتا رہا اور وہ (اللہ تعالیٰ کی اجازت سے قرآن کے حرفوں میں) اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سات حرفوں تک پہنچ گئے۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَبِیْ بَکْرَۃَ أَنَّ جِبْرَئِیْلَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ ا □ ✦قْرَأْ الْقُرْآنَ عَلٰی حَرْفٍ قَالَ مِیْکَائِیْلُ اِسْتَزِدْہُ حَتّٰی بَلَغَ سَبْعَۃَ أَحْرُفٍ قَالَ کُلٌّ شَافٍ کَافٍ مَا لَمْ تَخْلِطْ آیَۃَ عَذَابٍ بِرَحْمَۃٍ أَوْ رَحْمَۃٍ بَعَذَابٍ نَحْوَقَوْلِکَ تَعَالَ وَأَقْبِلْ وَھَلُمَّ وَاذْھَبْ وَأَسْرِعْ وَعَجِّلْ (احمد)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا کہ اے محمد قرآن کو ایک حرف پر پڑھئے۔ میکائیل (علیہ السلام) نے (نبی ﷺ سے) کہا اس میں اضافہ کروائیے۔ یہاں تک کہ معاملہ سات حروف تک پہنچ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے تا وقتیکہ آپ عذاب کی آیت کو رحمت سے یا رحمت کی آیت کو عذاب سے مخلوط نہ کردیں۔ یہ ایسا ہی ہوگا جیسے تـعـــال کے معنی کو أَقْبِلْ، ھَلُمَّ، اِذْھَبْ، أَسْرِعْ اور عَجِّلْ کے الفاظ سے ادا کریں۔

عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کُنْتُ فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ یُصَلِّیْ فَقَرَأَ قِرَاءَ ۃً أَنْکَرْتُھَا عَلَیْہِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوٰی قِرَاءَ ۃِ صَاحِبِہٖ فَلَمَّا قَضَیْنَا الصَّلَاۃَ دَخَلْنَا جَمِیْعًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْتُ ا □ ✦نَّ ھٰذَا قَرَأَ قِرَاءَ ۃً أَنْکَرْتُھَا عَلَیْہِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوٰی قِرَاءَ ۃِ صَاحِبِہٖ فَأَمَرَھُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَرَءَا فَحَسَّنَ النَّبِیُّ ﷺ شَانَھُمَا. فَسَقَطَ فِیْ نَفْسِیْ مِنَ التَّکْذِیْبِ وَلَا ا □ ✦ذْ کُنْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا قَدْ غَشِیَنِیْ ضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ فَفِضْتُ عَرَقًا وَکَأَنَّمَا أَنْظُرُ ا □ ✦لٰی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَرَقًا فَقَالَ لِیْ یَا أُبَیُّ أُرْسِلَ ا □ ✦لَیَّ أَنِ اقْرَأْ الْقُرْآنَ عَلٰی حَرْفٍ فَرَدَدْتُّ ا □ ✦لَیْہِ أَنْ ھَوِّنْ عَلٰی أُمَّتِیْ فَرَدَّ ا □ ✦لَیَّ الثَّانِیَۃَ اقْرَأْہُ عَلٰی حَرْفَیْنِ فَرَدَدْتُّ ا □ ✦لَیْہِ أَنْ ھَوِّنْ عَلٰی أُمَّتِیْ فَرَدَّ ا □ ✦لَیَّ الثَّالِثَۃَ اِقْرَأْہُ عَلٰی سَبْعَۃِ أَحْرُفٍ (مسلم)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص داخل ہوکر نماز پڑھنے لگا۔ اس نے ایک ایسی قراءت پڑھی جو مجھے اجنبی معلوم ہوئی۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کی قراءت سے مختلف ایک اور قراءت پڑھی۔ جب ہم نے نماز ختم کرلی تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے ایک ایسی قراءت پڑھی ہے جو مجھے اجنبی معلوم ہوئی۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا۔ اس نے پہلے کی قراءت سے مختلف ایک دوسری قراءت پڑھی۔ اس پر آپ نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے قراءت کی تو حضور ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی۔ اس پر میرے دل میں تکذیب کے ایسے وسوسے آنے لگے کہ جاہلیت میں بھی ایسے خیالات نہیں آئے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے میری حالت دیکھی تو میرے سینے پر (اپنا ہاتھ) مارا جس سے میں پسینہ میں شرابور ہوگیا اور خوف کی حالت میں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابی پروردگار نے میرے پاس پیغام بھیجا تھا کہ میں قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں۔ میں نے جواب میں درخواست کی کہ میری امت پر آسانی فرمائیے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ پیغام بھیجا کہ میں قرآن دو حرفوں پر پڑھوں۔ میں نے جواب میں درخواست کی کہ میری امت پر آسانی فرمائیے تو اللہ تعالیٰ نے تیسری بار پیغام بھیجا کہ میں اسے جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے تین حرفوں پر پڑھوں۔ میں نے جواب میں درخواست کی میری امت پر آسانی فرمائیے تو اللہ تعالیٰ نے چوتھی بار پیغام بھیجا کہ میں (اسے) سات حرفوں پر پڑھوں۔

عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ عِنْدَ أَضَاۃِ بَنِیْ غِفَارٍ قَالَ فَأَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ ا □ ✦نَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُکَ الْقُرْآنَ عَلٰی حَرْفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللّٰہَ مُعَافَاتَہٗ وَ مَغْفِرَتَہٗ وَاَنَّ أُمَّتِیْ لَاتُطِیْقُ ذٰلِکَ. ثُمَّ أَتَاہُ الثَّانِیَۃَ فَقَالَ ا □ ✦نَّ

www.askfatwa.com

اللّٰهَ يَامُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلىٰ حَرْفَيْنِ فَقَالَ أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَأَنَّ أُمَّتِىْ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ ا ✦ نَّ اللّٰهَ يَامُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلىٰ ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللّٰهَ مَعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَأَنَّ أُمَّتِىْ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ ا ✦ نَّ اللّٰهَ يَامُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أَمَّتُكُ الْقُرْآنَ عَلىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوْا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوْا (مسلم)

نبی ﷺ بنوغفار کے تالاب کے پاس تھے آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو ایک حرف پر پڑھے۔اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اللہ سے عافیت اور مغفرت مانگتا ہوں میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے۔پھر جبرئیل علیہ السلام دوبارہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو دوحرفوں پر پڑھے۔آپ نے فرمایا میں اللہ سے عافیت اور مغفرت مانگتا ہوں میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے۔پھر وہ تیسری بار آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو تین حرفوں پر پڑھے۔آپ نے پھر فرمایا میں اللہ سے معافی اور مغفرت مانگتا ہوں میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے۔پھر وہ چوتھی بار آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن کو سات حرفوں پر پڑھے۔پس امت کے لوگ جس حرف پر پڑھیں گے ان کی قراءت درست ہوگی۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلَ فَقَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ ا ✦ نِّيْ بُعِثْتُ ا ✦ لىٰ أُمَّةٍ أُمِّيِّيْنَ مِنْهُمُ الْعَجُوْزُ وَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ وَالرَّجُلُ الَّذِىْ لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ قال يَا مُحَمَّدُ ا ✦ نَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ (ترمذی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات جبئیل علیہ السلام سے ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اے جبرئیل مجھے ایک ان پڑھ امت کی طرف بھیجا گیا ہے جس میں بوڑھیاں بھی ہیں اور بوڑھے بھی ہیں بچے بھی ہیں اور بچیاں بھی ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے سرے سے پڑھنا سیکھا ہی نہیں۔جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد (ﷺ) قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے۔

تنبیہ: امت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ مرادفات کی رعایت رسول اللہ ﷺ کے آخری دور میں ختم کردی گئی تھی۔محقق ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ولا شک ان القرآن نسخ منه و غيرفيه فى العرضة الاخيره فقد صح النص بذلک عن غير واحد من الصحابة و روينا باسناد صحيح عن زر بن حبيش قال قال لى ابن عباس اى القراء تين تقرأ قلت الاخيرة قال النبى ﷺ كان يعرض القرآن على جبرئيل عليه السلام فى كل عام مرة قال فعرض عليه القرآن فى العام الذى قبض فيه النبى ﷺ مرتين فشهد عبدالله يعنى ابن مسعود ما نسخ منه وما بدل. (النشرفى القراء ات العشر ص 32 ج ا)

”اس میں کوئی شک نہیں کہ عرضہ اخیرہ کے موقع پر قرآن پاک میں نسخ اور تبدیلی ہوئی۔اس کی تصریح متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ہم تک صحیح سند کے ساتھ زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پہنچا ہے کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کونسی قراءت پڑھتے ہو۔میں نے کہا آخری قراءت۔زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ ہر سال ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سنایا کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ نے دومرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سنایا اس موقع پر جو کچھ منسوخ ہوا اور جو

www.askfatwa.com

تبدیلی کی گئی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے شاہد تھے۔

لغت قریش ہی میں قرآن سات طریقے سے نازل ہوا

ا□ ✦ نَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ یَوْمًا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَذْكُرُ اللّٰهَ رَجُلاً سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ا□ ✦ نَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ لَمَا قَامَ فَقَامُوْا حَتّٰی لَمْ یُحْصَوْا فَشَهِدُوْا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ فَقَالَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ وَأَنَا أَشْهَدُ مَعَهُمْ (مسند ابو یعلی)

ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب کہ وہ منبر پر تھے کہا میں اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا اور وہ تمام حروف کافی وشافی ہیں کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ تو بے شمار لوگ کھڑے ہو گئے اور ان سب نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے اور وہ سب حروف کافی وشافی ہیں تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔

ا□ ✦ نَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِیْمٍ یَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِیْ حَیَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهٖ فَا□ ✦ ذَا هُوَ یَقْرَءُ عَلٰی حُرُوْفٍ كَثِیْرَةٍ لَمْ یُقْرِءْنِیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهٗ فِی الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰی سَلَّمَ ثُمَّ لَبَبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ اَوْ بِرِدَائِیْ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَاَکَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فَقَالَ اَقْرَأَنِیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ ا□ ✦ نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَأَنِیْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُكَ تَقْرَءُ هَا فَانْطَلَقْتُ أَقُوْدُهٗ ا□ ✦ لٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ا□ ✦ نِّیْ سَمِعْتُ هٰذَا یَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰی حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِءْنِیْهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِیْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْسِلْهُ یَا عُمَرُ. اِقْرَأْ یَا هِشَامُ فَقَرَأَ هٰذِهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُهٗ یَقْرَؤُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦ نَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَأُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ہشام بن حکیم (رضی اللہ عنہ) کو سورت فرقان پڑھتے سنا۔ میں نے جب ان کی قراءت کی طرف کان لگائے تو وہ ایسے بہت سے حروف پر پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر جھپٹ پڑوں لیکن میں نے انتظار کیا یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیر لیا۔ پھر میں نے ان کو ان کی (یا فرمایا اپنی) چادر سے کھینچا اور پوچھا تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ سورت مجھے رسول اللہ نے پڑھائی۔ میں نے ان سے کہا کہ تم غلط کہتے ہو۔ اللہ کی قسم یہ سورت جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے۔ پھر میں ان کو کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میں نے ان کو سورت فرقان ان حروف پر پڑھتے ہوئے سنا جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے حالانکہ آپ ہی نے مجھے سورہ فرقان پڑھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر ان کو چھوڑ دو۔ پھر فرمایا اے ہشام تم پڑھو تو انہوں نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا (یہ سورت) اسی طرح نازل کی گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے لہٰذا تم (ان حروف میں سے) جو چاہو پڑھو۔

نازل شدہ سات حروف سے مراد

ان سے مراد قراءت کی سات نوعیتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- اسماء کا اختلاف جس میں افراد، تثنیہ وجمع اور تذ کیر وتانیث دونوں کا اختلاف داخل ہے مثلاً تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّکَ اور تَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّکَ . کلمة واحد ہے اور کلمات جمع ہے۔

2- افعال کا اختلاف یعنی ماضی، مضارع اور امر کا اختلاف مثلاً رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا بھی ہے۔ اور رَبُّنَا بَعَّدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا بھی ہے۔ بَاعِدْ امر ہے جب کہ بَعَّدَ فعل ماضی ہے۔

3- اعراب یعنی حرکتوں کا اختلاف مثلاً لَا يُضَارَّ (راء کی فتحہ کے ساتھ) كَاتِبٌ اور لَا يُضَارُّ (راء کے ضمہ کے ساتھ) كَاتِبٌ.

4- الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف مثلاً وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى بھی ہے یعنی مَا خَلَقَ کے الفاظ کے ساتھ اور وَالذَّكَرِ وَ الْاُنْثٰى بھی ہے یعنی مَا خَلَقَ کے الفاظ کے بغیر۔

5- الفاظ کے مقدم ومؤخر ہونے کا اختلاف مثلاً جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ بھی ہے اور جَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ بھی ہے۔

6- لفظ بدل کر ہو مثلا نُنْشِزُهَا بھی ہے اور نُنْشِرُهَا بھی ہے۔

7- لہجوں کا اختلاف جس میں تفخیم وترقیق (یعنی حرف کو موٹا یا باریک پڑھنا) اور مد وقصر (حرف کو لمبا کرنا یا نہ کرنا) اور اظہار و ادغام اور امالہ سب شامل ہیں مثلاً مُوْسٰى بھی ہے اور مُوْسے بھی ہے۔

ان سات قسم کے اختلافات میں چونکہ کوئی خاص ترتیب واجب نہیں تھی اس لئے خیر القرون میں ائمہ قراءت نے شرائط کی پابندی کرتے ہوئے اپنی اپنی ترتیب دی مثلاً کسی نے کسی اختلاف کی ایک صورت کو لیا کسی نے دوسری کو۔ اسی طرح اختلاف کی باقی نوعیتوں میں کسی نے کوئی صورت لی کسی نے کوئی۔ اس طرح سے پڑھنے یعنی قراءت کرنے کی بہت سی ترتیبیں بن گئیں۔ ان میں سے دس اب تک تواتر سے موجود ہیں جن میں سے سات زیادہ مشہور ہیں اور یہ سبعہ قراء ات اور عشرہ قراءات کہلاتی ہیں۔

نازل شدہ سات حروف کے چند فوائد

1- امت کے لئے خصوصاً اہل عرب کے لئے سہولت وآسانی جو خاص طور سے لہجوں میں نمایاں ہے۔

2- حکم کا بیان۔

قرآن پاک میں ہے: وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ کی قراءت میں ہے۔ وَلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِنْ اُمٍّ. اس قراءت میں مِنْ اُمٍّ کے زائد ہونے سے ظاہر ہوا کہ مذکورہ حکم میں بھائی بہنوں سے ماں شریک بھائی بہن مراد ہیں۔

3- دو مختلف حکموں کو جمع کرنا۔

مثلاً قرآن پاک میں ہے۔ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ. يطهرن ایک قراءت میں طاء کے سکون کے ساتھ ہے اور دوسری قراءت میں طا کی تشدید کے ساتھ ہے۔ مشدد کا صیغہ عورتوں کے حیض سے طہارت میں مبالغہ کا معنی دیتا ہے جس سے یہ بات حاصل ہوئی کہ قربت سے پہلے ایک تو عورت حیض سے پاک ہو جائے اور دوسرے وہ غسل بھی کر لے۔

www.askfatwa.com

4- دومختلف حالتوں میں دومختلف شرعی حکموں پر دلالت

قرآن پاک میں ہے۔فَاغْسِلُوْا وُجُوْ هَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ ا ✦ لَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَ أَرْجُلِكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

اس آیت میں ارجلکم کے لام پر ایک قراءت میں نصب ہے،اور دوسری قراءت میں جر ہے۔

نصب کی صورت میں پاؤں دھونے کا حکم ہے جس وقت پاؤں ننگے ہوں اور جر کی صورت میں مسح کرنے کا حکم ہے جب کہ پاؤں پر چمڑے کے موزے پہنے ہوئے ہوں۔ نبی ﷺ نے ان دونوں حکموں کو اسی طرح بتایا ہے۔

5-جومراد نہ ہو اس کے وہم کا دفعیہ۔

آیت ہے۔يَا أَيُّهَا لَّذِيْنَ آمَنُوْا ا ✦ ذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا ا ✦ لٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

اور دوسری قراءت میں ہے۔فَامْضُوْا ا ✦ لٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

فَاسْعَوْا سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ تیز تیز چلنے کا حکم ہے حالانکہ وہ مراد نہیں ہے۔اس وہم کا دفعیہ فَامْضُوْا کے لفظ سے ہو گیا۔کیونکہ اس کے معنی میں تیزی اور سرعت شامل نہیں ہے۔

6- کسی لفظ کا بیان

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ اور ایک اور قراءت میں ہے كَالصُّوْفِ الْمَنْفُوْشِ دوسری قراءت سے معلوم ہوا کہ عھن سے مراد صوف (اون) ہے۔

7- کسیعقیدے کی وضاحت

جنت کے بارے میں آیت ہے. وَا ✦ ذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْمًاوَّ مُلْكًا كَبِيْرًا

ایک قراءت میں ملکا کی میم کا ضمہ اور لام کا سکون ہے جب کہ دوسری قراءت میں میم کا فتحہ اور لام کا کسرہ ہے۔دوسری قراءت سے جنت میں مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونا ثابت ہوا کیونکہ الفاظ یہ بنے مَلِكاً كَبِيْرًا یعنی تم جنت میں بڑے بادشاہ کو دیکھو گے۔

رسول اللہ ﷺ کا پورا قرآن لکھوانا

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ ا ✦ ذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَخَذَتْهُ بُرَحَاءُ شَدِيْدَةٌ وَعَرِقًا مِثْلَ الْجُمَّانِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَكُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِ بِقِطْعَةِ الْكَتِفِ أَوْ كِسْرَةٍ فَأَكْتُبُ وَهُوَ يُمْلِيْ عَلَيَّ فَمَا أَفْرُغُ حَتّٰى تَكَادُ رِجْلِيْ تَنْكَسِرُ مِنْ نَقْلِ الْقُرْاٰنِ حَتّٰى أَقُوْلَ لَا أَمْشِيْ عَلٰى رِجْلِيْ أَبَداً فَإِذَا فَرَغْتُ قَالَ اِقْرَأْ فَأَقْرَأُهُ فَا ✦ نْ كَانَ فِيْهِ سِقْطٌ أَقَامَهُ ثُمَّ أَخْرَجَ بِهِ ا ✦ لَى النَّاسِ (طبرانی)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی کی کتابت کرتا تھا۔جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو سخت گرمی لگتی تھی اور آپ (کے جسم) پر موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے ڈھلکتے۔پھر آپ سے یہ کیفیت ختم ہو جاتی تو میں مونڈھے کی کوئی ہڈی یا (کسی اور چیز کا) ٹکڑا لے کر خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ لکھواتے جاتے اور میں لکھتا جاتا یہاں تک کہ ابھی لکھ کر فارغ نہ ہوا ہوتا کہ قرآن کی نقل کے بوجھ سے (مجھے ایسا محسوس ہوتا جیسے) میری ٹانگ ٹوٹنے والی ہے اور میں خیال کرتا کہ میں کبھی چل نہیں سکوں گا اور جب میں لکھ کر فارغ ہو جاتا تو آپ فرماتے کہ (لکھا ہوا) پڑھو۔میں پڑھ کر سناتا۔اگر اس میں کوئی فروگزاشت ہوتی تو آپ اس کی اصلاح فرما دیتے اور پھر

اسے لوگوں کے سامنے لے آتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ مَاحَمَلَكُمْ عَلٰى أَنْ عَمَدْتُمْ ا□ ٰى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِيْ وَا□ ✦ لٰى بَرَاءَةٍ وَهِيَ مِنَ الْمِئِيْنَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوْا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُمُوْهَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ رضى الله عنه كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يَاتِيْ عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَ هُوَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ فَكَانَ ا□ ✦ ذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا...... وَكَانَتِ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَائِلِ مَا نَزَلَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَائَةُ مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ نُزُوْلاً وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا فَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ وَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ (ترمذی و نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا وجہ ہوئی کہ آپ نے سورہ انفال کو لیا جو کہ مثانی میں سے (یعنی سو سے کم آیتوں والی سورتوں میں سے ہے اور سورہ براءت کو لیا جو کہ مئین میں سے ہے (یعنی ان سورتوں میں سے ہے جن کی آیتیں سو سے زائد ہیں) اور آپ نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی۔ اور ان کو (شروع کی) سات طویل سورتوں میں رکھ دیا۔ (جواب میں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایسا وقت بھی آتا تھا جس میں متعدد آیتوں والی سورتیں نازل ہوتی تھیں۔ تو جب آپ پر کچھ آیات نازل ہوتی تھیں تو آپ کسی (وحی) لکھنے والے کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیتوں کو اس سورت میں لکھو جس میں یہ یہ باتیں ذکر ہیں۔ سورہ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ منورہ میں شروع شروع میں نازل ہوئیں اور سورہ براءت نزول کے اعتبار سے قرآن کی آخری سورت ہے۔ اور چونکہ سورہ براءت کا مضمون سورہ انفال کے مضمون کے مشابہ ہے (کہ دونوں میں جہاد کا مضمون ہے) اس لئے میں نے خیال کیا کہ سورہ براءت سورہ انفال کا حصہ ہے (اگرچہ) نبی ﷺ نے اپنی وفات تک بیان نہیں کیا تھا کہ سورہ براءت سورہ انفال کا حصہ ہے (یا اس سے الگ ہے)۔ اسی وجہ سے میں نے ان دونوں سورتوں کو اکٹھا کر دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر بھی نہیں لکھی۔

اس کے علاوہ اور حضرات کے پاس اپنے مکمل نسخے بھی تھے

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضى الله عنه مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ أَبُوْزَيْدٍ (بخاری)

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں کس کس نے قرآن جمع کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا چار افراد نے جو کہ سب کے سب انصار میں سے تھے۔ ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔

فائدہ: عہد رسالت میں قرآن پاک کا ایک نسخہ تو وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگرانی میں لکھوایا تھا۔ وہ کتابی شکل میں نہ تھا بلکہ متفرق پارچوں کی شکل میں تھا وہ بھی مختلف صحابہ کے پاس متفرق طور پر محفوظ تھا۔ اس کے علاوہ بعض حضرات کے پاس کل یا بعض قرآن جمع تھا۔ یہ سلسلہ اسلام کے بالکل ابتدائی دور سے جاری تھا جس کی شہادت اس بات سے ملتی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو چکے ہیں تو وہ غصہ میں بھرے ہوئے ان کے گھر پہنچے۔ اس وقت ان لوگوں کے سامنے ایک صحیفہ رکھا ہوا تھا

www.askfatwa.com

جس میں سورہ طٰہٰ کی آیات درج تھیں اور حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ انہیں پڑھا رہے تھے۔

ii-بہت سے صحابہ پورے قرآن پاک کے حافظ تھے جن میں سے چند ایک یہ ہیں

1- حضرت ابوبکرؓ
2- حضرت عمرؓ
3- حضرت عثمانؓ
4- حضرت علیؓ
5- حضرت طلحہؓ
6- حضرت سعدؓ
7- حضرت ابوہریرہؓ
8- حضرت حذیفہ بن یمانؓ
9-حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ
10- حضرت عمرو بن عاصؓ
11-حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
12- حضرت عبداللہ بن عمرؓ
13- حضرت عبداللہ بن عباسؓ
14- حضرت عبداللہ بن عمروؓ
15- حضرت اللہ بن زبیرؓ
16- حضرت عبداللہ بن سائبؓ
17-حضرت معاذ بن جبلؓ
18- حضرت ابی بن کعبؓ
19- حضرت عقبہ بن عامرؓ
20- حضرت معاویہؓ
21- حضرت عائشہؓ
22- حضرت حفصہؓ
23- حضرت ام سلمہؓ
24- حضرت ام ورقہؓ
25- حضرت انس بن مالکؓ
26- حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ
27- حضرت تمیم داریؓ
28- حضرت زید بن ثابتؓ
29- حضرت ابوزیدؓ
30- حضرت ابودرداءؓ

تنبیہ: اگر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خود پورا قرآن پاک لکھا ہوا تھا تو جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تو ان کو اس میں شروع میں تردد کیوں رہا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انفرادی طور پر جمع کرنے کی اجازت تو نبی ﷺ کے دور میں بھی تھی اس لئے بہت سے لوگوں کے پاس غیر مکمل مجموعے تھے لیکن خود نبی ﷺ نے سرکاری طور پر اس کو جمع نہیں کیا تھا۔ اس لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سرکاری اہتمام کے ساتھ جمع کرنے میں تردد ہوا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع قرآن

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن پاک متفرق اشیاء پر لکھا ہوا تھا جو خود یکجا نہیں تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان منتشر حصوں کو یکجا کر کے محفوظ کیا۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ أَرْسَلَ ا □ ✦ لَیَّ اَبُوْبَکْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْیَمَامَةِ فا □ ✦ ذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ. قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ ا □ ✦ نَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ ا □ ✦ نَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَا □ ✦ نِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَیَذْهَبُ کَثِیْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَا □ ✦ نِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ کَیْفَ تَفْعَلُ مَالَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَیْرٌ. فَلَمْ یَزَلْ عُمَرُ یُرَاجِعُنِیْ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِیْ لِذٰلِکَ وَرَاَیْتُ فِیْ ذٰلِکَ الَّذِیْ رَاٰی عُمَرُ. قَالَ زَیْدٌ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ ا □ ✦ نَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُکَ وَقَدْ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَ اللّٰهِ لَوْکَلَّفُوْنِیْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَاکَانَ اَثْقَلَ عَلَیَّ مِمَّا اَمَرَنِیْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ. قُلْتُ کَیْفَ تَفْعَلُوْنَ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ اَبُوْبَکْرٍ یُرَاجِعُنِیْ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ. فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ

www.askfatwa.com

وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ ...... فكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِیْ بَكْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ

(بخاری)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگ یمامہ کے فوراً بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک روز مجھے پیغام بھیج کر بلوایا۔ میں ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے قراء (جو کہ حفاظ بھی تھے ان) کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی ہے اور مختلف مقامات پر اگر قراء کی بڑی جماعت شہید ہوتی رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کا ایک بڑا حصہ ناپید نہ ہو جائے اور میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں (اور اس کام کو شروع کروا دیں)۔ میں نے عمر سے کہا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تم اسے کیسے کرو گے۔ عمر نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ کام خیر ہے اور وہ بار بار مجھ سے اس کا کہتے رہے یہاں تک اللہ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور (اب) میری رائے بھی وہی ہے جو عمر کی رائے ہوئی۔ اور تم نوجوان اور سمجھدار آدمی ہو، ہمیں تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں ہے۔ تم رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھتے رہے ہو لہٰذا تم قرآن کو تلاش کرو اور اس کو جمع کرو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو ڈھونے کا حکم دیتے تو وہ مجھ پر اس کام سے زیادہ بھاری نہ ہوتا جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا آپ لوگ اسے کیسے کرتے ہیں۔ (اس پر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ کام اللہ کی قسم خیر ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مجھ سے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے اس نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا۔ تو میں نے قرآن کو کھجور کے پتوں اور پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں میں تلاش کیا اور وہاں سے اس کو جمع کیا...... پھر یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس رہے پھر حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

فائدہ: چونکہ نبی ﷺ کے لکھوائے ہوئے اجزاء متفرق طور پر مختلف صحابہ کے پاس محفوظ تھے اس لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا کہ جس شخص کے پاس نبی ﷺ کی لکھائی ہوئی قرآن پاک کی کوئی آیات ہوں وہ ان کو ان کے پاس لے آئے۔ پھر وہ مندرجہ ذیل طریقوں سے ان کی تصدیق کرتے۔

1- حضرت زید بن ثابت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اپنے یاد کئے ہوئے سے اس کی توثیق کرتے۔ یاد رہے کہ یہ دونوں حضرات مکمل قرآن پاک کے حافظ تھے۔

2- لکھی ہوئی آیت اس وقت قبول کی جاتی تھی جب دو گواہ اس بات کی گواہی دیتے کہ یہ آیت نبی ﷺ کے سامنے لکھی گئی تھی۔

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ ا □ ✦ نَّ أَبَابَكْرٍ قَالَ لِعُمَرَ وَلِزَيْدٍ اُقْعُدَا عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَمَنْ جَاءَ كُمَا بِشَاهِدَيْنِ عَلٰى شَیْءٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَاكْتُبَاهُ (ابو داؤد)

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ اور جو شخص تمہارے پاس قرآن کی کسی آیت پر دو (معتبر) گواہ لے کر آئے تو تم اس آیت کو لکھ لو۔

3- ان کا تقابل ان مجموعوں کے ساتھ کیا جاتا جو مختلف صحابہ کے پاس لکھے ہوئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع قرآن

www.askfatwa.com

پیچھے یہ بات گزر چکی ہے کہ قرآن لغت قریش ہی میں سات حروف یعنی قراءت کی سات نوعیتوں پر نازل ہوا ہے۔ بہت سے عوام کو اس کا علم نہ ہوا اور وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے اور ہر ایک اپنی قراءت کو صحیح اور دوسرے کی قراءت کو غلط کہنے لگے۔

عَنْ أَبِیْ قَلَابَۃَ أَنَّہٗ قَالَ لَمَّا کَانَتْ خِلَافَۃُ عُثْمَانَ جَعَلَ الْمُعَلِّمُ یُعَلِّمُ قِرَاءَ ۃَ الرَّجُلِ وَالْمُعَلِّمُ یُعَلِّمُ قِرَاءَ ۃَ الرَّجُلِ فَجَعَلَ الْغِلْمَانُ یَلْتَقُوْنَ فَیَخْتَلِفُوْنَ حَتّٰی ارْتَفَعَ ذٰلِکَ ا□✦لَی الْمُعَلِّمِیْنَ حَتّٰی کَفَّرَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا فَبَلَغَ ذٰلِکَ عُثْمَانَ فَخَطَبَ فَقَالَ أَنْتُمْ عِنْدِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فَمَنْ نَأٰی عَنِّیْ مِنَ الْأَمْصَارِ أَشَدُّ اِخْتِلَافًا (ابن ابی داؤد فی المصاحف)

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا تو ایک معلم کسی ایک قاری کی قراءت سکھاتا اور دوسرا معلم دوسرے قاری کی قراءت سکھاتا۔ پھر جب لڑکے باہم ملتے (اور آپس میں اپنی اپنی سیکھی ہوئی قراءت کا ذکر کرتے) تو ان میں آپس میں اختلاف ہوتا یہاں تک کہ یہ اختلاف ان کے اساتذہ تک پہنچ جاتا (اور وہ بھی چونکہ قراءت کے اختلاف کی حقیقت سے باخبر نہ تھے اس لئے وہ ایک دوسرے کو قرآن میں تحریف کا مرتکب خیال کرتے) یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے۔ یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے (ایک مرتبہ لوگوں کو اکٹھا کیا اور انکو اختلاف کی صحیح نوعیت سے باخبر کیا اور) فرمایا تم میرے پاس ہوتے ہوئے اختلاف میں پڑ گئے ہو تو جو مجھ سے دور کے رہنے والے ہیں وہ تو اور زیادہ اختلاف میں ہونگے۔

عَنِ ابْنِ شِہَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ حَدَّثَہٗ أَنَّ حُذَیْفَۃَ بْنَ الْیَمَانِ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَکَانَ یُغَازِیْ أَھْلَ الشَّامِ فِیْ فَتْحِ أَرْمِیْنِیَۃَ وَأَذْرَبِیْجَانَ مَعَ أَھْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَیْفَۃَ اِخْتِلَافُھُمْ فِی الْقِرَاءَ ۃِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ لِعُثْمَانَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ أَدْرِکْ ھٰذِہِ الْأُمَّۃَ قَبْلَ أَنْ یَّخْتَلِفُوْا فِی الْکِتَابِ اِخْتِلَافَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰی حَفْصَۃَ أَنْ أَرْسِلِیْ ا□✦لَیْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُھَا فِی الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّھَا ا□✦لَیْکِ. فَأَرْسَلَتْ بِھَا حَفْصَۃُ ا□✦لٰی عُثْمَانَ. فَأَمَرَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ وَسَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ ھِشَامٍ …… حَتّٰی ا□✦ذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِی الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ اِلٰی حَفْصَۃَ فَأَرْسَلَ ا□✦لٰی کُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاہُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ کُلِّ صَحِیْفَۃٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ یُّحْرَقَ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ آرمینیا اور آذر بائیجان کے محاذ پر جہاد میں مشغول تھے۔ وہاں کے لوگوں میں قراءت کے اختلاف نے ان کو خوفزدہ کر دیا۔ (جب وہ جہاد سے واپس آئے) تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین قبل اس کے کہ یہ امت اللہ کی کتاب کے بارے میں یہود و نصاری کی طرح اختلافات کا شکار ہو آپ اس کا کچھ تدارک (وعلاج) کیجئے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا بات کیا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں آرمینیہ کے محاذ پر جہاد میں مشغول تھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ شام کے لوگ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتے ہیں جو اہل عراق نے نہیں سنی ہوتی اور اہل عراق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتے ہیں جو اہل شام نے نہیں سنی ہوتی۔ اس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں)۔ حضرت عثمان نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ آپ کے پاس (حضرت ابوبکر کے زمانے کے) جو صحیفے موجود ہیں وہ ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم ان کو مصاحف میں نقل کر کے آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے حضرت عثمان کو بھیج دیئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث ہشام

رضی اللہ عنہم (پر مشتمل ایک جماعت) کو (اس کام کا) حکم دیا۔ جب ان حضرات نے (سات) مصاحف میں صحیفوں کو نقل کر لیا تو حضرت عثمان نے صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس بھجوا دیئے۔ مصاحف مختلف اطراف میں بھجوا دیئے گئے۔ (یعنی ایک مکہ مکرمہ، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بصرہ اور ایک کوفہ بھیج دیا گیا۔ اور ایک مدینہ منورہ میں رکھا گیا جس کو امام کہا جاتا ہے) نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اب پچھلے تمام مصاحف اور صحیفے جلا دیئے جائیں (جن میں صرف ایک ہی قراءت کا احتمال تھا باقی کا نہیں تھا۔ جلانے کی صورت یہ کی گئی کہ ان کو پانی میں رکھا گیا۔ جب ان کی سیاہی پانی میں حل ہوگئی اور کاغذ صاف ہوگیا تو اس کاغذ کو جلا دیا گیا)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیگر مصاحف کو جو جلانے کا حکم دیا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت دیگر صحابہ کے اتفاق رائے سے دیا۔ اسی وجہ سے جب بعض پروپیگنڈہ کرنے والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر قرآن کو جلانے کا الزام لگایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی صفائی پیش کی۔

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفْلَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ يَقُوْلُ يَا مَعْشَرَ النَّاسِ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَ ا ✦يَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِیْ عُثْمَانَ وَ قَوْلَكُمْ حَرَّاقُ مَصَاحِفَ فَوَاللّٰهِ مَا حَرَّقَهَا ا ✦لَّا عَنْ مَلَأٍ مِنَّا أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (ابوبكر الأنباری)

حضرت سوید بن غفلہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور عثمان کے بارے میں غلو کرنے سے بچو اور ان کے بارے میں یہ کہنے سے اجتناب کرو کہ وہ مصاحف کو جلانے والے ہیں کیونکہ اللہ کی قسم انہوں نے ہمارے مشورے سے ایسا کیا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ رضی الله عنه لَوْ كُنْتُ الْوَالِی وَقْتَ عُثْمَانَ لَفَعَلْتُ فِی الْمَصَاحِفِ مِثْلَ الَّذِیْ فَعَلَ عُثْمَانُ. (مناهل العرفان)

عمر بن سعید کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر عثمان کی جگہ میں خلیفہ ہوتا تو مصاحف کے بارے میں وہی کچھ کرتا جو عثمان (رضی اللہ عنہ) نے کیا۔

www.askfatwa.com

باب: 8

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ایک وہ حضرات ہیں جن کو ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی صرف زیارت نصیب ہوئی اور دوسرے وہ ہیں جن کو آپ ﷺ کی مختلف مقدار میں معتد بہ صحبت بھی حاصل ہوئی۔ پھر جب دونوں قسم کے حضرات مرتے دم تک ایمان پر رہے تو اگر چہ دونوں کے باہمی درجوں اور رتبوں میں بڑا فرق ہے لیکن دونوں ہی کو وہ مقام حاصل ہے جو امت میں کسی اور کو حاصل نہیں۔

وجہ یہ ہے کہ جیسے لوہے میں جب مقناطیسی اثر ہو تو اس کے مقناطیسی وصف کا ایک دائرہ اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح آدمی کے اچھے برے اوصاف کا بھی دائرہ اثر ہوتا ہے۔ نیکوں کی صحبت میں آدمی نیک بنتا ہے بروں کی صحبت سے برا بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **نُـصِـرْتُ بِـالـرُّعْـبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ (مسلم)** یعنی مجھ میں ایسا رعب اور ایسی ہیبت رکھی گئی ہے کہ ایک مہینے کی مسافت (تقریباً **800** کلومیٹر) تک اس کا اثر دشمنوں کے دلوں پر پڑتا ہے۔ تو آپ ﷺ کو ایمان ویقین کا جو وصف حاصل تھا وہ چونکہ کمال کے انتہائی درجے کا تھا تو جو لوگ مسلمان ہو کر اور یقین و معرفت کی اثر پذیری کی صلاحیت کو بیدار کر کے آپ کی مجلس میں آتے یا آپ کے قریب آتے تو ان کے دلوں پر آپ ﷺ کے ایمان و یقین کا انتہائی قوی اثر پڑتا اور محض آپ کی زیارت ہی سے وہ ایمان ویقین اور معرفت کے بلند درجوں کو پا لیتے تھے۔ اس کی وجہ سے ان میں خدا و رسول کی اطاعت کا جذبہ، اخروی محاسبہ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا استحضار یہ باتیں اعلیٰ درجہ میں پیدا ہو جاتی تھیں اور یہ بڑے ذمہ دار قسم کے لوگ بن جاتے تھے۔ بے فکری لا ابالی پن اور غیر ذمہ دارانہ روش سے دور ہو جاتے تھے۔

اگر چہ یہ حضرات گناہوں سے معصوم تو نہیں ہو گئے تھے لیکن اگر کسی سے اتفاق سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تھا تو بے چین ہو جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اخروی محاسبہ کے ڈر سے فوراً ہی توبہ حاصل کرنے کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرتے تھے۔

پھر جن لوگوں کو نبی ﷺ کی صحبت و تربیت کا جتنا زیادہ حصہ ملتا رہا اتنے ہی زیادہ وہ کندن ہوتے رہے۔

کوئی غیر صحابی کسی ادنی صحابی کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا

عَنْ عِـمْـرَانَ بْـنِ حُـصَـيْـنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ أُمَّتِىْ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ ا□ ✦نَّ بَـعْـدَهُـمْ قَـوْمـاً يَّشْهَـدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَـدُوْنَ وَيَـخُـوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَايَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ (بخاری و مسلم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانے والے ہیں (جنہوں نے ایمان قبول کیا اور کم از کم میری زیارت سے سرفراز ہوئے) پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ ہیں جو ان (دوسروں) کے بعد ہوں گے (کیونکہ ان کو ایمان ویقین اور معرفت خداوندی کا وافر حصہ حاصل ہے اور مجموعی طور سے لوگوں میں اخروی محاسبہ کا خوف ہے اور ان میں فکر اور

www.askfatwa.com

احساس ذمہ داری ہے۔ پہلے طبقہ میں یہ باتیں سب سے زیادہ ہوں گی ان کے بعد والوں میں ان سے کچھ کم اور ان کے بعد والوں میں کچھ اور کم۔ پھر ان (تین طبقوں) کے بعد (ان اوصاف میں زیادہ کمی ہو کر لوگوں میں اخروی محاسبہ سے بے فکری، لا ابالی پن اور غیر ذمہ دارانہ روش کا غلبہ ہونے لگے گا اور ان میں) ایسے لوگ ہونے لگیں گے جو بلا طلب ہی گواہی دینے پر جرات کریں گے اور امانت میں خیانت کریں گے اور (لوگوں میں بھی) انکو امانتدار نہ سمجھا جائے گا اور نذر مانیں گے لیکن پورا نہیں کریں گے اور ان (کو کھانے پینے کا زیادہ شوق ہوگا اور اس میں افراط کریں گے کہ اس کی وجہ سے ان) میں موٹاپا آنے لگے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ بُسْرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ و آمَنَ بِیْ وَلِمَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ وَلِمَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ وَ آمَنَ بِیْ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعادت ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر (صحیح صحیح) ایمان رکھا اور اس شخص کے لئے جس نے میری زیارت کرنے والے کو دیکھا اور اس کے لئے جس نے میری زیارت کرنے والے کی زیارت کرنے والے کو دیکھا اور (ان سب نے) مجھ پر (صحیح صحیح) ایمان رکھا۔ ان کے لئے سعادت ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔

کوئی صحابی جہنم میں نہ جائے گا

جب یہ حضرات اس قدر ایمان ویقین والے تھے اور فکر و ذمہ داری کا اس قدر احساس رکھتے تھے کہ اگر اتفاق سے کوئی گناہ ہو بھی جاتا تھا تو ہر قسم کی قربانی دے کر فوراً توبہ کرتے تھے۔ تو ان کے اوپر ایسے گناہ ہی نہ ہوتے تھے کہ جن کی وجہ سے ان کو جہنم میں جانا پڑے۔

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مَنْ رَاٰنِیْ أَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جہنم کی آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میری زیارت کرنے والے کو دیکھا۔

اہل علم صحابہ معیار حق ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

أُولٰئِکَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ کَانُوْا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوْباً وَأَعْمَقَهَا عِلْماً وَأَقَلَّهَا تَکَلُّفاً اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِیِّهٖ وَلا□ ✦ قَامَةِ دِیْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰی أَثْرِهِمْ وَتَمَسَّکُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِیَرِهِمْ فَا□ ✦ نَّهُمْ کَانُوْا عَلَی الْهُدٰی الْمُسْتَقِیْمِ. (مشکوة)

یہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب ہیں۔ یہ اس امت کے سب سے افضل حضرات تھے، ان کے دل سب سے زیادہ نیک تھے (کہ ایمان اخلاص اور اطاعت سے بھرے تھے) اور ان کا علم بہت ہی گہرا تھا۔ ان میں تکلف نام کو نہ تھا۔ (بلکہ سادگی تھی اس لئے جیسا مل گیا کھا پی لیا اور پہن لیا۔ ان میں یہ نہیں تھا کہ کھائیں گے تو بس اچھا ہی کھائیں گے اور پہنیں گے تو اچھا ہی پہنیں گے بلکہ اچھا مل گیا اس کو استعمال کر لیا گھٹیا مل گیا تو اس میں بھی عار نہیں کیا۔ لایعنی اور فضول باتوں سے پرہیز کرتے تھے، شور وغل نہ کرتے تھے۔ اہل علم حضرات بھی اپنے علم کے جتانے کی کوشش نہ کرتے تھے اور کوئی بات معلوم نہ ہوتی تو صاف کہہ دیتے کہ معلوم نہیں، بات بنانے کی کوشش نہ کرتے) اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لئے اختیار کیا تو تم ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو اور اپنی طاقت بھر ان کے

www.askfatwa.com

اخلاق اوران کی سیرت کا اتباع کرو کیونکہ وہ بالکل صحیح سیرت پر تھے۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِأَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (رزین)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تو تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے کامیاب ہوجاؤ گے۔

کمتر درجہ کے صحابہ کی فکر اور اخروی محاسبہ کا خوف

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِکٍ ا □ ✦ لَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ فَقَالَ وَیْحَکَ اِرْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ ا □ ✦ لَیْہِ فَرَجَعَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی ا □ ✦ ذَا کَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْمَ أُطَھِّرُکَ قَالَ مِنَ الزِّنَا ......فَأَمَرَبِهٖ فَرُجِمَ ...... فَلَبِثُوْا یَوْمَیْنِ أَوْثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِکٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْھُمْ. ثُمَّ جَاءَتْهُ اِمْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ ...... فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ فَقَالَ وَیْحَکِ اِرْجِعِیْ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰہَ وَتُوْبِیْ ا □ ✦ لَیْہِ فَقَالَتْ تُرِیْدُ أَنْ تُرَدِّدَنِیْ کَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِکٍ ا □ ✦ نَّھَا حُبْلٰی مِنَ الزِّنَا فَقَالَ أَنْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَھَا اِذْھَبِیْ حَتّٰی تَلِدِیْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ اِذْھَبِی فَأَرْضِعِیْهِ حَتّٰی تَفْطِمِیْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِیِّ فِیْ یَدِهٖ کِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ ھٰذَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَدْ فَطَمْتُهٗ وَقَدْ أَکَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِیَّ ا □ ✦ لٰی رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ثُمَّ أَمَرَبِھَا فَحُفِرَ لَھَا ا □ ✦ لٰی صَدْرِھَا وَأَمَرَالنَّاسَ فَرَجَمُوْھَا ...... فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ......فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَھَا صَاحِبُ مَکْسٍ لَغُفِرَلَهٗ ثُمَّ أَمَرَبِھَا فَصَلّٰی عَلَیْھَا وَدُفِنَتْ (مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ماعز بن مالک (جن سے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا سرزد ہوگیا تھا پھر پشیمان ہوئے تو ان کے سرپرست نے انہیں مشورہ دیا کہ نبی ﷺ کے پاس جا کر ذکر کرو۔ وہ تمہارے لئے استغفار کریں گے۔ زنا پر رجم کی حد لگنے کی تفصیل کا ان میں سے کسی کو بھی علم نہ تھا۔ اس مشورہ کے مطابق وہ) نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول مجھے (میرے جرم سے) پاک کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا ناس ہو۔ لوٹ جاؤ اور اللہ سے استغفار کرو اور اس سے توبہ کرو (اس سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں) ماعز بن مالک (اس وقت تو لوٹ آئے لیکن ان کی تسلی نہیں ہوئی اور) کچھ دیر بعد واپس آ گئے اور پھر کہا اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیجئے۔ نبی ﷺ نے ان کو پھر وہی جواب دیا۔ جب چوتھی مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کس جرم سے تمہیں پاک کروں۔ ماعز نے کہا زنا سے......(پوری تحقیق وتفتیش کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فیصلہ جاری کیا اور ماعز کو سنگسار کر دیا گیا۔ دو یا تین دن گذرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا ماعز بن مالک (کی بلندی درجات) کے لئے (دعا اور) استغفار کرو۔ انہوں نے تو ایسی بڑی توبہ کی کہ اگر اس کو ایک کثیر جماعت پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان سب کے لئے کافی ہوجائے...... پھر ایک موقع پر قبیلہ غامد کی ایک عورت آئی ......اور کہا یا رسول اللہ مجھے (میرے جرم سے) پاک کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا ناس ہو واپس چلی جاؤ اور اللہ سے استغفار کرو اور اس سے توبہ کرو۔ اس نے کہا آپ مجھے بھی اسی طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جیسے آپ نے ماعز بن مالک کو واپس لوٹایا تھا (لیکن میرا معاملہ ان سے مختلف ہے) اس بندی کو تو زنا سے حمل بھی ٹھہر گیا ہے۔ آپ نے پوچھا تم ہو۔ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے اس سے فرمایا (ابھی تو) جاؤ یہاں تک کہ تم بچہ جن لو۔ جب اس نے بچہ جن لیا (تو پھر آئی) آپ نے فرمایا (ابھی تو) جاؤ اور اس کو دودھ پلاؤ یہاں تک کہ (یہ

دودھ چھڑانے کی عمر کو پہنچ جائے اور) تم اس کا دودھ چھڑا لو۔ جب اس عورت نے بچے کا دودھ چھڑا دیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس بچے کو لے کر آئی۔ بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ آ کر اس نے کہا اے اللہ کے نبیؐ میں نے بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ روٹی کھانے لگا ہے (اب تو آپ مجھے پاک صاف کر دیجئے) بچہ ایک مسلمان کے سپرد کر دیا گیا۔ پھر آپ نے عورت کے بارے میں (رجم کا) حکم دیا۔ عورت کے سینے تک گڑھا کھودا گیا (جس میں اس کو کھڑا کیا گیا اور لوگوں کو حکم دیا گیا تو لوگوں نے اس کو سنگسار کر دیا...... پھر نبی ﷺ نے فرمایا...... قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی عظیم الشان توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا شخص (جو کہ انتہائی ظالم ہے کہ لوگوں کو پریشان کرتا ہے اور انکا مال ناجائز لیتا ہے خواہ وہ حاکم ہو یا حکومتی کارندہ ہو یا کوئی اور شخص ہو۔ ایسا شخص بھی) اگر اس جیسی توبہ کرتا تو اس کی بھی بخشش کر دی جاتی۔ پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں (اس کی تجہیز و تکفین کا) حکم دیا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کو دفن کر دیا گیا۔

بعد والے صحابہ کو اجازت نہیں کہ پہلے والے صحابہ کو ناراض کریں یا برا کہیں

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَتْ بَيْنَ أَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَأَغْضَبَ أَبُوْبَكْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضِباً فَاتَّبَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ يَسْئَلُهُ أَنْ يَّسْتَغْفِرَلَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى أَغْلَقَ بَابَهُ فِیْ وَجْهِهٖ ...... قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ ا□ ✦ ذْ اَقْبَلَ أَبُوْبَكْرٍ اٰخِذًا بِطَرْفِ ثَوْبِهٖ حَتّٰى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَأَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ ا□ ✦ نِّیْ كَانَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ شَیْءٌ فَأَسْرَعْتُ ا□ ✦ لَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَّغْفِرَ لِیْ فَأَبٰى عَلٰى ذٰلِكَ فَأَقْبَلْتُ ا□ ✦ لَيْكَ فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ ثُمَّ ا□ ✦ نَّ عُمَرَ نَدِمَ ...... عَلٰى مَاكَانَ مِنْهُ ...... فَأَتٰى مَنْزِلَ أَبِیْ بَكْرٍ فَسَأَلَ أَ ثَمَّ أَبُوْبَكْرٍ قَالُوْا لَا فَأَتَى النَّبِیَّ ﷺ) حَتّٰى سَلَّمَ وَجَلَسَ ا□ ✦ لَى النَّبِیِّ ﷺ وَقَصَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْخَبَرَ...... فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِیِّ ﷺ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُوْبَكْرٍ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمُ ...... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْ لِیْ صَاحِبِیْ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْ لِیْ صَاحِبِیْ ا□ ✦ نِّیْ قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ا□ ✦ نِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ا□ ✦ لَيْكُمْ جَمِيْعًا فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ صَدَقْتَ (بخاری)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے مابین کچھ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابوبکرؓ نے کسی بات سے عمر رضی اللہ عنہ کو ناراض کر دیا۔ عمرؓ غصہ (اور ناراضگی) میں پلٹ کر چل پڑے۔ ابوبکرؓ بھی ان کے پیچھے ہو لئے اور درخواست کرنے لگے کہ وہ (انکو معاف بھی کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے) ان کے لئے استغفار (بھی) کریں۔ لیکن عمرؓ نے ایسا نہ کیا حتیٰ کہ ان کے سامنے ہی اپنے (گھر کا) دروازہ بھی بند کر لیا۔ ابودرداءؓ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں سامنے سے ابوبکرؓ اپنے کپڑے کا ایک کنارہ اس طرح اٹھائے ہوئے نمودار ہوئے کہ ان کا ایک گھٹنا بھی کھل رہا تھا (یہ دیکھ کر) نبی ﷺ نے فرمایا (معلوم ہوتا ہے) تمہارے ان صاحب کا (کسی سے) جھگڑا ہوا ہے۔ ابوبکرؓ نے آ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ میرے اور عمر کے درمیان کچھ بات ہوگئی اور میں نے ان سے کچھ تیز گفتگو کی (جس کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہوگئے) پھر مجھے (اپنی بات پر) ندامت ہوئی اور میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے معاف کر دیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر اللہ تم کو معاف فرمائے۔ یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ فرمائے۔ ادھر عمرؓ کو (بھی) اپنے اس طرز عمل پر ندامت ہوئی تو وہ ابوبکرؓ کے گھر آئے اور پوچھا کہ کیا ابوبکر ہیں گھر والوں نے بتایا کہ نہیں ہیں۔ اس پر وہ (بھی) نبی

ﷺ کے پاس آئے اور سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے اور آپ کو واقعہ سنانے لگے۔اس پر رسول اللہ ﷺ (سخت غصہ ہوئے اور آپ) کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا یہاں تک کہ ابوبکرؓ کو اندیشہ ہوا اور وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم زیادتی میں نے ہی کی تھی۔تاہم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میری خاطر میرے دوست کو نہیں چھوڑ سکتے ﷺ کیا تم میری خاطر میرے دوست کو نہیں چھوڑ سکتے؟ (اس وقت کو یاد کرو جب شروع) میں نے کہا تھا اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں تو (شروع میں) تم سب نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو اور (یہ صرف) ابوبکر (تھے جنہوں) نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ رنجش ہوئی تو حضرت خالد بن ولید نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو کچھ نازیبا کلمات کہے اس پر

عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِیْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَ كُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَابَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو برا مت کہو (ان پر تنقید مت کرو اور ان کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ منہ سے نہ نکالو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر انکا ایمان ویقین اور دین کے لئے ان کی قربانیاں انتہائی درجے کی ہیں۔انہی باتوں سے اعمال کی قیمت لگتی ہے اور بڑھتی ہے۔اور تم ان کے درجے کے نہیں ہو) تو تمہارا کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو (قدر و قیمت کے اعتبار سے) وہ ان کے کسی ایک کے ایک مد (3/4 کلو) یا (بلکہ اس کے) نصف مد (3/8 کلو) کے برابر کو بھی نہ پہنچے گا۔

پوری امت کو صحابہ کے بارے میں زبان درازی اور تنقید سے منع کردیا گیا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ أَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰهَ وَمَنْ آذَی اللّٰهَ فَیُوْشِکُ أَنْ یَّأْخُذَهٗ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو (تم پر جو ان کی تعظیم اور احترام کا حق بنتا ہے اس کو پورا کرنے میں کوتاہی نہ کرو ورنہ تم پر اللہ تعالیٰ کی سزا ہوگی جس سے تم کو ڈرتے رہنا چاہئے) میرے بعد ان کو (اپنی تنقید اور بدکلامی کا) ہدف اور نشانہ نہ بنالینا۔جس نے ان سے محبت کی اس نے درحقیقت میرے ساتھ اپنی محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے درحقیقت میرے ساتھ اپنے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا (میری اس نصیحت اور حکم کے بعد اب) جو کوئی (ان کے بارے میں تنقید اور بدکلامی اور ان کی حق تلفی کے ذریعہ) ان کو اذیت پہنچائے (تو چونکہ وہ مجھے پسند نہیں لہٰذا) اس نے مجھے اذیت دی (اور کسی کا مجھے اذیت دینا اللہ کو پسند نہیں لہٰذا) جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جو اللہ کو اذیت دے تو (چونکہ اللہ ایسے کو ہر طرح سے سزا دینے پر پوری قدرت رکھتے ہیں لہٰذا) قریب ہے کہ اللہ (دنیا میں یا آخرت میں) اس کی گرفت فرمائے۔

صحابہ میں درجہ بندی

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَیٌّ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِیِّ ﷺ بَعْدَهٗ أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رضی اللہ عنهم (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم جبکہ رسول اللہ ﷺ حیات تھے یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں رضی اللہ عنہم

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ أَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا ا□ ✦لَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری)

حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ (جو حضرت علیؓ کے بیٹے تھے لیکن حضرت فاطمہؓ کے علاوہ دوسری زوجہ سے تھے یہ) کہتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا کہ نبی ﷺ کے بعد (آپ کی امت میں) سب سے افضل شخص کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا ابوبکر تھے۔ میں نے پوچھا پھر کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا عمر تھے۔ اب مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ عثمانؓ کا نام لیں (کیونکہ صحابہ و تابعین میں عام عقیدہ یہی تھا کہ حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان کا درجہ ہے۔ یہ چونکہ طبعی طور پر اپنے والد کو اونچے درجے پر دیکھنا چاہتے تھے اس لئے کہتے ہیں) تو میں نے کہا ان کے بعد تو آپ تھے؟ اس پر حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میں تو مسلمانوں میں ایک عام حیثیت کا آدمی تھا۔

فائدہ: اس ترتیب میں اس محبت و تعلق کو بھی دخل حاصل ہے جو خود رسول اللہ ﷺ کو ان حضرات سے ان کی قربانیوں اور ان کی خوبیوں کی وجہ سے تھا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ ا□ ✦لَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالاً فَسَكَتُّ مَخَافَةً أَنْ يَجْعَلَنِيْ فِيْ آخِرِهِمْ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو جنگ ذات سلاسل کے لئے لشکر کا امیر مقرر کیا (چونکہ اس لشکر میں ان کی ماتحتی میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے تو اس سے ان کو خیال ہوا کہ معلوم کرنا چاہئے کہ ان کو امیر مقرر کرنے کی وجہ کیا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی ہے یا ایسا کسی اور مصلحت سے ہوا ہے۔ اس بات کو جاننے کی خاطر) کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ ہیں۔ میں نے پوچھا مردوں میں سے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا ان کے والد (ابوبکر) ہیں۔ میں نے پوچھا پھر (ان کے بعد) کون ہیں؟ آپ نے فرمایا عمر ہیں۔ (میرے پوچھنے پر) آپ نے پھر کچھ اور حضرات کے نام گنائے۔ پھر میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ کہیں آپ مجھے سب سے آخر ہی میں نہ رکھ دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

فضائل

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ ن الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ا□ ✦نَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ أَبُوْبَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيْلاً وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْا□ ✦سْلَامِ وَ مَوَدَّتُهُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے جس شخص کی صحبت اور جس شخص کے مال (یعنی جسمانی و مالی خدمت) کا سب سے زیادہ احسان مجھ پر ہے وہ ابوبکر ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل (یعنی ایسا ساتھی) بناتا (جس کی طرف اپنے کاموں اور پریشانیوں میں آدمی رجوع کرتا ہو اور اس کی ضرورت محسوس کرتا ہو) تو ابوبکر کو خلیل بناتا (لیکن حقیقت یہ ہے کہ اپنے تمام کاموں اور اپنے

www.askfatwa.com

تمام احوال میں میرا اعتماد تو فقط اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے) ہاں ہمارے درمیان اسلامی اخوت ومحبت (کا انتہائی مضبوط رشتہ) ہے۔

فائدہ: انسان کا کوئی خلیل ہو تو اس کا معنی وہ ہے جو ذکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو خلیل بناتے ہیں تو اس میں صرف دوستی کا معنی ہوتا ہے ضرورت کا معنی نہیں ہوتا۔

عَنْ عُمَرَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا ا□ ✦لی رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے بہترین ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ أَتَانِىْ جِبْرِيْلُ فَأَخَذَ بِيَدِىْ فَأَرَانِىْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِىْ يَدْخُلُ مِنهُ أُمَّتِىْ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَدِدْتُ أَنِّىْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى أَنْظُرَ ا□ ✦لَيهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ أَمَّا أَنَّكَ يَا اَبَابَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِىْ (ابوداود)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ (اس پر) ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول میں چاہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی اس دروازے کو دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں تم ہی اے ابوبکر میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔

عَنْ عُمَرَ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُوْبَكْرٍ فَبَكىٰ وَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِىْ كُلَّهُ مِثْلَ عَمَلِهٖ يَوْماً وَاحِداً مِنْ أَيَّامِهٖ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦لَى الْغَارِ. فَلَمَّا انْتَهيَا ا□ ✦لَيهِ قَالَ وَاللّٰهِ لا تَدْخُلُهُ حَتّٰى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَا□ ✦نْ كَانَ فِيهِ شَيْئٌ أَصَابَنِىْ دُوْنَكَ. فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِىْ جَانِبِهٖ ثُقُبًا فَشَقَّ ا□ ✦زَارَهُ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِىَ مِنْهَا اِثْنَانِ فَأَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ وَضَعَ رَاسَهُ فِىْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُوْبَكْرٍ فِىْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ أَنْ يَّتَنَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهُ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَابَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ أَبِىْ وَأُمِّىْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبَ مَايَجِدُهُ ...... وَأَمَّا يَوْمُهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لا نُؤَدِّىْ زَكَاةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُوْنِى عِقَالاً لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَأَلَّفِ النَّاسَ وَارْفِقْ بِهِمْ فَقَالَ لِىْ أَ جَبَّارٌ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِىْ الا□ ✦سْلَامِ ا□ ✦نَّهُ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْىُ وَتَمَّ الدِّيْنُ أَ يُنْقَصُ وَاَنَاحَيِّىٌ (مشكواة)

(ایک مرتبہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا تو حضرت عمر رو پڑے اور کہا میں چاہتا ہوں کہ میرے تمام اعمال انکے ایام میں سے (صرف) ایک دن کے عمل اور ان کی راتوں میں سے (صرف) ایک رات کے عمل کے برابر ہی ہو جائیں۔ جہاں تک انکی رات کا معاملہ ہے تو وہ رات ہے جس میں وہ (ہجرت کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف چلے۔ جب دونوں حضرات غار پر پہنچے تو ابوبکر نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کی کہ جب تک میں اس میں پہلے داخل نہ ہو جاؤں واللہ آپ اس میں داخل نہ ہونگے تاکہ اگر اس میں کوئی موذی شے ہو (مثلاً کوئی دشمن چھپا ہو یا کوئی موذی جانور ہو) تو وہ مجھے نقصان پہنچائے آپ کو نہیں۔ پھر وہ غار

www.askfatwa.com

میں داخل ہوئے اور اس کی صفائی کی اور اسکے ایک جانب کچھ سوراخ دیکھے تو اپنی چادر پھاڑی اور اس سے ان سوراخوں کو بند کیا لیکن پھر بھی دو سوراخ باقی رہ گئے تو ان کے اندر اپنے دونوں پاؤں کر دئے پھر رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی درخواست کی۔ اب رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے اور اپنا سر ابوبکر کی گود پر رکھا اور سو گئے۔ اس دوران ایک سوراخ میں سے ان کے پاؤں پر (کسی موذی جانور نے) ڈس لیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہنے اس ڈر سے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ بیدار نہ ہو جائیں ذرا حرکت نہ کی (لیکن تکلیف کی شدت کی وجہ سے) ان کے آنسو (نہ رک سکے اور) رسول اللہ ﷺ کے چہرہ (انور) پر ٹپک پڑے (رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے) اور آپ نے پوچھا اے ابوبکر تمہیں کیا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کسی چیز نے مجھے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (تکلیف کی جگہ پر اپنا) لعاب لگایا۔ اس سے جو تکلیف وہ محسوس کر رہے تھے جاتی رہی۔......

اور رہا ان کا دن تو (وہ وہ دن ہے کہ) جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی (بہت سے) عرب اپنے دین سے پھر گئے (ان میں کچھ تو وہ تھے جنہوں نے مسیلمہ اور اسود عنسی جیسے جھوٹے مدعی نبوت کی پیروی اختیار کی اور کچھ وہ تھے جنہوں نے شریعت یعنی نماز، روزے اور دیگر امور دین کا انکار کیا) اور (ان میں سے بعض وہ تھے جنہوں نے دین کے دیگر امور کا تو انکار نہیں کیا لیکن زکوۃ کی فرضیت کا اور حاکم وقت کو اس کی ادائیگی کے وجوب کا انکار کیا) انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہ دیں گے۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا اگر (زکوٰۃ میں چھوٹی سی رسی بھی واجب ہوتی ہو اور وہ اس) چھوٹی رسی کو بھی دینے سے انکار کریں گے تو میں اس پر ان سے جہاد یعنی جنگ کروں گا۔ اس پر میں نے ان سے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ (و نائب) لوگوں کے ساتھ جوڑ کا معاملہ کیجئے (توڑ کا معاملہ نہ کیجئے) اور ان کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو ابوبکرؓ نے فرمایا (یہ کیا کہ) جاہلیت کے زمانہ میں تو تم بڑے بہادر اور زبردست تھے اور اب اسلام کے زمانہ میں اتنے بزدل ہو گئے ہو۔ (جان لو کہ) اب وحی آنا بند ہو چکی ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے (اور دین ہی کا ایک جزو زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہے) تو کیا (لوگوں کے دین کے ایک جزو کے انکار کرنے سے) دین میں کمی کر دی جائے حالانکہ میں زندہ ہوں (یعنی میں تو اپنے جیتے جی اس کو بالکل برداشت نہیں کر سکتا)۔

ہمت و عزیمت

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات کے آخری ایام میں ایک مہم کیلئے لشکر تیار فرمایا اور اسکا امیر حضرت اسامہ بن زیدؓ کو مقرر فرمایا۔ اس لشکر میں سب بڑے بڑے صحابہ شریک تھے مثلاً حضرت عمرؓ حضرت ابوعبیدہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہم۔ آپ مرض وفات میں مبتلا تھے۔ لشکر میں جانے والے کچھ حضرات جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے نبی ﷺ سے رخصت ہونے کیلئے آئے تو آپ یہ فرما رہے تھے کہ اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو۔ اس بات کے دوسرے دن ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور اس وجہ سے لشکر روانہ نہ ہو سکا۔ جب آپ کی وفات کی خبر پھیلی تو عرب کے بہت سے قبائل دین اسلام سے پھر گئے اور مسلمان بہت خطرے میں پڑ گئے۔ ان حالات میں خلیفہ مقرر ہوتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے اسامہؓ سے کہا:

اُنْفُذْ فِیْ وَجْهِکَ الَّذِیْ وَجَّهَکَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

جس رخ پر رسول اللہ ﷺ نے تم کو ڈالا اب اس طرف چل دو۔

اس وقت کے حالات کو دیکھتے ہوئے بعض بڑے حضرات مثلاً حضرت عمرؓ حضرت عثمان، حضرت سعد بن وقاص اور حضرت سعید بن زید وغیرہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ عرب ہر طرف سے آپ کے خلاف بغاوت کر رہے، آپ فی الحال لشکر کو مرتدین

کے مقابلہ کے لئے تیار رکھیں۔ جب اسلام کوسکون وقرار حاصل ہوجائے اور مرتدین اپنے انجام کو پہنچ جائیں اس وقت اہل روم کے مقابلہ کے لئے اس لشکر کو روانہ فرمایئے گا۔ان سب کی بات سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْظَنَنْتُ أَنَّ السِّبَاعَ تَاکُلُنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ لَأَنْفَذْتُ ھٰذَا الْبَعْثَ وَلَابُدَّ أَنْ یَئُوْبَ مِنْهُ کَیْفَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْزِلُ عَلَیْهِ الْوَحْیُ مِنَ السَّمَاءِ یَقُوْلُ أَنْفِذُوْا جَیْشَ أُسَامَةَ. (حیاۃ الصحابہ)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھے یقین ہوجائے کہ (دشمن مدینہ پرحملہ کر کے اس کو برباد کر دے گا اور) درندے مدینہ میں میری لاش کھاتے پھریں گے تب بھی میں اس لشکر کوضرور بھیجوں گا۔اس کو بھیجنا ناگزیر ہے اور کیسے ناگزیر نہ ہوگا حالانکہ رسول اللہ ﷺ جن پر وحی نازل ہوتی تھی (اپنے مرض وفات میں) یہ فرماتے تھے کہ اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو (تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس اور اس کے رسول کو یہی پسند ہے کہ وفات کے وقت کے جو بھی حالات ہوں یہ لشکر ضرور جانا چاہئے)۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں تو یہ الفاظ بھی ہیں۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ لَا ا □ ✦ لٰهَ غَیْرُهٗ لَوْ جَرَّتِ الْکِلَابُ بِأَرْجُلِ أَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَا رَدَدْتُّ جَیْشاً وَجَّهَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَاحَلَلْتُ لِوَاءً عَقَدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہ (حیاۃ الصحابہ)

قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اگر (مدینہ پر دشمن چڑھ دوڑیں اور اس کو برباد کردیں اور سب کو ہلاک کردیں اور رسول اللہ ﷺ کی شہید کردہ ازواج کی ٹانگوں کو کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہ کروں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے جانے کو کہا ہے اور نہ ہی اس لشکر کے جھنڈے کو کھولوں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے (اوپر) باندھا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل حق ہونے کے دلائل

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ مَرَضِهٖ اُدْعِیْ لِیْ أَبَابَکْرٍ أَبَاکِ وَأَخَاکِ حَتّٰی أَکْتُبَ کِتَاباً فَا □ ✦ نِّیْ أَخَافُ أَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَقُوْلُ قَائِلٌ أَنَا وَلَا وَیَأْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ا □ ✦ لَّا أَبَابَکْرٍ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں ان سے کہا کہ اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی (عبدالرحمٰن) کو میرے پاس بلالاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھدوں (یعنی لکھوادوں) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی (خلافت کی) تمنا کرنے والا (خلافت کی تمنا کرنے لگے) اور (خلافت کا) کوئی مدعی (خلافت کا) دعویٰ کرنے لگے کہ میں (خلافت کا) مستحق ہوں حالانکہ وہ (مستحق خلافت) نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اور مؤمنین ابوبکر کے علاوہ (کسی بھی شخص کے مستحق خلافت ہونے) کا انکار کردیں گے (اور ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی یہی مقدر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ بنیں کوئی اور نہ بنے اس لئے تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق واجماع کیا اور باقی جو تجویزیں تھیں وہ سب نے چھوڑ دیں)۔

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ اِمْرَأَةٌ فَکَلَّمَتْهُ فِیْ شَیْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ ا □ ✦ لَیْهِ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَرَأَیْتَ ا □ ✦ نْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْکَ کَأَنَّهَا تُرِیْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَا □ ✦ نْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِیْ أَبَابَکْرٍ (بخاری و مسلم)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اپنے کسی معاملہ میں آپ سے بات کی آپ نے اسے دوبارہ آنے کا کہا۔اس عورت نے پوچھا اے اللہ کے رسول یہ تو بتایئے کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں۔اس کی مراد یہ تھی کہ اگر آپ کی

www.askfatwa.com

وفات ہوچکی ہو (تو پھر میں کیا کروں) آپ ﷺ نے فرمایا تم اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا (کیونکہ وہ میرے نائب ہونگے)

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں اگر چہ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کی تصریح تو نہیں کی لیکن اس کی طرف اشارہ کردیا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی ہے کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ بنیں۔

تنبیه:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَقَالَ أْتُوْنِى بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَاباً فَلَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَداً وَفِى الْبَيْتِ رِجَالٌ ......فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبُ لَكُمْ كِتَاباً لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ ......قَالَ عُمَرُ ا□ ✦نَّ النَّبِىَّ ﷺ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا فَقَالُوْا مَاشَانُهُ أَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَنْهُ فَاخْتَلَفُوْا وَكَثُرَ اللَّغَطُ ...... فَقَالَ دَعُوْنِىْ وَلَا يَنْبَغِىْ عِنْدِىَ التَّنَازُعُ ...... فَالَّذِىْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنَنِى ا□ ✦لَيْه وَأَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثٍ أَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ ...... فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلرَّزِيَّةُ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَاحَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور (موجود شاگردوں سے کہا) تم جانتے ہو جمعرات کا دن کیا تھا۔ پھر (اسکو یاد کر کے رو پڑے اور اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے (زمین کے) کنکر تر ہو گئے پھر فرمایا جمعرات کے دن رسول اللہ ﷺ (کے مرض وفات) کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے فرمایا میرے پاس لکھنے کا سامان لے آؤ میں تمہیں ایسی تحریر لکھوا دیتا ہوں کہ اس کے بعد تم (خاص اس بات سے متعلق) کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اس وقت آپ کے پاس کمرے میں کچھ مرد حضرات موجود تھے (آپ ﷺ کی تکلیف کی شدت کو دیکھ کر) ان میں آپس میں اختلاف ہوا کچھ کہنے لگے کہ آپ کے پاس وہ سامان لے آؤ تا کہ آپ وہ تحریر لکھوا دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے۔ دوسروں کا خیال ہوا کہ تکلیف کی اس شدت میں آپ کو زحمت دینا مناسب نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے انہوں نے بھی یہی کہا کہ نبی ﷺ کی تکلیف بہت زیادہ ہے (اس وقت آپ کو زحمت دینا مناسب نہیں۔ کسی دوسرے وقت میں آپ لکھوا دیں گے۔ اگر بالفرض وہ تحریر لکھنے سے رہ گئی تب بھی) ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی مکمل کتاب موجود ہے (اور اللہ تعالیٰ کتاب الٰہی میں فرما چکے ہیں کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا ہے۔ اس لئے وہ ہمارے لئے کافی ہوگی۔ بعض نے کہا نبی ﷺ نے ہلکی بات تو نہیں کی (کیونکہ نبی سے تو یہ متصور ہی نہیں اس لئے (بہتر ہے کہ) آپ سے ہی پوچھ لو کہ آپ کی کیا مراد ہے تو وہ نبی ﷺ سے دوبارہ کہلوانے کی کوشش کرنے لگے۔ ان کی اس کوشش کی وجہ سے اور موجود حضرات کے اختلاف اور کچھ آواز کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس اختلاف مناسب نہیں اور مجھے رہنے دو میں جس حالت میں ہوں (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ ہے) یہ اس سے بہتر ہے جس کا تم مجھے کہہ رہے ہو (کہ میں اپنی بات کو دہراؤں) پھر آپ نے اپنی وفات کے وقت تین وصیتیں کیں (جن میں سے ایک یہ تھی کہ) مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (اس وقت موجود نہ تھے لیکن ان کا خیال تھا کہ وہ تحریر اس بارے میں ہوتی کہ آئندہ خلفاء کون ہونگے اور کس ترتیب سے ہونگے۔ تو اگر نبی ﷺ وہ تحریر لکھوا دیتے تو بعد میں آنے والے بہت سے اختلافات پیش نہ آتے اس لئے وہ) کہتے تھے ان حضرات کا اختلاف اور کچھ آواز جو نبی ﷺ اور آپ کے اس تحریر لکھوانے کے درمیان حائل ہوئی وہ بہت بڑی مصیبت تھی۔

www.askfatwa.com

فائدہ: اس واقعہ سے یہ سمجھنا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کسی اور کی خلافت کا لکھوانا چاہتے تھے لیکن بعض صحابہ اور خصوصاً حضرت عمرؓ نے اپنی زبردستی کی صحیح نہیں کیونکہ اگر نبی ﷺ پر وہ بات ظاہر کرنا اور لکھوانا ضروری تھا تو آپ دوبارہ حکم دے سکتے تھے یا کسی دوسرے وقت کسی دوسرے شخص کو حکم دے سکتے تھے لیکن آپ نے اور وصیتیں اور حکم تو دئے اسکا پھر کچھ ذکر نہیں فرمایا۔ اوپر حضرت عائشہؓ کی جو حدیث گذری اس میں بھی آپ ﷺ نے لکھوانے کو ذکر فرمایا لیکن پھر بھی نہیں لکھوایا ہاں زبانی اشارہ فرما دیا کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اور خلیفہ نہ بن سکے گا اور حضرت عمرؓ پر بھی کوئی اعتراض نہیں بنتا کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ کی تکلیف کا خیال کر کے آپ ﷺ کو راحت پہنچانے کی فکر کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب

عَن عُمَرَ رضی الله عنه قَالَ ا □ ✦ نَّهٗ قَدْ كَانَ مِنْ خَبْرِنَا حَيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ ﷺ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِأَسْرِهِمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَّعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ ا □ ✦ لٰى أَبِي بَكْرٍ، فَقُلْتُ لِأَبِيْ بَكْرٍ: يَا أَبَابَكْرٍ، انْطَلِقْ بِنَا ا □ ✦ لٰى ا □ ✦ خْوَانِنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيْدُهُمْ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيْنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا: أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ ؟ فَقُلْنَا: نُرِيْدُ ا □ ✦ خْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَا: لَاعَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَقْرَبُوْهُمْ، اِقْضُوْا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَنَاتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَاهُمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، فَا □ ✦ ذَا رَجُلٌ مُّزَّمِّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا ؟ فَقَالُوْا: هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقُلْتُ: مَا لَهٗ ؟ قَالُوْا: يُوعَكُ. فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلًا تَشَهَّدَ خَطِيْبُهُمْ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ وَ كَتِيْبَةُ الْا □ ✦ سْلَامِ، وَأَنْتُمْ.مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ.رَهْطٌ، وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ، فَا □ ✦ ذَا هُمْ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّخْتَزِلُوْنَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ يَحْضُنُوْنَا مِنَ الْأَمْرِ. فَلَمَّا سَكَتَ اَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ. وَكُنْتُ قَد زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِيْ أُرِيْدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِيْ بَكْرٍ. وَكُنْتُ أُدَارِيْ مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: عَلٰى رِسْلِكَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهٗ، فَتَكَلَّمَ أَبُوْبَكْرٍ، فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّيْ وَأَوْقَرَ، وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِيْ فِيْ تَزْوِيْرِيْ ا □ ✦ لَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهٖ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ. فَقَالَ: مَاذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهٗ أَهْلٌ، وَلَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْأَمْرُ ا □ ✦ لَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ، هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا. وَقَدْ رَضِيْتُ لَكُمْ أَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوْا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ. فَأَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَهُمَا. فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا، كَانَ وَاللّٰهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ لَايُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ مِنْ ا □ ✦ ثْمٍ أَحَبَّ ا □ ✦ لَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ. فَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، حَتّٰى فَرِقْتُ مِنَ الْا □ ✦ خْتِلَافِ، فَقُلْتُ: اُبْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَابَكْرٍ، فَبَسَطَ يَدَهٗ، فَبَايَعْتُهٗ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ (بخاری).

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو وفات دی تو انصار نے ہم سے مختلف راہ اختیار کی اور وہ (یعنی ان کے اہم لوگ اپنی اجتماع گاہ) سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے (اور چونکہ دارالحکومت مدینہ منورہ ان کا اپنا شہر تھا اور اس میں اصل قوت انہی کی تھی اور قبائلی نظام کے مطابق ہر قبیلہ کی سیادت اسی میں سے کسی شخص کو حاصل ہوتی تھی۔ متعدد قبائل اور قوموں پر رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لئے امامت کا تصور ان کے سامنے واضح نہ تھا لہٰذا ان کا خیال ہوا کہ آئندہ کی حکومت سنبھالنے کی ذمہ داری ان کی ہے اس لئے حضرت سعد بن

عبادہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں جمع ہو کر وہ اس بارے میں غور کرنے لگے) اور علی رضی اللہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ہم سے جدا راہ اختیار کی (کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھے رہے) اور مہاجرین (کے اہم لوگ) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع تھے۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تھے کہ ایک صاحب نے باہر سے آواز لگائی کہ اے عمر بن خطاب باہر آیئے۔ میں نے جواب دیا کہ مشغول ہوں مجھے اس وقت نہ بلاؤ۔ انہوں نے پھر آواز لگائی کہ باہر تو آئیں، ایک اہم واقعہ پیش آ گیا ہے، انصار سب جمع ہیں، تو آپ لوگ ان کے کسی فیصلہ کرنے سے پیشتر ان تک پہنچ جایئے ورنہ بعد میں کہیں لڑائی کی نوبت نہ آ جائے۔ اس پر) میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر چلیئے ہم اپنے ان انصاری بھائیوں کے پاس چلتے ہیں اور ہم ان کے پاس جانے کے ارادے سے چلے (رستہ میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ملے تو ان کو بھی ساتھ لے لیا)۔ جب ہم سقیفہ کے قریب پہنچے تو ہمیں دو بھلے انصاری (یعنی معن بن عدی اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما) ملے۔ انہوں نے (بہت سے) انصار کی متفقہ رائے (کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنالیا جائے) ذکر کی اور ان حضرات سے پوچھا کہ اے مہاجرو آپ لوگ کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم اپنے انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر انکے پاس نہ جاؤ تو کوئی مضائقہ (ان لوگوں نے تو اپنا فیصلہ کر لیا ہے) آپ لوگ (بھی) اپنا فیصلہ خود کر لیں۔ میں نے جواب دیا اللہ کی قسم ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے۔ اور ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں ایک صاحب کمبل اوڑھے پڑے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے پوچھا ان کو کیا ہوا؟ (یہ کمبل اوڑھے کیوں پڑے ہیں؟) لوگوں نے بتایا کہ یہ بخار میں مبتلا ہیں۔

ہمیں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ انصار کے ایک خطیب (اور مقرر جو غالباً حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے ان حضرات کا ارادہ بھانپ کر) کھڑے ہوئے اور حمد وثنا کے بعد کہا ہم اللہ کے (دین کے) انصار (ومددگار) ہیں اور اسلام کا بڑا لشکر ہیں جب کہ تم (فتح مکہ سے پہلے) اے ہجرت کرنے والو (ہماری نسبت سے) چھوٹی سی جماعت ہو۔ تمہاری قوم کے گنتی کے چند لوگ (یعنی ابوبکر وعمر وغیرہ رضی اللہ عنہم) یہاں آئے اور اب وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں حکومت کے ہمارے حق سے علیحدہ کر دیں اور ہمیں اس سے نکال باہر کریں (اور خود حکمران بن جائیں)۔

جب وہ مقرر خاموش ہوئے تو (حضرت عمر رضی اللہ کہتے ہیں) میں نے چاہا کہ میں کچھ بولوں اور میں نے اپنے دل میں ایک تقریر تیار کر کے خوب سنوار لی تھی اور چاہا کہ میں اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے کہوں اور (انصاری مقرر کی تقریر سے ان کو غصہ آیا ہوگا تو) ان کے غصہ کو کچھ دور کروں۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (مجھ سے) کہا ٹھہر جاؤ۔ مجھے پسند نہ ہوا کہ میں (ان کی مخالفت کر کے) ان کو ناراض کروں (لہٰذا میں خاموش رہا)۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی۔ وہ مجھ سے زیادہ حلم و وقار والے تھے (اور انہوں نے اپنے کسی غصہ کا اظہار نہیں کیا)۔ اللہ کی قسم میں نے اپنے دل میں جو مضمون پہلے سے تیار کیا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ اس کی ہر ہر بات اس طرح یا اس سے بہتر انداز میں پیش کی۔ انہوں نے فرمایا:

”(اے انصار) تم نے اپنی جو فضیلت بیان کی ہے تم (واقعی) اس کے اہل ہو (ہمیں نہ تمہاری فضیلت سے انکار ہے، نہ اسلام میں تمہاری قربانیوں سے انکار ہے اور نہ ہی تمہارا جو حق ہم پر واجب ہے اس سے ہمیں انکار ہے) لیکن حکومت کا حق تو صرف قریش ہی کے لئے تسلیم کیا جائے گا۔ (کیونکہ تمام عربوں کے نزدیک قریش کی جو قدر و منزلت ہے وہ کسی اور قبیلہ وخاندان کو حاصل نہیں) وہی نسب اور شہر (یعنی مکہ مکرمہ)

کے اعتبار سے عرب میں سب سے افضل ہیں (اس لئے پوری عرب قوم سوائے قریش کے کسی اور پر متفق وجمع نہیں ہوگی اور خود رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے **الائمة من قريش** یعنی امام وحکمران قریش میں سے ہوں۔ لہٰذا ان حقائق کا ادراک کرتے ہوئے اے انصار تم اللہ سے ڈرو۔ اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے مت کرو اور اسلام کے اندر اختلاف پیدا کرنے والے اولین لوگ مت بنو۔ لہٰذا امیر ہم قریش میں سے ہوں گے اور اے انصار تم میں سے وزیر ہوں گے) میں تمہارے لئے ان دو حضرت میں سے کسی ایک پر راضی ہوں'' اور یہ کہتے ہوئے انہوں نے میرا ہاتھ اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور وہ ہم دونوں کے درمیان ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) مجھے ابوبکر کی بس یہی بات پسند نہیں آئی۔ اللہ کی قسم مجھے آگے کرکے میری گردن ماردی جائے اور اس میں مجھے گناہ نہ ہو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ میں ایسے لوگوں پر امیر بنوں جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔

(چونکہ عربوں میں اس کا تصور نہ تھا کہ کسی غیر کو ان پر سیادت حاصل ہو، قومی وبین الاقوامی امامت کا تصور تو بہت اونچی بات تھی اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واقعاتی اور شرعی دلائل سن کر انصار نے قریش کی سیادت کو تو مان لیا لیکن اپنے اوپر غیر کی حکومت کو تسلیم کرنا دشوار محسوس ہوا اور) ان کے ایک صاحب (یعنی حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ) نے کہا (ہم تم پر اس عہدہ کی حرص تو نہیں کرتے لیکن ہمیں اس کا ڈر ہے کہ ہم پر وہ لوگ حکمران بن جائیں جن کے باپوں اور بھائیوں کو ہم نے جہاد کے دوران قتل کیا ہے...... کیونکہ اس میں دو خطرے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ کہیں ہم سے بدلہ نہ لیں اور دوسرے ہمارے دشمنوں کے متعلقین ہم پر غالب آجائیں...... لہٰذا یہ سمجھ میں آتا ہے کہ) ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو۔

(یہ بات چونکہ سیاست کے اصولوں کے خلاف تھی اس لئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میں نے کہا کہ ''ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں) اس موقع پر اپنی اپنی بات کہنے میں کچھ شور بھی ہوا یہاں تک کہ مجھے آپس کے اختلاف کا اندیشہ ہوا تو میں نے اس سے بچنے کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے (ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہی ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے بہتر ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں'' اور انصار کو مخاطب کرکے کہا ''اے انصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے نماز میں امام بنیں تو تم میں سے کس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھے۔ کیونکہ جب کوئی دوسرا امیر بنے گا تو ظاہر ہے کہ وہ نماز میں بھی امام بنے گا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے کھڑا ہوگا...... انصار نے جواب دیا ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے ہوں اس سے اللہ کی پناہ۔ اب) ابوبکر رضی اللہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور موجود مہاجرین نے بیعت کی پھر (دلائل سے مطمئن ہونے کے باعث) انصار نے بھی بیعت کی۔

عام بیعت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ ذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَشَهَّدَ وَ أَبُوْبَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يُدَبِّرَنَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرَهُمْ فَا ✦ نْ يَّكُ مُحَمَّدٌ قَدْ مَاتَ فَا ✦ نَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ وَأَنَّ أَبَابَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَثَانِي اثْنَيْنِ وَ أَنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَ كَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَ كَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ (بخاری)

www.askfatwa.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی وفات کے (پہلے دن جوش میں اپنے خطبہ وتقریر میں کہا کہ نبی ﷺ کی وفات نہیں ہوئی اور آپ عنقریب واپس لوٹیں گے لیکن پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے سنبھل گئے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے) دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیٹھے دوسری تقریر کرتے ہوئے سنا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت بالکل خاموش تھے بات نہیں کر رہے تھے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے بعد تک رہیں گے یعنی آپ کی وفات ہمارے بعد ہو گی۔ اگر محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں (تو ہدایت ختم نہیں ہوگئی) اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان (قرآن پاک کی شکل میں) نور بنادیا ہے جس سے تم رہنمائی حاصل کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے دوست اور یار غار ہیں اور تمہارے معاملات کی نگرانی کے لئے مسلمانوں میں سب سے زیادہ قابل ہیں لہٰذا تم کھڑے ہو اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ ان میں سے کچھ لوگ تو سقیفہ بنی ساعدہ میں پہلے ہی بیعت کر چکے تھے۔ (اب جو بیعت ہوئی) وہ عام بیعت تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی

عَنْ عَائِشَةَ ...... فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ (فَاطِمَةُ) ...... اِلْتَمَسَ (عَلِیٌّ) مُصَالَحَةَ أَبِیْ بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْکَ الْأَشْهُرِ فَأَرْسَلَ ا□✦لٰی أَبِیْ بَكْرٍ أَنِ ائْتِنَا. فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُوْبَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ فَقَالَ ا□✦نَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَکَ وَمَا أَعْطَاکَ اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْکَ خَيْراً سَاقَهُ اللّٰهُ ا□✦لَيْکَ وَلٰكِنَّکَ اِسْتَبَدْتَّ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرىٰ لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَصِيْباً حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِیْ بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْبَكْرٍ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ ا□✦لَیَّ أَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ ...... فَقَالَ عَلِیٌّ لِأَبِیْ بَكْرٍ مَوْعِدُکَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ. فَلَمَّا صَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ الظُّهَرَ رَقِیَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَانَ عَلِیٍّ وَتَخَلُّفَهٗ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهٗ بِالَّذِیْ اِعْتَذَرَ ا□✦لَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِیْ بَكْرٍ وَحَدَّثَ أَنَّهٗ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِیْ صَنَعَ نَفَاسَةٌ عَلٰى أَبِیْ بَكْرٍ وَلَا اِنْكَارٌ لِلَّذِیْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰكِنَّا كُنَّا نَرىٰ لَنَا فِیْ هٰذَا الْأَمْرِ نَصِيْباً وَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا فِیْ أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِکَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا أَصَبْتَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا انتقال ہوگیا تو علی (رضی اللہ عنہ) نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مصالحت کرنے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ اب تک ان چھ مہینوں میں انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ تو انہوں نے ابوبکرؓ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آئیں۔ جب حضرت ابوبکر ان کے ہاں گئے تو علیؓ نے خطبہ پڑھا اور کہا آپ کی فضیلت کو اور مقام کو جو اللہ نے آپ کو دیا ہے ہم پہچانتے ہیں اور جو بھلائی (یعنی خلافت) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دی ہے اس کے بارے میں ہم آپ سے حسد نہیں کرتے لیکن (ہمیں شکوہ فقط اتنا ہے کہ) آپ نے خلافت کا معاملہ خود ہی طے کر لیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے ہمارا خیال تھا کہ اس معاملہ میں ہم سے بھی مشورہ لیا جائے گا۔ اس پر ابوبکرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور جب بولے تو یہ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اپنے قرابت داروں سے میں حسن سلوک کروں اس سے زیادہ مجھے یہ پسند ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے حسن سلوک کروں (اور حضرت فاطمہؓ کے ساتھ جو قصہ پیش آیا کہ وہ فدک وغیرہ کے مال فے میں سے میراث کا مطالبہ کر رہی تھیں جو میں نے نہیں دیا تو اس میں میں نے خیر کو اختیار کرنے سے کوتاہی نہیں کی کیونکہ وہ تو خود رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ یعنی ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے میراث نہیں ہوتا اور جو کچھ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس مال و جائیداد کے بارے میں کرتے دیکھا میں بھی

www.askfatwa.com

بعینہ وہی کچھ کرتا ہوں اس میں کچھ بھی تغیر نہیں کیا)۔علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ٹھیک ہے بیعت کے لئے دوپہر کا وقت مقرر کرتے ہیں۔جب حضرت ابوبکرؓ ظہر کی نماز پڑھا چکے تو منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور علیؓ کی فضیلت اور انکا بیعت نہ کرنا اور اس کی جو وجہ علیؓ نے بتائی تھی وہ ذکر کی پھر علیؓ اٹھے اور استغفار کی اور خطبہ پڑھا پھر ابوبکرؓ کے حق کی عظمت وصداقت کو بیان کیا اور کہا جو کچھ ہوا (یعنی اب تک میں نے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر جو بیعت نہیں کی) وہ ابوبکرؓ پر حسد کی وجہ سے نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو جو عظمت وفضیلت دی ہے اس سے انکار ہے البتہ اتنی بات تھی کہ ہمارا خیال تھا کہ خلافت کے معاملہ میں مشورہ کا ہمارا بھی حق ہے جب کہ اس کو انہوں نے خود ہی اپنے آپ طے کر لیا اس وجہ سے ہمیں شکوہ تھا۔علیؓ کے بیعت کر لینے سے مسلمان خوش ہوئے اور کہا آپ نے (اب) بالکل درست کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

فضائل

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَا ◻ ✦ نْ یَّکُ فِیْ أُمَّتِیْ أَحَدٌ فَا◻ ✦نَّهٗ عُمَرُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن سے فرشتے باتیں کرتے تھے (لیکن یہ گفتگو وحی نہ ہوتی تھی) اگر میری امت میں کوئی (ایک بھی) ایسا ہے تو وہ عمر ہیں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکاً فَجًّا قَطُّ ا◻ ✦ لَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ (بخاری ومسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عمرؓ سے) فرمایا اے ابن خطاب قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (رستوں پر موجود) شیطان جب بھی تمہیں کسی رستے پر چلتے ہوئے پاتا ہے تو وہ (دین پر سختی سے کاربند ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو ہیبت عطا کی ہے اس کی وجہ سے وہ) تمہارے رستے کے علاوہ کسی دوسرے رستے کو اختیار کرتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْهِم قُمُصٌ مِنْهَا مَا یَبْلُغُ الثُّدٰیَ وَ مِنْهَا مَادُوْنَ ذٰلِکَ وَ عُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ یَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّیْنُ.(بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا میں نے (خواب میں) دیکھا کہ کچھ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا وہ قمیص پہنے ہوئے تھے (جو مختلف لمبائی کی تھیں) ان میں سے بعض (کی) تو صرف سینے تک تھیں اور بعض (کی) اس سے نیچے تک تھیں۔پھر عمر بن خطاب میرے سامنے لائے گئے وہ (اتنی لمبی) قمیض پہنے ہوئے تھے کہ (وہ ان کے قد سے بھی زیادہ لمبی تھی اور وہ) اس کو گھسیٹ رہے تھے۔لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی۔آپ نے فرمایا (قمیض سے مراد) دین ہے (مطلب یہ کہ حضرت عمرؓ پورے کے پورے دین میں ہیں)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِیْتُ بِقَدْحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی أَنِّیْ لَأَرٰی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ أَظْفَارِیْ ثُمَّ أَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمُ (بخاری ومسلم)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا (میں نے خواب میں دیکھا کہ) میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ میں نے وہ پیا (اور اتنا پیا) یہاں تک کہ میں سیرابی کو اپنے ناخنوں میں سرایت کرتے پایا پھر اپنا بچا ہوا دودھ میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا (جو انہوں نے پی لیا) لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ نے اس کی کیا تعبیر کی۔ آپ نے فرمایا (دودھ سے مراد دین کا) علم ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ نَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِهٖ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے (لہٰذا وہ حق ہی کہتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلَاثٍ فِیْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ وَفِی الْحِجَابِ وَفِیْ أُسَارٰی بَدْرٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (دین کی) تین باتوں میں میں نے اپنے رب کی موافقت کی (مطلب یہ کہ جو حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے تھے ان کے آنے سے پہلے ہی میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی درخواست کی اور اللہ تعالیٰ نے اسی طرح وہ حکم نازل فرما دیئے) مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرنے کے بارے میں اور امہات المومنین کے حجاب کرنے کے بارے میں اور جنگ بدر کے قیدیوں کے (قتل کے) بارے میں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ا ✦ نِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَ قَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ ا ✦ ذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِیْ يَقُوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ا ✦ نِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّیْ كَثِيْراً مَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُنْتُ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَ أَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَّ انْطَلَقْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَ دَخَلْتُ وَ أَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ خَرَجْتُ وَ أَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتُّ فَا ✦ ذَا عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں کچھ لوگوں کے درمیان کھڑا تھا جو حضرت عمرؓ کے لئے دعا کر رہے تھے جب کہ ان کی نعش کو (غسل اور تکفین کے لئے) چارپائی پر لٹایا ہوا تھا۔ ناگہاں میرے پیچھے سے ایک شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور کہنے لگے (اے عمر) اللہ آپ پر رحم کرے۔ بلاشبہ میں تو یہی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کر دیں گے کیونکہ میں کتنی ہی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنتا رہا ہوں کہ میں تھا اور ابوبکر اور عمر تھے۔ میں نے کہا اور ابوبکر وعمر نے کہا، میں اور ابوبکر وعمر چلے، میں اور ابوبکر وعمر داخل ہوئے اور میں اور ابوبکر وعمر باہر نکلے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

فضائل

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِیْ بَيْتِهٖ كَاشِفاً عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَاذَنَ أَبُوْبَكْرٍ فَأَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ

www.askfatwa.com

دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَکَ فَقَالَ أَلَا أَسْتَحْیِ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْیِ مِنْهُ الْمَلَائِکَةُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ قَالَ ا□ ✦نَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَیِیٌّ وَا□ ✦نِّیْ خَشِیْتُ ا□ ✦نْ أَذِنْتُ لَهُ عَلٰی تِلْکَ الْحَالَةِ أَنْ لَّایَبْلُغَ ا□ ✦لَیَّ فِیْ حَاجَتِهٖ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے اس حالت میں کہ آپ کی رانوں پر سے قمیض کا کپڑا ہٹا ہوا تھا یا آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ (اس حالت میں) ابوبکرؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے ان کو اپنی اسی حالت میں اجازت دیدی اور (ان کے ساتھ) کچھ بات چیت کی۔ پھر عمرؓ نے اجازت چاہی تو آپ نے ان کو اپنی اسی حالت میں اجازت دی اور گفتگو کی۔ پھر عثمان نے اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کیئے۔ جب عثمان باہر چلے گئے تو عائشہؓ نے کہا (اے اللہ کے رسول) ابوبکر اندر آئے لیکن آپ نے (کپڑے درست کرنے کے لئے) کوئی حرکت نہ کی اور نہ ان کی پروا کی پھر عمر اندر آئے (تب بھی) آپ نے کوئی حرکت نہیں کی اور ان کی پروانہیں کی (لیکن) پھر جب عثمان اندر آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ نے اپنے کپڑوں کو (بھی) درست کیا (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا (عثمان میں حیا کا مادہ اور جذبہ بہت زیادہ ہے اور وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی لحاظ رکھتے ہیں۔ انکے اس وصف کی فرشتے بھی رعایت کرتے ہیں تو) کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں (اور اس کے حیا کی رعایت نہ کروں) جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عثمان (بہت ہی) حیادار شخص ہیں مجھے یہ ڈر ہوا کہ اگر میں نے اپنی اسی حالت میں ان کو اندر آنے کو کہا تو وہ اپنی حاجت وضرورت کو مجھ تک نہ پہنچائیں گے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ یَحُثُّ النَّاسَ عَلٰی جَیْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیَّ مِائَةُ بَعِیْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَیْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ مِائَتَا بَعِیْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِیْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَأَنَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ یَقُوْلُ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ (ترمذی)

حضرت عبدالرحمٰن بن خبابؓ کہتے ہیں میں (مسجد میں) نبی ﷺ کے پاس حاضر تھا جب آپ لوگوں کو غزوہ تبوک کے لئے مال اکٹھا کرنے کی ترغیب دے رہے تھے (چونکہ اس وقت سخت گرمی اور قحط اور سامان کی قلت کے حالات تھے اس وجہ سے اس غزوہ کے لشکر کو عسرت و تنگدستی کا جیش بھی کہتے ہیں) تو عثمان اٹھے اور کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ایک سو اونٹ ہیں مع ان کی چادروں اور کاٹھیوں کے (یعنی ان کے سازوسامان سمیت) نبی ﷺ نے پھر ترغیب دی تو عثمان (دوبارہ) اٹھے اور کہا اللہ کی راہ میں میرے ذمہ دوسو اونٹ ان کے سازوسامان سمیت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے (مزید) ترغیب دی تو عثمان (تیسری مرتبہ) اٹھے اور کہا اللہ کی راہ میں میرے ذمہ تین سو اونٹ مع ان کے سازوسامان کے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن خبابؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ منبر سے اتر رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں عثمان پر اس (برے) عمل کا کچھ گناہ نہ ہوگا جو وہ (آج کی) اس نیکی کے بعد کریں۔ عثمان پر اس (برے) عمل کا کچھ گناہ نہ ہوگا جو وہ (آج کی) اس نیکی کے بعد کریں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَیْعَةِ الرِّضْوَانِ کَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦لٰی مَکَّةَ فَبَایَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِا□ ✦حْدٰی یَدَیْهِ عَلَی الْأُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَیْراً مِنْ أَیْدِیْهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ (ترمذی)

www.askfatwa.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ (صلح حدیبیہ کے سال صحابہ کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور مشرکین مکہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا تو مکہ والوں سے بات چیت کے لئے حضرت عثمانؓ کو بھیجا گیا۔ پیچھے یہ خبر اڑا دی گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔اس پر آپ ﷺ) نے صحابہ کو (موت تک لڑنے کی) بیعت کا حکم دیا۔عثمان رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر مکہ گئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے بیعت لی اور فرمایا عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ (عثمان کے ہاتھ کی نیابت میں) اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا (تاکہ اگر وہ زندہ ہوں تو ان کی طرف سے بھی بیعت ہو جائے) تو رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ جو عثمان کے لئے تھا صحابہ کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا جو ان کے اپنے لئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بطور خلیفہ تقرری

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ ...... فَقَالُوْا أَوْصِ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ا □ ✦سْتَخْلِفْ قَالَ مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ اَوِ الرَّهْطِ الَّذِیْنَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰی عَلِیًّا وَّ عُثْمَانَ وَالزُّبَیْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَالَ یَشْهَدُکُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَلَیْسَ لَهٗ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ فَإِنْ أَصَابَتِ الْا □ ✦مْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاکَ وَ ا □ ✦لَّا فَلْیَسْتَعِنْ بِهٖ أَیُّکُمْ مَا أُمِّرَ فَا □ ✦نِّیْ لَمْ أَعْزِلْهُ مِنْ عِجْزٍ وَّلَا خِیَانَةٍ ...... فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهٖ ا □ ✦جْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اجْعَلُوْا أَمْرَکُمْ ا □ ✦لٰی ثَلَاثَةٍ مِّنْکُمْ قَالَ الزُّبَیْرُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِیْ ا □ ✦لٰی عَلِیٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِیْ ا □ ✦لٰی عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِیْ ا □ ✦لٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَیُّکُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهٗ ا □ ✦لَیْهِ وَاللّٰهُ عَلَیْهِ وَالْا □ ✦سْلَامُ لَیَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِیْ نَفْسِهٖ فَأُسْکِتَ الشَّیْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَفَتَجْعَلُوْنَهٗ ا □ ✦لَیَّ وَاللّٰهِ عَلَیَّ اَنْ لَّا اٰلُوَ عَنْ أَفْضَلِکُمْ قَالَا نَعَمْ فَأَخَذَ بِیَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ لَکَ قَرَابَةٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقِدَمُ فِی الْا □ ✦سْلَامِ مَاقَدْ عَلِمْتَ فَاللّٰهُ عَلَیْکَ لَا □ ✦ن أَمَّرْتُکَ لَتَعْدِلَنْ وَلَا □ ✦نْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنْ وَلَتُطِیْعَنْ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِکَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِیْثَاقَ قَالَ اِرْفَعْ یَدَکَ یَاعُثْمَانُ فَبَایَعَهٗ فَبَایَعَ لَهٗ عَلِیٌّ وَ وَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَایَعُوْهُ (بخاری)

عمرو بن میمون رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا اور ان کے بچنے کی امید نہ رہی) ....تو کچھ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین وصیت فرما دیجئے، کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خلافت کا اہل ان چھ آدمیوں سے زیادہ کسی کو نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ ان سے راضی تھے۔اور (حضرات) علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمر تمہارے ساتھ ہوں گے لیکن ان کا حکومت میں کچھ حصہ نہ ہوگا...........اگر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ امیر بنیں تب تو ٹھیک ہے ورنہ جو بھی جب تک امیر ہو وہ ان کو اپنا معاون بنائے کیونکہ میں نے جو ان کو (کوفہ کی گورنری سے) معزول کیا تھا تو کسی کوتاہی یا خیانت کی بنا پر نہیں کیا تھا (بلکہ ناجائز اعتراض کرنے والوں کے شر سے حفاظت کی خاطر ہٹایا تھا اور خود حضرت سعد نے بھی دوبارہ کوفہ کی گورنری لینے سے انکار کر دیا تھا)........... جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین سے فراغت ہوئی تو یہ حضرات جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان ساتھیوں سے کہا کہ اپنے معاملہ کو اپنے میں سے تین افراد تک کر دو (تاکہ اختلاف کم ہو جائے) حضرت زبیر نے کہا میں نے اپنا اختیار علی رضی اللہ عنہ کو دیا۔طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنا اختیار عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا اور سعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان دو (حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم میں سے کون خلافت (کی امید) سے دستبردار ہوتا ہے کہ ہم اس پر فیصلہ کرلیں۔ اللہ اور اسلام اس کے نگہبان ہوں۔ ہرایک دیکھے کہ اس کے دل میں افضل کون ہے؟ حضرت عثمان اور حضرت علی خاموش رہے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے پوچھا کیا تم چناؤ کا معاملہ میرے سپرد کرتے ہو۔ اللہ کی قسم میرے ذمہ ہوگا کہ میں تم میں سے افضل کے چناؤ میں کوتاہی نہ کروں۔ ان دونوں نے کہا ٹھیک ہے (ہمیں یہ منظور ہے)۔ پھر انہوں نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تمہیں رسول اللہ ﷺ سے قرابت داری اور اسلام میں قدیمی ہونا حاصل ہے جو تمہارے علم میں ہے۔ اللہ تم پر نگہبان ہے۔ (یہ عہد کرو کہ) اگر میں تمہیں امیر مقرر کردوں تو تم انصاف سے کام لوگے اور اگر میں عثمان کو امیر بنادوں تو تم فرمانبرداری واطاعت کروگے۔ (حضرت علی سے عہد لینے کے بعد) پھر وہ حضرت عثمان سے تنہائی میں ملے اور ان سے بھی اسی طرح کی بات کہی۔ جب ان سے بھی اس طرح کا عہد لے لیا تو (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تین دن تین راتیں مسلسل لوگوں سے مشورہ کرتے رہے اور سب کی رائے لیتے رہے)۔

قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِّنَ اللَّیْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰی اسْتَیْقَظْتُ فَقَالَ أُرَاکَ نَائِمًا فَوَاللّٰهِ مَا اکْتَحَلْتُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ بِکَثِیْرِ نَوْمٍ اِنْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَیْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهٗ فَشَاوَرَ هُمَا ثُمَّ دَعَانِیْ فَقَالَ اُدْعُ لِیْ عَلِیًّا فَدَعَوْتُهٗ فَنَاجَاهُ حَتّٰی اِبْهَارَّ اللَّیْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِیٌّ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ عَلٰی طَمْعٍ وَقَدْ کَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَخْشٰی مِنْ عَلِیٍّ شَیْئًا ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِیْ عُثْمَانَ فَنَاجَاهُ حَتّٰی فَرَّقَ بَیْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلّٰی بِالنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُولٰٓئِکَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَأَرْسَلَ ا □ ✦لٰی مَنْ کَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْأَنْصَارِ وَ أَرْسَلَ ا □ ✦لٰی أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَکَانُوْا وَافَوْا تِلْکَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ. فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ یَا عَلِیُّ ا □ ✦نِّیْ قَدْ نَظَرْتُ فِیْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ یَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰی نَفْسِکَ سَبِیْلًا فَقَالَ أُبَایِعُکَ عَلٰی سُنَّةِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْخَلِیْفَتَیْنِ مِنْ بَعْدِهٖ فَبَایَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَایَعَهُ النَّاسُ وَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَ الْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ (بخاری)

مسور بن مخرمہ کہتے ہیں رات کی کچھ نیند گذری تھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میرے ہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹاتے رہے یہاں تک کہ میں بیدار ہوا (اور باہر نکلا تو) انہوں نے فرمایا لگتا ہے تم سورہے تھے واللہ میں تو ان تین دنوں میں بہت ہی کم سویا ہوں۔ لو اب تم جاؤ اور زبیر اور سعد رضی اللہ عنہما کو بلالاؤ۔ میں ان کو بلالایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے مشورہ کیا پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے پاس علی رضی اللہ عنہ کو بلالاؤ۔ میں ان کو بلا لایا۔ پھر وہ ان سے نصف رات تک سرگوشی میں بات کرتے رہے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اٹھے اور ان کو خلافت کی امید تھی اور (اسی وجہ سے) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ان سے کسی درجے میں مخالفت کا اندیشہ تھا۔ پھر کہا عثمان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ وہ آئے تو ان سے صبح کی اذان تک سرگوشی کرتے رہے۔

جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کو فجر کی نماز پڑھا چکے اور یہ چھ حضرات منبر کے پاس جمع ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰن نے موجود مہاجرین وانصار کو بلالیا اور لشکروں کے سپہ سالاروں کو بھی بلالیا جو اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج پر آئے ہوئے تھے۔ جب سب جمع ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حمد وثنا کے بعد کہا کہ اے علی میں نے لوگوں کے مشورے اور ان کی رائیں حاصل کیں تو میں نے ان میں سے کسی کو نہیں پایا کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو سمجھتے ہوں لہٰذا تم کچھ غصہ اور مخالفت نہ کرنا۔ پھر (عثمان رضی اللہ عنہ

www.askfatwa.com

سے) کہا میں (خلیفہ کے طور پر تمہیں نامزد کرتا ہوں اور) تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اس شرط پر کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے طریقے پر اور آپ کے بعد دو خلفاء کے طریقے پر چلو گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اور دیگر لوگوں نے اور مہاجرین و انصار نے اور سپہ سالاروں نے سب نے ہی بیعت کی۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بھی خلافت کے اہل تھے اور خلافت بلا طلب مل جائے تو اس کو قبول کرنے پر تیار بھی تھے۔ اس میں کوئی عیب بھی نہیں کیونکہ بعض لوگ طبعی طور پر سیادت وخلافت سے مناسبت رکھتے ہیں۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں سے نہ تو کسی نے از خود خلافت طلب کی اور نہ ہی ایک کے انتخاب پر دوسرے نے اطاعت اختیار کرنے میں ذرہ برابر تردد کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت محض احتیاط کے طور پر تھی۔

حضرت عثمانؓ کا امر خلافت اور احکام خلافت میں حق پر ہونا

عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَاذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَأَذِنَ لَهُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ا □ ✦ نَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِىْ فِتْنَةً وَاخْتِلَافاً ...... فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ...... قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيْرِ وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ يُشِيْرُ ا □ ✦ لٰى عُثْمَانَ (بیہقی)

ابو حبیبہؓ کہتے ہیں کہ وہ اس گھر میں داخل ہوئے جس میں حضرت عثمان محصور تھے۔ وہاں انہوں نے سنا کہ حضرت ابو ہریرہ حضرت عثمان سے (لوگوں سے) کچھ بات کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے۔ حضرت عثمان نے ان کو اجازت دیدی تو حضرت ابو ہریرہؓ کھڑے ہوئے اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم کو میرے بعد فتنہ (آزمائش) اور اختلاف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ تو (اس وقت میں) ہمارے لئے کون شخص ہوگا (جس کی اتباع کا آپ ہمیں حکم دیتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا لازم پکڑو امیر کو اور اس کے ساتھیوں کو اور آپ ﷺ عثمان کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ (فتنہ و اختلاف کی ابتداء حضرت عثمانؓ کے دور میں تو ہوئی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا سبب حضرت عثمانؓ تھے بلکہ اس کا سبب وہ منافق قسم کے لوگ تھے جو اپنے اندر تو کفر چھپائے ہوئے تھے لیکن اسلام کو خراب اور کمزور کرنے کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں حضرت عثمان اور دیگر بڑے صحابہ کے خلاف پروپیگنڈہ میں لگ گئے تھے۔ اس کی ایک بڑی واضح مثال عبداللہ بن سبا کی ہے جو اصل میں یہودی تھا لیکن ظاہر میں مسلمان ہو کر اور اپنے آپ کو بڑا عالم ظاہر کر کے عام لوگوں کو خفیہ طور پر ورغلاتا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ لوگ کچھ قوت پکڑ گئے اور حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت برپا کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا کہ ان حالات میں یہ بات پیش نظر رکھنا کہ عثمان حق پر ہونگے اور تمہیں انہی کی اتباع کرنی ہوگی)

عَنْ أَبِىْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِىْ حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ ...... ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِىْ اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ فَا □ ✦ ذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا (تو پہلے ابوبکر نے دروازہ کھٹکھٹایا پھر عمر آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ان کے لئے دروازہ کھولا گیا اور ان کو بشارت بھی سنائی گئی) پھر ایک (تیسرے) صاحب نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی خوشخبری دو ایسے بڑے ابتلاء کے ساتھ جو ان کو پہنچے گا (میں نے

www.askfatwa.com

دروازہ کھولا تھا) تو وہ عثمان تھے۔ میں نے ان کو نبی ﷺ کی بتائی ہوئی بات بتائی تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والے ہیں۔(یہ ابتلاء وآزمائش وہی تھی جو حضرت عثمانؓ کو اپنی خلافت کے آخری دور میں پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مختلف حالتوں کے ساتھ آزمائش کرتے ہیں۔ حالات کبھی یکساں نہیں رہتے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو جوامن چین حاصل ہوا تھا اب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی کہ اس میں تبدیلی آئے۔ لہٰذا تبدیلی تو بہرحال ہونی ہی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی آزمائش اس میں یہ تھی کہ بس وہ صبر کریں اور خود مخالفین کے مقابلہ میں کسی قسم کا جارحانہ اقدام نہ کریں۔ بظاہر یہ بات تدبیر حکمرانی کے خلاف تھی لیکن اس میں حضرت عثمانؓ کی بڑی حفاظت تھی کیونکہ جب حالات میں بگاڑ پیدا ہونا ہی تھا تو اگر حضرت عثمانؓ کوئی جارحانہ قدم اٹھاتے تو اس پروپیگنڈہ کو بھی ہوا ملتی کہ بگاڑ میں حضرت عثمانؓ کی بے تدبیری اور ترک تحمل کو دخل حاصل تھا۔ حضرت عثمانؓ کو ظالم کے طور پر پیش کیا جاتا کہ انہوں نے لوگوں کی جائز شکایات کے مقابلہ میں مسلح کارروائی کو ترجیح دی۔ حضرت عثمانؓ کے صبر سے یہ فائدہ ہوا کہ ان کی مظلومیت اور باغیوں کا ظالم ہونا مشہور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں اپنے نبی کے صحابی کو محفوظ رکھا اور ان کے مراتب بلند کئے جبکہ بد باطن لوگ ہی ہمیشہ کے لئے رسوا ہوئے)۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَاعُثْمَانُ ا□ ✦ نَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَا □ ✦ نْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عثمان اللہ تعالیٰ تمہیں (خلافت کی) قمیض پہنائیں گے (اور تم خلیفہ بنو گے) پھر اگر کچھ لوگ تمہیں اس کو اتارنے (یعنی خلافت سے دستبردار ہونے) پر مجبور کریں تو تم ان کی وجہ سے اس کو نہ اتارنا (اور خلافت کو نہ چھوڑنا کیونکہ تم حق پر ہوگے اور وہ لوگ ناحق پر ہونگے اور باغی ہونگے۔ اگر تم نے ان کی وجہ سے خلافت چھوڑی تو لوگوں کو یہ خیال ہوگا کہ شاید تم ناحق پر تھے اور وہ باغی حق پر تھے اسی لئے تم خلافت سے دستبردار ہوگئے)

عَنْ اَبِیْ سَهْلَةَ قَالَ قَالَ لِیْ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ ا □ ✦ نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَهِدَ ا □ ✦ لَيَّ عَهْداً وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ (ترمذی)

حضرت ابوسہلہ کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے مجھ سے اپنے گھر میں محصوری کے زمانہ میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا (یعنی یہ کہ باغیوں کے مطالبہ پر خلافت سے دستبردار نہ ہونا) اور میں اس پر صبر کئے ہوئے ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ ......فَجَعَلَ يُسَارُّهُ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الدَّارِ وحُصِرَ فِيْهَا قُلْنَا يَا أَمِيْرَ الْمُوْمِنِيْنَ أَلَا تُقَاتِلُ قَالَ لَا ا □ ✦ نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ ا □ ✦ لَيَّ عَهْداً وَا □ ✦ نِّیْ صَابِرٌ نَفْسِیْ عَلَيْهِ (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نے عثمانؓ کو بلوایا اور) ان سے سرگوشی کرنے لگے جس سے عثمان (کے چہرے) کا رنگ بدلنے لگا۔ جب گھر میں محصوری کا زمانہ آیا اور وہ اس میں محصور ہو کر رہ گئے تو ہم نے (ان سے) کہا اے امیر المومنین آپ (ان باغیوں سے) لڑتے کیوں نہیں؟ عثمانؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا (جس میں یہ بھی شامل تھا کہ میں ان باغیوں کے خلاف کوئی مسلح اقدام نہ کروں۔ میں اپنے اس عہد پر قائم ہوں) اور اس پر اپنے آپ کو صبر کئے روکا ہوا ہوں۔

عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنِ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَحِيْنَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ أَنْشُدُ كُمُ اللّٰهَ وَالْا □ ✦ سْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِیْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ

www.askfatwa.com

مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْا □ ✦سَلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْا □ ✦سَلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْا □ ✦سَلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَا □ ✦نَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا (ترمذی و نسائی)

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں جس وقت محصور تھے میں اس میں اس وقت موجود تھا جب انہوں نے (ان کے قتل کے ارادہ سے) محاصرہ کرنے والوں کی طرف جھانکا اور ان سے کہا میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں سوائے رومہ نامی کنوئیں کے کوئی اور کنواں ایسا نہ تھا جس سے میٹھا پانی حاصل ہوتا ہو تو آپ نے فرمایا کون شخص ہے جو رومہ کنویں کو خریدے (اور مسلمانوں کے لئے وقف کردے) کہ اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کردے (یعنی سب یکساں اس سے پانی حاصل کریں خود خرید کر وقف کرنے والے کی بھی اس میں کسی قسم کی کوئی تخصیص نہ رہے) اپنے لئے جنت میں اس سے بہتر کے عوض میں، تو میں نے خالص اپنے مال میں سے (پینتیس ہزار درہم یعنی 107 کلو چاندی میں اس کو خریدا اور آج تم مجھے ہی اسی کنویں سے پانی پینے سے روکتے ہو یہاں تک کہ میں (مجبور ہوکر) سمندر (کی طرح) کا (نمکین کھارا) پانی پیتا ہوں۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں (ہم اس بات کو جانتے ہیں)

حضرت عثمانؓ نے پھر کہا میں تمہیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی نمازیوں کے لئے تنگ پڑ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون شخص ہے جو فلاں قبیلہ کا قطعہ زمین خریدے اور اس کو مسجد میں بڑھا دے جنت میں اپنے لئے اس سے بہتر عوض کے مقابلہ میں۔ تو میں نے خالص اپنے مال سے وہ قطعہ زمین خریدا (اور اس کو مسجد نبوی میں شامل کردیا) اور آج تم مجھے ہی اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں (ہم یہ جانتے ہیں)

حضرت عثمانؓ نے ان سے پھر کہا میں تمہیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے غزوہ تبوک کے لشکر کی تیاری کا سامان دیا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں (ہم یہ بھی جانتے ہیں)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پھر یہ کہا میں تمہیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے ثبیر نامی پہاڑ پر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر تھے اور عمر تھے اور میں تھا۔ تو پہاڑ کو (زور کی) حرکت ہوئی۔ یہاں تک کہ اس کے پتھر پہاڑ کے دامن تک آگرے۔ آپ ﷺ نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا تجھ پر محض ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں (ہم یہ بھی جانتے ہیں) اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم ان لوگوں نے بھی گواہی دیدی کہ میں شہید ہوں (اور شہادت تو اسی وقت ہوتی ہے جب آدمی حق پر ہو تو گویا انہوں نے تسلیم کرلیا کہ میں حق پر ہوں اور حق کی خاطر ہی میں قتل کیا جاؤں گا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مجھ سے اختلاف رکھ کر جو لوگ میرے قتل کے درپے ہیں وہ یقیناً ناحق پر ہیں) یہ آخری کلمات حضرت عثمانؓ نے تین مرتبہ

www.askfatwa.com

دہرائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مصرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَأٰى قَوْماً جُلُوْساً فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهُ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ ا □ ✦نّی سَائِلُکَ عَنْ شَئٍ فَحَدِّثْنِی هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنُ لَکَ أَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَا □ ✦نَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦نَّ لَکَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَأَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَاذَهَبَ عُثْمَانُ ا □ ✦لٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَکَ

(بخاری)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب کہتے ہیں اہل مصر کا ایک شخص حج بیت اللہ کے ارادہ سے (مکہ مکرمہ) آیا۔ یہاں اس نے (ایک جگہ) کچھ لوگوں کو (اکٹھے) بیٹھے دیکھا تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ خاندان قریش کے (بڑے) لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا ان میں بڑے عالم کون ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ (وہ شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے آیا اور) اس نے کہا اے ابن عمر مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے تو آپ مجھے جواب دیجئے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر (جب مشرکین کی فوج نے پہاڑی کے پیچھے سے پلٹ کر حملہ کیا تھا تو) عثمان فرار ہو گئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (ایسا ہوا تھا)۔ اس شخص نے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان جنگ بدر سے غائب رہے تھے اور اس میں حاضر نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (ایسا ہی تھا) اس شخص نے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان بیعت رضوان سے بھی غائب رہے تھے اور اس میں شریک نہ تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں (ایسا ہی تھا) اس شخص نے (یہ سمجھا کہ ہم جو حضرت عثمانؓ کے خلاف الزام لگاتے ہیں ان کی تائید و تصدیق حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی کر دی ہے اور اس سے اب لوگ لاجواب ہو جائیں گے اور یہ ہمیں بڑی کامیابی حاصل ہو گئی ہے اس لئے اس نے خوشی سے) اللہ اکبر کہا۔ اب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ذرا میرے قریب آ جاؤ (اور اپنی ان باتوں کی تفصیل بھی سن لو جو) میں تمہارے لئے بیان کرتا ہوں۔ رہا عثمان کا جنگ احد سے فرار تو (اس وقت اچانک حملہ سے بہت سے صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اگر چہ بعد میں وہ سنبھل گئے اور پلٹ آئے لیکن اصل بات کی) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما چکے ہیں (اور یہ معافی قرآن پاک کے اندر موجود ہے تو معافی کے بعد عیب لگانا کیسے جائز ہے؟)

رہی جنگ بدر سے ان کی غیر حاضری تو بات یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہ تھیں جو اس وقت بیمار تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے (عثمان کو ان کی دیکھ بھال کرنے کو کہا تھا اور ان کو جو یہ خیال ہوا کہ میں جہاد میں شرکت سے محروم رہوں گا تو آپ ﷺ نے خود) ان سے فرمایا کہ تمہیں جنگ بدر میں شریک ہونے والے کا ثواب ملے گا اور (صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے) ان کو مال غنیمت میں سے (برابر کا) حصہ بھی دیا۔

www.askfatwa.com

رہی بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت تو اگر (رشتہ داری کے اعتبار سے) مکہ مکرمہ میں کوئی دوسرا صحابی ان سے زیادہ عزت دار ہوتا تو آپ ﷺ ان کو (مشرکین سے گفتگو کے لئے مکہ) بھیجتے۔ (چونکہ ایسا کوئی نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا اور بیعت رضوان تو ان کے مکہ جانے کے بعد ہوئی (جس کی وجہ یہ ہوئی کہ مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ مشرکین نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ہے اور مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہوگئے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور وہ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ (بیعت) عثمان کیلئے ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا لو اب یہ ساری باتیں اپنے ساتھ لے جاؤ (اور یہ بھی ساتھ میں بتاؤ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ

فضائل

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى ا ✦ لَّا أَنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (جب غزوہ تبوک کے لئے نکلے تو حضرت علی کو اپنے گھر والوں کی دیکھ بھال کے لئے مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا اور ان کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ منافقین نے حضرت علیؓ کو تنگ کرنا شروع کیا کہ رسول اللہ ﷺ تو تم کو بوجھ سمجھتے ہیں اور حقیر سمجھتے ہیں اس لئے تمہیں پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ یہ باتیں سن کر حضرت علیؓ نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور تیزی سے چلتے ہوئے آپ ﷺ تک پہنچ گئے اور آپ کو منافقین کی بات بتائی۔ آپ نے فرمایا، منافق جھوٹ بولتے ہیں میں نے تمہیں اپنے گھر والوں کی وجہ سے پیچھے چھوڑا لہٰذا تم واپس جاؤ اور میرے اور اپنے گھر والوں کے لئے میری طرف سے نیابت کرو اور ان سے مزید) فرمایا (اے علی اس اعتبار سے) تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) سے تھے (کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کے لئے کوہ طور پر گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ گئے تھے۔ ایسے ہی میں نے بھی اس وقت تمہیں اپنا نائب بنایا ہے) لیکن (حضرت ہارون علیہ السلام تو نبی بھی تھے تمہارا نبوت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ) میرے بعد کوئی بھی اور کسی بھی قسم کا (نیا) نبی نہیں ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ أَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ...... فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح عطا فرمائیں گے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف گئے۔ ان میں سے ہر ایک ہی تمنا کرتا تھا کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا علی بن ابی طالب کہاں ہیں لوگوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ وہ یہ ہیں...... آپ ﷺ نے جھنڈا ان کو عطا فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ بس وہی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ صرف اسی سے محبت کرتے ہیں اس لئے دوسروں سے اس وصف کی نفی نہیں کر سکتے۔ دیگر صحابہ میں بھی یہ وصف تھا اور حضرت علی میں بھی تھا۔ البتہ ایک وصف

میں حضرت علیؓ کی خصوصیت ہوئی اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ خیبر کی فتح ان کے ہاتھوں کرائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ إِنَّ عَلِیّاً مِنِّی وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ (ترمذی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (نسب و رشتہ داری اور محبت و تعلق ان سب کے مجموعہ کے اعتبار سے) علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر ایمان والے کے محبوب ہیں (کیونکہ جب ہمارے درمیان اتنا زیادہ قرب ہے تو یہ بعید ہے کہ کوئی ایمان والا مجھ سے تو محبت رکھے اور علی سے نہ رکھے بلکہ محبوب کی تو ہر چیز سے محبت ہوتی ہے تو جس شخص سے خود رسول اللہ ﷺ محبت کرتے ہوں اس سے تو ہر ایمان والا ضرور محبت رکھے گا)

عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِیْرِ خُمٍّ أَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّیْ أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّیْ أَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئاً لَکَ یَا ابْنَ أَبِیْ طَالِبٍ أَصْبَحْتَ وَ أَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ (احمد)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع سے واپسی میں) جب خُم نامی تالاب کے پاس پڑاؤ کیا تو آپ ﷺ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں سے پوچھا کیا تم یہ بات نہیں جانتے ہو کہ میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ محبوب ہوں (یعنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ مجھے اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھیں) صحابہ نے کہا کیوں نہیں (آپ مسلمانوں کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں) آپ نے (پھر) پوچھا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں ہر مومن کو اس کی جان سے زیادہ عزیز ہوں۔ صحابہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں (ایسا ہی ہے) تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں جس کا محبوب ہوں علی بھی اس کے محبوب ہیں۔ اے اللہ تو اس سے دوستی کر جو علی سے دوستی رکھے اور تو اس سے دشمنی کر جو علی سے دشمنی رکھے۔ اس کے بعد جب عمرؓ کی علیؓ سے ملاقات ہوئی تو عمرؓ نے ان سے کہا اے ابن ابی طالب آپ کو شادمانی ہو کہ آپ ہر مومن مرد و عورت کے محبوب بن گئے ہیں۔

فائدہ: صحابہؓ کے بارے میں آئندہ امت کے مختلف طبقوں میں جو افراط و تفریط ہونی تھی رسول اللہ ﷺ نے عمومی طور سے بھی اور خاص خاص افراد صحابہ کے اعتبار سے بھی ان کے ساتھ اپنے تعلق کو اور اہل ایمان پر ان کے حقوق کو بیان کیا۔ حضرت علیؓ کے بارے میں بھی افراط و تفریط ہوئی۔ ایک طبقہ یعنی شیعوں نے ان کو ان کے درجہ سے زیادہ بڑھایا اور ایک اور طبقہ نے ان کے ساتھ عداوت و دشمنی اختیار کی۔ ان کے ساتھ عداوت اختیار کرنے والے خارجی کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مخالف روش سے بچنے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کے سامنے یہ اہتمام فرمایا۔

اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو امامت و خلافت کا زیادہ حقدار بتایا ہے اور مولی کا مطلب مالک و حکمران ہے صحیح نہیں کیونکہ اگر بات یہی ہوتی تو حضرت علیؓ جو فاتح خیبر اور حیدر کرار ہیں وہ کبھی بھی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت نہ کرتے۔ علاوہ ازیں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری وفات کے بعد وہ مولی ہونگے بلکہ یہ فرمایا کہ میں جس کا مولی ہوں علی بھی اس کے مولی ہیں یعنی آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے دوران بھی۔ اور ظاہر ہے کہ ایک وقت میں امام یعنی حکمران تو ایک ہی ہوتا ہے۔ لہذا مولی کا معنی امام و حکمران مراد لینا صحیح نہیں ورنہ تو یہ مطلب بنے گا کہ نبی ﷺ کی حیات میں ہر مسلمان کے دو حکمران اور امام ہوئے ایک

نبی ﷺ اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور یہ بات صحیح نہیں۔ بلکہ اس کا صحیح معنی محبوب کا ہی ہے۔ اوپر کے مضمون کو یوں بھی بیان کیا گیا۔

عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايُحِبُّ عَلِيًا مُنَافِقٌ وَلَايُبْغِضُهُ مُؤمِنٌ (احمد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی منافق علی سے محبت نہ کرے گا (کیونکہ اسے مجھ سے محبت نہ ہوگی تو میرے متعلقین سے بھی نہ ہوگی) اور کوئی (صحیح) مومن علی سے بغض نہ رکھے گا (کیونکہ صحیح ایمان کی وجہ سے جب اسے مجھ سے محبت ہوگی تو میرے متعلقین سے بھی ضرور ہوگی)۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْکَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰی أَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰی بَهَتُوْا أُمَّهُ وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارٰی حَتّٰی أَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِیْ لَيْسَتْ لَهُ ثُمَّ قَالَ يَهْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَيْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِیْ عَلٰی أَنْ يَّبْهَتَنِیْ (احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تمہاری مثال (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) جیسی ہے۔ یہود نے ان سے بغض رکھا (اور اس میں اتنے آگے بڑھے) یہاں تک کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھا (کہ وہ العیاذ باللہ زنا کی مرتکب ہوئی ہیں) اور نصاری نے ان سے محبت کی (اور اس میں سے اتنا تجاوز کیا) یہاں تک کہ ان کے لئے وہ مرتبہ بتانے لگے (یعنی خدائی کا) جو ان کے لئے تھا ہی نہیں۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا میرے بارے میں بھی دو قسم کے آدمی ہلاک ہونگے (یعنی گمراہ ہونگے) ایک وہ محبت کرنے والا جو جائز حد سے تجاوز و افراط کرتا ہو اور میری تعریف میں وہ کچھ کہے جو فی الواقع مجھ میں ہے ہی نہیں اور دوسرے مجھ سے بغض رکھنے والا وہ شخص جس کو میری عداوت مجھ پر بہتان لگانے پر ابھار دے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا دَارُالْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا (ترمذی)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں (تو علم و) حکمت کا گھر (یعنی خزانہ) ہوں اور علی اس کا (ایک اہم) دروازہ ہیں۔

فائدہ: حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ صرف علیؓ اس کا دروازہ ہیں اس لئے آپ ﷺ کے علم و حکمت تک پہنچنے کے اور بھی کئی دروازے ہیں مثلاً حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ أَعْلَمُکُمْ بِالْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ (تم میں حلال و حرام کو سب جاننے والے ہیں) اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا اقرؤکم کہ وہ تم میں سب سے بڑے قرآن کے قاری ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص نہ لینے کی وجوہات

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، میں ان کو لکھتے ہیں:

1- وارثوں نے قاعدہ کے مطابق قصاص کا مطالبہ ہی نہیں کیا۔ ان کو چاہئے تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر کے ان کے پاس آ کر دعویٰ پیش کرتے۔

2- قاتل بعینہ معلوم نہ تھے کیونکہ قتل کے وقت یا تو قاتل موجود تھے یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر والے تھے۔ قاتل اپنا نام کیوں بتاتے اور اہل خانہ مدعی ہو سکتے تھے گواہ نہیں۔

3- باقی لوگ جو محاصرہ کئے ہوئے تھے وہ بعینہ قاتل نہ تھے اور یہ بھی ثابت نہ تھا کہ انہوں نے قتل کروایا تھا۔ پھر محاصرہ کرنے والوں نے

بغاوت ترک کر کے اطاعت بھی اختیار کر لی تھی جس کے بعد ان سے تعرض کرنے کی گنجائش نہ رہی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جنگ جمل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نے ان حضرات کے دلوں پر بہت زیادہ اثر کیا تھا جن کے پاس مختلف علاقوں سے لوگ آ آ کر حضرت عثمانؓ کے عمال کی شکایت کرتے تھے (اور شکایتیں ہو ہی جاتی ہیں۔ کچھ جائز ہوتی تھیں اور بہت کچھ غلط پروپیگنڈہ کا اثر بھی تھا) اور یہ حضرات ان کو لے کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کی شکایتوں کے ازالہ کی کوشش کرتے تھے۔ ان میں حضرت علی بھی تھے حضرت طلحہ بھی اور حضرت زبیر بھی رضی اللہ عنہم۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی طرف سے کسی کو بھیج کر ان لوگوں کی شکایت دربار خلافت میں پہنچا دیا کرتی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے والوں میں بیشتر تعداد ان ہی لوگوں کی تھی جن کی شکایت کے ازالہ کی یہ لوگ کوشش کیا کرتے تھے۔ محاصرہ کے وقت کسی کو بھی یہ خیال نہ تھا کہ نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ محاصرہ کرنے والوں میں سے بعض اشتعال میں آ کر خود خلیفہ وقت کو شہید کر دیں گے۔ لیکن جب وہ شہید کر دیئے گئے تو ان حضرات کے دل میں یہ احساس شدت سے ابھرا کہ ہم جن لوگوں کی دربار خلافت میں نمائندگی کرتے رہے ہیں انہوں نے یہ ظلم کیا کہ محاصرہ کر کے خود خلیفہ کو ہی شہید کر دیا لہٰذا ان سے باز پرس ضروری ہے اور ان سے قصاص لئے بغیر ہمیں چین سے نہ بیٹھنا چاہئے ورنہ قیامت میں خلیفہ مظلوم کے خون ناحق کی کہیں خود ہم سے باز پرس نہ ہو۔ یہ موقف تھا اصحاب جمل کا۔

جمل اونٹ کو کہتے ہیں اور چونکہ حضرت عائشہؓ اونٹ پر کجاوہ میں سوار تھیں اس لئے ان کی جماعت کو اصحاب جمل اور جو جنگ پیش آئی وہ جنگ جمل کہلاتی ہے۔ ان حضرات کے خیال میں حضرت علیؓ کے خلاف خروج کی وجہ یہی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص لے سکتے ہیں لیکن لے نہیں رہے بلکہ رکاوٹ بن رہے ہیں۔

جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا أَرِينِي قَتَلَةَ عُثْمَانَ یعنی مجھے بتائیے کہ قاتلین عثمان کون کون ہیں۔

پھر جب سازشیوں کی وجہ سے جنگ چھڑی تو اس میں حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے پہل نہ ہونے دی اور جنگ کے دوران بھی آپ مخالفین کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے اور حضرت طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے اپنے خطا پر ہونے کا اعتراف کیا۔

۱ ✦ نَّ عَلِيّاً قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ لِلزُّبَيْرِ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَتَذْكُرُ يَوْماً أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أُنَاجِيكَ فَقَالَ أَ تُنَاجِيهِ فَوَاللّٰهِ لَيُقَاتِلَنَّكَ يَوْماً وَهُوَ لَكَ ظَالِمٌ. قَالَ فَضَرَبَ الزُّبَيْرُ وَجْهَ دَابَّتِهِ فَانْصَرَفَ (اخرجه ابو بكر وغيره) ثُمَّ قَتَلَهُ ابْنُ جُرْمُوْزٍ.

جنگ جمل کے دن حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تمہیں وہ دن یاد ہے کہ جس دن نبی ﷺ ہم دونوں کے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت تم سے سرگوشی کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا کیا تم ان سے سرگوشی کر رہے ہو خدا کی قسم ایک دن (ایسا آئے گا جب) یہ تم سے جنگ کریں گے حالانکہ تمہارے بارے میں یہی غلطی پر ہوں گے۔ (راوی کہتے ہیں یہ سنتے ہی حضرت زبیرؓ کو اپنے بارے میں غلطی پر ہونے کا احساس ہوا اور انہوں) نے اپنے گھوڑے کے منہ پر چابک رسید کیا اور فوراً پلٹ گئے۔ میدان سے پلٹنے کے بعد ان کو ابن جرموز نے شہید کر دیا۔

حضرت طلحہ بھی میدان جمل سے واپس ہو رہے تھے کہ مروان بن حکم نے ان کو تیر مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ ثور بن مجزاۃ کہتے ہیں۔

www.askfatwa.com

مَرَرْتُ بِطَلْحَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ آخِرَ رَمْقٍ فَقَالَ لِیْ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَصْحَابِ أَمِیْرِالْمُوْمِنِیْنَ عَلِیٍّ. فَقَالَ أُبْسُطْ یَدَکَ أُبَایِعُکَ فَبَسَطْتُ یَدِیْ فَبَایَعَنِیْ وَفَاضَتْ نَفْسُهٗ فَأَتَیْتُ عَلِیّاً فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَی اللّٰهُ أَنْ یَّدْخُلَ طَلْحَةُ الْجَنَّةَ ا□ ✦لَّا وَبَیْعَتِیْ فِیْ عُنُقِهٖ

جنگ جمل میں میرا گزر حضرت طلحہؓ کے پاس سے ہوا۔ابھی ان میں زندگی کی رمق باقی تھی۔انہوں نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا امیر المومنین علیؓ کے اصحاب میں سے ہوں۔فرمایا تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں (تمہارے ہاتھ پر حضرت علی کی) بیعت کروں گا۔میں نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو انہوں نے مجھ سے (حضرت علیؓ کی) بیعت کی اور اسی دم ان کی روح بھی پرواز کرگئی۔میں حضرت علیؓ کے پاس آیا اور ان کو (اس واقعہ کی) خبر بتائی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ طلحہ جنت میں داخل ہوں مگر اس حال میں کہ میری بیعت کا قلادہ ان کی گردن میں ہو۔

اور حضرت عائشہؓ بھی جنگ جمل میں بڑی خونریزی کو یاد کر کے روتی تھیں اور فرماتی تھیں۔

وَدِدْتُ أَنِّیْ کُنْتُ غُصْناً رَطْباً وَلَمْ أَسِرْ مَسِیْرِیْ هٰذَا (ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء)

کاش میں (محض) ایک ہری بھری ٹہنی ہوتی اور اس ہنگامہ میں نہ نکلتی۔

خروج کرنے والے ان حضرات کے بارے میں کسی قسم کی بدگوئی جائز نہیں

جیسے اوپر ذکر ہوا ان حضرات کا خروج دین میں اجتہاد کی وجہ سے تھا کسی نفسانی غرض سے نہ تھا اس لئے ان پر کسی قسم کی عیب گوئی جائز نہیں۔خود حضرت علیؓ سے جب ان کے بارے میں پوچھا گیا۔

عَنْ أَبِی الْبَخْتَرِیِّ قَالَ سُئِلَ عَلِیٌّ عَنْ أَهْلِ الْجَمَلِ قَالَ قِیْلَ أَمُشْرِکُوْنَ هُمْ. قَالَ مِنَ الشِّرْکِ فَرُّوْا. قِیْلَ أَمُنَافِقُوْنَ هُمْ قَالَ ا□ ✦نَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ ا□ ✦لَّا قَلِیْلاً قِیْلَ فَمَا هُمْ قَالَ ا□ ✦خْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا وَ قَالَ عَلِیٌّ ا□ ✦نِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ نَکُوْنَ کَالَّذِیْنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ ا□ ✦خْوَاناً عَلٰی سُرُرٍ مُتَقَابِلِیْنَ (سورہ حجر: 47)

ابو البختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اہل جمل کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ مشرک ہیں آپ نے جواب دیا کہ شرک سے تو وہ بھاگے ہیں (اور انہوں نے اسلام قبول کیا ہے) پھر کہا گیا کہ کیا وہ منافق ہیں۔جواب دیا منافق تو اللہ کا ذکر بہت تھوڑا کرتے ہیں (جب کہ یہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرنے والے اور کثرت سے ذکر کرنے والے اور اللہ کے بڑے فرمانبردار ہیں۔یہ منافق تو ہرگز نہیں) پوچھا گیا تو پھر یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔آپ نے فرمایا یہ ہمارے (ہی دینی) بھائی ہیں جنھوں نے (اپنی خطائے اجتہادی سے) ہمارے خلاف بغاوت کی ہے (کیونکہ اس سلسلہ میں ہم حق پر ہیں) اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے (قوی) امید ہے کہ ہم لوگ ان لوگوں کی مانند ہیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل یہ فرماتے ہیں۔اور (جنت میں داخل کر کے) نکال ڈالی ہم نے ان کے دلوں میں سے خفگی بھائی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے ہیں آمنے سامنے۔

عشرہ مبشرہ

یعنی وہ دس صحابہ جن کا ایک ہی وقت میں نام لے کر نبی ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ أَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِیْ الْجَنَّةِ وَأَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّةِ (ترمذی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا ابوبکر جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں اور طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور سعید بن زید جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ أَرْحَمُ أُمَّتِیْ بِأُمَّتِیْ أَبُوْبَکْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِیْ أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَ أَصْدَقُهُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَأَفْرَضُهُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَقْرَؤُهُمْ أُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِکُلِ أُمَّةٍ أَمِیْنٌ وَأَمِیْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (ترمذی و احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے (عشرہ مبشرہ میں سے بعض حضرات کی غالب خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے) فرمایا میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحمدل ابوبکر ہیں اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ قوی عمر ہیں اور سب سے زیادہ حیادار عثمان ہیں اور میراث کے مسائل کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں اور قرآن کے سب سے بڑے عالم ابی بن کعب ہیں اور حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے (یعنی جس میں امانت کا وصف دوسرے اوصاف کی بنسبت زیادہ نمایاں ہو) اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں (رضی اللہ عنہم)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ یَّاتِیْنِیْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ یَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَیْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ا ✦نَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے جنگ احزاب (یعنی جنگ خندق) کے موقع پر پوچھا کون جا کر کفار کی (تفتیش کرے گا اور ان کی) خبر لائے گا۔ زبیرؓ نے کہا میں (اس کام کے لئے تیار ہوں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (عام طور سے) ہر نبی کا کوئی نہ کوئی مخلص مددگار ہوتا ہے اور میرے مخلص مددگار زبیر ہیں۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَاسَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ جَمَعَ أَبَوَیْهِ لِأَحَدٍ ا ✦لَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِکٍ فَا ✦نِّیْ سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ یَوْمَ أُحُدٍ یَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاکَ أَبِیْ وَأُمِّیْ (بخاری و مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو سوائے سعد بن مالک (یعنی سعد بن ابی وقاص کیونکہ ابی وقاص کا نام مالک تھا) کے کسی اور کے لئے اپنے ماں اور باپ دونوں کو جمع کرتے نہیں سنا۔ جنگ احد میں آپ فرماتے تھے اے سعد تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں (دشمنوں پر) تیر اندازی کرو۔

فائدہ: ایک اور موقع پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی یہی سعادت حاصل ہوئی۔ رضی اللہ عنہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦لٰی طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ یَّنْظُرَ ا ✦لٰی شَهِیْدٍ یَمْشِیْ

عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ ا□ ✦لٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (کہ جنگ احد میں حضرت طلحہؓ نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ڈھال بنالیا تھا اور اس وجہ سے ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ حتیٰ کہ آلہ تناسل بھی زخم سے محفوظ نہ رہا تھا۔ اور صحابہؓ جب جنگ احد کا تذکرہ کرتے تھے تو حضرت طلحہ کو اس کا مرد میدان شمار کرتے تھے۔ ان کی اس جانفشانی اور قربانی کی وجہ سے) رسول اللہ ﷺ کی نظر طلحہ بن عبیداللہ پر پڑی تو فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ وہ ایسے شہید کو دیکھے جو روئے زمین پر چلتا ہو تو وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

فضائل

1- عَنْ عِرْبَاضَ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ (احمد)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (حضرت معاویہؓ کے حق میں) یہ دعا فرمائی اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب سکھا اور ان کو عذاب سے بچا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ عَمِيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيّاً وَاهْدِ بِهِ النَّاسَ (ترمذی)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے معاویہؓ کو یوں دعا دی اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادیجئے اور ان کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت عطا فرمایئے۔

3- عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِیْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ فَا□ ✦نَّهٗ مَا أَوْتَرَ ا□ ✦لَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ أَصَابَ ا□ ✦نَّهٗ فَقِيْهٌ (بخاری)

ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ امیر المومنین معاویہ نے (عشاء کے بعد) وتر میں صرف ایک رکعت پڑھی ہے تو اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جواب دیا کہ انہوں نے درست کیا کیونکہ وہ بلاشبہ فقیہ (اور مجتہد) ہیں (انہوں نے اس مسئلہ میں بعض احادیث کو سامنے رکھ کر اجتہاد سے کام لیا ہے لہذا ان پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا)۔

حضرت معاویہؓ کے حضرت علیؓ سے اختلاف کی نوعیت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مدعی تھے اور ان کو بھی یہی خیال ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی پالیسی کے باعث قصاص میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ مزید بریں ان کو یہ بھی خیال ہوا کہ اہل شام نے ابھی تک حضرت علیؓ کی خلافت کی بیعت نہیں کی ہے لہذا حضرت علیؓ کی خلافت ابھی مکمل نہیں ہوئی اور ان سے اختلاف کرنا جائز ہے۔ یہ سب کچھ ایک دینی مسئلہ کے طور پر انہوں نے سمجھا۔

عَنْ أَبِیْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِیْ أَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ أَ أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِی الْخِلَافَةِ أَ وَ أَنْتَ مِثْلُهٗ قَالَ لَا وَا□ ✦نِّیْ لَأَعْلَمُ أَنَّهٗ أَفْضَلُ مِنِّیْ وَ أَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْماً وَأَنَاابْنُ عَمِّهٖ وَ وَلِيُّهٗ أَطْلُبُ بِدَمِهٖ فَاْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهٗ يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ فَأَتَوْهُ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالَ يَدْخُلُ فِی الْبَيْعَةِ وَيُحَاكِمُهُمْ ا□ ✦لَیَّ فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ (شرح مواهب لدنیه، زرقانی)

www.askfatwa.com

ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ سے کہا تم خلافت کے بارے میں حضرت علیؓ سے جھگڑنے چلے ہو۔ کیا تم علیؓ کے برابر ہو۔ معاویہؓ نے کہا (میں ان کے برابر ہرگز) نہیں اور میں بلاشبہ جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے افضل ہیں اور مجھ سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں۔ لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) مظلوماً قتل کر دیئے گئے۔ میں ان کا چچا زاد بھائی اور ولی ہوں اور ان کے خون کا بدلہ چاہتا ہوں۔ تم ان سے جا کر کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو ہمارے حوالہ کر دیں۔ (تا کہ ہم ان کو قصاص میں قتل کر دیں)۔ چنانچہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے اس سلسلہ میں گفتگو کی تو آپ نے فرمایا وہ (پہلے میری خلافت کی) بیعت میں داخل ہو جائیں پھر قاتلین عثمان کا معاملہ میرے سامنے رکھیں۔ لیکن یہ بات حضرت معاویہؓ نے نہیں مانی۔

حضرت معاویہؓ کا اپنی رائے پر اصرار رہا بلکہ اس وجہ سے پھر ان کی رائے یہ ہوئی کہ جب حضرت علیؓ اس پر آمادہ نہیں ہیں تو وہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں اور خلافت کو مسلمانوں کی شوریٰ کے سپرد کر دیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ **ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء** میں نقل کرتے ہیں۔

وکلام عبدالرحمٰن بن غنم اشعری فقیہ شام چوں ابوہریرہ وابودرداء از نزدیک حضرت مرتضی برگشتند وایشان میانجی بودند میان معاویہ وحضرت مرتضی، ومعاویہ طلب میکرد کہ خلافت بگزارد وشوری گرداند درمیان مسلمین۔

فَكَانَ مِمَّا قَالَ لَهُمَا عَجَبًا مِنكُمَا كَيْفَ جَازَ عَلَيْكُمَا مَاجِئْتُمَا بِهِ تَدْعُوَانِ عَلِيًّا أَنْ يَّجْعَلَهَا شُورىٰ وَقَدْ عَلِمْتُمَا أَنَّهُ قَدْ بَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأَهْلُ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَ أَنَّ مَنْ رَضِيَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ كَرِهَهُ وَمَنْ بَايَعَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ لَمْ يُبَايِعْهُ وَأَيُّ مَدْخَلٍ لِمُعَاوِيَةَ فِي الشُّورىٰ وَهُوَ مِنَ الطُّلَقَاءِ الَّذِيْنَ لَايَجُوْزُ لَهُمُ الْخِلَافَةُ وَهُوَ وَأَبُوْهُ رُءُوسُ الْأَحْزَابِ فَنَدِمَا عَلىٰ مَسِيْرِهِمَا وَتَابَا بَيْنَ يَدَيْهِ.

جب حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابودرداءؓ حضرت علیؓ کے پاس سے پلٹ کر آئے اور یہ دونوں حضرت معاویہ اور حضرت علی کے مابین درمیانی واسطہ تھے اور حضرت معاویہؓ کا مطالبہ تھا کہ حضرت علیؓ خلافت سے دستبردار ہو کر اس معاملہ کو مسلمانوں میں شوریٰ کے سپرد کر دیں تو فقیہ شام حضرت عبدالرحمٰن بن غنم نے ان دونوں حضرات سے کہا آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس پر تعجب ہے۔ آپ کے لئے یہ کیسے جائز ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی دعوت دیں کہ وہ معاملہ شوریٰ کے سپرد کر دیں حالانکہ آپ کو علم ہے کہ حضرت علی سے مہاجرین وانصار اور اہل حجاز و عراق بیعت کر چکے ہیں اور جو حضرات علی رضی اللہ عنہ کو (بطور خلیفہ) پسند کرتے ہیں وہ ان لوگوں سے بہتر ہیں جو ان کو (بطور خلیفہ) نہیں چاہتے اور جن لوگوں نے ان سے بیعت کی ہے وہ ان لوگوں سے بہتر ہیں جنہوں نے ان سے بیعت نہیں کی۔ اور معاویہ کا بھلا شوریٰ میں کیا دخل ہے وہ تو طلقاء میں سے ہیں (جو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور اس وقت ضعیف الایمان تھے اور) جو خلافت کے اہل نہیں اور معاویہ اور ان کے باپ (ابوسفیان) تو غزوہ احزاب (یعنی خندق) میں کفار کے سربراہ تھے (تو اگر چہ اب یہ اہل ایمان ہیں اور صحابی بھی ہیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین وانصار کے برابر نہیں بلکہ درجہ میں ان سے بہت پیچھے ہیں۔ یہ سن کر دونوں حضرات نے ان کے سامنے اپنی آمد پر ندامت کا اظہار کیا اور اس بات سے توبہ کی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد اور اپنی رائے پر قائم رہے اور اپنے موقف ہی کو درست اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطا پر سمجھتے رہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ان کے موقف میں سختی آتی گئی اور وہ یہ خیال کر کے کہ حضرت عثمانؓ کے باغی اور قاتل حضرت علیؓ کی فوج میں

www.askfatwa.com

داخل ہیں اور حضرت علیؓ ان کے خلاف کوئی اقدام کرنے پر تیار نہیں اور اگر ہم نے بیعت بھی کر لی تو بیعت کے بعد بھی ان کے خلاف کوئی اقدام نہ کریں گے جب کہ ہم باغیوں اور قاتلین سے قصاص لے سکتے ہیں اور ان کی سکوبی کر سکتے ہیں وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں ہم خلافت کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ ہم خلافت کی اس وقت کی یہ ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں۔ جنگ صفین کے بعد ایک موقع پر انہوں نے کہا۔

فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَ مِنْ أَبِيْهِ (بخاری)

بلاشبہ ہم خلافت کے علی اور ان کے والد سے زیادہ حقدار ہیں۔

اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سوچا کہ یہ کہیں (لیکن مزید انتشار کے ڈر سے کہا نہیں)

أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْکَ مَنْ قَاتَلَکَ وَ قَاتَلَ أَبَاکَ عَلَى الْاِسْلَامِ (بخاری)

تم سے زیادہ خلافت کا حقدار تو وہ شخص ہے (یعنی حضرت علیؓ) جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر جنگ کی تھی۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی کی بات درست تھی کیونکہ:

1- حضرت علیؓ کے ہاتھ پر صرف باغیوں نے بیعت نہیں کی تھی بلکہ جیسا کہ شذرات الذہب میں ہے بہت سے صحابہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

وَكَانَ فِيْ جَمَاعَةِ عَلِيٍّ مِنَ الْبَدْرِيِّيْنَ وَ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ

حضرت علیؓ کی جانب بدری صحابہ کی ایک جماعت تھی اور ان اصحاب کی بھی جنھوں نے بیعت رضوان میں شرکت کی تھی۔

2- اہل جمل اپنے خطا پر ہونے اور حضرت علیؓ کے حق پر ہونے کا اعتراف کر چکے تھے۔

3- حضرت علیؓ ان چھ حضرات میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ نے خلافت کا اہل سمجھ کر نامزد کیا تھا۔

4- حضرت عمار بن یاسرؓ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے حضرت معاویہؓ کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

تَقْتُلُکَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ (تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی)

شریعت میں باغی اس کو کہتے ہیں جو اس حاکم کے خلاف ناحق خروج کرے جو حق پر ہو اگرچہ یہ خروج اجتہاد پر ہی مبنی ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ حق پر تھے اور حضرت معاویہؓ خطا پر تھے۔

تحکیم: پرامن کوششوں کے باوجود جب حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا اور اپنے موقف پر قائم رہے تو ان کے درمیان جنگ صفین کا حادثہ پیش آیا۔ جنگ میں جب حضرت معاویہ کی فوج شکست کے قریب ہوئی تو ان کے آدمیوں نے نیزوں پر قرآن پاک اٹھا لئے کہ آؤ جنگ بند کر کے قرآن کو اپنا حکم اور فیصل بنا لیں۔ حضرت علیؓ اس موقع پر اس کو جنگی چال سمجھتے ہوئے اس سے متفق نہ تھے لیکن ان کی اپنی فوج کے ایک بڑے حصہ کی مخالفت کی وجہ سے ان کو جنگ بند کرنا پڑی اور تحکیم کا معاملہ پیش آیا۔ جو حکم مقرر ہوئے ان کو چاہئے تھا کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں ثابت کرتے کہ حق پر کون ہے اور خطا پر کون ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف و کشیدگی کے شدید ہونے کے سبب سے ان کی رائے اس طرف مڑ گئی کہ موجودہ حالات میں کونسا قدم زیادہ بہتر رہے گا اس لئے جب انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ حضرت علیؓ معزول کئے جاتے ہیں تو حضرت علیؓ نے ان کی بات کو ان کو تفویض کردہ دائرہ اختیار سے باہر سمجھا اور اس کو قبول نہیں فرمایا۔

حضرت علیؓ کی ایک خارجی کے ہاتھوں شہادت کے بعد جب حضرت حسنؓ خلیفہ مقرر ہوئے اور انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے موقف پر اصرار دیکھا تو مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور خونریزی سے بچنے کے لئے انہوں نے خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی۔

چند وضاحتیں

عَنْ عَامِرِبْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ اَمَرَ مُعَاوِیَةُ بْنُ أَبِیْ سُفْیَانَ سَعْداً فَقَالَ مَامَنَعَکَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرابٍ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلاثاً قَالَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ (مسلم)

عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان نے ان سے کہا ابوتراب یعنی علیؓ پر اعتراض وتنقید کرنے (سے یعنی ان کو غلطی پر قرار دینے اور خطا کار ٹھہرانے) سے آپ کو کیا چیز مانع ہے تو حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ جب مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کے بارے میں فرمائی تھیں تو میں ہرگز ان پر تنقید و اعتراض نہیں کر سکتا۔

فائدہ: سَبٌّ جس کا ترجمہ یہاں تنقید کیا گیا ہے بعض حضرات اس کا ترجمہ گالیاں دینے سے کرتے ہیں اور اس طرح سے حضرت معاویہؓ پر ایک غیر اخلاقی حرکت کے مرتکب ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ ایک صحابی جن کو رسول اللہ ﷺ نے ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ ہونے کی دعا دی ہو اور جن کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ فقیہ و مجتہد کہتے ہوں ان سے متعلق بات کا یہ ترجمہ کرنا بالکل غلط ہے کیونکہ سَبٌّ کا لفظ عربی میں گالیاں دینے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ تبوک کے سفر میں آپ ﷺ نے رفقائے سفر کو یہ ہدایت فرمائی کہ کل جب تم تبوک کے چشمے پر پہنچو تو تم میں سے کوئی شخص اس کے پانی کو میرے پہنچنے سے پہلے نہ چھوئے۔ اتفاق سے دو شخص قافلہ سے آگے نکل کر چشمہ پر پہلے پہنچ گئ اور انہوں نے غلطی سے پانی پی لیا۔ جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو حدیث میں ہے فَسَبَّهُمَا النَّبِیُّ ﷺ یعنی آپ ﷺ نے ان دونوں کو 'سب' فرمایا جس کا مطلب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ آپ نے ان کو ان کی غلطی پر ٹوکا خطا کار ٹھہرایا اور سخت سست کہا۔

2- یزید کو ولی عہد مقرر کرنا

حضرت معاویہؓ نے ایک خطبہ میں یہ دعا کی

اَللّٰهُمَّ ا ✦ نْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّیْ وَلَّیْتُهُ لِأَنَّهُ فِیْمَا أَرَاهُ أَهْلٌ لِذٰلِکَ فَأَتْمِمْ لَهُ مَا وَلَّیْتُهُ وَا ✦ نْ كُنْتُ وَلَّیْتُهُ لِأَنِّیْ أُحِبُّهُ فَلا تُتْمِمْ لَهُ مَا وَلَّیْتُهُ (البدایه و النهایه)

اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یزید کو اس لئے ولی عہد بنایا ہے کہ وہ میری رائے میں اس کا اہل ہے تو اس ولایت کو اس کے لئے پورا فرما دے اور اگر میں نے (محض) اس لئے اس کو ولی عہد بنایا ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے تو اس ولایت کو پورا نہ فرما۔

معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ نے تو یزید کو خلافت کا اہل سمجھتے ہوئے ولی عہد بنایا۔ بعض اور صحابہ کی بھی یہی رائے ہوئی کہ اگرچہ یزید امت میں سب سے بہتر آدمی نہیں لیکن اس طرح سے امت کے انتشار و افتراق سے بچا جاسکتا ہے۔ حضرت بشیرؓ نے کہا **یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یَزِیْدُ لَیْسَ بِخَیْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ أَنَا أَقُوْلُ ذٰلِکَ وَ لٰكِنْ لِأَنْ یَّجْمَعَ اللّٰهُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ أَحَبُّ ا ✦ لَیَّ مِنْ أَنْ تَفْتَرِقَ (تاریخ اسلام علامه ذهبی)**

لوگ کہتے ہیں کہ یزید امت محمد میں سب سے بہتر آدمی نہیں ہے اور میں بھی یہی کہتا ہوں لیکن امت محمد ﷺ کو جمع رکھنا مجھے اس کے افتراق سے زیادہ پسند ہے۔

تنبیہ: یہ دو وضاحتیں اس لئے ذکر کی ہیں کہ معلوم ہو جائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو بھی طعن کیا جائے وہ نا جائز ہے اور اہل حق کی طرف سے اس کے مناسب جواب دیئے گئے ہیں۔ غرض یزید کو ولی عہد مقرر کرنے والوں کے پیش نظر امت ہی کے فائدے تھے اگرچہ دلائل کی بنا پر اس سے اختلاف کی گنجائش تھی۔ اس لئے اس کی بنیاد پر بھی حضرت معاویہؓ پر کوئی طعن کرنا یا عیب لگانا جائز نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اہلبیت

امہات المومنین

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلَد (بخاری و مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مریم بنت عمران اپنے زمانے کی سب سے بہترین (اور سب سے زیادہ فضیلت والی) خاتون تھیں اور خدیجہ بنت خویلد اپنے زمانے کی سب سے بہترین خاتون تھیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا ا□ ✦نَاءٌ فِيْهِ ا□ ✦دَامٌ أَوْ طَعَامٌ فَا□ ✦ذَا أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت جبرئیل نبی ﷺ کے پاس (غار حرا میں) آئے اور کہا اے اللہ کے رسول یہ خدیجہ ہیں جو (آپ کی طرف) آرہی ہیں۔ ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانا ہے۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو آپ ان کو ان کے رب کی طرف سے (بھی) اور میری طرف سے (بھی) سلام کہئے گا اور ان کو ایسے بڑے کھوکھلے موتی کے بنے ہوئے محل کی خوشخبری دیجئے گا جس میں نہ شور ہوگا اور نہ تھکن و پریشانی ہوگی۔

عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَ هُوَيَرٰى مَالَا أَرٰى (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا اے عائشہ یہ جبرئیل ہیں تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔ تو انہوں نے جواب میں و علیہ السلام و رحمته الله کہا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ وہ چیزیں دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی (یعنی اس وقت بھی آپ فرشتے کو دیکھ رہے تھے میں نہیں دیکھ رہی تھی)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ا□ ✦نَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَتْ ا□ ✦نَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلِمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلِمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ أَرَادَ اَنْ

www.askfatwa.com

يُهْدِىَ ا□ ✦ لٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلْيُهْدِهٖ ا□ ✦ لَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُوْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَا□ ✦ نَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاتِنِيْ وَأَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَأَةٍ ا□ ✦ لَّا عَائِشَةَ قَالَتْ أَتُوْبُ ا□ ✦ لَى اللّٰهِ مِنْ أَذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ ا□ ✦ نَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَأَرْسَلْنَ ا□ ✦ لٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَأَحِبِّيْ هٰذِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں لوگ کوشش کرتے تھے کہ (رسول اللہ ﷺ کو) اپنے ہدیے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی باری کے دن میں بھیجیں۔اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ (چونکہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت ہے تو اس موقع پر بھیجنے سے) رسول اللہ ﷺ کی زیادہ رضامندی حاصل ہو۔نیز کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے (انکے مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے) دو گروہ تھے۔ایک گروہ میں عائشہ، حفصہ، صفیہ، اور سودہ (رضی اللہ عنہن) تھیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ اور دیگر ازواج (یعنی زینب، ام حبیبہ میمونہ اور جویریہ رضی اللہ عنہن) تھیں ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے گروہ نے ان سے کہا (ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ ہماری باری میں بھی رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ آئے تاکہ ہم بھی آپ کو راضی اور خوش ہوتا دیکھیں اور اس ہدیہ سے ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے کا موقع ملے۔اس سے ہمیں بھی خوشی ہوگی اس لئے) آپ رسول اللہ ﷺ سے بات کیجئے کہ آپ لوگوں کو یہ ہدایت فرمادیں کہ جس نے جو ہدیہ بھیجنا ہو وہ آپ جہاں بھی ہوں وہیں بھیج دے (عائشہ کی باری کا انتظار نہ کرے کیونکہ اس طرح تو ہم آپ کی خدمت اور مسرت سے محروم رہ جاتی ہیں) ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ سے اس بارے میں بات کی تو آپ نے فرمایا عائشہ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو کیونکہ (میں لوگوں سے یہ بات کہوں اس سے عائشہ کو تکلیف ہوگی اور عائشہ کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوگی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عائشہ کا مرتبہ بھی زائد ہے جس کی ایک دلیل یہ ہے کہ) میں کسی بھی زوجہ کے ساتھ لحاف میں ہوں تو میرے پاس وحی نہیں آتی سوائے عائشہ کے۔(اس پر) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اللہ کی پناہ لیتی ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کی تکلیف کا باعث ہو (کیونکہ ہمیں تو آپ کی خوشی اور رضامندی مطلوب ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ کی دیگر ازواج کا خیال ہوا کہ اگر حضرت فاطمہؓ سے کہلوایا جائے تو شاید آپ ان کی بات مان لیں اور ان کی خوشی کی خاطر تکلیف بھی محسوس نہ کریں۔اس پر) انہوں نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو بلایا اور (اسی غرض سے) ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا۔انہوں نے بھی آپ ﷺ سے بات کی تو آپ نے فرمایا اے میری بیٹیا جو میں پسند کرتا ہوں کیا تم اس کو پسند نہیں کرتیں۔انہوں نے کہا کیوں نہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا تو تم ان سے (یعنی عائشہ سے) محبت رکھو (اور کوئی ایسی بات نہ کرو جو ان کی ناگواری کا سبب ہو)۔

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَا اشْتَكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ ا□ ✦ لَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْماً (ترمذی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم یعنی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی حدیث کا مطلب و معنی مخفی رہ گیا ہو پھر ہم نے اس کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو مگر یہ کہ ہم نے ان کے پاس اس کے بارے میں (تسلی بخش) علم پایا۔

اہلبیت کا مطلب ہے گھر والے اور آپ ﷺ کے گھر والوں میں آپ کی ازواج تو شامل ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ان کو اہلبیت کے لقب سے خطاب کیا ہے۔ساتھ ہی آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت فاطمہ حضرت علی اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔

دیگر اہلبیت

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَناً وَحُسَيْناً فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي (مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ (یعنی مباہلہ کی) آیت **نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَاَبْنَاءَ كُمْ ...... الخ.** نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی کو اور فاطمہ کو اور حسن وحسین کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ لوگ (بھی) میرے اہل بیت ہیں۔

فائدہ: مباہلہ کا مطلب ہے دو فریق کا اس طور پر بددعا کرنا کہ ان میں سے جو باطل پر ہو اس پر خدا کی لعنت اور ہلاکت پڑے۔

9 ہجری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے باطل عقائد کے بارے میں مناظرہ کرنے لگا۔ اس وقت مباہلہ کی آیت نازل ہوئی "**فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ...... الخ**" یعنی جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس بارے میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے بیٹوں کو اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں پھر ہم عاجزی سے التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں"۔ اس پر نبی ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور عیسائی وفد کو مباہلہ کی دعوت دی لیکن اس نے مباہلہ کرنے سے گریز کیا اور جزیہ دینے کو منظور کیا۔

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّیْ فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِیْ (بخاری و مسلم)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ تو میرا ٹکڑا ہیں جس نے ان کو ناراض کیا (ایسی بات میں جس میں ان کی ناراضگی سے بچنے کی شرعی گنجائش موجود ہے) اس نے مجھے ناراض کیا (کیونکہ شروع ہی سے ایسی محبت کرنے والی اور خدمت کرنے والی اور دیگر بہت سی خوبیوں والی صاحبزادی کے رنجیدہ ہونے سے مجھے رنج پہنچے گا)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... يَافَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِیْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (جب حضرت فاطمہ کو سرگوشی میں اپنی وفات کی خبر دی تو وہ رونے لگیں اس پر آپ نے) فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو جاؤ۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ حَتّٰى أَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَ ثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِیْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتّٰى اِعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ ا ✦نِّیْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں دن کے ایک حصہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے تو فرمایا بھئی کیا گھر میں منا ہے؟ بھئی کیا گھر میں منا ہے۔ آپ کی مراد منے سے حسن رضی اللہ عنہ تھے۔ فوراً ہی حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ بلاشبہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں آپ بھی اس سے محبت رکھئے اور (ہر) اس شخص سے (بھی) محبت رکھئے جو اس سے محبت رکھے۔

عَنْ أَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَی الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ إِلٰی جَنْبِهٖ وَهُوَ یُقْبِلُ عَلَی النَّاسِ مَرَّۃً وَ عَلَیْهِ أُخْرٰی و یَقُوْلُ إِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ یُصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر (بیٹھے ہوئے) دیکھا۔ آپ کے پہلو میں حسن بن علی تھے۔ آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف نظر فرماتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف نظر فرماتے اور آپ یہ فرما رہے تھے میرا یہ بیٹا (ہر اعتبار سے) بڑا سوار ہے اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے (اور یہ صلح اس طرح ہوئی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اختلاف اور خونریزی ختم کرنے کے لئے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی)۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (ترمذی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں (یعنی وہ مومن لوگ جو جوانی میں اس دنیا سے چلے گئے ان کے) سردار ہیں۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَلْحَسَنُ أَشْبَهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَابَیْنَ الصَّدْرِ إِلَی الرَّاْسِ وَالْحُسَیْنُ أَشْبَهَ النَّبِیَّ ﷺ مَاکَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حسن سر سے سینے تک کے حصہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور حسین اس سے نچلے حصہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا فِیْنَا خَطِیْباً ...... ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ أَنْ یَّاتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَأُجِیْبُ وَأَنَا تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ أَوَّلُهُمَا کِتَابُ اللّٰهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ .... وَأَهْلُ بَیْتِیْ أُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ أَهْلِ بَیْتِیْ أُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ أَهْلِ بَیْتِیْ (مسلم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے ......آپ نے فرمایا حمد وثناء کے بعد اے لوگو (رسول ہونے کے علاوہ) میں بھی ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد (یعنی ملک الموت) آئے اور میں پیغام کو قبول کرلوں اور میں تم میں دو وزنی (یعنی اہم) چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور (دل کا) نور ہے......اور (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے (حقوق کے) بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے (حقوق کے) بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَ سَأَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ یَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ یَسْأَلُوْنِّیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُمَارَیْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْیَا (بخاری)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعم کہتے ہیں میں نے سنا ایک شخص (جو عراق کا رہنے والا تھا اس) نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے محرم کیلئے مکھی کو مارنے کے بارے میں پوچھا (کہ وہ جائز ہے یا نہیں اس شخص کے عراقی ہونے کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت یاد آگئی اور بڑے رنج اور تعجب سے) انہوں نے فرمایا عراق والے مجھ سے مکھی کو مارنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے تو رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کردیا جب کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ (حسن اور حسین) دونوں دنیا میں

www.askfatwa.com

میری خوشبو ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّتِهٖ یَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰی نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ یَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یَا أَیُّهَاالنَّاسُ ا□ ✦نِّی تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا ا□ ✦نْ أَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ أَهْلَ بَیْتِیْ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو میں نے سنا آپ فرما رہے تھے۔اے لوگو میں نے تم میں وہ چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم ان کو (اپنے علم و عمل دونوں میں مضبوطی سے) تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے (ان میں ایک) اللہ کی کتاب (ہے اور دوسری) میرے اہل بیت ہیں (کہ کتاب الٰہی پر پورا پورا عمل کرو اور میرے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھو اور ان کے طریقے کی پیروی کرو کیونکہ یہ جو میری ازواج اور اولاد پر مشتمل ہیں میرے قریبی ہونے کی وجہ سے دین کی بہت سی باتوں سے زیادہ واقف ہیں)۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ أَنَّهٗ قَالَ وَهُوَ آخِذٌ بِبَابِ الْکَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ أَلَا ا□ ✦نَّ مَثَلَ أَهْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَکَ (احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے کہا میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا آگاہ ہو جاؤ۔تم میں میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت نوح (علیہ السلام) کی کشتی (کہ جیسے اور صحابہ کی تقلید اور اتباع کا حکم ہے اسی طرح میرے اہل بیت بھی قابل تقلید اور قابل اتباع ہیں) جو اس کشتی پر سوار ہوا (اور اس نے میرے اہل بیت کے ساتھ محبت و اتباع کا معاملہ کیا) وہ (ہلاکت و بربادی سے) نجات پا گیا اور جو اس پر سوار نہ ہوا (اور میرے اہل بیت کو اس نے قابل اتباع نہ سمجھا اور ان کی تحقیر و توہین کی) وہ ہلاک (و برباد) ہوا۔

فائدہ: دین کے مسائل کا ایک بہت بڑا حصہ اہلبیت ہی کے ذریعہ حاصل ہوا۔ازواج مطہرات سے رسول اللہ ﷺ کے بہت سے وہ معمولات حاصل ہوئے جو گھر کے اندر کے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے باغیوں سے متعلق احکام کا بڑا ذخیرہ ملا۔حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی سیرت سے بھی بہت سے دینی مسائل ماخوذ ہیں۔اگر اہل بیت کا ان مسائل میں اتباع نہ کریں تو ظاہر ہے کہ ان کے خلاف چل کر گمراہی اور بربادی میں مبتلا ہونگے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلافت کے لئے نا اہل سمجھتے ہوئے اس کو کبھی خلیفہ تسلیم نہیں کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر اعتراض کیا سُنَّةُ هِرَقْلَ وَقَیْصَرَ (مستخرج حافظ اسماعیلی) یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا یہ طریقہ نہیں تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد میں سے کسی کو خلافت نہیں سونپی اور نہ اپنے خاندان میں سے کسی کو خلیفہ بنایا (مسند ابویعلی) بلکہ یہ تو ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے کہ باپ کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ابتداء میں بیعت کرنے سے انکار کیا اور کہا جب سب لوگ اس کی بیعت پر مجتمع ہو جائیں گے تو میں بھی بیعت کرلوں گا'' اور بعد میں بیعت کی۔انکا یہ طرز عمل بھی اس پر واضح دلیل ہے کہ وہ یزید کو خلافت کا اہل نہ سمجھتے تھے اور انہوں نے مجبوری سے بیعت کی۔

www.askfatwa.com

غرض اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو اہل علم میں اونچا طبقہ تھا وہ یزید کی خلافت کو اس کی نا اہلیت کی بنا پر پسند نہیں کرتا تھا۔ ان حالات میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اصلاح احوال کے لئے جو کوششیں کیں وہ جہاد کے زمرہ میں آتی ہیں۔ ان کو بغاوت نہیں کہہ سکتے کیونکہ بغاوت اس کاروائی کو کہتے ہیں جو حق پر قائم حاکم کے خلاف ناحق کی جائے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی مظلومانہ تھی کیونکہ ان کے ساتھ کوئی فوج نہ تھی۔ عورتوں سمیت خاندان کے صرف چند افراد تھے۔ کسی متبادل تجویز پر یزید کی فوج آمادہ نہیں ہوئی۔

یزید کی شخصیت

یزید فاسق اور بدکردار شخص تھا جس کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

i- رسول اللہ ﷺ کی خبر

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِعَائَيْنِ فَأَمَّا أَحَدُ هُمَا فَبَثَثْتُهٗ وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبَلْعُوْمُ (بخاری)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ظرف علم کے یاد کئے ہیں (یعنی دو قسم کا علم حاصل کیا ہے) ان میں سے ایک قسم (جو عقائد اور دین کے احکام پر مشتمل ہے اس کی تو میں نشر و اشاعت کر چکا ہوں۔ رہا دوسرا علم (جو نالائق حکمرانوں کے ناموں اور حالات پر مشتمل ہے) اگر میں اس کی اشاعت کروں تو (ان لوگوں کو اور ان کے متعلقین کو میری یہ باتیں گوارا نہ ہوں گی اور وہ میرے سخت دشمن بن جائیں گے اور) میرا یہ نرخرہ کاٹ دیا جائے گا۔ (چونکہ وہ صرف آئندہ کی خبریں ہیں اور دین کی تعلیم سے ان کا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ان کی اشاعت مجھ پر فرض نہیں ہے اس لئے میں ان کو ذکر نہیں کرتا)۔

البتہ اشارہ کنایہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکا کچھ ذکر بھی کیا ہے مثلاً وہ یہ دعا مانگتے تھے:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ رَأْسِ السِّتِّيْنَ وَا ✦مَارَةِ الصِّبْيَانِ (فتح الباری)

میں اللہ تعالیٰ سے سن ساٹھ کے شروع ہونے (جب یزید کی حکومت قائم ہوئی) اور (بنو امیہ کے) لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں (جو یزید سے شروع ہوئی)۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور وہ یزید کے حکمران بننے سے ایک سال پہلے وفات پا گئے۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے:

قَالُوْا وَمَا ا ✦مَارَةُ الصِّبْيَانِ ؟ قَالَ ا ✦نْ أَطَعْتُمُوْهُمْ هَلَكْتُمْ وَا ✦نْ عَصَيْتُمُوْهُمْ أَهْلَكُوْكُمْ.

حاضرین نے پوچھا لونڈوں کی حکومت کا کیا معنیٰ؟ فرمایا (ان کی صفت یہ ہوگی کہ) اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو (جائز ناجائز احکام ماننے کی وجہ سے تمہارا دین برباد ہوا اور دین کے اعتبار سے) تم ہلاک ہوئے اور اگر تم نے ان کی (بات نہ مانی اور) نافرمانی کی تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے (کہ یا تو جان سے مار دیں گے یا تمہارا مال لوٹ لیں گے یا تمہاری جان و مال دونوں تباہ کر دیں گے)۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ جَالِساً مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ هَلَكَةُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْشِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ فَعَلْتُ (بخاری)

www.askfatwa.com

حضرت سعید بن عمرو کہتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے ساتھ مروان بھی تھا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا میں نے صادق ومصدوق ذات ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کی (خاص بربادی و تباہی (اور فساد) قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔اس پر مروان کی زبان سے نکلا خدا کی ان پر لعنت ہو۔کیا آپ صرف لونڈے بتاتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (مزید) کہا اگر میں بتانا چاہوں کہ فلاں فلاں کے لڑکے ہوں گے تو بتا بھی سکتا ہوں۔

ii- یزید نے ظالم گورنروں کو مقرر کیا

1- مدینہ منورہ پر عمرو بن سعید کو گورنر مقرر کیا جس کے بارے میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں متـألهـا متكبرا (یہ اپنے آپ کو خدا کی جگہ پر سمجھنے والا بڑا ہی مغرور تھا)۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے چونکہ یزید کی بیعت نہ کی تھی اور مکہ مکرمہ میں پناہ گزیں تھے اس لئے اس نے مدینہ منورہ آتے ہی ان کو گرفتار کرنے کے لئے حرم مکہ پر لشکر کشی شروع کردی۔حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول تھے انہوں نے اس کو فہمائش کی

عَنْ أَبِیْ شُرَیْحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ وَهُوَیَبْعَثُ الْبُعُوْثَ ا □ ✦لٰی مَکَّةَ اِئْذَنْ لِّیْ یَا أَیُّهَا الْاَمِیْرُ أُحَدِّثْکَ قَوْلاً قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ یَّوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ وَأَبْصَرَتْهُ عَیْنَایَ حِیْنَ تَکَلَّمَ بِهٖ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ ا □ ✦نَّ مَکَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ یُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا یَحِلُّ لِامْرِئٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ یَّسْفِکَ بِهَا دَماً وَلَا یَعْضِدُ بِهَا شَجَرَةً فَا □ ✦نْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْهَا فَقُوْلُوْا ا □ ✦نَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ یَاذَنْ لَّکُمْ وَا □ ✦نَّمَا أَذِنَ لِیْ فِیْهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْیَوْمَ کَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِیْلَ لِأَبِیْ شُرَیْحٍ مَا قَالَ لَکَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَالِکَ مِنْکَ یَا أَبَا شُرَیْحٍ ا □ ✦نَّ الْحَرَمَ لَا یُعِیْذُ عَاصِیاً وَلَا فَارّاً بِدَمٍ وَلَافَارّاً بِخَرْبَةٍ (بخاری)

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید کو جب کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف مکہ معظّمہ پر چڑھائی کے لئے فوجی دستے بھیج رہا تھا فرمایا اے امیر مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں آپ کے سامنے وہ حدیث بیان کروں جس کو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا۔اس کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور جس وقت آپ اس کو بیان فرما رہے تھے میری دونوں آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں۔آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم (یعنی واجب الاحترام) بنایا ہے لوگوں نے اس کو حرم نہیں بنایا۔لہٰذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں کسی کا خون بہائے اور وہ وہاں کا کوئی درخت بھی نہ کاٹے۔پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے وہاں قتال کرنے کی وجہ سے اس بات کی رخصت چاہے تو اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تو اس کی اجازت دی تھی مگر تم کو اس کی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی دن کی ایک گھڑی کے لئے اجازت دی۔پھر آج اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کہ کل اس کی حرمت تھی اور جو شخص یہاں حاضر ہے اس کو چاہئے کہ جو شخص غائب ہے اس تک یہ بات پہنچا دے۔اس پر ابو شریح سے پوچھا گیا کہ عمرو نے پھر آپ کو کیا جواب دیا۔فرمایا اس نے کہا: ’’اے ابو شریح میں اس بات کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں حرم (مکہ) نہ کسی عاصی (گنہگار) کو پناہ دیتا ہے (اس سے عمرو بن سعید کی مراد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے) اور نہ کسی ایسے شخص کو جو خون کر کے وہاں بھاگ جائے اور نہ اس شخص کو جو چوری کر کے وہاں فرار ہو جائے‘‘۔

www.askfatwa.com

فائدہ: عمرو بن سعید کا یہ کہنا کہ میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر شخصیت کو عاصی و نافرمان کہنا اس کی بڑی ڈھٹائی اور کشی تھی اور مکہ مکرمہ پر لشکر کشی ایک علیحدہ جرم۔

2- کوفہ پر عبیداللہ بن زیاد کو مقرر کیا۔ اس کے جرائم یہ ہیں:

1- حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدتمیزی:

أَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَقَالَ أَيْ بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ فَإِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ فَقَالَ لَهُ اِجْلِسْ فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِيْ غَيْرِهِمْ (مسلم)

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے (ایک مرتبہ) عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئے اور (نرمی سے سمجھانے کی خاطر) فرمایا بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے حکمرانوں میں سے سب سے برا وہ ہے جو بے رحم ہو (اور لوگوں کو پیس ڈالے) تو تم اپنے آپ کو ان میں شامل کرنے سے بچتے رہنا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا (بڑے میاں) بیٹھ جاؤ تم تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی بھوسی ہو۔ یہ جواب سن کر حضرت عائذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا صحابہ میں بھی بھوسی تھی۔ بھوسی تو بعد میں آنے والوں میں ہے اور ان میں ہے جو صحابی نہیں ہیں (کیونکہ صحابہ تو سارے ہی خالص ہیں)۔

2- حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا مذاق اڑانا

عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ اَبُوْ طَالُوْتَ قَالَ شَهِدْتُ أَبَابَرْزَةَ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ ...... قَالَ فَلَمَّا رَاٰهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هٰذَا الدَّحْدَاحُ فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنِّيْ أَبْقٰى فِيْ قَوْمٍ يُعَيِّرُوْنِّيْ بِصُحْبَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ إِنَّ صُحْبَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَكَ زَيْنٌ غَيْرُ شَيْنٍ (ابو داؤد)

ابوطالوت عبدالسلام بن ابی حازم کہتے ہیں میں اس وقت موجود تھا جب حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس (اس کے بلانے پر) تشریف لائے۔ جیسے ہی عبیداللہ کی نظر ان پر پڑی کہنے لگا (لو یہ) تمہارا محمدی ٹھگنا موٹا آ گیا۔ حضرت اس کی بات سمجھ گئے (اور اس کے ٹھگنا موٹا کہنے پر تو توجہ نہ کی البتہ اس نے محمدی کہہ کر جو آپ کا مذاق اڑایا اس پر آپ کو غصہ آ گیا کیونکہ اس سے خود رسول اللہ ﷺ کی ذات عالی کی اہانت نکلتی ہے) تو فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں ایسے لوگوں کے وجود میں آنے تک باقی رہوں گا جو حضرت محمد ﷺ کی صحبت پر عار دلائیں گے۔ اب عبیداللہ نے (بات بدل کر) ان سے کہا محمد ﷺ کی صحبت تو آپ کے لئے زینت ہے باعث عیب نہیں ہے۔

3- حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قتل اور ان کی بے حرمتی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَاسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ (وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمَذِيِّ فَجَعَلَ يَقُوْلُ بِقَضِيْبٍ فِيْ أَنْفِهِ) وَقَالَ فِيْ حُسْنِهِ شَيْئاً (وَفِيْ لَفْظِ التِّرْمَذِيِّ وَيَقُوْلُ مَارَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْناً لِمَ يُذْكَرُ) فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس تھا اتنے میں) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر عبیداللہ بن زیاد کے سامنے لایا گیا۔ وہ چھڑی سے اس کو چھیڑتا رہا (اور ناک میں چھڑی گھساتا رہا) اور اس نے آپ کے حسن

کے بارے میں بدزبانی کی (یعنی یہ کہ میں نے تو ان کو ایسا حسین نہیں پایا پھر ان کے حسن کا کیوں چرچا ہے؟) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

یزید کی حرمین پر لشکرکشی

وقعہ حرہ

مدینہ منورہ سے باہر مشرقی جانب جو پتھریلا علاقہ ہے جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھر ہیں وہ مقام حرہ کہلاتا ہے۔اس مقام پر انصار مدینہ اور یزیدی لشکر کے مابین جنگ ہوئی جو جنگ حرہ کہلاتی ہے۔

جنگ حرہ کا سبب یہ تھا کہ جب انصار مدینہ نے یزید کو بدکردار سمجھتے ہوئے اس کی بیعت توڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو ایک کثیر فوج کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب یہ حکم دے کر بھیجا کہ تین دن تک مدینہ طیبہ کو اپنی فوج کیلئے حلال کر دینا۔اس مدت میں کسی کی جان و مال کو امان نہیں۔

حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَّةِ أَحَداً (بخاری)

پھر دوسرا فتنہ یعنی جنگ حرہ جب واقع ہوئی تو اس جنگ نے اصحاب بیعت رضوان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

فَدَخَلَ مُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ الْمَدِيْنَةَ وَبِهَا بَقَايَا مِنَ الصَّحَابَةِ فَأَسْرَفَ فِي الْقَتْلِ (طبرانی)

مسلم بن عقبہ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو وہاں بقیہ صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی۔اس نے نہایت بے دردی سے انکا قتل عام کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں قریش وانصار میں سے تین سو چھ معزز حضرات کے نام گنائے ہیں جن کو شامی فوج نے قتل کیا۔

سعید بن عبدالعزیز کا بیان ہے۔

لَـمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاثاً وَلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ (سنن دارمی)

جنگ حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ اقامت ہوئی البتہ حضرت سعید بن میسّب (جو کہ بڑے تابعی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد تھے انہوں) نے مسجد نبوی کو نہیں چھوڑا (وہ وہیں چھپے رہے) اور وہ بھی نماز کا وقت صرف اس ہلکی سی آواز سے پہچانتے تھے جو نبی ﷺ کی قبر مبارک سے وہ سنا کرتے تھے۔

خانہ کعبہ پر گولہ باری

مدینہ منورہ کے بعد یزید کے لشکر نے مکہ مکرمہ کا رخ کیا اور وہاں جا کر حرم الٰہی کا محاصرہ کیا۔سالار لشکر مسلم بن عقبہ تو رستے ہی میں مر گیا اور اس کی وصیت کے مطابق حصین بن نمیر سکونی نے لشکر کی کمان سنبھال لی۔منجنیق سے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی گئی جس سے خانہ کعبہ کے پردے جل گئے اور چھت پر آگ لگ گئی۔

حاصل بحث

www.askfatwa.com

صرف مذکورہ بالا وجوہات کی بنیاد پر ہی یزید کا فسق اور اس کی بدکرداری واضح ہے کیونکہ:

1- حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِیْنَةِ بِسُوْءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ (مسلم)

جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا کر رکھ دیں گے جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔

2- عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَظَرَ النَّبِیُّ ﷺ ا□ ✦لٰی عَلِیٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ أَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَكُمْ وَ سَلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے علی اور حسن اور حسین اور فاطمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا جو تم سے جنگ کرے ان سے میری جنگ ہے اور جو تم سے صلح کرے ان سے میری صلح ہے۔

اب اس کے بعد جن حضرات کو اس بات کی تحقیق ہوئی کہ یزید ان برائیوں سے راضی اور خوش تھا اور ان کو جائز بلکہ اچھا سمجھتا تھا اور حرام کو جائز یا اچھا سمجھنا کفر ہے اور چونکہ وہ توبہ کے بغیر مرا ہے لہٰذا یہ حضرات اس کو کافر اور لعنت کا مستحق سمجھتے ہیں اور جن حضرات کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہ ہوا وہ لوگ یزید کو فاسق تو کہتے ہیں البتہ لعنت نہیں کرتے۔ احتیاط لعنت نہ کرنے میں ہے کیونکہ اگر لعنت جائز ہے تو لعنت نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ لعنت کرنا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب محض مباح ہے۔

سوال

ایک حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ أَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ أُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ (بخاری)

نبی ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے سب سے پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر حملہ کرے گا وہ مغفور یعنی بخشا ہوا ہوگا۔

یزید بن معاویہ اس لشکر کا امیر تھا جس کے غازیوں میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ یہ لوگ بلاد روم میں گھستے ہی چلے گئے یہاں تک کہ تیزی کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔ یزید جب اس لشکر کا امیر تھا اور اس حدیث کے مطابق بخشا ہوا تھا تو اس پر فسق یا کفر کا الزام عائد کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

جواب

1- اس حدیث میں مذکور بشارت کا واقعی مصداق کون ہے اس کی قطعی تحقیق نہیں ہے کیونکہ حدیث میں مدینہ قیصر یعنی قیصر کے شہر کا ذکر ہے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا اس زمانے میں قیصر کا دار السلطنت شام کا شہر حمص تھا۔ اب یہ پختہ بات نہیں کہ مدینہ قیصر سے قسطنطنیہ اور حمص میں سے کون سا مراد ہے۔

2- اگر قسطنطنیہ ہی مراد ہو تو اس میں یہ احتمال ہے کہ یہاں مغفرت سے مراد صرف سابقہ گناہوں سے مغفرت ہو جیسا کہ عید کے اجتماع میں شریک ہونے والے روزہ داروں کے بارے میں حدیث میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِرْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَ بَدَّلْتُ سَیِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ.

تم لوگ واپس لوٹو اس حال میں کہ میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ فرمایا کہ پھر لوگ بخشے

www.asrfatwa.com

بخشائے واپس گھروں کو لوٹتے ہیں۔

3- اور اگر مغفرت سے مغفرت اولی یعنی اول وہلہ میں جنت میں داخلہ مراد ہو تو جاننا چاہئے کہ اس صورت میں دو باتیں ضروری ہیں۔

i- ایسی بشارت اس شرط کے ساتھ مشروط ہوتی ہے کہ آدمی میں مغفرت کی اہلیت وصلاحیت مرتے دم تک باقی رہے کفر کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

ii- اس کے معارض موجود نہ ہو جب کہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ...... الزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبْرُوْتِ فَيُعِزُّ بِذٰلِكَ مَنْ أَذَلَّهُ اللّٰهُ وَيُذِلُّ مَنْ أَعَزَّهُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ. (مشکوٰۃ)

چھ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے۔ (1) کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا۔ (2) تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنے والا (3) جبر وزور سے تسلط حاصل کر کے جس کو اللہ نے ذلیل کیا اس کو اعزاز بخشنے والا اور جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرنے والا (4) حرم الٰہی کی حرمت کو حلال سمجھنے (یعنی پامال کرنے) والا (5) میری اولاد کی حرمت پامال کرنے والا (6) میری سنت (اور میرے طریقوں) کو چھوڑنے والا۔

اسی طرح قرآن پاک میں ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ أَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (سورہ نساء).

اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے پڑا رہے گا اس میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

یزید میں ان میں سے کچھ باتیں تو یقیناً پائی جاتی ہیں۔

1- وہ دھونس، دباؤ اور جبر و زور سے امت مسلمہ پر مسلط تھا۔

2- مفسد اور شریر لوگ جنہوں نے حرمین پر چڑھائی کی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کیا مثلاً عبیداللہ بن زیاد، عمرو بن سعید، مسلم بن عقبہ اور حصین بن نمیر اس کے نزدیک معزز ومحترم تھے کہ ان کو اعلیٰ عہدے دئے۔

3- جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والے تھے مسلم بن عقبہ جو کہ یزید کا مقرر کردہ کمانڈر تھا جنگ حرہ کے بعد اس نے ان لوگوں سے زبردستی یزید کے لئے اس شرط پر بیعت کرائی کہ وہ یزید کے غلام ہیں وہ چاہے ان کو فروخت کرے چاہے ان کو آزاد کرے اور وہ ان کے اموال کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔

4- مدینہ منورہ میں سینکڑوں صحابہ وتابعین کو قتل کرایا جنگ میں بھی اور بعد میں گرفتار کر کے بھی اور غارتگری میں بھی یہ سب کچھ یزید کے کہنے پر ہوا۔

5- مکہ مکرمہ پر حملہ اور خانہ کعبہ پر گولہ باری سب یزید ہی کے حکم سے ہوئی۔

غرض یزید اس بشارت کا مصداق نہیں بنتا اور اس کی بنیاد پر یزید کو نیک وصالح سمجھنا یا اس کو امیر المومنین کہنا یا اس سے بھی بڑھ کر اس کو

www.askfatwa.com

خلیفہ راشد سمجھنا یہ سب غلط اور گمراہی کی باتیں اور اہلسنت کے مسلک کے خلاف ہیں۔

تنبیہ: اگر کسی عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی فاسق کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر کے اس کو اول وہلہ میں جنت میں داخل کر دیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دنیا کے اعتبار سے وہ فاسق نہ رہا مثلاً حدیث میں ہے کہ ایک فاحشہ عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی۔ کسی فاسق و بدکردار کی مکمل بخشش کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ وہ عورت نیک و پارسا بن گئی تھی۔ بخشش کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص اصلاح کر کے اپنے نیک اعمال کی بدولت ہی جنت میں جائے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بدکرداری میں مبتلا رہے اور اللہ تعالیٰ اس کو کسی عمل کی وجہ سے آخرت میں بالکل ہی معاف فرما دیں۔

www.askfatwa.com

علامات قیامت

عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ اُسَیْدِ الْغِفَارِیْ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم عَلَیْنَا وَنَحْنُ نَتَذَکَرُ فَقَالَ یَا تَذْکُرُوْنَ قَالُوْا نَذْکُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَدْنَ قَبْلَهَا عَشَرَ آیَاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّآبَّةَ وَ طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ وَ یَاجُوْجَ مَاجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفً بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفُ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفُ بِجَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذٰلِکَ نَارٌ تَخرُجُ مِنَ الْیَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحْشَرِهِمْ ترجمان: 570/3

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر سے تشریف لائے ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کیا گفتگو کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی کہ قیامت کے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک ہرگز نہیں آسکتی جب تک کہ اس سے پہلے تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو(1) دھواں (2) دجال (3) دابۃ الارض (4) مغرب کی جانب سے آفتاب کا طلوع (5) عیسی بن مریم کا اترنا (6) یاجوج ماجوج کا ظہور (9، 8، 7) تین حسف یعنی زمین میں دھنسنے کے واقعات ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں (10) اور سب سے آخر میں وہ آگ جو یمن سے ظاہر ہوگی اور لوگوں کو ہنکا کر محشر تک لے جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَماً عَدْلاً فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَلَیَضَعُ الْحَرْبَ وَالْحَرْبَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَایَقْبَلُهٗ اَحَدُ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْراً مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْداً ترجمان : 567/3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً وہ زمانہ قریب ہے جب ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے۔ وہ ایک منصف فیصلہ کرنے والے (حاکم) کی حیثیت سے آئیں گے (نصرانیت کا خاتمہ کریں گے اور مادی طور پر بھی اس کے سب سے بڑے شعار یعنی) صلیب کو توڑ ڈالیں گے (اور نیست و نابود کر دیں گے) اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ ختم کر دیں گے اور (ان کے دور میں فراوانی کی وجہ سے) مال (اس طرح) بہا پڑے گا کہ کوئی شخص اس کو قبول کرنے والا نہ ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کی قوی روحانیت کی وجہ سے) ایک سجدہ کی قدر و قیمت دنیا و مافیہا سے زیادہ بڑھ جائے گی۔ یہ مضمون روایت فرما کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر تم اس مضمون کو قرآن میں دیکھنا چاہوں تو یہ آیت پڑھو ''وان من اھل الکتٰب الا لیومنن به قبل موته و یوم القیٰمة یکون علیھم شھیدا ''(سورہ النساء)

www.askfatwa.com

عَنِ النَّواسَ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الدَّجَّالَ ذَاتَ یَوْمٍ فَخَفَضَ فِیْہِ وَ رَفَعَ حَتّٰی ظَنَنَّاہُ فِیْ طَائِفَۃِ النَّحلِ فَلَمَّا رُحْنَا اِلَیْہِ عَرَفَ ذٰلِکَ فِیْنَا فَقَالَ مَاشَاُنُکُمْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَکَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاۃً فَخَفَضْتَ فِیْہِ وَ رَفَعْتَ حَتّٰی ظَنَنَّاہُ فِیْ طَائِفَۃِ النَّخْلِ فَقَالَ غَیْرَ الدَّجَّالِ اخوفنی عَلَیْکُمْ اِنْ یَخْرُجْ وَاَنَا فِیْکُمْ فَاَنَا صَجِیْجُہٗ دُوْنَکُمْ وَ اِنْ یَخْرُجْ وَلَسْتُ فِیْکُمْ فَاَمْرِءٌ حَجِیْجُ نَفْسُہٗ وَاللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ا □ ۂ شَابٌّ قَطِطٌ عَیْنُہٗ طَافِعَۃٌ کَاَنَ اَشْبَھَہٗ بِعَبْدِ الْعُزَّی بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ فَلْیَقْرأ عَلَیْہ فَوَاتِحَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ اِنَّہٗ خَارِجٌ خلۃ بَیْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ یَمْناً وَعَاثَ شِمَالاً یَا عِبَادَ اللّٰہِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا لَبْثُہٗ فِی الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ یَوْماً یَوْمٌ کَسَنَۃٍ وَیَوْمٌ کَشَھْرٍ وَیَوْمٌ کَجُمُعَۃٍ وَ سَائِرُ اَیَّامِہٖ کَاَیَّا لِکُمْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَذٰلِکَ الْیَوْمُ الَّذِیْ کَسَنَۃٍ اَتَکْفِیْنَا فِیْہ صَلٰوۃُ یَوْمٌ قَالَ لاَ اُقْدِرُوْا لَہٗ قَدْرَہٗ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا اسرعہ فِی الْاَرْضِ قَالَ کَالْغَیْثِ اِسْتَدْ بَرَقُدُ الرِّعُ فَیَاتِیْ عَلَی الْقَوْمِ فَیَدْعُوْھُمْ فَیُوْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَجِیْبُوْنَ لَہٗ فَیَامُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَیْھِمْ سَارِحَتُھُمْ الھول ما کانت ذری و اسبغہ ضروعا وامدہ خواص ثُمَّ یَاتِی الْقَوْمَ فَیَدْعُوْھُمْ فَیَرُدُّوْنَ عَلَیْہ قَوْلَہٗ فَیَنْصَرِفُ عَنْھُمْ فَیُصْبِحُوْنَ لَیْسَ بِاَیْدِیْھِمْ مِنْ شَئیٍ مِنَ اَمْوَالِھِمْ وَیَمُرُّ بِالْخَرِبَۃِ فَیَقُوْلُ لَھَا اَخْرِجِی کُنُوْزَکِ فَتَتْبَعُہٗ کُنُوْزُھَا کَیَعَا سِیْبِ النَّحلِ ثُمَّ یَدْعُوْھُمْ رَجُلاً مُمْتَلِاً شَبَاباً فَیَضْرِبُہٗ بِا لسَّیْفِ فَیَقْطَعُہٗ جَزْ لَتَیْنِ رِمْیَۃَ الْغَرْضِ ثُمَّ یَدْعُوْہٗ فَیُقْبِلَ وَیَتَھَلَّلُ وَجْھُہٗ وَیَضْحَکُ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذَا بَعَثَ اللّٰہُ الْمَسِیْحَ بْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِی دِمِشْقَ بَیْنَ مھروذ تَیْن وَاضِعاً کَفَّیْہِ عَلٰی اَجْنِحَۃِ مَلَکَیْنِ اِذَا طَأْطَأَ رَاْسَہٗ قَطَرَ وَاِذَا تحدر منہ جمان کَالُّلُوْلُوءِ فَلَایعل لِکَافِرٍ یَجِدُ رِیْحَ نَفَسِہ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُہٗ یَنْتَھِیْ اِلٰی حَیْثُ یَنْتَھِیْ طَرْفُہٗ فَیَطْلُبُہٗ حَتّٰی

www.askfatwa.com

قبر میں سوال اور عذاب یا راحت

عن البراء بن عازب عن رسول اللہ ﷺ قَالَ یَا تِیْہِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَنْ رَبُّکَ؟ فَیَقُوْلُ رَبِّی اللّٰہُ

فَیَقُوْلَانِ لَہ‘ مَادِیْنُکَ ؟ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِ سْلَامُ فَیَقُوْلَانِ لَہ‘ مَا ھٰذَا لرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ ؟ فَیَقُوْلُ ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہ فَیَقُوْلَانِ لَہ‘ وَ مَا یُدْ رِیْکَ ؟ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاٰمَنْتُ بِہٖ وَ صَدَّقْتُ ، فَذَالِکَ قَوْلُہ‘ ." یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰیَہ "قَالَ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِ شُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَالْبِسُوْہُ مِنَ الْجَنّۃِ وَافْتَحُوْا لَہ‘ بَابًا اِلَی الْجَنَّۃِ فَیُفْتَحُ لَہ‘ ، قَالَ فَیَا تِیْہِ مِنْ رَوْحِھَا وَ طِیْبِھَا وَیُفْتَحُ لَہ‘ فِیْھَا مُدَّ بَصَرِہٖ وَاَمَّا لْکَافِرُ فَذَکَرَ مَوْتَہ‘ قَالَ وَیُعَادُ رُوْحُہ‘ فِی جَسَدِہٖ وَیَاتِیْہِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فِیَقُوْلَانِ مَنْ رَبُّکَ؟ فَیَقُوْلُ ھَاہ ھَاہ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ لَہ‘ مَا دِیْنُکَ ؟ فَیَقُوْلُ ھَاہ ھَاہ لَا اَدْرِیْ ، فَیَقُوْلَانِ مَا ھٰذَا لرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ ؟ فَیَقُوْلُ ھَاہ ھَاہ لَا اَدْرِیْ ، فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ کَذِبَ فَافْرِ شُوْہُ مِنَ النَّارِ وَا لْبِسُوْہُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْ لَہ‘ بَابًا اِلَی النَّارِ قَالَ فَیَاتِیْہِ مِنْ حَرِّھَا وَسَمُوْ مِھَا قَالَ وَ یُضَیَّقُ عَلَیْہِ قَبْرُہ‘ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْہِ اَضْلَاعُہ‘ ثُمَّ یُقَیَّضُ لَہ‘ اَعْمٰی اَصَمُّ مَعَہ‘ مِرْزَبَۃٌ مِنْ حَدِیْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِھَا جَبَلٌ لَصَارَتُرَابًا فَیَضْرِبُہ‘ بِھَا ضَرْبَۃً فَیَصِیْحُ صَیْحَۃً یَسْمَعُھَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَا لْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ فَیَصِیْرُ تُرَابًا ثُمَّ یُعَادُ فِیْہِ الرُّوْحُ (احمد و ابوداؤد)

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (ایک سلسلہ کلام میں مرہ کے سوال و جواب اور عالم برزخ یعنی قبر کے ثواب و عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے) فرمایا، کہ (اللہ کا مومن بندہ اس دنیا سے منتقل ہوتا ہے تو عالم برزخ اس کیلئے کھل جاتا ہے خواہ وہ مٹی کی قبر میں دفن کیا یا اسکے اجزاء کسی درندے کے پیٹ میں ہو یا مردہ جلا دیا گیا ہو اور اسکی راکھ کے اجزاء بکھر گئے ہوں۔ اسکی روح کا اپنے ٹھکانے میں رہتے ہوئے اسکے بعض یا کل اجزا کے ساتھ اتنا تعلق قائم کر دیا جاتا ہے کہ عالم برزخ میں) اسکے پاس اللہ کے دو فرشتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں، پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، پھر پوچھتے ہیں، کہ یہ آدمی جو تمہارے اندر (نبی کی حیثیت سے) کھڑا کیا گیا تھا (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں، وہ فرشتے کہتے ہیں کہ تمہیں یہ بات کس نے بتلائی؟ (یعنی تمہیں ان کے رسول ہونے کا علم کس ذریعہ سے ہوا؟) وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی (اس نے مجھے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں) تو میں ایمان لایا، اور میں نے ان کی تصدیق کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ) مومن بندے کا یہی جواب ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، کہ:

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرۃ.

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سچی پکی بات (یعنی صحیح عقیدہ اور صحیح جواب) کی برکت سے ثابت رکھے گا دنیا میں اور آخرت میں۔

یعنی وہ گمراہی سے، اور اسکے نتیجہ میں آنے والے عذاب سے محفوظ رکھے جائیں گے۔

اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ:۔ (مومن بندہ فرشتوں کے مذکورہ بالا سوالات کے جب اس طرح ٹھیک ٹھیک جوابات دیدیتا ہے) تو ایک ندا دینے والا آسمان سے ندا دیتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے اعلان کرایا جاتا ہے) کہ میرے بندے نے ٹھیک بات کہی، اور صحیح صحیح جوابات دیئے، لہذا اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ، اور جنت کا اس کو لباس پہناؤ اور جنت کی طرف اس کے لئے ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور اس سے جنت کی خوشگوار ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں، اور قبر میں اس کے لئے منتہائے نظر تک کشادگی کر دی جاتی ہے (یعنی پردے اس طرح اٹھا دیئے جاتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نگاہ جائے، وہ جنت کی بہاروں اور اسکے نظاروں سے لذت اور فرحت حاصل کرتا رہے) (یہ حال تو رسول اللہ ﷺ نے مرنے والے سچے اہل ایمان کا بیان فرمایا) اس کے بعد ایمان نہ لانے والے (کافر)

کی موت کا ذکر آپ نے کیا، اور فرمایا، کہ:۔(مرنے کے بعد) اس کی روح اسکے جسم میں لوٹائی جاتی ہے (یعنی اسکے جسم کے ساتھ اسکے روح کا مزید تعلق بڑھا دیا جاتا ہے)، اور اسکے پاس بھی دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں، اور اس سے بھی پوچھتے ہیں، کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ (خدا ناشناس) کہتا ہے:۔ ہائے ہائے میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا تھا؟ وہ کہتا ہے، کہ:۔ ہائے ہائے میں کچھ نہیں جانتا۔'' پھر فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ یہ آدمی جو تمہارے اندر (بحیثیت نبی کے) مبعوث ہوا تھا، تمہارا اسکے بارے میں کیا خیال تھا؟ وہ پھر بھی یہی کہتا ہے:۔''ہائے ہائے میں کچھ نہیں جانتا۔'' (اس سوال وجواب کے بعد) آسمان سے ایک ندا دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا (یعنی اس نے فرشتوں کے سوال کے جواب میں اپنا بالکل انجان اور بے جرم ہونا جو ظاہر کیا یہ اس نے جھوٹ بولا کیونکہ واقع میں وہ اللہ کی توحید کا، اسکے دین اسلام کا، اور اسکے رسول برحق کا منکر تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی ندا کرے گا کہ اس کے لئے دوزخ کا فرش بچھاؤ اور دوزخ کا اس کو لباس پہناؤ، اور اس کے لئے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو (چنانچہ یہ سب کچھ کر دیا جائے گا) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، کہ:۔(دوزخ کے اس دروازے سے) اس کو برابر دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹیں اور جلانے جھلسانے والی ہوائیں اسکے پاس آتی رہیں گی اور اس کی قبر اس پر نہایت تنگ کر دی جائے گی جس کی وجہ سے (اتنا دباؤ پڑے گا کہ) اسکے سینے کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جائیں گی، پھر اس کو عذاب دینے کے لئے ایک ایسا فرشتہ اس پر مسلط کیا جائے گا جو نہ کچھ دیکھے گا نہ سنے گا اسکے پاس لوہے کی ایسی مونگری ہوگی کہ اگر اس کی ضرب کسی پہاڑ پر لگائی جائے تو وہ بھی مٹی کا ڈھیر ہو جائے، وہ فرشتہ اس مونگری سے اس پر ایک ضرب لگائے گا جس سے وہ اس طرح چیخے گا جس کو جن وانس کے علاوہ۔۔ وہ سب چیزیں سنیں گی جو مشرق اور مغرب کے درمیان ہیں (لیکن عام طور سے وہ آواز اور چیخ جو انکے کانوں میں پہنچتی ہے وہ ذرا دھیمی ہوتی ہے اس لئے جانور اس سے زیادہ متاثر نہیں ہوتے۔ البتہ کبھی کبھی انکے کانوں میں پہنچنے والی آواز کو زیادہ تیز کر دیا جاتا ہے جس سے وہ بدک بھی جاتے ہیں)۔ اس ضرب سے وہ خاک ہو جائے گا اسکے بعد اس میں پھر روح ڈالی جائے گی ۔(یعنی روح کا تعلق بحال کر دیا جائے گا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَحَدَ کُمْ اِذامَاتَ عُرِضَ عَلَیْہِ مَقْعَدُہ‘ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ اِنْ کَانَ مِنْ اِھْلِ الْجَنَّۃَ فَمِنْ اَھْل الْجَنَّۃِ وَ انْ کَانَ مِنْ اَھْل النَّارِ فَمِنْ اَھْلِ النَّارِ فِیُقَالُ ھٰذَا مَقْعَدُکَ حَتّٰی یَبْعَثَکَ اللّٰہ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تم میں سے کوئی جب مرجاتا ہے تو ہر صبح وشام اسکے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتیوں میں سے ہے تو جنتیوں کے مقام میں سے (اس کا جو مقام ہونے والا ہوتا ہے وہ ہر صبح شام اسکے سامنے کیا جاتا ہے، اور اس کو دکھلایا جاتا ہے جس سے وہ خوش ہوتا ہے) اور اگر وہ مرنے والا دوزخیوں میں سے ہوتا ہے، تو (اسی طرح صبح وشام) دوزخیوں کے مقامات میں سے (اس کا مقام اسکے سامنے کیا جاتا ہے جس سے اس کو اور تکلیف ہوتی ہے) اور ان میں سے ہر ایک سے کہا جاتا ہے کہ یہ مقام تیرا مستقل ٹھکانا ہے (اور یہ اس وقت ہوگا) جبکہ اللہ تجھے اپنی طرف اٹھائے گا قیامت کے دن (یہ چیز اسکے لئے تکلیف وعذاب کا باعث ہو تی ہے)

عَنْ زَیْدِبْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ حَائِطٍ لِبَنِی الْنَجَّارِ عَلٰی بَغْلَۃٍ لَہ‘ وَنَحْنُ مَعَہ‘ اِذْ حَادَتْ بِہٖ فَکَادَتْ تُلْقِیْہِ وَاِ ذَا اَقْبُرٌ سِتَّۃٌ اَوْ خَمْسَۃٌ فَقَالَ مَنْ یَعْرِفُ اَصْحَابَ ھٰذِہِ الْاَ قْبُر قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰی مَاتُوْ اقَالَ فِی الشِّرْکِ فَقَالَ

www.askfatwa.com

اِنْ هٰذِهِ الْاُ مَّةَ تُبْتَلٰی فِیْ قُبُوْرِهَا فَلَوْ لَا اَنْ لَا تُدَ افَنُوالد عَوْتُ اللّٰهَ اِنَّ یُسْمِعَکُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْه.

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دفعہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچری پر سوار قبیلۂ بنی نجار کے ایک باغ میں سے گذر رہے تھے اچانک آپ کی خچری راستے سے ہٹی اور بدکی (اور اسکی ایسی حالت ہوئی) کہ قریب تھا کہ آپ کو گرادے، اچانک نظر پڑی تو دیکھا کہ وہاں چھ یا پانچ قبریں ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان قبر کے مردوں سے کون واقف ہے؟ (یعنی تم میں کوئی ہے جو ان لوگوں کو جانتا ہو جو ان قبروں میں مدفون ہیں؟) ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا میں جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:۔ یہ لوگ کس زمانے میں مرے تھے؟۔ اس شخص نے عرض کیا:۔ زمانہ شرک میں۔ آپ نے فرمایا:۔ یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب میں مبتلا ہیں، اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم (پھر خوف اور دہشت کی وجہ سے) مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ قبر کے عذاب میں سے جتنا کچھ میں سن رہا ہوں وہ اس میں سے کچھ تم کو بھی سنادے۔

www.askfatwa.com

باب: 9

ایمان، اسلام اوراحسان

ایمان،اسلام اوراحسان کی تعریف

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی الله عنه قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رسولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ا□ ✦ذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَايُرٰی عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَ لَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ ا□ ✦لَی النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ ا□ ✦لٰی رُكْبَتَيْهِ وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰی فَخِذَيْهِ وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِیْ عَنِ الْا □ ✦سْلَامِ قَالَ الْا□ ✦سْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا ا□ ٰہَ ا□ ✦لَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِیَ الزَّكَاةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَ تَحِجَّ الْبَيْتَ ا□ ✦نِ اسْتَطَعْتَ ا□ ✦لَيْهِ سَبِيْلاً قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْأَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَأَخْبِرْنِیْ عَنِ الْا□ ✦يْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِیْ عَنِ الْا□ ✦حْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَا□ ✦نْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَا□ ✦نَّهٗ يَرَاكَ .... قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيّاً ثُمَّ قَالَ لِیْ يَا عُمَرُ أَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَا□ ✦نَّهٗ جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے) تھے کہ ایک صاحب اچانک ہمارے سامنے نمودار ہوئے (ان کی حالت پر ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ ان کے) کپڑے انتہائی سفید (اور صاف شفاف) تھے اور ان کے بال بھی خوب سیاہ تھے (جیسے ان پر کچھ گرد نہ لگی ہو) اور ان پر سفر سے آنے کے کوئی آثار بھی نظر نہ آتے تھے (حالانکہ وہ ہماری بستی یا آس پاس کی کسی آبادی کے آدمی نہ تھے) اور (نہ ہی وہ ایسے پردیسی تھے جو کسی کے ہاں مہمان ٹھہرے ہوئے ہوں کہ نہا دھو کر صاف شفاف کپڑے پہن کر آگئے ہوں کیونکہ) ہم میں سے کوئی بھی ان سے واقف نہ تھا اور (تعجب بالائے تعجب کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے) وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر آپ کے گھٹنوں کے ساتھ اپنے گھٹنے ملا کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کی رانوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر پوچھا اے محمدؐ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے (کہ کس کو کہتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا اسلام اس کو کہتے ہیں کہ تم (میری بتائی ہوئی تمام باتوں کو سچا مان کر اور احکام کی اطاعت کو لازم سمجھ کر ظاہری تابعداری اختیار کرو جس کے اہم مظاہر یہ ہیں کہ تم) زبان سے اس بات کی گواہی دو کہ معبود تو صرف اللہ ہی ہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھو اور اگر جانے کی استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرو۔ (نبی ﷺ سے یہ سن کر) ان صاحب نے کہا آپ نے سچ کہا۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ ہمیں ان کی اس بات پر (بھی) بڑا تعجب ہوا کہ خود ہی تو سوال کر رہے ہیں اور خود ہی تصدیق کر رہے ہیں (حالانکہ کوئی طالب علم تو ایسا نہیں کرتا بلکہ ایسا تو ممتحن کرتا ہے) پھر ان صاحب نے کہا مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے (کہ کس کو کہتے ہیں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم دل سے (ان حقائق کو یعنی) اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن (کے

www.askfatwa.com

واقع ہونے) کواور تقدیر کوخواہ وہ اچھی ہو یا بری دل سے مان لو۔ (یہ سن کر بھی) ان صاحب نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھران صاحب نے کہا مجھے احسان کے بارے میں بتایئے (کہ وہ کیا ہے؟) آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: (اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر یقین بڑھتے بڑھتے جب اس حدتک پہنچ جائے کہ اشیائے عالم اوران کے ساتھ تعلق کے حجابات کو بندہ اپنے دل اوراپنی توجہ اوراللہ کے درمیان سے اٹھادے اوراللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا استحضار عام حالات میں اس کو عام طور سے اور عبادت کے وقت میں خاص طور سے حاصل رہے اور یہ کیفیت ہوجائے کہ) تم اللہ کی عبادت (اور غلامی) اس طرح سے کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہواوراگر یہ نہیں تو کم ازکم یہ پختہ استحضار ہو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔......

(یہ سب کچھ پوچھنے کے بعد) پھر وہ صاحب تو چلے گئے لیکن (حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ) میں کچھ دیر تک حیرانی اور تعجب میں محو رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا اے عمر کیا تم جانتے ہو کہ سوال کرنے والے کون تھے۔ میں نے کہا اللہ اوراس کے رسول ہی زیادہ باخبر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے جو (اس طریقے سے) تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

فائدہ: 1- یہ کہنا کہ اللہ اوراس کے رسول زیادہ باخبر ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ اورلوگوں کے مقابلہ میں زائدعلم اللہ اوراس کے رسول دونوں کو حاصل ہے یہ مطلب نہیں کہ زائد علم کی مقدار میں دونوں برابر ہیں۔ دونوں یکساں کیسے ہوسکتے ہیں رسول ہونے کے باوجودان کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔

کامل ایمان مکمل اطاعت کے بغیر نہیں ہوتا

عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِنَّ وَفُدَ عَبُدِ الُقَيُسِ ...... قَالُوُا يَا رَسُوُلَ اللّٰهِ ا □ ✦نَّا لَا نَسُتَطِيُعُ أَنُ نَاتِيَکَ ا □ ✦لَّا فِیُ الشَّهُرِ الُحَرَامِ وَبَيُنَنَا وَ بَيُنَکَ هٰذَا الُحَیُّ مِنُ کُفَّارِ مُضَرَ فَمُرُنَا بِأَمُرٍ فَصلٍ نُخبِرُ بِهٖ مَنُ وَّرَاءَ نَا وَ نَدُ خُلُ بِهِ الُجَنَّةَ ...... فَأَمَرَهُمُ بِأَرُبَعٍ ...... أَمَرَ هُمُ بِالا □ ✦يُمَانِ بِاللّٰه وَحُدَهٗ قَالَ أَ تَدُرُوُنَ مَا الا □ ✦يُمَانُ بِاللّٰهِ وَحُدَهٗ قَالُوُا اللّٰهُ وَرَسُوُلُهٗ أَعُلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَن لَّا ا □ ✦لٰهَ ا □ ✦لَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوُلُ اللّٰهِ وَا □ ✦قَامُ الصَّلَاةِ وَ ا □ ✦يُتَاءُ الزَّکوٰةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ.

(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ (رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اورانہوں نے)......عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے ہی میں آسکتے ہیں (کیونکہ) ہمارے اورآپ کے درمیان کفار کا یہ قبیلہ یعنی مضر حائل ہے (عربوں میں دور جاہلیت میں بھی چار مہینوں کا احترام چلا آتا تھا یعنی ذوقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ ان چار مہینوں میں وہ کسی بھی دشمن سے تعرض نہیں کرتے تھے اس لئے امن کے ساتھ سفر صرف انہی مہینوں میں ہوسکتا تھا) لہذا آپ ہمیں کوئی ایسی فیصل بات بتادیجئے جو ہم اپنے پیچھے والوں کو بھی بتائیں اورہم سب اس پر کاربند ہونے کے ذریعہ جنت میں بھی داخل ہوسکیں۔ آپ ﷺ نے ان کو کرنے کی چار باتیں بتائیں......(لیکن پہلے ان کے بارے میں اجمال کے طور پر ایک جامع قسم کی بات بتائی یعنی) یہ کہ تنہا اللہ پر ایمان رکھو پھر (آپ ﷺ نے ان لوگوں سے خود ہی) پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تنہا اللہ پر ایمان رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ ان لوگوں نے کہا اللہ اوراس کے رسول ہی خوب باخبر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (شے اپنے تمام لوازم اور تقاضوں کو شامل ہوتی ہے۔ ان کو علیحدہ کر کے شے کو نہیں لیا جاتا تو اللہ پر ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر جن چیزوں پر ایمان لانے کو کہا ہے مثلاً اللہ کے رسولوں پر اس کی کتابوں پر اس کے فرشتوں پر اس کی طے کردہ تقدیر پر اور قیامت کے دن پر ان پر بھی ایمان رکھے اوراسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کو لازم سمجھے اوراللہ تعالیٰ کے احکام میں سے بنیادی نوعیت

کے چار حکم یہ ہیں) اس بات کی (زبان سے) گواہی دینا کہ صرف اللہ ہی معبود ہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْ لِيْ فِيْ الا □ ✦سْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْئَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَکَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (مسلم)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کے بارے میں آپ کے بعد پھر کسی اور سے پوچھنا نہ پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (دل کی گہرائی سے کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کرو (یعنی اس کے تمام لوازم اور تقاضوں کو پورا کرو کیونکہ جب اللہ کو اپنا خالق، رازق، رب، حاکم اور معبود اور مالک یوم الدین مان لیا اور اس کی قدرت اور قہاریت و جباریت کو بھی دل میں اتار لیا تو اب اللہ تعالیٰ کے احکام پورا کرنے سے روگردانی اور اس کی پکڑ سے بے فکری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا)۔

بعض صحابہ کے ایمان کی حقیقت

عَنِ الْحَارِثَهِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّهُ مَرَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ کَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ قَالَ أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا قَالَ فَانْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَا □ ✦نَّ لِکُلِّ قَوْلٍ حَقِيْقَةً فَمَا حَقِيْقَةُ ا □ ✦يْمَانِکَ فَقَالَ عَزَلْتُ نَفْسِيْ عَنِ الدُّنْيَا فَأَسْهَرْتُ لَيْلِيْ وَ أَظْمَأْتُ نَهَارِيْ وَ کَأَنِّيْ أَنْظُرُ عَرْشَ رَبِّيْ بَارِزًا وَ کَأَنِّيْ أَنْظُرُ ا □ ✦لٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا وَ کَأَنِّيْ أَنْظُرُ ا □ ✦لٰى أَهْلِ النَّارِ يَتَضَاغَوْنَ فِيْهَا قَالَ يَا حَارِثَةُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ (طبرانی کبیر)

حضرت حارثہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان سے پوچھا اے حارثہ تم نے صبح کس حال میں کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں پکا مومن ہوں۔ آپ نے فرمایا غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو کیونکہ ہر بات کی کوئی حقیقت ہوتی ہے تو تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے علیحدہ کر لیا اور میں نے رات جاگ کر عبادت کی اور دن کو پیاسا رہا (یعنی روزہ رکھا) اور (ایمانیات کا میرے دل و دماغ میں اتنا رسوخ ہو گیا کہ) گویا میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں اہل جنت کو آپس میں ملتے دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں اہل جہنم کو اس میں چیختے چلاتے دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے حارثہ تمہیں معرفت حاصل ہوئی اس کی نگرانی کرو۔

ایمان کے تقاضے اور لوازم

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلا □ ✦يْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا ا □ ✦لٰهَ ا □ ✦لَّا ا □ ✦للّٰهُ وَأَدْنَاهَا ا □ ✦مَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْا □ ✦يْمَانِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (کمال) ایمان (و یقین) کے ستر سے زائد شعبے ہیں۔ ان میں سے افضل شعبہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ہلکا شعبہ یہ ہے کہ تکلیف دہ چیز کو (چلنے کے) رستے سے ہٹا دیا جائے اور حیا بھی ایمان کا ایک بڑا شعبہ ہے (اور حیا سے مراد ایمان کی وجہ سے آدمی میں پیدا ہونے والا وہ وصف ہے جو آدمی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے شرم دلاتا ہے اور روکتا ہے اور یہ وصف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آدمی کو صفت احسان حاصل ہو جائے کیونکہ اس بات کے استحضار سے کہ

www.askfatwa.com

اللہ تعالیٰ میرے سامنے ہیں یا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے شرم کرے گا۔

فائدہ: مذکورہ بالا حدیث میں ایمان کے ستر سے کچھ زائد شعبوں کا ذکر کیا جن میں صرف عقائد ہی نہیں بلکہ اکثر اعمال وافعال ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ سب ایمانیات کے تقاضے اور لوازم ہیں اور ان کو کرنے سے خود ایمان کو رونق اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نقایہ میں وہ تمام باتیں جمع کی ہیں جن کو قرآن وحدیث میں ایمان کہا گیا ہے۔

(1) اللہ کی ذات وصفات پر ایمان اور عالم کے حادث ہونے پر ایمان (2) اللہ کے فرشتوں پر ایمان (3) اللہ کی کتابوں پر ایمان (4) اللہ کے رسولوں پر ایمان (5) تقدیر پر ایمان (6) قیامت کے دن پر ایمان (7) اللہ کے ساتھ محبت (8) اللہ کے لئے کسی سے محبت (9) اللہ کے لئے کسی سے بغض رکھنا (10) نبی ﷺ سے محبت (11) نبی ﷺ کی تعظیم کا اعتقاد رکھنا۔ اس میں آپ پر درود بھیجنا اور آپ کی سنت کا اتباع کرنا شامل ہے۔ (12) اخلاص (اس میں نفاق اور ریاء سے بچنا بھی آ گیا) (13) توبہ کرنا (14) اللہ کی پکڑ سے خوفزدہ ہونا (15) اللہ کی رحمت کی امید رکھنا (16) اللہ کا شکر ادا کرنا (17) وعدہ پورا کرنا (18) مصائب پر صبر کرنا (19) اللہ کی قضا پر راضی رہنا (20) حیاء (21) توکل (22) دوسروں پر رحم کرنا (23) تواضع وعاجزی اختیار کرنا (24) تکبر سے بچنا (25) عجب سے بچنا (26) حسد اور کینہ سے بچنا (27) ناحق غضب سے بچنا (28) توحید الٰہی کا اقرار کرنا (29) تلاوت قرآن (30) دین کا علم سیکھنا (31) دین کا علم سکھانا (32) دعا کرنا (33) ذکر واستغفار کرنا (34) لغو باتوں سے بچنا (35) ظاہری اور حکمی نجاست سے پاکی حاصل کرنا (36) ستر عورت (37) فرضی ونفلی نمازیں پڑھنا (38) زکوٰۃ اور صدقات دینا (39) غلام آزاد کرنا (40) سخاوت کرنا (41) فرضی ونفلی روزے رکھنا (42) اعتکاف کرنا (43) لیلۃ القدر کی جستجو کرنا (44) حج کرنا (45) عمرہ کرنا (46) طواف کرنا (47) دین کی حفاظت کے لئے نقل مکانی کرنا (48) نذر پوری کرنا (49) کفارہ ادا کرنا (50) نکاح کے ذریعہ عفت حاصل کرنا (51) عیالداری کے حقوق ادا کرنا (52) والدین کے ساتھ حسن سلوک (53) اولاد کی تربیت (54) صلہ رحمی (55) بزرگوں کی اطاعت کرنا (56) غلاموں پر نرمی کرنا (57) حکومت عدل وانصاف کے ساتھ کرنا (58) مسلمانوں کی اجتماعیت کی پیروی کرنا (59) حاکموں کی اطاعت کرنا (60) لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کرانا۔ (61) نیکی کے کاموں میں تعاون کرنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا (62) حدود کو قائم کرنا (63) جہاد کرنا (64) امانت ادا کرنا (65) قرض دینا اور واپس کرنا (66) پڑوسی کا اکرام کرنا (67) معاملات جائز طریقہ سے کرنا (68) حق جگہ پر مال خرچ کرنا (69) سلام کا جواب دینا (70) چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنے پر یرحمک اللہ کہنا (71) لوگوں سے تکلیف ونقصان کو دور کرنا (72) لہو سے اجتناب کرنا (73) رستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔ (74) جو حکومت حق ہو اس کے خلاف بغاوت یعنی ناحق خروج کرنے والوں سے لڑنا۔

مذکورہ بالا چند باتوں کو احادیث میں یوں بیان کیا گیا ہے

عَنِ الْعَبَّاسِ بِنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْا □ ✦ِيْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِا للّٰهِ رَبّاً وَّ بِالْا □ ✦سْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً (مسلم)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا (اور اس کو ایمان کی لذت حاصل ہوگئی) جو (دل گرویدگی اور شعور کے ساتھ) اللہ کو اپنا رب اور اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول (اور ہادی) ماننے پر راضی ہوگیا۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الا □ ✦ يْمَانِ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلَهُ أَحَبَّ ا □ ✦ لَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لا يُحِبُّهُ ا □ ✦ لَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ہیں کہ جس شخص میں یہ اکٹھی ہوجائیں اس نے تو ایمان کی حلاوت (اور مٹھاس) کو پالیا۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو ان کے تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں (اور ان کے ہر مطالبہ اور ہر حکم کو پورا کرنے کے لئے مستعد ہو) دوسرے یہ کہ جس آدمی سے بھی اس کو محبت ہو صرف اللہ ہی کے لئے ہو اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی ناگواری (اور نفرت واذیت) ہو جیسی کہ آگ میں ڈالنے سے ہوتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَايُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے (دینی) بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (اور ظاہر ہے کہ کوئی اپنے لئے اور اپنے اہل کے لئے جان، مال، دین اور آبرو میں نقصان کو پسند نہیں کرتا تو دوسروں کے لئے بھی نہ اس کو سوچے اور نہ ہی اس کو اختیار کرے بلکہ جیسے ان چیزوں کی بھلائی اپنے لئے چاہتا ہے ایسے ہی یہ چاہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایسی بھلائی حاصل ہو)۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَ أَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الا □ ✦ يْمَانَ (ابو داؤد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ ہی کے لئے (کسی سے) محبت کی اور اللہ ہی کے لئے (کسی سے) دشمنی کی اور اللہ ہی کے لئے دیا (جس کو جو کچھ دیا) اور اللہ ہی کے واسطے منع کیا اور نہ دیا (جس کو منع کرنا اور نہ دینا اللہ کے نزدیک بہتر سمجھا) تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کرلی (کیونکہ اس نے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اپنا نصب العین بنا لیا ہے لہٰذا سب کاموں میں اسی کو پیش نظر رکھتا ہے)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوْا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ ا □ ✦ ذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوْا السَّلامَ بَيْنَكُمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم (اول وہلہ میں) جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم (کامل) ایمان والے نہ ہوجاؤ اور تم (کامل) ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک تم میں (ایمان کے دیگر اوصاف کے ساتھ) یہ وصف بھی نہ پیدا ہوجائے کہ تم باہم محبت کرنے لگو۔ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہوجائے (وہ بات یہ ہے کہ) تم اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ (اور اس کو رواج دو)۔

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَاللّٰهِ لا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ (بخاری)

حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم وہ شخص (کامل) مومن نہیں اللہ کی قسم وہ شخص (کامل)

www.askfatwa.com

مومن نہیں۔ اللہ کی قسم وہ شخص (کامل) مومن نہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ کون شخص (کامل) مومن نہیں؟ آپ نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَ جَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ (بیھقی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص (کامل) مومن نہیں جو خود شکم سیر ہو کر کھائے اور اس کے برابر میں رہنے والا اس کا پڑوسی فاقہ سے ہو (کیونکہ ایمان یہ تقاضا کرتا ہے کہ آدمی خود غرضی نہ کرے بلکہ اپنے اللہ کی مخلوق کے ساتھ خصوصاً وہ جو اس کے پڑوس اور قرب میں ہوں) ہمدردی اور خیر خواہی کرے۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَاناً اَحْسَنُھُمْ خُلُقاً (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں زیادہ کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ (ترمذی و ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی (اور اس کے کمال) میں اس کا اس سے غیر متعلقہ باتوں کو ترک کرنا شامل ہے۔ (کیونکہ لایعنی اور فضول چیزوں اور مشاغل مثلاً وقت گزاری کے لئے فضول باتیں کرنا، فضول کتابیں اور رسالے پڑھنا بغیر جوئے کے تاش اور لڈو وغیرہ کھیلنا، کھیلوں کی کمنٹری سننا وغیرہ ان میں اپنے وقت کو جو کہ آخرت کے اعتبار سے بڑا سرمایہ ہے برباد کرنا بڑی جہالت اور غیر ذمہ دارانہ حرکت ہے اور ایسے مشاغل اختیار کرنا جو خود گناہ ہوں مثلاً ناول اور افسانے پڑھنا، گانے سننا، ٹی وی دیکھنا تو یہ دہرا گناہ ہے)۔

فائدہ: جو لوگ لایعنی کی برائی سے زیادہ واقف ہیں مثلاً امام غزالی رحمہ اللہ وہ لکھتے ہیں کہ ہر وہ بات کہ اگر وہ نہ کہی جائے تو نہ کوئی گناہ ہو اور نہ ہی جان و مال کا کوئی نقصان ہو تو وہ لایعنی ہے مثلاً کوئی شخص بیٹھ کر اپنے سفر کے قصے سنانے لگے۔ لایعنی بھی اس وقت تک ہے جب وہ صحیح صحیح سنائے۔ اور اگر اس میں جھوٹ ملا دے یا غیبت کی آمیزش کر دے تو وہ ہے۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَان (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی تم میں بری (اور خلاف شرع) بات دیکھے تو لازم ہے کہ (اگر طاقت رکھتا ہو تو) اپنے ہاتھ (یعنی اپنے زور قوت) سے اس کو بدل دے (نے کی کوشش کرے) اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی سے اس کو برا سمجھے (اور اس کو مٹانے اور بدل ڈالنے کا جذبہ دل میں رکھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرے) اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے (کیونکہ اگر آدمی برائی کو برائی بھی نہ جانے تو یہ ایمان کے منافی ہے)

عَنِ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ

(بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بہت کم ایسا ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا ہو اور اس میں یہ ارشاد نہ فرمایا ہو کہ جس شخص میں امانت کی خصلت نہیں اس میں (کمال) ایمان نہیں اور جس میں عہد کی پابندی نہیں اس میں (کمال) دین نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَ هُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُ فَا✦نَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْا✦يْمَانِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو زیادہ شرم کرنے پر سمجھا رہا تھا (کہ زیادہ شرم نہ کرنی چاہئے) آپ نے فرمایا اس کو رہنے دو (اور اسے غلط نصیحت نہ کرو) کیونکہ شرم کرنا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے (اس لئے کہ وہ گھٹیا اخلاق اور حرکتوں سے روکتی ہے)

قَالَ عَلَيْهِ الصلوة والسلام اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالُوْا ا✦نَّا لَنَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَالْحَمْدُ لِلّٰه قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰه حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ يَحْفَظَ الرَّاسَ وَمَاحَوٰى وَالْبَطْنَ وَمَا وَعٰى وَ يَذْكُرَ الْمَوْتَ وَ الْبِلٰى وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا وَآثَرَ الآ خِرَةَ عَلَى الْأُوْلٰى فَمَنْ يَّعْمَلُ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر موجود صحابہ سے فرمایا اللہ سے اتنی حیا کرو جتنی کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کا شکر ہے کہ ہم اللہ سے اتنی ہی حیا کرتے ہیں جتنی کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (جو تم نے سمجھا ہے) وہ (کافی) نہیں ہے بلکہ اللہ سے اتنی حیا کرنا جتنی کہ اس سے کرنی چاہئے یہ ہے کہ (جسم کے کسی حصہ سے بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونے سے شرمائے لہٰذا) سر اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں (یعنی آنکھیں، کان، زبان، ہونٹ اور دماغ) ان کی حفاظت کی جائے اور پیٹ اور جو کچھ اس کے اندر ہے (یعنی معدہ اور شرمگاہ) ان کی حفاظت کی جائے اور موت اور (قبر میں) بوسیدگی کو یاد رکھا جائے اور جو کوئی آخرت (کی کامیابی) کو حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ دنیا کی زیب و زینت کو ترک کر دیتا ہے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے۔ جو شخص یہ سب کچھ کرتا ہے وہی (حقیقت میں) اللہ سے اتنی حیا کرتا ہے جتنی کہ اس سے کرنی چاہئے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا✦نَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ وَا✦نَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ لَّا يَاتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کو بھی غیرت آتی ہے (اسی کی وجہ سے جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے کھلی اور چھپی تمام بے حیائیوں سے منع فرمایا ہے) اور مومن بندے کو بھی غیرت آتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ اس کا مومن بندہ اس چیز کا ارتکاب نہ کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتے جیسے کوئی شخص اس بات سے غیرت کھاتا ہے اور اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کے ماتحت لوگ کسی بدکرداری کا مظاہرہ کریں۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت کی صفت کسی کو محبوب نہیں اور اس کو بڑی غیرت آتی ہے کہ کوئی عورت یا مرد اس کی مخلوق ہو کر زنا کرے)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ

www.askfatwa.com

عَلٰی دِمَاءِ هِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ (ترمذی و نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کامل) مسلم وہ ہے جس (میں اسلام کے دیگر اوصاف کے علاوہ سلامتی کا وصف نمایاں ہو اور اس) کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے مسلمان محفوظ رہیں اور (کامل) مومن وہ ہے جس (میں) ایمان کے دیگر اوصاف کے علاوہ امن کا وصف خوب نمایاں ہو اور اس) سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں (اور آبرؤوں) کے بارے میں امن میں ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ عَجُوزٌ فَقَالَ مَنْ أَنْتِ قَالَتْ جَثَّامَةُ الْمُزَنِيَّةُ قَالَ بَلْ أَنْتِ حَسَّانَةُ الْمُزَنِيَّةُ كَيْفَ حَالُكُمْ كَيْفَ كُنْتُمْ بَعْدَنَا قَالَتْ بِخَيْرٍ فَلَمَّا خَرَجَتْ قُلْتُ تُقْبِلُ هٰذَا الْإِقْبَالَ عَلٰى هٰذِهٖ قَالَ إِنَّهَا كَانَتْ تَاتِيْنَا أَيَّامَ خَدِيْجَةَ وَإِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيْمَانِ (حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بوڑھی عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے پوچھا تم کون ہو۔اس نے کہا میں جثامہ مزنیہ ہوں (جثامہ کا ترجمہ ہے بہت سونے اور بیٹھے رہنے والی عورت) آپ نے فرمایا (ہم تمہارا بہتر نام رکھ دیتے ہیں لہٰذا تم جثامہ یعنی بہت سونے اور بیٹھے رہنے والی عورت) نہیں بلکہ حسانہ (یعنی خوبیوں والی عورت) مزنیہ ہو۔ اچھا کہو ہمارے بعد تمہارے حالات کیسے گزرے؟ اس نے عرض کیا سب خیریت رہی۔ جب وہ چلی گئی تو (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں) میں نے عرض کیا ایک معمولی سی بڑھیا پر آپ کی اتنی توجہ۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا یہ خدیجہ کی زندگی میں ہمارے گھر آیا کرتی تھی اور قدیم شناسائی کے حقوق کی رعایت کرنا بھی ایمان کی ایک بات ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً عِنْدَهُ الدُّنْيَا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُوْنَ أَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيْمَانِ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ (احمد و ابوداؤد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی محفل میں بعض صحابہ نے دنیا کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا سن لو اور خوب سن لو کہ (تواضع اور اپنے نفس کی شکستگی کی نیت سے) زینت نہ کرنا اور گاہ گاہ شکستہ حالت میں رہنا بھی ایمان کا اثر ہے۔

عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثاً قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ (مسلم)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا دین تو خیرخواہی کرنے کا نام ہے۔ہم نے پوچھا کس کی؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کی اس کی کتاب کی اس کے رسول کی ائمۂ مسلمین کی اور سب مسلمانوں کی۔

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ لَا يَهْتَمُّ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُمْسِ وَيُصْبِحْ نَاصِحاً لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِكِتَابِهٖ وَلِإِمَامِهٖ وَلِعَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ (طبرانی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے (دینی ودیگر) معاملات کی فکر اور پرواہ نہیں کرتا وہ مسلمانوں میں سے (کہلانے کے قابل) نہیں اور جس شخص نے صبح یا شام اس حالت میں کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب اور امام المسلمین اور عام مسلمانوں کی خیرخواہی سے غفلت میں رہا تو وہ بھی مسلمانوں میں سے (کہلانے کے قابل) نہیں۔

www.askfatwa.com

فائدہ: نصیحت (خیرخواہی) اس وقت کہلاتی ہے جب دل میں کوئی کھوٹ باقی نہ رہے۔اس لئے اللہ کے لئے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے اور خدا کے درمیان کوئی کھوٹ کا معاملہ نہ رکھے۔اس کا سب سے بڑا کھوٹ یہ ہے کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے اور اس کی صفات میں اس کی شایان شان تنزیہ کا اعتراف نہ کرے اور اس کے اوامر و نواہی میں پوری مستعدی کا اظہار نہ کرے۔

کتاب اللہ کی نصیحت کا معنی یہ ہے کہ پورے آداب کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے۔دل و جان سے اس کے معانی و مضامین کی تصدیق کی جائے' اس کے علوم کی نشرو اشاعت کی جائے، اس کی پیروی کی تمام عالم کو دعوت دی جائے اور اس کے ہر ہر امرونہی پر عمل پیرا ہو۔

رسول کی نصیحت یہ ہے کہ اس کی رسالت کی تصدیق کی جائے جو دین وہ لے کر آیا ہے اس کا ایک ایک حرف مانا جائے، ہر موقع پر اس کی نصرت کے لئے تیار رہے۔اس کے اصحاب اور اس کے اہل بیت کی محبت اور ان کا ادب پورے طور پر ملحوظ رہے۔

ائمہ مسلمین کی نصیحت یہ ہے کہ ہر حق معاملہ میں ان کی اعانت کی جائے، ان کے ساتھ جہاد میں شرکت کی جائے اور اگر وہ شریعت پر عمل پیرا ہوں تو ان کے پیچھے نمازیں ادا کی جائیں، اور جو صدقات وزکوۃ بیت المال کا حق ہیں وہ ان کو ایمانداری کے ساتھ ادا کئے جائیں اور ان کے ساتھ غداری نہ کی جائے۔

عام مسلمانوں کی نصیحت یہ ہے کہ دنیوی اور اخروی سب مصلحتیں ان کو حسب ضرورت بتائی جائیں ان کو ایذاء نہ دی جائے، ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے اور خیرخواہی میں ان کو اپنے برابر سمجھا جائے۔

عَنْ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ أَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ا □ ✦ نَّ الْغَضْبَ لَیُفْسِدُ الا □ ✦ یْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ (بیھقی)

بہز بن حکیم اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بے جا اور ضرورت سے زیادہ) غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسا کہ ایلوا (جو انتہائی کڑوا ہوتا ہے) شہد کو خراب کر دیتا ہے (کہ ایسی صورت میں آدمی اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے اور اس سے وہ باتیں اور وہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو اس کے دین کو خراب کر دیتی ہیں)۔

عَنْ أَوْسِ بْنِ شُرَحْبِیْلَ أَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَہٗ وَھُوَ یَعْلَمُ أَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الا □ ✦ سْلَامِ (بیھقی)

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی ظالم کے ساتھ (اس کی مدد کرنے اور) اس کو تقویت پہنچانے کے لئے چلا حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ متعلقہ مسئلہ میں یہ ظلم کر رہا ہے تو یہ شخص اسلام (کا جو رنگ ہے اور روح ہے اس) سے نکل گیا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حقیقی) مومن (کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ وہ) نہ تو کسی پر طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا ہوتا ہے اور نہ فحش گو ہوتا ہے اور نہ بدکلام ہوتا ہے۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ أَنَّہٗ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَ یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ جُبَاناً قَالَ نَعَمْ فَقِیْلَ لَہٗ أَ یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِیْلاً قَالَ نَعَمْ فَقِیْلَ لَہٗ أَیَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ کَذَّاباً قَالَ لَا (مالک)

www.askfatwa.com

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں (مسلمان میں یہ کمزوری ہوسکتی ہے) پھر عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں (مسلمان میں یہ کمزوری بھی ہوسکتی ہے۔یعنی یہ کچھ ایسی فطری کمزوریاں ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے ان کا ہونا مسلمان کی شان سے زیادہ بعید نہیں) پھر عرض کیا گیا کہ کیا مسلمان کذاب (یعنی جھوٹا) ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (یعنی روح ایمان کے ساتھ بیبا کانہ جھوٹ کی ناپاک عادت جمع نہیں ہوسکتی اور روح ایمان جھوٹ کو برداشت نہیں کرتی)۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایُلْدَغُ الْمُوْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن (کو اس کا ایمان احتیاط اور ہوشیاری اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ) ایک سوراخ سے دو بار ڈسا نہیں جاتا۔

فائدہ: ابوغرہ شاعر جب جنگ بدر میں قید ہوکر آیا تو آپ ﷺ کے سامنے اپنی تنگدستی اور اپنے بچوں کا رونا رونے لگا۔آپ نے ترس کھا کر فدیہ لئے بغیر اس کو رہا کردیا لیکن جب یہ کم ظرف واپس اپنے علاقہ میں چلا گیا تو پھر آپ کی ہجو کرنے لگا۔جنگ احد میں پھر یہ دوبارہ قید ہوکر آیا اور آپ کے سامنے پھر رحم کی درخواست پیش کرنے لگا۔اس مرتبہ آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور فرمایا تو واپس جا کر یہ کہے گا کہ میں نے محمد ﷺ کا مذاق بنا رکھا ہے۔مومن کی شان سے یہ بعید ہے کہ جب وہ ایک بار کسی سوراخ سے ڈس لیا جائے تو تجربہ کے لئے اس میں دوبارہ انگلی ڈالے اور پھر دھوکا کھائے اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُوْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْمُنَافِقُ خِبٌّ لَئِیْمٌ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن بھولا سیدھا اور شریف الطبع ہوتا ہے (یعنی دل کا صاف ہوتا ہے اور لوگوں کے بارے میں نیک گمان رکھتا ہے الا یہ کہ کسی کا تجربہ ہوجائے۔لوگوں کو فریب اور دھوکہ دینےسے اجتناب کرتا ہے بلکہ کسی حد تک ان سے ناواقف بھی ہوتا ہے) اور منافق دھوکے باز اور کمینہ طبع ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُوْمِنِ فَا ✦ نَّهُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ ا ✦ نَّ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِلْمُتَوَسِّمِیْنَ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی فراست (اور موم شناسی) سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (یعنی اس میں بہت بڑی نشانی ہے شناخت والوں کے لئے)

فائدہ: فراست ایسی مردم شناسی کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے آدمی قرائن حالیہ اور قرائن قولیہ کی مدد سے سچے کو منافق سے، بدخواہ ولالچی کو مخلص سے خائن کو امانتدار سے اور پست ہمت وکم حوصلہ کو بلند ہمت وعالی حوصلہ سے امتیاز کرلیتا ہے اور اسی کی وجہ سے ہر شخص کی عقل وفہم کا اندازہ بھی لگا لیتا ہے کہ کون شخص کس خدمت اور کس منصب کے لائق ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ا ✦ نَّ الْمُوْمِنَ مَالَفٌ وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَا یَاْلَفُ وَلَا یُوْلَفُ (احمد و حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن تو مجسم پیکر محبت ہوتا ہے۔ جو شخص کسی سے الفت نہ رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے اس میں کچھ بھلائی نہیں۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا كَرَمَ فَإِنَّ الْكَرَمَ قَلْبُ الْمُوْمِنِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انگور کو کرم مت کہا کرو کیونکہ کرم تو مومن کا قلب ہے۔

فائدہ: چونکہ انگور سے شراب بنائی جاتی ہے اور عرب کے مذاق کے مطابق شراب نوشی ان کے لئے سخاوت و کرم کا محرک ہوتی تھی اس لئے وہ انگور کو کرم کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس غلط اشتقاق کو ناپسند کیا اور فرمایا اس خوبصورت نام کا زیادہ مستحق مومن کا قلب ہے کیونکہ اصل سخاوت اور کرم کا منبع تو وہی ہے جب کہ وہ ایمان سے بھرا ہو۔ تو درحقیقت کرم و سخاوت کا اصل منبع ایمان ہے جو مومن کے دل میں ہوتا ہے۔ انگور میں کرم کہاں اس سے تو شراب بنتی ہے جو بے حیائیوں کا سرچشمہ ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَى الْمُوْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ ا□ ✦ ذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (بخاری و مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان والوں کو باہمی رحمدلی، باہمی محبت اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس کے بارے میں تم ایسا دیکھو گے جیسے ایک جسم۔ جب (اس کا) ایک عضو بیمار پڑ جائے تو اس کی خاطر باقی جسم بھی بخار اور شب بیداری میں شریک ہو جاتا ہے (ایسے ہی جب ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے باقی تمام ایمان والے بے چین ہو جاتے ہیں اور اس کی تکلیف دور کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہیں)۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ا□ ✦ نَّ الْمُوْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَأَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَا□ ✦ نَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى أَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا أَىْ بِيَدِهٖ فَذَبَّهٗ عَنْهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (کامل) مومن اپنے گناہوں سے اس طرح ڈرتا ہے گویا وہ (گناہ) پہاڑ (کی صورت میں ہیں جن) کے نیچے (وہ) بیٹھا ہے ڈرتا ہے کہ وہ پہاڑ (وبال کی صورت میں) اب اس پر آ گرا اس لئے فوراً توبہ کرتا ہے) اور فاجر آدمی (جو گناہوں کو کرنے کا عادی بن گیا ہو) ان کو اس طرح حقیر سمجھتا ہے جیسے مکھی اس کی ناک کے پاس سے گزری اور اس نے اپنے ہاتھ کی حرکت سے اس طرح اڑا دی۔

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجَباً لِّأَمْرِ الْمُوْمِنِ ا□ ✦ نَّ أَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ ا□ ✦ لَّا لِلْمُوْمِنِ ا□ ✦ نْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْراً لَّهٗ وَا□ ✦ نْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْراً لَّهٗ (مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کا معاملہ تعجب خیز ہے کہ اسکا ہر معاملہ اس کے لئے خیر اور بہتر ہے اور یہ مومن کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں۔ اگر اس کو کوئی خوشی کی بات پیش آ جائے تو وہ شکر کرتا ہے یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتی ہے (کیونکہ شکر پر اجر ملتا ہے) اور اگر کوئی تکلیف پیش آ جائے تو صبر کر لیتا ہے (اور چونکہ صبر کرنے پر بھی اجر ملتا ہے اس لئے) یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔

عام لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ آسمان پر ہیں ایمان کے منافی نہیں

www.askfatwa.com

دین لوگوں کوصرف اس بات کے ماننے کا مکلّف بناتا ہے جس کی سمجھنے کی صلاحیت ان میں فطری طور پر رکھی گئی ہو مثلاً انسانی فطرت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے علو اور بلندی کی جہت ہے۔ اسی وجہ سے جاہل ہو یا عالم جب دعا کرتا ہے تو اس کی نظریں بے اختیار آسمان کی جانب اٹھ جاتی ہیں۔ قرآن و حدیث میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف اس جہت کی نسبت موجود ہے۔

جولوگ فلسفہ اور علم کلام کی باریکیوں سے واقف ہیں ان کو تو اپنے علمی معیار کے مطابق ہی اس مسئلہ کو سمجھنا اور بتانا پڑے گا لیکن عام کم علم لوگ اگر اس فطری معرفت کے موافق یوں بھی کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں یا آسمان پر ہیں تو یہ ایمان کے منافی نہیں۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ا □ ✦نَّ جَارِيَةً كَانَتْ لِيْ تَرْعىٰ غَنماً لِيْ فَجِئْتُهَا وَقَدْ فَقَدَتْ شَاةً مِنَ الْغَنَمِ فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ أَكَلَهَا الْذِّئْبُ فَأَسَفْتُ عَلَيْهَا وَكُنْتُ مِنْ بَنِيْ آدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ أَفَأُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ اللّٰهُ فَقَالَتْ فِي السَّمَاءِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقْهَا. (موطا مالک) وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ ا □ ✦نَّهَا مُؤْمِنَةٌ.

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک باندی ہے جو میری بکریاں چرایا کرتی ہے۔ میں اس کے پاس آیا تو میں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری نہ پائی۔ میں نے اسکے بارے میں اس سے پوچھا تو وہ بولی کہ اسکو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ مجھے اس کا بہت غم ہوا اور آخر میں آدمی تھا تو میں نے اسکے چہرے پر ایک تھپڑ مار دیا (اور اپنی اس حرکت پر مجھے ندامت ہے) اور میرے ذمہ (کسی کفارہ وغیرہ میں) ایک (باندی یا) غلام آزاد کرنا بھی ہے تو کیا میں (اسکے عوض میں) اسکو آزاد کردوں۔ آپ نے اس باندی سے پوچھا بتا اللہ تعالیٰ کہاں ہے۔ وہ بولی آسمان میں۔ آپ نے پوچھا میں کون ہوں۔ اس نے جواب دیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) اسکو آزاد کردو یہ مومن ہے۔ (آپ نے یہ یا تو اس وجہ سے فرمایا کہ کفارہ وہ ہوگا جس میں کسی مسلمان غلام کو آزاد کرنا ضروری تھا یا اس بنا پر کہ آزاد کرنا ایک نیکی ہے اور اگرچہ کسی بھی انسان کے ساتھ نیکی کی جائے وہ قابل قدر ہے لیکن اگر وہ مسلمان بھی ہو تو اور زیادہ لائق ہے)۔

گناہ کبیرہ کے وقت ایمان کی رونق جاتی رہتی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَايَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَايَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَمُؤْمِنٌ وَلَايَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ ا □ ✦لَيْهِ أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَمُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فِا □ ✦يَّاكُمْ ا □ ✦يَّاكُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں زنا کرتا کوئی زنا کار جس وقت وہ زنا کرتا ہے کہ (اس وقت) وہ مومن ہو (یعنی نور ایمان بھی اس میں موجود ہو بلکہ اس حالت میں ایمان کا نور اس میں سے نکل جاتا ہے اور صرف واجبی اور ضابطہ کا سا ایمان اس میں رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ کافر نہیں بن جاتا) اور نہیں چوری کرتا کوئی چور جس وقت وہ چوری کرتا ہے کہ اس وقت وہ مومن ہو اور نہیں شراب پیتا کوئی شرابی جس وقت وہ شراب پیتا ہے کہ اس وقت وہ مومن ہو اور نہیں کوئی لوٹا ماری کرتا کہ لوگ آنکھیں اٹھا اٹھا کر اس کی لوٹ مار کو دیکھتے ہوں جس وقت وہ لوٹا ماری کرتا ہے کہ اس وقت وہ مومن ہو (بلکہ چور، شراب خور اور لٹیرے کے ایمان کا وہی معاملہ ہوتا ہے جو پہلے زنا

www.askfatwa.com

کارکا بیان ہوا)۔پس (اے ایمان والو ایمان کے منافی ان حرکات سے) اپنے کو بچاؤ، اپنے کو بچاؤ۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ ذَا زَنَی الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْا □ ✦ یْمَانُ وَکَانَ عَلَیْهِ کَالظُّلَّةِ فَا□ ✦ ذَا أُقْلِعَ رَجَعَ ا□ ✦ لَیْهِ الْا□ ✦ یْمَانُ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدمی زنا (یا کوئی اور بڑا گناہ) کرتا ہے تو اس سے ایمان (کا نور) نکل جاتا ہے اوراس پر سایہ بان کی طرح قائم ہو جاتا ہے۔ پھر جب (سچی توبہ کر کے) اس زنا کو (یعنی اس کے اثرات کو) اکھیڑ دیا جاتا ہے تو ایمان (کا نور) اس کی طرف دوبارہ لوٹ آتا ہے۔

تنہا ایمان بالآخر جنت میں داخلہ کا سبب ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا أَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَیْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَیْنَا وَخَشِیْنَا أَنْ یُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَکُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ أَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی أَتَیْتُ حَائِطاً لِّلْأَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ هَلْ أَجِدُ لَهٗ بَاباً فَلَمْ أَجِدْ فَا □ ✦ ذَا رَبِیْعٌ یَدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُوْهُرَیْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ...... وَهٰٓؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِیْ فَقَالَ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ وَأَعْطَانِیْ نَعْلَیْهِ فَقَالَ اِذْهَبْ بِنَعْلَیَّ هَاتَیْنِ فَمَنْ لَقِیْتَ مِنْ وَّرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ یَشْهَدُ أَنْ لَّاا □ ✦ لٰهَ ا □ ✦ لَّا اللّٰهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَکَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِیَنِیْ عُمَرَ فَقَالَ مَاهَاتَانِ النَّعْلَانِ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ قُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِیْ بِهِمَا مَنْ لَقِیْتُ یَشْهَدُ أَنْ لَّا ا □ ✦ لٰهَ ا □ ✦ لَّا اللّٰـهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَنِیْ عُمَرُ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَخَرَرْتُ لِا □ ✦ سْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ فَرَجَعْتُ ا □ ✦ لٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْهَشْتُ بِالْبُکَاءِ وَرَکِبَنِیْ عُمَرُ وَا□ ✦ ذَا هُوَ عَلٰی أَثَرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَکَ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ ؟ قُلْتُ لَقِیْتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ بَعَثْتَنِیْ بِهٖ فَضَرَبَ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِا□ ✦ سْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ بِأَبِیْ وَأُمِّیْ أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَیْرَةَ بِنَعْلَیْکَ مَنْ لَقِیَ یَشْهَدُ أَنْ لَّا ا □ ✦ لٰهَ ا □ ✦ لَّا اللّٰـهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَا □ ✦ نِّیْ أَخْشٰی أَنْ یَّتَّکِلَ النَّاسُ عَلَیْهَا فَخَلِّهِمْ یَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَلِّهِمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کچھ لوگوں سمیت تھے۔(اس دوران) رسول اللہ ﷺ ہمارے بیچ میں سے اٹھ (کر کہیں تشریف لے) گئے اور ہمارے پاس واپس آنے میں آپ نے دیر کردی۔ ہمیں ڈر ہوا کہ ہم سے ورے ہی کہیں (آپ کی راہ) نہ کاٹ دی جائے (اور آپ کو نقصان نہ پہنچایا جائے) تو ہم ڈر گئے اور اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے۔ سب سے پہلے مجھے ڈر کا احساس ہوا اور میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ میں بنو نجار کے انصار کے باغ تک آیا اور میں نے اس کے گرد چکر لگایا کہ اس کا کوئی دروازہ ملتا ہے (یا نہیں) لیکن مجھے کوئی دروازہ نہیں ملا۔ اتنے میں دیکھا کہ باہر ایک کنویں سے باغ کے اندر تک (پانی کی) ایک نالی جا رہی ہے۔ میں سمٹ کر اور سکڑ کر اس نالی سے اندر پہنچا تو وہاں رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ آپ نے (مجھے دیکھتے ہی) پوچھا کیا ابو ہریرہ ہو۔ میں نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسول (میں ابو ہریرہ ہی ہوں)......اور میرے پیچھے یہ (اور) لوگ بھی ہیں (جو آپ کی تلاش میں ہیں) آپ نے مجھے اپنی دونوں جوتیاں دیں اور فرمایا اے ابو ہریرہ میری یہ دونوں جوتیاں اٹھا لے جاؤ اور اس باغ کے باہر تم

جس شخص سے بھی ملو جو دل کے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو تو تم اس کو جنت کی خوشخبری دے دو۔ تو سب سے پہلے جس سے میری ملاقات ہوئی عمر تھے۔ انہوں نے پوچھا یہ دو جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں ہیں۔ آپ نے مجھے یہ جوتیاں دے کر بھیجا ہے کہ جس کو میں پاؤں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ لا ا□ ہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو تو میں اس کو جنت کی بشارت دے دوں۔ (یہ سن کر) عمر نے مجھے میرے پستانوں کے درمیان مارا جس سے میں اپنی سرین کے بل گر پڑا اور عمر نے کہا اے ابو ہریرہ واپس لوٹ جاؤ۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس پلٹا اور اونچی آواز سے رونے لگا۔ عمر مجھ پر سوار تھے اور میرے پیچھے چلے آئے۔ آپ نے پوچھا اے ابو ہریرہ تمہیں کیا ہوا۔ میں نے کہا مجھے عمر ملے تو میں نے ان کو وہی بات بتائی جس کے ساتھ آپ نے مجھے بھیجا تھا۔ اس کو سن کر انہوں نے میرے پستانوں کے درمیان مجھے مارا جس سے میں اپنے سرین کے بل گر گیا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ واپس چلے جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے عمر تم نے ایسا کیوں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا آپ نے ابو ہریرہ کو اپنی جوتیاں دے کر بھیجا تھا کہ ان کو جو بھی ایسا شخص ملے جو دل کے یقین سے لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو یہ اس کو جنت کی بشارت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (میں نے ہی یہ کہہ کر بھیجا تھا) حضرت عمر نے درخواست کی کہ آپ ایسا نہ کیجئے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ اتنی بات پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے (کہ ہم نے دل سے کلمہ تو پڑھ لیا ہے اور ہم جنت کے مستحق ہو گئے ہیں تو اگر عمل نہ بھی کیا تو کیا ڈر ہے حالانکہ اول تو فقط ایمان پر بالآخر نجات ہے اول وہلہ میں جہنم اور عذاب سے نجات اور جنت میں داخلہ کا وعدہ نہیں ہے۔ دوسرے عمل میں کمزوری یا لاپرواہی بعض اوقات آدمی کو کفر تک پہنچا دیتی ہے جس سے جنت میں داخلہ کی بنیاد ہی جاتی رہتی ہے) لہٰذا آپ لوگوں کو چھوڑ دیجئے تا کہ وہ عمل کرتے رہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عمر کی بتائی ہوئی مصلحت سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا ٹھیک ہے) لوگوں کو چھوڑ دو (اور ان کو اس طرح سے یہ بشارت نہ سناؤ)۔

بدعملی کی وجہ سے ایمان ختم نہیں ہوتا اور ایمان خواہ کتنا ہی کمزور ہو بالآخر نجات کا سبب ہوگا

عَنْ أَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰهُ أَخْرِجُوْا مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ ا□ ✦ یْمَانٍ فَیُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَیُلْقَوْنَ فِی نَهْرِ الْحَیَا اَوِ الْحَیَاةِ (شَکَّ مَالِکٌ) فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِیَةً (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی دوزخ سے نکال لو چنانچہ ان کو بھی نکال لیا جائے گا۔ ان کی حالت یہ ہوگی کہ جل کر سیاہ فام ہو گئے ہوں گے اس کے بعد ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح ہرے بھرے نکل آئیں گے جیسے پانی کے اوپر بہتے ہوئے کوڑے میں بیج (گل سڑ کر) نکل آتا ہے۔ کبھی تم نے غور کیا ہے کہ وہ کیسا زرد زرد بل کھایا ہوا نکلتا ہے۔ (ایسے ہی نہر حیات سے نکلتے ہوئے شروع میں زرد زرد ہوں گے پھر تر و تازہ ہو جائیں گے)۔

وَ فِیْ حَدِیْثٍ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلَائِکَةُ وَشَفَعَ النَّبِیُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ یَبْقَ ا□ ✦ لَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ فَیَقْبِضُ قُبْضَةً مِنَ النَّارِ فَیُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ یَعْمَلُوْا خَیْراً قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَیُلْقِیْهِمْ فِیْ نَهْرٍ فِی أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ یُقَالُ لَهٗ نَهْرُ الْحَیَاةِ فَیَخْرُجُوْنَ کَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِی حَمِیْلِ السَّیْلِ فَیَخْرُجُوْنَ کَاللُّؤْلُؤِ فِی رِقَابِهِمِ الْخَوَاتِمُ فَیَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ

هٰـؤُلَاءِ عُتَـقَـاءُ الـرَّحْمٰنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَاخَيْرٍ قَدَّ مُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَ يْتُمْ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ (بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث میں یہ مضمون یوں ہے ’’تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے فرشتے بھی شفاعت کر چکے انبیاء بھی شفاعت کر چکے اور مومنین بھی شفاعت کر چکے اب صرف ارحم الراحمین کی باری باقی رہ گئی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر (جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے) ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے جنہوں نے (ایمان کے علاوہ) کبھی کوئی بھی نیک کام نہ کیا ہوگا۔ یہ لوگ دوزخ میں پڑے پڑے جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے۔ جنت کے سامنے ایک نہر ہوگی جس کو نہر حیات کہتے ہیں اس میں ان کو ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس میں (غوطہ لگا کر) ایسے نکل آئیں گے جیسا دانہ پانی کی رو میں بہتے ہوئے کوڑے پر اگ آتا ہے۔ (اس طرح یہ) موتی کی طرح (صاف ستھرے چمکدار ہو جائیں گے) ان کی گردنوں پر مہریں ہوں گی۔ جنتی کہیں گے کہ یہ رحمٰن کے آزاد کردہ ہیں جن کو رحمٰن نے (محض ان کے ایمان کی وجہ سے) جنت میں داخل کیا بغیر ان کے کسی (اور) عمل کے جو انہوں نے کیا ہو یا بغیر ان کی کسی (اور) بھلائی کے جو انہوں نے پیش بندی کے طور پر کی ہو۔ ان سے خطاب ہوگا جاؤ جتنا تم نے دیکھا تم کو وہ دیا اور اسی کے برابر اور دیا۔

ایمان پر استقامت کا واقعہ

عَـنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَكَانَ لَهٗ سَاحِرٌ، فَلَمَّا كَبُرَ قَالَ لِلْمَلِكِ: قَدْ كَبُرْتُ فَابْعَثْ ا □ ✦لَـيَّ غُلَامًا أُعَلِّمُهُ السِّحْرَ فَبَعَثَ ا □ ✦لَيْـهِ غُلَامًـا يُعَلِّمُهٗ، وَكَانَ فِيْ طَرِيْقِهٖ ا □ ✦ذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ ا □ ✦لَيْـهِ وَسَمِعَ كَلَامَهٗ فَكَانَ ا □ ✦ذَا أَتَـى السَّاحِرَ مَرَّبِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ ا □ ✦لَيْهِ، فَا □ ✦ذَا أَتَـى السَّاحِرَ ضَرَبَهٗ فَشَكٰى ذٰلِكَ ا □ ✦لَى الرَّاهِبِ فَقَالَ ا □ ✦ذَا خَشِيْـتَ السَّاحِرَ فَقُلْ حَبَسَنِيْ أَهْلِيْ وَ ا □ ✦ذَا خَشِيْتَ أَهْلَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِيَ السَّاحِرُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ ا □ ✦ذْ أَتٰـى عَلٰى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ، فَقَالَ اَلْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرَ أَفْضَلُ أَمِ الـرَّاهِبُ ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ ا □ ✦نْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ ا □ ✦لَيْكَ مِـنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ، فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهٗ ، فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: أَىْ بُنَىَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّیْ ، وَقَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِ كَ مَا أَرٰى، وَأَنَّكَ سَتُبْتَلٰى، فَا □ ✦نِ ابْتُـلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ، وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِىءُ الْأَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَيُـدَاوِى الـنَّـاسَ مِـنْ سَـائِـرِ الْأَدْوَاءِ، فَسَمِعَ جَلِيْسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عُمِيَ بِهٖ ، فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ ، فَقَالَ مَا هٰهُنَا لَكَ أَجْمَعُ ا □ ✦نْ أَنْـتَ شَفَيْتَنِيْ، قَالَ ا □ ✦نِّـيْ لَا أَشْفِيْ أَحَدًا ا □ ✦نَّـمَـا يَشْـفِى اللّٰهُ تَعَالٰى، فَا □ ✦نْ أَنْـتَ آمَنْتَ بِاللّٰهِ دَعَـوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ بِاللّٰهِ فَشَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَأَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ ا □ ✦لَيْهِ كَمَاكَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَـنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ ؟ قَالَ رَبِّيْ قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ ؟ قَالَ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، فَأَخَذَهٗ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهٗ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْـغُلَامِ ، فَجِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: أَىْ بُنَىَّ قَدَ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَاتُبْرِىءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَ تَفْعَلُ وَتَفْعَلُ ؟ فَقَالَ ا □ ✦نِّيْ لَا أَشْفِيْ أَحَداً ا □ ✦نَّـمَـا يَشْـفِـى اللّٰهُ تَعَالٰى، فَأَخَذَهٗ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهٗ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَجِيْ ءَ بِالرَّاهِبِ فَـقِيْـلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ، فَأَبٰى فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرَقِ رَأْسِهٖ فَشَقَّهٗ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقِيْلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى، فَدَفَعَهٗ ا □ ✦لٰى نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ ا □ ✦لٰى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا، فَاصْعَدُوْا بِهٖ

www.askfatwa.com

الْجَبَلَ ، فَا□ ✦ذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ فَا□ ✦نْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَا□ ✦لَّا فَاطْرَحُوْهُ ، فَذَهَبُوْا بِهٖ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ ، فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا وَجَاءَ يَمْشِيْ ا□ ✦لَى الْمَلِكِ: فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَافَعَلَ أَصْحَابُكَ ؟ فَقَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَدَفَعَهُ ا□ ✦لٰى نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ اذْهَبُوْا فَاحْمِلُوْهُ فِي قُرْقُوْرٍ وَتَوَسَّطُوْا بِهِ الْبَحْرَ ، فَا□ ✦نْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَا□ ✦لَّا فَاقْذِفُوْهُ فَذَهَبُوْا بِهٖ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا وَجَاءَ يَمْشِيْ ا□ ✦لَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ ؟ فَقَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَقَالَ لِلْمَلِكِ: ا□ ✦نَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهٖ ، قَالَ مَا هُوَ ؟ قَالَ تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ وَتُصَلِّبُنِيْ عَلٰى جِذْعٍ ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِيْ ، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ، ثُمَّ ارْمِ بِهٖ ، فَا□ ✦نَّكَ ا□ ✦ذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ ، فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ وَصَلَّبَهُ عَلٰى جِذْعٍ وَأَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهٖ ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ، ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صُدْغِهٖ ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِيْ صُدْغِهٖ مَوْضِعَ السَّهْمِ فَمَاتَ فَقَالَ النَّاسُ آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ ، آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيْلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ مَاكُنْتَ تَحْذِرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذْرُكَ ، قَدْ آمَنَ النَّاسُ ، فَأَمَرَ بِالْأُخْدُوْدِ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَأَضْرَمَ فِيْهَا النِّيْرَانَ وَقَالَ مَنْ لَّمْ يَرْجِعْ عَنْ دِيْنِهٖ فَأَقْحِمُوْهُ فِيْهَا أَوْقِيْلَ لَهُ اِقْتَحِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيْهَا فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ يَا أُمَّهُ اِصْبِرِيْ فَا□ ✦نَّكِ عَلَى الْحَقِّ (مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں آپ میرے پاس کسی نوجوان کو بھیجیں تا کہ میں اس کو جادو (کا فن) سکھا دوں۔ بادشاہ نے اس کے پاس ایک نوجوان کو بھیجا تا کہ اس کو جادو سکھائے۔ (جادوگر کی طرف جاتے ہوئے) نوجوان کے رستہ میں ایک راہب رہتا تھا (جو اس وقت کے دین حق کا کامل پیروکار تھا) نوجوان اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی بات سنی تو (وہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی اور اس نے یہ معمول بنالیا کہ) جب وہ جادوگر کی طرف جاتا تو راہب کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا (یعنی اس سے دین حق سیکھتا)۔ پھر جب وہ جادوگر کے پاس پہنچتا تو جادوگر اس کو (دیر سے آنے پر) مارتا۔ نوجوان نے اس بات کی شکایت راہب سے کی تو راہب نے اس کو یہ تدبیر بتائی کہ جب تمہیں جادوگر سے مار پیٹ کا ڈر ہو تو (چونکہ دین حق سیکھنا فرض ہے لہٰذا مجبوری کی وجہ سے) کہہ دینا کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب اپنے گھر والوں سے ڈر ہو تو کہہ دینا کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ سلسلہ یونہی چلتا رہا کہ (ایک دن جب وہ نوجوان رستہ پر آیا تو وہاں) ناگہاں ایک بہت بڑا جانور سامنے تھا جس نے لوگوں کا رستہ بند کر رکھا تھا۔ اس نوجوان نے سوچا کہ آج میں جان سکوں گا کہ جادوگر (حق پر ہے اور) افضل ہے یا راہب (حق پر ہے اور افضل ہے یہ سوچ کر) اس نے ایک پتھر اٹھایا اور دعا کی کہ اے اللہ اگر آپ کو جادوگر کے معاملہ سے راہب کا معاملہ زیادہ پسند ہے تو (میرے پتھر مارنے سے) اس جانور کو قتل کر دیجئے تا کہ لوگ آ جا سکیں۔ یہ دعا کر کے اس نے وہ پتھر اس جانور کو مارا اور اس کو قتل کر دیا اور لوگ (رستہ پر) گزرنے لگے۔ نوجوان راہب کے پاس آیا اور اس کو قصہ سنایا۔ راہب نے اس کو کہا اے میرے بیٹے آج تم مجھ سے بھی بڑھ گئے ہو اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم (ایمان اور توکل کے) کس مرتبہ تک پہنچ گئے ہو اور (ایسے مرتبوں اور درجوں میں بڑی آزمائشیں آتی ہیں تو میرا گمان غالب ہے کہ) تم آزمائش میں مبتلا کئے جاؤ گے اور اگر تم کبھی آزمائش میں پڑو تو میرا نام نہ لینا (کیونکہ

www.askfatwa.com

میں اپنے آپ کو آزمائش کے قابل نہیں سمجھتا)۔

وہ نوجوان (دعا اور دم کر کے) مادرزاد اندھے کو اور برص والے کو ٹھیک کر دیتا اور دیگر تمام بیماریوں کا بھی (کامیاب) علاج کرتا۔اس بادشاہ کا ایک ہم نشین جو اندھا ہو گیا تھا اس نے نوجوان کے بارے میں سنا تو وہ بہت سے تحفے تحائف لے کر اس کے پاس آیا اور کہا اگر تم نے مجھے شفا دی تو یہ تمام چیزیں تمہاری ہیں۔نوجوان نے کہا میں تو کسی کو بھی شفا نہیں دیتا۔شفا تو محض اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔اگر اللہ پر ایمان قبول کر لو تو میں دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیں گے۔وہ شاہی ہم نشین اللہ پر ایمان لے آیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرما دی۔بینائی لوٹنے کے بعد وہ بادشاہ کی طرف آیا اور اس کی مجلس میں بیٹھا جیسا کہ وہ پہلے سے بیٹھا کرتا تھا۔بادشاہ نے اس سے پوچھا تمہاری بینائی کس نے لوٹائی۔اس نے جواب دیا میرے رب نے۔بادشاہ نے پوچھا کیا میرے علاوہ بھی تمہارا کوئی رب ہے۔اس نے جواب دیا میرا اور آپ کا رب اللہ ہے۔بادشاہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس پر تشدد کرتا رہا یہاں تک کہ مجبور ہو کر اس نے نوجوان کا نام لے دیا۔

نوجوان کو بادشاہ کے پاس لایا گیا۔بادشاہ نے اس سے کہا اے میرے بیٹے تیرا جادو تو بڑا زبردست ہو گیا ہے کہ تو مادرزاد اندھے کو اور برص والے کو ٹھیک کر دیتا ہے اور یہ، یہ (خلاف عادت) کام کر دیتا ہے۔نوجوان نے جواب دیا کہ میں کسی کو شفا نہیں دیتا۔شفا تو محض اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔بادشاہ نے اس نوجوان کو پکڑ لیا اور اس پر مسلسل تشدد کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے (مجبور ہو کر) راہب کا نام لے دیا۔

راہب کو (بادشاہ کے پاس) لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا (یعنی اپنے دین کو چھوڑ دے)۔راہب نے انکار کیا تو بادشاہ نے آری منگوائی اور آری اس کے سر پر اس کی مانگ پر رکھی اور اس کو چیر دیا یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

پھر نوجوان کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا۔نوجوان نے انکار کیا۔بادشاہ نے نوجوان اپنے چند آدمیوں کے سپرد کیا اور ان سے کہا اس کو فلاں فلاں پہاڑ تک لے جاؤ۔پھر اس کو لے کر پہاڑ پر چڑھو اور جب تم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاؤ تو (اسکو اپنے دین کو چھوڑنے کو کہنا) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے (تو اس کو چھوڑ دینا) ورنہ اس کو (پہاڑ کی چوٹی سے) دھکا دے دینا۔وہ لوگ اس نوجوان کو لے کر گئے اور پہاڑ پر چڑھے۔(چوٹی پر پہنچ کر) نوجوان نے دعا کی کہ اے اللہ جس طرح تو چاہے میری ان سے کفایت کر۔پہاڑ زور سے ہلا اور (اس کی وجہ سے) وہ سب لوگ (پہاڑ سے) گر کر ہلاک ہو گئے۔(نوجوان زندہ رہا) اور وہ پیدل چل کر بادشاہ کے پاس آیا۔بادشاہ نے اس سے پوچھا تیرے (ساتھ جو لوگ گئے تھے) ان ساتھیوں کا کیا بنا (وہ کہاں ہیں؟) نوجوان نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ان سے کفایت فرمائی۔

اب بادشاہ نے وہ نوجوان کچھ (اور) لوگوں کے سپرد کیا اور کہا اس کو لے جاؤ اور اس کو ایک بڑی کشتی میں بٹھا کر بیچ دریا میں لے جاؤ (اور اس سے اپنا دین چھوڑنے کو کہو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے (تو اس کو واپس لے آنا) ورنہ اس کو دریا میں پھینک دینا۔وہ لوگ اس کو لے کر گئے (جب کشتی میں بیٹھ گئے) تو اس نوجوان نے دعا کی کہ اے اللہ تو جس طرح چاہے میری ان سے کفایت فرما۔کشتی ان لوگوں سمیت الٹ گئی اور وہ سب تو غرق ہو گئے (اور یہ بچ گیا) اور یہ چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ان سے کفایت فرمائی۔

اس نوجوان نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا جب تک کہ تو وہی کچھ نہ کرے جو میں تجھے کہوں۔بادشاہ نے پوچھا وہ کیا۔اس نے کہا تو لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کر اور مجھے ایک درخت کے تنے پر باندھ دے، پھر میرے ترکش میں سے ایک تیر لے اور اس تیر کو کمان کے بیچ میں رکھ پھر ''نوجوان کے رب اللہ کے نام کے ساتھ'' کہہ کر تیر مار۔جب تو ایسا کرے گا تب ہی تو مجھے قتل کر سکے گا۔

www.askfatwa.com

بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کیا اور نوجوان کو ایک تنے پر باندھ دیا اور اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور وہ تیر کمان کے بیچ میں رکھا اور بسم اللہ رب الغلام (نوجوان کے رب اللہ کے نام کے ساتھ) کہا اور پھر تیر مارا۔ تیر نوجوان کی کنپٹی پر لگا۔ نوجوان نے اپنی کنپٹی پر تیر لگنے کی جگہ اپنا ہاتھ رکھا اور مر گیا۔ اس پر لوگ (بڑے متاثر ہوئے اور ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پر ایمان جاگزیں ہو گیا اور سب) بول اٹھے ہم نوجوان کے رب پر ایمان لائے، ہم نوجوان کے رب پر ایمان لائے۔ یہ خبر بادشاہ تک پہنچی اور اس کو کہا گیا کہ دیکھئے آپ جس چیز سے ڈرتے تھے وہی پیش آ گئی۔ لوگوں نے تو اللہ پر ایمان قبول کر لیا ہے۔

بادشاہ نے گلیوں کے سرے پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا جو کھودی گئیں اور ان میں آگ بھڑکائی اور حکم دیا کہ جو کوئی اپنے دین (یعنی اللہ پر ایمان) سے نہ پھرے اس کو خندقوں میں پھینک دو۔ بادشاہ کے لوگوں نے ایسا ہی کیا (اور لوگوں کو آگ میں ڈالنے لگے) یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کا ایک (شیر خوار) بچہ تھا۔ آگ میں گرنے کے خوف سے عورت کچھ پیچھے کو ہٹی تو بچے نے کہا اے اماں صبر کیجئے (اور آگ میں کود پڑیئے) بلاشبہ آپ حق پر ہیں۔

اسلام کی وجہ سے ایک کے دوسرے پر حقوق

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ ا □ ✦ذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ ا □ ✦ذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ ا □ ✦ذَا دَعَا وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ ا □ ✦ذَا لَقِيَهُ وَ يُشَمِّتُهُ ا □ ✦ذَا عَطَسَ وَ يَنْصَحُ لَهُ ا □ ✦ذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق واجب ہیں۔ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے، اگر (مدد کے لئے یا کھانے پر) بلائے تو اس کے یہاں جائے (اور جو مدد ہو سکے اس سے دریغ نہ کرے اور کھانے پر بلایا ہو تو کھانا خواہ ہلکا ہو خوشدلی سے قبول کرے) جب اس سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے اور جب اس کو چھینک آئے (اور الحمد للہ کہے) تو جواب میں یرحمک اللہ کہے اور وہ حاضر ہو یا غائب ہر حال میں اس کی خیر خواہی کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان (کی شان تو یہ ہے کہ دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو مصیبت میں ڈالتا ہے اور جو مسلمان اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی میں مشغول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتے ہیں اور جو کسی مسلمان کی کوئی سی ایک مشکل آسان کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کی شدید مشکلات میں سے اس کی ایک بڑی مشکل آسان فرما دیں گے اور جو شخص کسی مسلمان (کے کسی عیب) کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن (اس کے گناہوں پر) اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ أَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِكَ نَصْرُكَ ا □ ✦يَّاهُ (بخاری و مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے (مسلمان) بھائی کی (ہر حال میں) مدد کیا کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو میں اس کی مدد کرتا ہوں، ظالم ہونے کی صورت میں اس کی مدد کیسے کروں۔آپ نے فرمایا(اس طرح کہ) تم اس کو ظلم کرنے سے رکو کیونکہ (ظالم کو ظلم سے روک دینا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے غصہ اور انجام بد سے بچالینا بس) یہی اس کی مدد کرنا ہے۔

اسلام کا کفر کے طریقوں سے امتیاز

1۔لباس میں مخالفت

عَنْ أَبِیْ أُمَامَۃَ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ا □ ✦نَّ أَھْلَ الْکِتَابِ یَتَسَرْوَلُوْنَ وَلا یَاتَزِرُوْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ تَسَرْوَلُوْا وَاْتَزِرُوْا وَخَالِفُوْا أَھْلَ الْکِتَابِ (احمد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے پوچھا یا رسول اللہ اہل کتاب پاجامہ پہنتے ہیں اور ازار یعنی تہبند نہیں باندھتے (ہم کیا کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پاجامہ بھی پہنا کرو اور تہبند بھی باندھا کرو (یعنی کبھی یہ کبھی یہ تاکہ لباس کے معاملہ میں اہل کتاب کی مشابہت نہ ہوجائے) اور (چونکہ انکے ساتھ عدم مشابہت مطلوب ہے لہٰذا اس طرح بھی) اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

2۔ظاہری شکل وصورت میں:

ا. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ خَالِفُوْا الْمُشْرِکِیْنَ أَوْفِرُوا الُّلحٰی وَاحْفُوْا الشَّوَارِبَ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اپنی وضع قطع میں) مشرکین کی مخالفت کرو (اور اس کی ایک صورت یہ ہے کہ) تم داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ اپنی مونچھیں بہت باریک کرلیتے تھے)

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ا□ ✦نَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی لایَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْھُمْ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود ونصاریٰ (اپنی داڑھی کے) بالوں کو نہیں رنگتے (بلکہ سفید چھوڑتے ہیں) تو تم انکی مخالفت کرو (اور اپنی ہیئت ان سے جدا رکھو اور اپنے بالوں کو سفید نہ چھوڑو بلکہ سیاہ رنگ کو چھوڑ کر باقی کسی رنگ سے رنگ لیا کرو)۔

فائدہ: اب چونکہ یہود ونصاریٰ وغیرہ عام طور سے داڑھی نہیں رکھتے لہٰذا داڑھی رنگنے کی تاکید تو نہیں رہی البتہ داڑھی رکھنے اور پوری ایک مشت رکھنے کا مستقل حکم ہونے کے باوجود خود یہ اس میں یہود ونصاریٰ اور دیگر مشرکوں کے ساتھ مخالفت کے طور پر بھی مطلوب ہے۔

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ فَحَدَّثَتْنِیَ الْمُغِیْرَۃُ قَالَتْ وَأَنْتَ یَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَکَ قَرْنَانِ أَوْ قُصْبَتَانِ فَمَسَحَ رَاْسَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَقَالَ اِحْلِقُوْا ھٰذَیْنِ أَوْ قُصُّوْھُمَا فِا□ ★نَّ ھٰذَا زِیُّ الْیَھُوْدِ. (ابو داؤد)

حجاج بن حسان کہتے ہیں ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو میری ہمشیرہ مغیرہ نے مجھے بتایا کہ تم اس وقت بچے تھے۔اور

www.askfatwa.com

تمہارے سر پر بالوں کی دولٹیں تھیں یا دو گچھے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی اور فرمایا یا تو ان دونوں گچھوں کو مونڈ دو یا انکو کٹوا دو کیونکہ یہ طریقہ تو یہود کا ہے (اور تمہیں انکے ساتھ مشابہت سے بچنا ہے)۔

3۔سلام میں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَقُوْلُ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِکَ عَيْنًا وَاَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الا □ ✦ سْلامُ نُهِيْنَا عَنْ ذٰلِکَ. (ابو داؤد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہم سلام کے موقع پر یوں کہا کرتے تھے کہ اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور صبح بخیر (Good Morning)۔ جب اسلام کا دور آیا تو ہمیں اس طرح سلام کرنے سے روک دیا گیا (اور اس کے بجائے السلام علیکم کے الفاظ سکھائے گئے)۔

4۔نکاح کے موقع پر مبارکبادی اور دعائیہ کلمات:

عَنْ عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ ا □ ✦ نَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بَنِيْ جُشَمٍ فَقَالُوْا بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ فَقَالُوْا لاتَقُوْلُوْا هٰكَذَا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمْ وَبَارِکْ عَلَيْهِمْ. (نسائی)

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے قبیلہ بنی جشم کی ایک عورت سے نکاح کیا تو لوگوں نے (انکو مبارکبادی دینے کیلئے وہی الفاظ کہے جو اس موقع پر زمانہ جاہلیت میں کہے جاتے تھے یعنی نکاح مبارک ہو اور) باہم انس ومحبت اور نرینہ اولاد نصیب ہو۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس طرح مت کہو بلکہ اسی طرح کہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی) اے اللہ انکے نکاح میں برکت دے اور خود انکے اوپر بھی برکت نازل فرما۔

5۔تہوار:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالَ كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمُ الْأَضْحٰى وَيَوْمُ الْفِطْرِ. (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والوں کے یہاں (سال میں) دو دن مقرر تھے جن میں وہ (خوشی منایا کرتے تھے اور) کھیل کود کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا ہم ان میں زمانہ جاہلیت سے (خوشی مناتے اور) کھیل کود کرتے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اب اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کے بدلہ میں تمہیں ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں ایک عیدالاضحیٰ اور ایک عیدالفطر (کہ ان میں خوشی منانا بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت کے ساتھ ساتھ، کیونکہ ہم تو اللہ کے بندے ہیں اور بندوں کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ اپنی خوشی منانے اور اپنے کھیل کود میں ایسے مشغول رہیں کہ اپنے مالک سے بالکل غافل ہی ہوجائیں)۔

6۔اپنے کافر آباء واجداد یا وطن پر فخر کرنا:

ا. عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِآبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا ا □ ✦ نَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ أَوْ

www.askfatwa.com

لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِیْ يدَهْدِهُ الْخرَاءَ بِانْفِهٖ ا □ ✦ نَّ اللّٰـهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنكُمْ عُبيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ ا□ ✦ نَّمَا هُوَ مُؤمِنٌ تَقِیٌّ أَوْ فَاجِرٌ شَقِیٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْآدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ. (ترمذی و ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو لوگ اپنے ان باپ دادوں پر فخر کرتے ہیں جو مر چکے ہیں (اور اپنے کفر کی وجہ سے) وہ محض جہنم کا کوئلہ بن چکے ہیں وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گوبریلے (یعنی اس کیڑے) سے زیادہ ذلیل ہوجائیں گے جو اپنی ناک سے پاخانہ کی گولی بنا کر اس کو دھکیلتا ہے۔اب اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے فخر وغرور اور جاہلیت کے باپ دادوں پر فخر کرنے کو دور کردیا ہے۔اب تو صرف (ایک ہی تقسیم ہے اور وہ یہ کہ) یا تو متقی مومن (اور اللہ کا فرمانبردار) ہے یا بدبخت فاجر (یعنی اللہ کا نافرمان) ہے۔(اور فخر کرنے کی تو کوئی وجہ ہی نہیں کیونکہ) سب لوگ ایک آدم کی اولاد ہیں اور انکی حقیقت یہ تھی کہ وہ مٹی سے بنائے گئے تھے۔

عَنْ أَبِیْ عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلَیً مِنْ أَهْلِ فَارِسَ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُحُداً فَضَرَبْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْهَا مِنِّیْ وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِیُّ فَالْتَفَتَ ا□ ✦ لَیَّ فَقَالَ هَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّیْ وَأَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِیُّ.(ابو داؤد)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فارسی (یعنی ایرانی) غلام تھے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ احد میں شریک ہوا۔میں نے ایک مشرک شخص کے تلوار ماری اور کہا میں فارسی جوان ہوں، وار مجھ سے لیتا جا۔اس پر رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ میں انصاری جوان ہوں یہ وار مجھ سے لیتا جا (کیونکہ یہ خالص اسلام کی طرف نسبت ہے)۔

اسلامی احکام آدمی کی ظاہری حالت پر نافذ ہوں گے اور دل کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہوگا

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ ن الْخُدْرِیِّ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِسْتَاذَنَ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ قَتْلِ رَجُلٍ فَقَالَ لاَ لَعَلَّهُ أَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّیْ فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِیْ قَلْبِهٖ فَقَالَ ا□ ✦ نِّیْ لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلاَ أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک شخص (کی کسی غیر اسلامی حرکت پر اس) کو قتل کرنے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔آپ نے فرمایا نہیں (اسکو قتل مت کرو) ہوسکتا ہے کہ وہ نماز پڑھتا ہو (جو اس کے مسلمان ہونے کی علامت ہو) خالد بن ولید نے کہا کتنے ہی نمازیں پڑھنے والے ہیں جو اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں (یعنی انکا نماز پڑھنا اور لوگوں کے سامنے باتیں بنانا سب دکھلاوا ہوتا ہے ان کے دل میں ایمان و اسلام نہیں ہوتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اسکا حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں اور ان کے سینوں کو کھول کر دیکھوں (کہ انکے دلوں اور سینوں میں ایمان ہے یا نہیں ہے)۔

ا□ ✦ نَّ عَبْدَ اللّٰـهِ بْنَ عُتْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ ا□ ✦ نَّ أُنَاساً كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْیِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَا□ ✦ نَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ وَا□ ✦ نَّمَا نَاخُذُكُمُ الْا نَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ ا□ ✦ لَيْنَا مِنْ سَرِيْرَتِهٖ شَیْءٌ اَللّٰهُ مُحَاسِبُهُ فِیْ سَرِيْرَتِهٖ وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوْءً لَمْ نَامَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَا□ ✦ نْ قَالَ ا□ ✦ نَّ سَرِيْرَتَهٗ حَسَنٌ. (بخاری)

www.askfatwa.com

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کی گرفت وحی سے ہوا کرتی تھی (کہ وحی کے ذریعہ بتا دیا جاتا تھا کہ فلاں فلاں شخص حقیقی منافق ہے) اور اب وحی منقطع ہوگئی ہے۔اس لیے اب ہم تمہارے ظاہری اعمال پر گرفت کریں گے تو جو شخص ہمارے سامنے (اسلام کے مطابق) اچھے اعمال کرے گا اسکو ہم امن دیں گے اور اسکی عزت بھی کریں گے اور اسکے قلبی حالات سے ہمیں کوئی بحث نہ ہوگی انکا حساب لینے والا اللہ ہے۔اور جو شخص ہمارے سامنے (خلاف اسلام اور) برے اعمال کرے گا اسکو ہم امن نہیں دیں گے اور (ہرگز) اسکی تصدیق نہیں کریں گے۔اگرچہ وہ یہ کہتا رہے کہ میرا باطن بہت اچھا ہے (اور اسلام پر ہے)۔

اسلام قبول کرتے وقت بعض اعمال نہ کرنے کی شرط کرنا۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِیْ الْعَاصِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِیْفٍ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ أَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِتَكُوْنَ أَرَقَّ لِقُلُوْبِهِمْ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ أَنْ لَّايُحْشَرُوْا وَلَايُعَشَّرُوْا وَلَا يُجَبُّوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ لَكُمْ أَنْ لَّاتُحْشَرُوْا وَلَا تُعَشَّرُوْا وَلَاخَيْرَ فِیْ دِيْنٍ لَيْسَ فِيْهِ رُكُوْعٌ.(ابو داؤد)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنوثقیف کا وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا تا کہ یہ انکے دلوں پر اور زیادہ اثر انداز ہو۔انہوں نے اسلام لانے کیلئے یہ شرط لگائی کہ ان کو نہ تو کبھی جہاد کیلئے (بلایا اور اکٹھا کیا جائے گا نہ ان سے (زکوٰۃ) وعشر لیا جائے گا اور نہ ان پر نماز پڑھنے کیلئے زور دیا جائے گا۔(چونکہ جہاد ہمیشہ فرض نہیں ہوتا اور زکوٰۃ وعشر بھی نصاب کی موجودگی اور سال گزرنے پر موقوف ہوتا ہے۔نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا اور ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا بھی کہ آئندہ چل کر وہ اپنے شوق سے صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے اس لیے) آپ نے فرمایا تمہارے لیے یہ تو ہوسکتا ہے کہ تم کو نہ جہاد کے لیے بلایا جائے اور نہ ہی تم سے (زکوٰۃ و) عشر لیا جائے (رہی نماز تو اسکی معافی نہیں ہوسکتی کیونکہ) جس دین میں نماز نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔(کیونکہ وہ دین کیا ہوا جس میں آدمی اپنے معبود کے آگے تعظیم کے طور پر تواضع اختیار کرنے اور جھکنے پر بھی تیار نہ ہو)۔

احسان

عام یقین اور عقیدہ اس درجہ کو کہتے ہیں جس میں آدمی واقع کے مطابق کسی چیز کو صرف مان لیتا ہے۔لیکن اگر یہی عقیدہ اس کا غلبہ حال بن جائے اور ہر وقت اس کے دل و دماغ میں متحضر رہنے لگے تو پھر اس کے دو درجے ہیں۔اگر اس کے ساتھ کچھ اور باتوں کی طرف بھی توجہ ہو تو یہ عین الیقین کا درجہ کہلاتا ہے اور اگر اس کے ساتھ کسی بھی اور بات کی طرف توجہ نہ ہو تو یہ حق الیقین کا درجہ کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے احکام پر سب ہی مسلمان یقین رکھتے ہیں لیکن وہ سرسری درجہ کا ہوتا ہے وہ ان کا غلبہ حال نہیں بن جاتا۔صرف دل سے اس بات کو مان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق ومعبود نہیں ہے اور وہ تمام صفات کمالیہ سے متصف ہے۔یہ عام یقین کا درجہ ہے۔اگر یہ عام درجہ کسی طریقے سے ترقی پا کر کسی کا غلبہ حال بن جائے اور آدمی کی توجہ ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی طرف اور اس کی مرضیات کی طرف رہنے لگے اور ایسا ہو جائے گویا کہ اس کو صرف اسی کا مشاہدہ ہو رہا ہے تو یہ حق الیقین کا درجہ ہے۔اسی کیفیت کو حدیث میں احسان کہا گیا ہے اور صوفیاء کی اصطلاح میں نسبت کہا جاتا ہے۔چونکہ یہ اخلاق ذمیمہ سے خلاصی کا قوی ذریعہ بھی ہے اس لئے اس کو مجازاً

www.askfatwa.com

تزکیہ بھی کہہ دیا جاتا ہے۔اسی تزکیہ واحسان کوتصوف بھی کہا جاتا ہے۔

تنبیہ: شریعت نام ہے تمام احکام تکلیفیہ کا۔اس میں اعمال ظاہری اوراعمال باطنی سب آ گئے۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسی مجموعہ کوفقہ کہتے ہیں اورفقہ کی یوں تعریف کرتے ہیں **معرفۃ النفس مالھا و ما علیھا** (آدمی کا اپنے نفع ونقصان کی تمام باتوں کو جاننا) بعد کے لوگوں میں اعمال ظاہری سے متعلق علم کوفقہ کہا جانے لگا۔اعمال باطنی سے متعلق علم کوتصوف کہا جانے لگا۔اعمال باطنہ کے طریقوں کوطریقت کہتے ہیں۔غرض طریقت بھی درحقیقت شریعت ہی کا حصہ ہے۔

اعلیٰ درجہ کے یقین یعنی احسان ونسبت سے متعدد اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں مثلاً توبہ، زہد،صبر،شکر، رجاء،خوف،توکل، رضا،فقراور محبت وغیرہ۔حق تعالیٰ کے ساتھ محبت اورتعلق کا غلبہ ہوتا ہے تو آدمی کی انانیت اورخودی مضمحل ہونے لگتی ہےاورسب اخلاق ذمیمہ جوکہ انانیت اورخودی سے پیدا ہوتے ہیں زائل ہوجاتے ہیں۔

توجہ الیٰ اللہ اوریقین واحسان کی تحصیل کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہےاوراس سے حاصل ہونے والے فوائد(i- تزکیہ یعنی اخلاق رزیلہ سے پاک ہونے اور ii- تحلیہ یعنی اخلاق حسنہ سے مزین ہونے) کا بھی حکم ہےاوران کے بہت درجے ہیں۔ادنی درجہ کی تحصیل فرض ہےاور اعلیٰ درجہ کی تحصیل مندوب ومستحب ہے۔

ماموربہ ومطلوب ہونے کے دلائل

1- وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ ا✦ لَيْهِ تَبْتِيْلاً (سورہ مزمل)

اوراپنے رب کا نام لیتے رہواورسب سے یکسو ہوکراسی کی طرف متوجہ رہو۔

3- وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (سورہ بقرہ)

اورجو ایمان والے ہیں ان کوسب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوتی ہے۔

4- ا✦ نَّمَا الْمُوْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ ا✦ ذَا ذُكِرَاللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَا✦ ذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ ايَاتُهُ زَادَتْهُمْ ا✦ يْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (سورہ انفال)

سچے ایمان والےبس وہی لوگ ہیں جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دلوں میں خوف کی کیفیت پیدا ہو اورجب ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کی جائے تو ان کے نورایمان میں زیادتی ہواوراپنے پروردگار پروہ بھروسہ رکھتے ہوں۔

احسان ونسبت کی تحصیل کا طریقہ

اعمال خیر مثلاً نماز، روزہ، ذکر، تلاوت وغیرہ یقین پیدا کرنے کے ذرائع ہیں البتہ جب ان کے ساتھ تین باتوں یعنی اخلاص، خضوع وخشوع اورکثرت(اعمال) پرخوب محنت کی جائے تو یقین کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے۔

یقین کو بڑھانے میں نیک صحبت کو بھی خاص دخل ہےجس کے یہ دلائل ہیں۔

1- عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأُسَيْدِيِّ قَالَ لَقِيَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْىَ عَيْنٍ فَا✦ ذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَ الْأَوْلَادَ والضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْراً قَالَ أَبُوْبَكْرٍ فَوَاللّٰهِ ا✦ نَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُوْبَكْرٍ

www.askfatwa.com

حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَمَا ذَاکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَکُوْنُ عِنْدَکَ تُذَکِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّۃِ کَاَنَّا رَأْیَ عَیْنٍ فَا□ ✦ذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِکَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَ الضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْتَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ وَفِی الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَفِیْ طُرُقِکُمْ وَلٰکِنْ یَا حَنْظَلَۃُ سَاعَۃً وَ سَاعَۃً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (مسلم)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں گھر سے نکلا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا حنظلہ کیا حال ہے۔ میں نے کہا حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ کہنے لگے سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا جب ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں آپ ہم سے جنت ودوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو دونوں چیزیں گویا ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں۔ لیکن جب ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے نکلتے ہیں اور بیوی بچوں اور زمینوں (یعنی کام دھندے) میں لگ جاتے ہیں تو بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ (حضرت) ابوبکر نے (یہ سن کر) کہا کہ خدا کی قسم ہمیں بھی اس جیسی حالت سے سابقہ پیش آتا ہے۔ تو میں اور (حضرت) ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا بات ہے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں۔ آپ ہم سے جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو دونوں چیزیں گویا ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں پھر جب ہم آپ کی مجلس سے نکلتے ہیں تو بیوی بچوں اور کام دھندے میں لگ جاتے ہیں تو بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ہر وقت اس حال پر ہو جس پر میرے پاس ہوتے ہو اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں پر اور تمہارے رستوں میں مصافحہ کیا کریں۔ لیکن اے حنظلہ گاہے گاہے (یعنی آدمی ہمیشہ ایک ہی حالت پر نہیں رہتا حضوری کی کیفیت کبھی کبھی اور قوی صحبت میں حاصل ہوتی ہے) یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ ا□ ✦ذَا رُأُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (احمد)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آجائے (جب محض زیارت اور دیدار کا یہ اثر ہے تو ان کی صحبت میں کچھ دیر رہنے کا تو اور زیادہ اثر ہوگا)۔

چونکہ نبی ﷺ کی صحبت کا اثر انتہائی قوی تھا اس لئے ایمان کی حالت میں آپ کی زیارت ہی مرتبہ احسان تک پہنچانے کے لئے بالکل کافی تھی۔ آپ کی وفات سے آپ کی صحبت کا وہ قوی اثر جاتا رہا۔

عَنْ أَنَسٍ ...... وَمَا نَفَضْنَا أَیْدِیَنَا عَنِ التُّرَابِ وَ ا□ ✦نَّا لَفِیْ دَفْنِہٖ حَتّٰی أَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں......اور ہم نے (رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد قبر پر مٹی ڈال کر) مٹی سے اپنے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں (کی نورانیت) میں فرق پایا (یعنی ہمارے قلوب میں صفائی اور نورانیت کا وہ عظیم درجہ نہ رہا جو نبی ﷺ کی موجودگی میں محسوس ہوتا تھا)۔

پھر جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا اور خیر القرون کا دور بھی ختم ہوا اور صحبت کی تاثیر پہلے کے مقابلہ میں کمزور پڑتی گئی تو میسر صحبت کے ساتھ ساتھ ذکر کی کثرت پر زیادہ زور دیا جانے لگا اور اس میں کچھ قیودات بھی بڑھا دی گئیں۔ اس بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے۔

www.askfatwa.com

''ایک زمانہ میں صوم وصلوٰۃ وقرآن اوراحادیث میں مذکوراوراد یقین ونسبت کی تحصیل کے لئے کافی تھے۔بعد کے دور کی قیودات اگر چہ فی نفسہ جائز تھیں لیکن ان کی ضرورت نہ تھی۔خیرالقرون کے بعد جب طبیعتوں کا رنگ بدلا اور صرف مذکورہ اوراد سے مقصود کی تحصیل میں دشواری ہونے لگی توان اورادمیں کچھ قیودات بڑھا دی گئیں اوراذ کارمیں کمی وبیشی کی گئی''۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیرمن النوم کوکافی سمجھا جاتا ہے۔آپ کے دور کے بعد طبیعتوں میں کچھ فرق پڑا اور پھر فجر کا وقت بھی غفلت کا ہوتا ہے تو خیرالقرون ہی میں ضرورت سمجھی گئی کہ فجر کی اذان اور نماز کے درمیان ایک مرتبہ مختصر لفظ میں نماز کا اعلان کردیا جائے تاکہ لوگ متنبہ ہوکرفوراً مسجد میں آجائیں۔

ذکر میں بعد کے دور میں جو قیودات بڑھائی گئیں ان کو بدعت کہنا درست نہیں کیونکہ بدعت دین کے اندر بنائے گئے اس کام کو کہتے ہیں جس کے جواز کی کوئی دلیل موجود نہ ہو جب کہ یہ قیودات فی نفسہ ناجائز ہی نہیں۔ان کے جواز کی کوئی نہ کوئی دلیل دین میں موجود ہے مثلاً:

صوفیہ کے ہاں بارہ تسبیح کا ذکر مشہور ہے۔پہلے دوتسبیحیں لا ا□ ٥ الا اللـہ کی پھر چارتسبیحیں الا اللّٰـہ کی پھر چھ تسبیحیں اللہ،اللہ کی آخر میں ایک تسبیح صرف اللہ کی۔

ا□ ۱اللہ (سوائے اللہ کے) کہنا بھی جائز ہے جب کہ دل میں مستثنیٰ منہ موجود ہو یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے ارشادفرمایا حرم کی گھاس نہ کاٹی جائے۔اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:ا□ ✦ لَّا الا□ ✦ ذُخَـرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (سوائے اذخرگھاس کے)۔رسول اللہ ﷺ نے بھی جواب میں فرمایا ا□ ✦ لَّا الا□ ✦ ذُخَـرِ یعنی (اچھا) سوائے اذخر کے۔(حضرت عباس نے بھی اوررسول اللہ ﷺ نے بھی صرف مستثنیٰ کا ذکر کیا مستثنیٰ منہ کو ذکر نہیں کیا بلکہ اس کا استحضار صرف دل میں تھا)۔

اسی طرح اللہ، اللہ کہنا بھی جائز ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللّٰهُ الله (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ (ایسا وقت نہ آجائے کہ) زمین میں اللہ اللہ بالکل نہ کہا جائے)

شطحیات

بعض صوفیہ سے غلبہ حال اور بے اختیاری کی کیفیت میں ایسے کلمات صادر ہوجاتے ہیں جوشریعت کے ظاہری قواعد کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایسے کلمات شطح کہلاتے ہیں۔ایسی حالت میں یہ کہنے والا معذور ہوتا ہے۔جس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ ایک آدمی سفر میں جارہا ہواوراس کی اونٹنی پراس کا سارا سامان کھانے پینے کا ہے اورایسے جنگل میں جو بڑا خطرناک اور ہلاکت کا محل ہے تھوڑی دیرکو لیٹا۔ ذرا آنکھ لگی اور جب آنکھ کھلی تو اس کی اونٹنی کہیں بھاگ چکی تھی۔وہ ڈھونڈتا رہا اور جب گرمی اور پیاس کی شدت بڑھ گئی تو وہ اس نیت سے اسی جگہ آکر لیٹ گیا کہ مرجاؤں گا اور بازو پرسر رکھ کر لیٹ گیا۔آنکھ لگ گئی۔تھوڑی دیر میں آنکھ کھلی تو اس کی اونٹنی پاس کھڑی تھی۔اس پر سارا سامان کھانے پینے کا موجود تھا۔اس وقت میں اس کی خوشی کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا اورخوشی میں (بے اختیار ہوکر) کہنے لگا اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ خوشی کی شدت میں چوک گیا (اورغلبہ حال میں بے اختیار ایسا کلمہ کہہ بیٹھا جو بظاہر کفر کا ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ مغلوب الحال کی غلطی معاف ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اس غلطی کو نقل کر کے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔
کبھی وہ حق تعالیٰ کی بات نقل کر رہے ہوتے ہیں جب کہ دوسرے لوگ پوری بات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اپنی بات کہہ رہے ہیں۔ مثلاً ایک بزرگ خواجہ احمد جام تھے۔ ایک عورت اپنے نابینا بچے کو ان کے پاس لائی اور کہا کہ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیجئے۔ (شاید کہ اس کی برکت سے بچے کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں) اس وقت ان پر شان عبدیت غالب تھی اس لئے انکار فرمایا اور اس کے اصرار کرنے پر اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہہ کر چل دیئے کہ یہ کام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ یہ الہام ہوا تم کون، عیسیٰ کون اور موسیٰ کون؟ لوٹ کر ہاتھ پھیرو۔ نہ تم اچھا کر سکتے ہو نہ عیسیٰ۔ اچھا تو ہم کرتے ہیں۔ وہ یہ سن کر لوٹے اور اللہ تعالیٰ کی بات کہ ہم کرتے ہیں، ہم کرتے ہیں کہتے جاتے تھے اور بچے کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ نے بچے کی آنکھیں ٹھیک کر دیں۔
منصور حلاج کا قول انا الحق (میں ہی حق ہوں) بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے قول کی نقل تھی خود اپنے بارے میں نہیں تھا۔

www.askfatwa.com

باب: 10

نفاق

اعتقادی نفاق اور عملی نفاق:

منافق حقیقت میں وہ شخص ہوتا ہے جو دل سے تو مسلمان نہ ہو لیکن اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتا ہو اس شخص میں حقیقی اور اعتقادی نفاق ہوتا ہے۔ چونکہ اسکا حاصل یہ ہے کہ باطن میں کچھ اور ہو اور ظاہر میں کچھ اور ہو اس لیے جب کوئی شخص دل سے تو مسلمان ہو لیکن اسکے ظاہر کے اعمال اسلام کے خلاف ہوں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس شخص میں اگر چہ اعتقادی نفاق تو نہیں البتہ عملی نفاق موجود ہے اور حدیثوں میں ایسے شخص کو جہاں کہیں منافق کہا گیا ہے تو اس سے اسکا منافق عملی ہونا مراد ہے اور اسی شخص کو فاسق وفاجر بھی کہا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَابَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هٰذِهِ الْآيَةِ قَاتِلُوْا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ا □ ✦ لَّا ثَلَاثَةٌ وَلَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ا □ ✦ لَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ ا □ ✦ نَّكُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ تُخْبِرُوْنَّا مَا لَا نَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَنْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ أَعْلَاقَنَا قَالَ أُولٰئِكَ الْفُسَّاقُ أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ ا □ ✦ لَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهٗ. (بخاری)

زید بن وہب کہتے ہیں ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اس وقت اس آیت قَاتِلُوْا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ (کفر کے سرداروں سے جنگ کرو) کے مصداق (کفر کے سرداروں) میں سے سوائے تین اشخاص کے اور کوئی زندہ نہیں رہا اور (حقیقی اور اعتقادی نفاق والے) منافقین میں سے بھی (جو مدنی دور کے اوائل میں کافی تعداد میں تھے) چار آدمیوں کے سوا اور کوئی نہیں بچا۔ اس پر ایک بدو بولا آپ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب ہیں ہم سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو ہم نہیں جانتے۔ (لیکن یہاں آپ کی اس بات پر مجھے ایک اشکال ہے اور وہ یہ کہ) اگر منافقین میں سے صرف چار اشخاص ہی باقی بچے ہیں) تو یہ لوگ کون ہیں جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے ہیں اور ہمارے قیمتی مال چرا لیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ تو فاسق لوگ ہیں (کیونکہ یہ دل سے تو مسلمان ہیں۔ اور جو دل سے ہی مسلمان نہیں تو) بلاشبہ ان منافقوں میں سے صرف چار آدمی ہی بچے ہیں۔ ان میں سے ایک تو اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ اگر ٹھنڈا پانی پئے تو اسکو ٹھنڈک کا احساس بھی نہ ہو۔

نفاق عملی کی چند مثالیں:

1۔ جہاد کا ارادہ بھی نہ کرنا:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنْ نِّفَاقٍ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مر گیا اور اس نے (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) نہ کبھی جہاد کیا اور نہ

www.askfatwa.com

اپنے دل میں اسکا خیال کیا تو وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا۔

2۔ بد زبانی اور گفتگو میں بے باکی:

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الا □ ✦ يْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ. (ترمذی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء (یعنی وہ وصف جو آدمی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے اور برے کاموں سے روکے) اور گفتگو میں جھجک (جو خدا خوفی کی وجہ سے اور حیاء کی وجہ سے ہو) یہ ایمان کے دوشعبے میں جبکہ بدزبانی اور گفتگو میں بے باکی کہ شرعی حدود و قیود کا خیال نہ رکھے اور تڑاخ تڑاخ بولے جائے) یہ دونوں نفاق کے شعبے ہیں۔

3۔ درشت مزاجی اور بخل:

عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ .... وَأَنَّ الْبَذَاءَ وَالْجَفَاءَ وَالشُّحَّ مِنَ النِّفَاقِ وَهُنَّ مِمَّا يَزِدْنَ فِيْ الْدُنْيَا وَيَنْقُصْنَ فِيْ الْآخِرَةِ وَمَا يَنْقُصْنَ فِيْ الْآخِرَةِ أَكْثَرُ. (احمد)

حضرت عون بن عبداللہ ایک صحابی کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..........اور بدزبانی اور درشت مزاجی اور بخل نفاق کی باتیں ہیں اور یہ باتیں (بعض اوقات) دنیا کو بڑھاتی بھی ہیں اور آخرت میں نقصان کرتی ہیں اور انکا آخرت کا نقصان دنیا کے فائدہ سے زیادہ ہے۔

4۔ بلاوجہ خلع لینا:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ. (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہروں (کے ظلم وزیادتی کے بغیران) سے علیحدگی اختیار کرنے والیاں اوران سے خلع کرنے والیاں ہی منافق عورتیں ہیں۔

5۔ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، خیانت کرنا، غصہ میں بے قابو ہو جانا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا ا □ ✦ ذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَا □ ✦ ذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَا □ ✦ ذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَا □ ✦ ذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں۔ جس شخص میں یہ چاروں خصلتیں ہوں وہ تو پورا منافق (عملی) ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو (سمجھ لو کہ) اس میں نفاق (عملی) کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسکو چھوڑ دے۔ (وہ چار خصلتیں یہ ہیں) جب اسکے پاس کوئی چیز امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو توڑ ڈالے اور جب جھگڑا کرے تو بے قابو ہو جائے (اور گالم گلوچ اور مار پیٹ پر اتر آئے)

6۔ قرآن پاک میں بے دلیل جھگڑے نکالنا:

عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَايَهْدِمُ الْا □ ✦ سْلَامَ قَالَ قُلْتُ لَا، قَالَ يَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ

www.askfatwa.com

الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ. (دارمی)

حضرت زیاد بن حدیر کہتے ہیں مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا جانتے ہو اسلام کو ڈھا دینے والی چیزیں کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں (میں نہیں جانتا) فرمایا ایک تو عالم کی لغزش (جس سے بدعت کا ظہور اور ترویج ہو اور دلائل واضح ہو جانے کے بعد بھی وہ اپنی غلطی کو نہ چھوڑے اور)، دوسرے منافق کا کتاب اللہ میں بے بات جھگڑے نکالنا (مثلاً کتاب الٰہی کی ایک بات طے شدہ چلی آرہی ہے اب اپنی بے عقلی سے اس میں مخالف احتمال نکالنا اور لوگوں میں اسکی نشر و اشاعت کرنا) اور گمراہ حاکموں کے (مخالف دین) فیصلے۔

7۔نماز کی ادائیگی میں سستی کرنا:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَایَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلاً. (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نماز تو منافق کی نماز ہے کہ (نماز کی ادائیگی میں سستی کرے اور یہ سوچ کر کہ ابھی تو وقت باقی ہے نماز کو ٹالتا رہے اور جب نماز کا بالکل آخری وقت ہو جائے اس وقت جلدی سے اور بے دلی سے فرض کو سر سے اتارے مثلاً عصر کی نماز کیلئے) بیٹھا سورج کو دیکھتا رہے (اور اپنے آپ کو تسلی دے کر کہ ابھی تو وقت باقی ہے اپنی دلچسپیوں میں مشغول رہے) یہاں تک کہ جب سورج زرد پڑ جائے اور وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آ جائے (یعنی سورج پرستوں کی عبادت کا وقت ہو جائے اور عصر کی نماز کے وقت میں کراہت آ جائے) تو اب اٹھے اور (جلدی جلدی) چار ٹھونگیں مارلے کہ اللہ کی یاد (جو نماز کا اصل مقصد ہے) بس یونہی تھوڑی سی کرے۔

8۔نماز کو مسجد میں باجماعت ادا نہ کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْ رَأَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاۃِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُہٗ أَوْ مَرِیْضٌ اِنْ کَانَ الْمَرِیْضُ لَیَمْشِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ حَتّٰی یَاتِیَ الصَّلٰوۃَ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْھُدٰی وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی الصَّلٰوۃَ فِیْ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُؤَذَّنُ فِیْہِ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے لوگوں کو دیکھا ہے کہ (مسجد میں باجماعت) نماز سے صرف دو ہی شخص پیچھے رہتے تھے یا تو کھلا ہوا منافق یا مریض اور مریض بھی اگر دو آدمیوں کے سہارے سے چل سکتا تھا (تو وہ بھی پیچھے نہ رہتا اور سہارے سے چلتا) یہاں تک کہ نماز میں آکر شامل ہو جاتا۔ نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ہدایت کے طریقوں ہی میں سے اس مسجد میں نماز کی (باجماعت) ادائیگی بھی ہے جس میں (پنجوقتہ) اذان کہی جاتی ہو۔

9۔دین کا علم حاصل نہ کرنا اور دین کی رو سے اچھے طور طریقے اختیار نہ کرنا:

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَایَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَفِقْہٌ فِیْ الدِّیْنِ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو باتیں کسی منافق میں یکجا جمع نہیں ہوتیں اچھا طور طریقہ (برتاؤ) وغیرہ اور دین کی سمجھ۔

نفاق پیدا کرنے میں گانے بجانے کو خصوصی دخل ہے:

www.askfatwa.com

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ. (بیہقی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گانا بجانا قلب میں نفاق کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو (یعنی اسکی وجہ سے آدمی اپنے عقائد کے تقاضوں سے لاپروا ہونے لگتا ہے اور اس کا بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں آگے چل کر دین ہی سے بے فکر کردے کیونکہ شیطان اس کے ذریعہ سے آدمی کے نفس کو خوب انگیخت کرتا ہے اور اگر آدمی فوراً متنبہ نہ ہو اور گانے بجانے کو ترک نہ کرے تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ روحانی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور آدمی کا دین کے ساتھ تعلق کم ہوتا جاتا ہے اور یہی عملی نفاق ہے۔ گانا بجانا آدمی کے نفس حیوانی کی غذا تو ہوسکتا ہے آدمی کے روح ملکوتی کی غذا بالکل نہیں ہے)۔

www.askfatwa.com

باب: 11

شرک اوراس کی اقسام و احکام

شرک کے دو درجے ہیں

پہلا درجہ: کفریہ شرک

یعنی اللہ تعالیٰ کی خدائی میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ یہ حقیقی شرک ہے جو کفر ہے اور کبھی معاف نہ ہوگا۔ اس کی مندرجہ ذیل چند صورتیں یہ ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا مثلاً دو یا زائد خدا ماننا جیسے عیسائی یا مجوسی مانتے ہیں۔

2- جو صفات اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں ان میں کسی کو شریک ٹھہرانا مثلاً

i- اللہ تعالیٰ کی صفت علم غیب کسی اور کے لئے بھی ماننا بایں طور کہ اس کو از خود یا اللہ تعالیٰ کی عطا سے وہ صلاحیت حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ذریعہ یا واسطہ کے بغیر جس بات کو چاہے جان لے۔

ii- اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت وتصرف میں کسی اور کو شریک سمجھنا بایں طور کہ دوسرا از خود یا خدا کی عطا سے وہ قدرت رکھتا ہے کہ اب مخلوق کو کسی بھی طرح کا نفع یا نقصان پہنچانے میں آزاد ہے خدا کی مشیت و ارادہ کا محتاج نہیں۔

iii- اللہ تعالیٰ کی صفت معبودیت میں کسی کو شریک کرنا اور عبادت کے طور پر اس کی تعظیم کرنا۔

دوسرا درجہ: فسقیہ شرک

یعنی جن چیزوں کا خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے ان میں دوسرے کو شریک کرنا۔ اس کا مرتکب کافر تو نہیں لیکن اہلسنت سے خارج ہوگا اور توبہ کئے بغیر مرجائے تو اس کی سزا ضرور بھگتنی ہوگی۔ اس کی چند صورتیں یہ ہیں:

1- کسی بھی بندے کے لئے یہ ماننا کہ اس کو علم ہے کہ قیامت کب ہوگی۔

2- کسی بندے میں غیر مقدور العبد کاموں کی قدرت خدا کی عطا سے سمجھیں اس حالت میں کہ اس خاص کام میں بھی وہ خدا کی مشیت و ارادہ کا محتاج ہے۔

3- غیر اللہ کے لئے رکوع وسجدہ محض تعظیم کے طور پر کرنا۔

شرک انسان کی فطرت نہیں

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارِ الْمَجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَةٍ أَلَا ا□ ✦نَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَأَنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَأَنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنَّ اللهَ نَظَرَ

www.askfatwa.com

ا□ ✦ لٰی أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ ا□ ✦ لّا بَقَایَا مِنْ أَهْلِ الْکِتَابِ وَقَالَ ا□ ✦ نَّمَا بَعَثْتُکَ لِأَبْتَلِیَکَ وَأَبْتَلِیَ بِکَ (مسلم)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا سن لو میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ (دین کی ضرورت کی) جو باتیں تم نہیں جانتے وہ میں تم کو سکھادوں۔ جو باتیں آج میرے رب نے مجھے سکھائیں ان میں سے یہ ہے (کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) جو (حلال) مال میں نے کسی بندہ کو دیا (گمراہ اور باطل عقیدوں کی وجہ سے وہ حرام نہیں ہوگیا بلکہ) وہ (اسکے لیے) حلال ہے۔ نیز (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) میں نے اپنے تمام بندوں کو دین فطرت (یعنی دین توحید) پر پیدا کیا۔ پھر انکے پاس شیطان آئے اور انہوں نے ان کو ان کے دین سے ہٹادیا اور جو چیزیں میں نے ان کیلئے حلال کی تھیں شیطانوں نے انکو ان پر حرام بنا دیا اور ان شیطانوں نے اس پر ابھارا کہ میرا شریک ٹھہرائیں جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین پر نظر ڈالی تو (شرک و کفر اور نافرمانیوں کی بنا پر) عرب وعجم تمام زمین والوں پر ناراضگی اور غصہ کا اظہار کیا سوائے اہل کتاب کے چند بچے کھچے لوگوں کے (جو صحیح دین پر قائم تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو رسول بنا کر اس لیے بھیجا ہے تاکہ تمہاری بھی آزمائش کروں اور تمہارے ذریعے دوسروں کی بھی آزمائش کروں۔

عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَا□ ✦ ذْ أَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَکَلَّمُوْا ثُمَّ أَخَذَ عَلَیْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِیْثَاقَ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلٰی أَنْفُسِهِمْ أَ لَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَا□ ✦ نِّیْ أُشْهِدُ عَلَیْکُمُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِیْنَ السَّبْعَ وَ أُشْهِدُ عَلَیْکُمْ أَبَاکُمْ آدَمَ شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ا□ ✦ نَّا کُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِیْنَ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا اِعْلَمُوْا أَنَّهُ لَا ا□ ✦ لٰهَ غَیْرِیْ وَلَا رَبَّ غَیْرِیْ وَلَا تُشْرِکُوْا بِیْ شَیْئًا ا□ ✦ نِّیْ سَأُرْسِلُ ا□ ✦ لَیْکُمْ رُسُلِیْ یُذَکِّرُوْنَکُمْ عَهْدِیْ وَمِیْثَاقِیْ وَأُنْزِلُ عَلَیْکُمْ کُتُبِیْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِأَنَّکَ رَبُّنَا وَ ا□ ✦ لٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَیْرُکَ وَلَا ا□ ✦ لٰهَ لَنَا غَیْرُکَ (احمد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آیت وَا□ ✦ ذْ أَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو جمع کیا پھر ان کی قسمیں بنائیں (مثلاً نبیوں کی علیحدہ قسم، ولیوں کی علیحدہ قسم، شہیدوں کی علیحدہ قسم اور نیک بختوں کی علیحدہ قسم، کافروں کی علیحدہ قسم) پھر ان کی صورت بنائی پھر ان کو بولنے کی طاقت دی سو بولنے لگے۔ پھر ان سے قول وعہد لیا اور ان کو خود ان کے اوپر گواہ بنا کر ان سے اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ وہ بولے کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو میں تمہارے اس اقرار پر ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو (بھی) تم پر گواہ بناتا ہوں کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ کہنے لگو کہ ہمیں اس اقرار کا کچھ علم نہ تھا۔ تو جان لو کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میرے علاوہ کوئی رب نہیں ہے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک مت ٹھہرانا۔ بے شک میں تمہاری طرف اپنے رسول بھیجوں گا جو تمہیں میرا (یعنی میرے ساتھ کیا ہوا یہ) قول اور عہد یاد دلائیں گے۔ اور (اسی یاددہانی کی خاطر) میں تم پر اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ سب بولے کہ ہم اس بات پر گواہ ہوئے کہ آپ ہی ہمارے رب اور ہمارے معبود ہیں آپ کے سوا ہمارا کوئی رب نہیں ہے اور آپ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں ہے۔

فائدہ: کوئی یہ خیال کرے کہ دنیا میں آکر تو ہمیں وہ عہد یاد نہیں اور انبیاء کے بتانے سے بھی ہمیں وہ عہد کرنا یاد نہیں آتا تو اس

www.askfatwa.com

بھولے ہوئے عہد کا کیا اعتبار؟ یہ خیال غلط ہے کیونکہ بہت سی باتیں آدمی کو یاد نہیں رہتیں پھر معتبر لوگوں کے کہنے سے یقین کر لیتا ہے کہ ایسا ہی ہوا ہوگا جیسے کسی کو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا یاد نہیں ہوتا لیکن لوگوں سے سن کر یقین کر لیتا ہے اور اپنی ماں کو ماں سمجھتا ہے۔ جب عوام الناس کے کہنے سے آدمی بہت سی باتوں پر یقین کر لیتا ہے تو رسولوں کی تو بڑی شان ہے۔ ان کے خبر دینے سے کیوں یقین نہ آئے اور کتاب الٰہی میں لکھے ہونے کے بعد شک کی کیا گنجائش باقی رہ گئی۔

شرک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بِنْ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَیُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِداً وَھُوَ خَلَقَکَ قَالَ قُلْتُ لَہٗ ا ✦نَّ ذٰلِکَ لَعَظِیْمٌ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔ فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ تجھ کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ (کیونکہ جب اس نے ہم کو پیدا کیا ہے اور وہی ہماری تمام ضروریات پوری کرتا ہے اور پھر وہی ہمارا مالک اور بادشاہ بھی ہے تو اس سے بڑھ کر کیا جرم ہوگا کہ اس عظیم ذات کا مرتبہ اس کے کسی غلام کو دینے لگیں) میں نے کہا بے شک یہ تو بڑا جرم ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا ا ✦یْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِکَ عَلٰی أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ ذَاکَ ا ✦نَّمَا ھُوَ الشِّرْکُ أَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلَ لُقْمَانَ لاِبْنِہٖ یَا بُنَیَّ لاَ تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ا ✦نَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا ا ⊙مَانَھُمْ بِظُلْمٍ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو سخت پریشانی لاحق ہوئی اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا ہم میں اب کون شخص ہوگا جس نے کوئی بھی ظلم (گناہ) نہ کیا ہو آپ نے فرمایا یہاں ظلم سے یہ ظلم مراد نہیں بلکہ (سب سے بڑا ظلم) شرک مراد ہے کیا تم نے (قرآن میں) لقمان کا وہ قول نہیں سنا جو انہوں نے بطور وصیت اپنے بیٹے سے فرمایا تھا یَابُنَیَّ لاَ تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ا ✦نَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اے میرے پیارے بیٹے دیکھو شرک نہ کرنا کیونکہ یہ بڑا ظلم ہے۔

شرک کے کام سے توبہ نہ کی تو اس کی سزا لازمی ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلاثَۃٌ دِیْوَانٌ لاَیَغْفِرُ اللّٰہُ اَلا ✦شْرَاکُ بِاللّٰہِ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ا ✦نَّ اللّٰہَ لاَیَغْفِرُ أَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَدِیْوَانٌ لا یَتْرُکُہُ اللّٰہُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِیْمَا بَیْنَھُمْ حَتّٰی یَقْتَصَّ بَعْضُھُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِیْوَانٌ لاَ یَعْبَأُ اللّٰہُ بِہٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِیْمَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ اللّٰہِ فَذَاکَ ا ✦لَی اللّٰہِ ا ✦نْ شَاءَ عَذَّبَہٗ وَا ✦نْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْہُ (بیہقی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کے رجسٹر تین قسم کے ہیں۔ ایک شرک کا رجسٹر، اللہ اس کی بخشش نہیں کریں گے کیونکہ اللہ عزوجل فرما چکے ہیں کہ اللہ اس بات کی ہرگز مغفرت نہیں کرے گا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جائے۔ دوسرا رجسٹر بندوں کے آپس میں ظلم کرنے (اور حقوق ادا نہ کرنے) کے بارے میں ہے۔ اس کو اللہ نہیں چھوڑیں گے جب تک بندے آپس میں ایک دوسرے سے بدلہ وصول نہ کر لیں۔ تیسرا رجسٹر ان کوتاہیوں اور زیادتیوں کے بارے میں ہے جو بندوں نے اللہ کے حقوق میں کی ہوں گی۔ اللہ

www.askfatwa.com

تعالیٰ کو انکی زیادہ پرواہ نہیں اور وہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے تو ان پر عذاب وسزا دے اور چاہے تو درگزر فرمائے۔

فسقیہ شرک کرنے والے نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَانِیْ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَيَّرَنِیْ بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا. (ترمذی)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ اگر میں چاہوں تو میری نصف امت (پہلے وہلہ میں) جنت میں داخل ہو جائے (اور باقی جہنم کا عذاب بھگت کر جنت میں جائیں) اور چاہوں تو امت کیلئے شفاعت اختیار کرلوں۔ میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا ہے اور یہ ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو اس حالت پر مرجائے کے کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو (کیونکہ شرک کرنے والے کو اس کی سزا بھگتنی ہی ہوگی)

اللہ تعالیٰ عمل میں شرکت کو قبول نہیں کرتے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ أَنَا أَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِیَ غَيْرِیْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ هُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَهُ. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمام شرکاء میں سب سے زیادہ شرکت سے بے نیاز میں ہوں۔ جو شخص کوئی عمل کرتا ہے اور اس میں میرے ساتھ کسی غیر کو بھی شریک کرلیتا ہے تو میں اس (عمل کو شریک کے ساتھ تقسیم نہیں کرتا بلکہ میں تو اس عمل) کو اس کے (بنائے ہوئے) شریک ہی کیلئے چھوڑ دیتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ایسے عمل سے بیزار ہوں بس وہ اس شریک کیلئے رہے جس کے لیے اس نے کیا ہے۔

ریا شرک خفی ہے

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی يُرَائِیْ فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِیْ فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِیْ فَقَدْ أَشْرَكَ. (احمد)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے (دوسرے انسانوں کو) دکھانے کیلئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔

صفات الٰہی میں شرک کی اقسام

کسی مخلوق میں حقیقی تاثیر ماننا

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ أَنَّهُ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰی أَثَرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ. (بخاری)

www.askfatwa.com

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ اس کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہم لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کچھ جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے۔ سب نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے کہا یہ فرمایا ہے کہ آج میرے بندوں میں سے کچھ نے صبح اس حالت میں کی ان کا مجھ پر ایمان تھا اور کچھ نے صبح اس حالت میں کی ان کا مجھ پر ایمان نہ تھا۔ جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت سے بارش برسی اسکا مجھ پر ایمان ہوا اور ستاروں (کو مؤثر حقیقی سمجھنے) سے منکر ہوا اور جس نے یہ کہا کہ فلاں فلاں ستارہ (کے موثر حقیقی ہونے) کی وجہ سے بارش برسی وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں پر ایمان لایا۔

فائدہ: اگر ستاروں کی طرف بارش کی نسبت اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ خود ستارے موثر حقیقی ہوتے ہیں تب تو یہ صریح کفر ہے اور اگر اس اعتقاد سے نہ ہو بلکہ ستاروں کو محض ایک علامت ہونے کی بنا پر کہا ہے تب بھی ایسے لفظ سے بچنا بہتر ہے جس میں کفر کی بات کا وہم ہوتا ہے۔

2- علم غیب میں شرک

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اللّٰهُ تَعَالٰى ا□ ✦نَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو کوئی تم سے یہ کہے کہ حضرت محمد ﷺ (اپنی ذاتی یا خداداد صلاحیت سے بلا کسی واسطہ اور ذریعہ کے جان لیتے تھے یا ذاتی طور پر یا اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ان پانچ باتوں کو جانتے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (قرآن پاک کی سورہ لقمان کی آخری آیت میں) فرمایا کہ اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم (کہ کب ہوگی) اور وہی بارش کو نازل کرتا ہے (تو وہی جانتا ہے بارش کب نازل کرے گا اور کتنی نازل کرے گا اور کہاں نازل کرے گا) اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے (اس کی جنس، عمر، رنگ، رزق اور انجام کو وہی جانتا ہے کوئی اور نہیں جانتا) اور کوئی آدمی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا (کچھ کر بھی سکے گا یا نہیں اور کر سکے گا تو بھلا کرے گا یا برا کرے گا۔ اس سب کو بھی صرف اللہ ہی جانتا ہے) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کونسی زمین میں مرے گا (اس بات کو بھی صرف اللہ ہی جانتا ہے) تو اس نے بڑا افتراء کیا۔

فائدہ: اس کی مزید تفصیل آگے مستقل عنوان سے آ رہی ہے۔

صفت تصرف میں شرک

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَا□ ✦ذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وِا□ ✦ذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ ا□ ✦لَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَ لَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ ا□ ✦لَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن میں نبی ﷺ کے پیچھے تھا تو آپ نے فرمایا اے لڑکے تو اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا۔ تو اللہ کو یاد رکھ تو تو اس کو اپنے روبرو پائے گا۔ اور جب بھی تو کچھ مانگے تو بس اللہ ہی سے مانگ اور جب بھی تو مدد چاہے تو بس اللہ ہی سے مدد طلب کر۔ اور اس بات کا یقین کر لے کہ سب لوگ تجھے کچھ نفع پہنچانے پر جمع ہو جائیں تو نفع نہ پہنچائیں گے تجھ کو مگر صرف اتنا جو اللہ نے تیرے لئے لکھ چھوڑا ہے اور اگر سب تجھے کچھ نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائیں تو نقصان نہ پہنچائیں گے تجھ کو مگر جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔

(تقدیر کی) قلمیں (جو کچھ ہونا ہے اس کو تفصیل سے لکھ چکی ہیں اس لئے اب وہ) اٹھالی گئی ہیں اور (تقدیر کے) رجسٹر سوکھ چکے ہیں (یعنی ان کی سیاہی سوکھ چکی ہے اور ان میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں رہا)۔

عبادت میں شرک

غیر اللہ کے آگے رکوع وسجدہ میں جھکنا

عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَیْتُ الْحِیْرَةَ فَرَأَیْتُهُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ فَقُلْتُ ا □ ✦نَبِیّ أَتَیْتُ الْحِیْرَةَ فَرَأَیْتُهُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَنْتَ أَحَقُّ بِأَنْ یُسْجَدَ لَکَ فَقَالَ لِیْ أَرَأَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ أَکُنْتَ تَسْجُدُ لِیْ فَقُلْتُ لاَ فَقَالَ لاَ تَفْعَلُوْا. (ابو داؤد)

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مقام حیرہ میں پہنچا تو میں نے وہاں کے باشندوں کو دیکھا کہ اپنے سوار کو سجدہ کرتے ہیں۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ میں مقام حیرہ میں گیا تھا میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سوار کو سجدہ کرتے ہیں۔ آپ تو اسکے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا بتاؤ اگر تم میری قبر پر گزرتے تو کیا اسکو سجدہ کرتے (یعنی میری وفات کی حالت میں بھی کیا مجھے سجدہ کرتے) میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر اب بھی مت کرو (کیونکہ سجدہ عبادت ہے اور عبادت کے لائق تو صرف وہ ذات ہے جو ہر حال میں عبادت کی حقدار ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے)

قبروں کو سجدہ گاہ بنانا

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اَللّٰهُمَّ لاَ تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ. (مالک)

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ جس کی عبادت کی جائے۔ خدا تعالیٰ کا غصہ ان لوگوں پر بھڑک اٹھا جنہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ أَلاَ وَا □ ✦نَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِیَائِهِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ أَلاَ فَلاَ تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ أَنْهَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ (مسلم)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تم خوب غور سے سن لو کہ تم سے پیشتر لوگ اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا کرتے تھے۔ دیکھو تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تم کو اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔

غیر اللہ کے نام کا جانور دینا

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ یَرْفَعُهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ فِیْ ذُبَابٍ وَدَخَلَ رَجُلٌ النَّارَ فِیْ ذُبَابٍ قَالُوْا وَکَیْفَ ذٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَرَّ رَجُلاَنِ عَلٰی قَوْمٍ لَهُمْ صَنَمٌ لاَ یَجُوْزُهُ أَحَدٌ حَتّٰی یُقَرِّبَ لَهُ شَیْئًا فَقَالُوْا لِأَحَدِهِمَا قَرِّبْ فَقَالَ لَیْسَ عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالُوْا قَرِّبْ وَلَوْ ذُبَابًا فَقَرَّبَ ذُبَابًا فَخَلَّوْا سَبِیْلَهُ فَدَخَلَ النَّارَ وَقَالُوْا لِلْآخَرِ قَرِّبْ فَقَالَ مَاکُنْتُ لِأُقَرِّبَ شَیْئًا دُوْنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ. (احمد)

حضرت طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف ایک مکھی کی وجہ سے ایک شخص تو جنت میں داخل ہو

www.askfatwa.com

گیا اور ایک مکھی ہی کی وجہ سے دوسرا شخص دوزخ میں داخل ہوا۔ لوگوں نے (تعجب سے) پوچھا یا رسول اللہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کسی قوم کا ایک بت تھا۔ ان کا دستور یہ تھا کہ کوئی شخص اس پر نیاز چڑھائے بغیر وہاں سے گذر نہیں سکتا تھا۔ اتفاق سے یہ دو شخص ادھر سے گذرے۔ اس قوم کے لوگوں نے (اپنے دستور کے مطابق) ان میں سے ایک سے کہا کہ تو نیاز چڑھا وہ بولا اس کیلئے میرے پاس کچھ نہیں۔ وہ بولے کچھ نہ کچھ تو ضرور چڑھا دے خواہ ایک مکھی ہی سہی۔ اس نے (اس بات کو بہت ہی معمولی سمجھ کر کہ اس سے کیا ہوتا ہے) ایک مکھی نیاز میں چڑھا دی اور انہوں نے اس کا رستہ چھوڑ دیا لیکن (اس شرک کی وجہ سے وہ شخص جہنم میں جانے کا مستحق بنا اور چونکہ اس عمل کو معمولی سمجھ کر توبہ کی طرف بھی توجہ نہ ہوئی اس لیے) وہ جہنم میں داخل ہوا۔ پھر اس قوم والوں نے دوسرے سے کہا تو بھی کچھ چڑھا وہ بولا اللہ کی ذات کے سوا میں تو کسی اور کے نام کی نیاز نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر انہوں نے تو اسکی گردن اڑا دی لیکن (توحید پر استقامت اور شرک سے اجتناب کی وجہ سے) وہ شخص جنت میں داخل ہو گیا۔

روزمرہ کے کاموں میں شرک

غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا

عَنِ ابْنِ عُمَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَکَ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔

مدح میں ایسا غلو کہ شرک بن جائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لا تُطْرُوْنِی كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰی اِبْنَ مَرْيَمَ فَا□✦نَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بارے میں غلو نہ کرنا جیسا کے نصاری نے ابن مریم کی شان میں غلو کیا کیونکہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا ایک رسول ہوں لہٰذا مجھ کو اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول کہا کرو (اور تعریف کی خاطر میری طرف ایسی صفات منسوب نہ کرو جو دین سے ثابت نہیں ہیں یا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں)۔

بدشگونی کا عقیدہ رکھنا

عَنْ قُبَيْصَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ. (ابوداؤد)

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پرندوں کو اڑا کر عرب کے طریقے پر فال لینا یا رمل کا عمل کرنا یا بدشگونی کرنا یہ سب شرک کے عمل ہیں۔

عَنْ زَيْنَبَ اِمْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَاٰی فِیْ عُنُقِیْ خَيْطًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ خَيْطٌ رُقِیَ لِیْ فِيْهِ قَالَتْ فَأَخَذَهٗ فَقَطَعَهٗ ثُمَّ قَالَ أَنْتُمْ اٰلُ عَبْدِ اللّٰهِ لَأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْکِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ا□✦نَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْکٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُوْلُ هٰكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِیْ تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ ا□✦لٰی فُلَانِ الْيَهُوْدِیِّ فَأِذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّمَا ذٰلِکَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخَسُهَا فَا□✦ذَا رُقِیَ كَفَّ عَنْهَا ا□✦نَّمَا يَكْفِيْکِ

www.ashrafatwa.com

أَنْ تَقُوْلِیْ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ أَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ ا ✦ لَّا شِفَائُکَ شِفَاءً لَایُغَادِرُ سَقَمًا. (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عبداللہ (بن مسعود) نے میری گردن میں ایک دھاگا بندھا ہوا دیکھا۔ پوچھا یہ دھاگہ کیسا ہے؟ میں نے کہا دھاگہ ہے جس پر کچھ پڑھا گیا (اور دم کیا گیا) ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اسے لے کر توڑ پھینکا اور فرمایا اے عبداللہ کے گھر والو تمہیں تو شرک کی باتوں سے بے نیاز رہنا چاہیے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (شرک آمیز) جھاڑ پھونک اور نظر کے لیے منکے (جب کہ ان میں ذاتی تاثیر سمجھی جائے) اور زوجین کیلئے محبت کے جادو یہ سب باتیں شرک کی ہیں۔ کہتی ہیں میں نے کہا آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں حالانکہ (اس سے پیشتر) جب کبھی میری آنکھ دکھتی تو میں فلاں یہودی کے پاس چلی جایا کرتی تھی وہ اسکو جھاڑ دیا کرتا تھا (یعنی پڑھ کر دم کر دیا کرتا تھا) اور آنکھ کو فوراً سکون ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا یہ شیطان کی حرکت تھی وہ (مخفی طور پر تمہاری) آنکھوں کو اپنے ہاتھ سے کریدا کرتا تھا۔ جب وہ (شرک آمیز دم کے ساتھ) جھاڑی جاتی تو شیطان (لوگوں کو بداعتقاد کرنے اور شرک میں مبتلا کرنے کی غرض سے) کریدنا بند کر دیتا تھا۔ (اور تم کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ سکون جھاڑ پھونک کا اثر ہے) تمہیں یہ کافی ہے کہ تم یہ کلمات کہہ لیا کرو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے أَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ الخ (ترجمہ: اے لوگوں کے پروردگار بیماری کو دور کر دے اور شفا بخش دے کیونکہ شفا تو صرف تو ہی دینے والا ہے، درحقیقت شفا تیری ہی طرف سے ہے، ایسی شفا دے جو بیماری کا نام ونشان بھی نہ چھوڑے)۔

شرک کے سدباب کا اہتمام

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بَلَغَهُ أَنَّ قَوْمًا یَاتُوْنَ الشَّجَرَةَ فَیُصَلُّوْنَ عِنْدَھَا فَتَوَعَّدَھُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِقَطْعِھَا (ترجمان السنة)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ لوگ (اس) درخت کے پاس آ آ کر نمازیں پڑھتے ہیں (جس کے نیچے نبی ﷺ نے ایک بار صحابہ سے بیعت لی تھی) اس پر انہوں نے ان کو ڈانٹا اور اس درخت کو کاٹنے کا حکم دے دیا (چنانچہ حکم کے مطابق وہ کاٹ دیا گیا۔)

www.askfatwa.com

باب: 12

غیب کا علم

غیب کا لفظ مصدر ہے۔ بطور مبالغہ اس کو ان چیزوں کی صفت بنایا گیا ہے جن کو نہ ہم اپنے حواس سے جان سکتے ہیں اور نہ ہی عقل کی ان تک رسائی ہے۔

ایسی چیزوں کی پھر دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم

وہ مغیبات جن کا تعلق دین و شریعت کے احکام سے ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات کا، فرشتوں کا، جنت دوزخ کا، قیامت کے احوال کا، قیامت کی علامات کا، عبادات کی تفصیلات وغیرہ کا علم۔ ان کا جتنا علم ضروری تھا وہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی عطا فرمایا قرآن پاک میں اس کو یوں بیان فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا ا□ ✦لَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورہ جن: 26/27)

''جاننے والا غیب کا سو نہیں خبر دیتا اپنے غیب کی کسی کو مگر جو پسند کر لیا کسی رسول کو''۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (سورہ آل عمران: 179)

''اور اللہ نہیں ہے (اے مسلمانوں) کہ تم سب کو (بلا واسطہ خبر دے غیب کی لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں جس کو چاہے (یعنی جس کو چاہتا ہے اپنا رسول بنا لیتا ہے اور اسی کو وحی کے ذریعہ سے دین و شریعت سے متعلق اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے''۔

پھر انبیاء کے واسطے سے دوسروں کو غیب کی ان باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے اور خدا خوفی والے ان پر ایمان لاتے ہیں۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَo الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (سورہ بقرہ: 23)

(یہ قرآن) ہدایت ہے (خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے جو کہ ایمان (ویقین) رکھتے ہیں غیب کی چیزوں پر۔

اسی قسم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ كُلِّ شَيْءٍ ا□ ✦لَّا الْخَمْسُ ا□ ✦نَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (احمد)

اس کا مطلب یہ ہے أُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ كُلِّ شَيْءٍ (عِلْمُهٗ ضَرُوْرِيٌّ فِي الدِّيْنِ) ا□ ✦لَّا الْخَمْسُ یعنی دین و شریعت سے متعلق جن امور و احکام کا جاننا ضروری ہے ان کے بڑے خزانے مجھے دیئے گئے البتہ حوادث و واقعات (یعنی غیب کی آگے مذکور دوسری قسم) سے متعلق پانچ باتوں کا مجھے علم نہیں دیا گیا۔

تنبیہ: مفاتح کو اگر مفتح بفتح المیم کی جمع قرار دی جائے تو مفاتح الغیب کا ترجمہ بنے گا غیب کے خزانے اور اگر اس کو مفتح بکسر المیم کی جمع

www.askfatwa.com

کیا جائے تو پھر ترجمہ ہوگا غیب کی کنجیاں۔

خزانے کا ترجمہ لیا جائے تب تو مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو امور واحکام دینیہ میں تو اتنا وافر علم عطا فرمایا کہ اس کو خزانے کہنا درست ہے یعنی جنت ودوزخ سے متعلق علم کا خزانہ، فرشتوں سے متعلق علم کا خزانہ، احوال قیامت سے متعلق علم کا خزانہ، اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق علم کا خزانہ اور احکام شرعیہ سے متعلق علم کا خزانہ وغیرہ۔

اگر کنجیوں کا ترجمہ لیا جائے تو جس کے پاس خزانے کی چابی و کنجی ہو تو اس کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جب چاہے کنجی کو استعمال کر کے خزانے میں سے جو چاہے لے لے۔غیب کے علم کے خزانے کی کنجی تو وہ صلاحیت ہوگی جس کو بروئے کار لا کر آدمی جب چاہے غیب کی بات اگر چہ امور دینیہ سے ہو از خود معلوم کر لے۔ایسی صلاحیت اور ایسا وصف نہ تو از خود کسی کو حاصل ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے۔قرآن پاک میں اس کی دلیل یہ قصہ ہے۔

اسلام سے پہلے مرد اگر اپنی بیوی کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو سمجھتے تھے کہ ساری عمر کے لئے اس پر حرام ہوگئی۔ پھر کوئی صورت ان کے ملنے کی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ایک مسلمان (اوس بن صامت رضی اللہ عنہ) اپنی بیوی (خولہ بنت ثعلبہ) کو ایسا کہہ بیٹھے۔عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پورا ماجرا سنایا۔آپ ﷺ نے اس وجہ سے کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے ابھی تک کوئی حکم نہیں دیا تھا فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ تم اپنے شوہر پر حرام ہوگئی ہو۔اب تم دونوں نہیں مل سکتے۔ وہ شکوہ و زاری کرنے لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے اور اولاد پریشان ہوتی ہے۔کبھی آپ ﷺ سے جھگڑتی کہ یا رسول اللہ اس نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا۔کبھی اللہ کے آگے رونے لگتی کہ اے اللہ میں اپنی تنہائی اور مصیبت کی فریاد تجھ سے کرتی ہوں۔ان بچوں کو اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مریں گے، شوہر کے پاس چھوڑوں تو یونہی کسمپرسی میں ضائع ہوں گے۔اے اللہ تو اپنے نبی کی زبان سے میری مشکل کو حل فرما۔اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور ظہار کا حکم اترا۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُکَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ ا □ ✦لَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ا □ ✦نَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ...... الخ (سورہ مجادلہ: 4-1)

”سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں اور شکوہ کرتی تھی اللہ کے آگے۔اور اللہ سنتا تھا تم دونوں کی گفتگو۔بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اگر نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے از خود احکام کو جاننے کی صلاحیت حاصل ہوتی تو آپ پہلی ہی دفعہ میں اس کو ظہار کا حکم بتا دیتے۔ وہ تو جب اللہ تعالیٰ نے خود اس حکم کو اتارا تب نبی ﷺ کو علم ہوا۔

حاصل یہ ہے کہ نبی ﷺ کو نہ تو از خود اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ایسی کوئی صلاحیت اور صفت حاصل تھی جس سے آپ دین کے غیبی امور کو بلا کسی واسطہ کے از خود جان لیتے۔اس لئے حدیث میں جو یہ فرمایا کہ مجھے ہر (دینی) بات کی کنجیاں دی گئی ہیں تو یہ مجاز ہے خزانوں سے کیونکہ جس کو خزانہ مل گیا ہو اس کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کو خزانے کی کنجی مل گئی برمحل ہے۔

دوسری قسم

وہ مغیبات ہیں جن کا تعلق عالم کے حوادث وواقعات کے ساتھ ہے۔جب تک حوادث وواقعات کا وقوع نہیں ہوتا وہ غیب میں ہیں۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ ا □ ✦نَّ امْرَأَتِيْ حُبْلٰى فَأَخْبِرْنِيْ مَا تَلِدُ وَبِلَادُنَا مُجْدَبَةٌ فَأَخْبِرْنِيْ مَتٰى

www.askfatwa.com

يَنْزِلُ الْغَيْثُ وَقَدْ عَلِمْتُ مَتٰى وُلِدْتُ فَأَخْبِرْنِىْ مَتٰى أَمُوْتُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ا✦ نَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الاٰيَة (ابن جرير)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک بدوی شخص (رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میری بیوی حاملہ ہے تو آپ بتائیے کہ وہ کیا جنے گی اور ہمارے علاقے قحط زدہ ہیں تو آپ بتائیے بارش کب ہوگی اور مجھے یہ تو معلوم ہے کہ میں کب پیدا ہوا آپ مجھے یہ بتائیے کہ میں کب مروں گا تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے (سورہ لقمان کی) یہ (آخری) آیت نازل فرمائی: ا✦ نَّ اللّٰـهَ عِـنْـدَهٗ عِـلْـمُ السَّـاعَةِ وَيُـنَـزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِى الْأَرْحَامِ وَ مَـاتَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّ مَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ (بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتاتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ہے رحموں میں اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا)

عَنْ عِـكْـرِمَةَ أَنَّ رَجُلًا يُـقَـالُ لَهُ الْوَارِثُ مِنْ بَنِىْ مَازِنٍ جَاءَ ا✦ لَـى الـنَّـبِـىِّ ﷺ فَـقَـالَ يَا مُـحَـمَّـدُ ...... وَقَدْ عَلِمْتُ مَاكَسَبْتُ الْيَوْمَ فَمَاذَا أَكْسِبُ ...... فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (در منثور)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے بنو مازن کے ایک شخص جن کا نام وارث تھا نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد (ﷺ) مجھے پانچ باتیں بتائیے۔ان میں سے چار تو وہی ہیں جو اوپر گزریں اور ایک یہ ہے کہ) مجھے یہ تو معلوم ہے کہ میں نے آج کیا کچھ کیا ہے (آپ مجھے یہ بتائیے کہ) میں آئندہ کیا کچھ کروں گا......تو اس پر سورہ لقمان کی آخری آیت نازل ہوئی۔

فائدہ: سائل نے چونکہ پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھا تھا اس کی مناسبت سے آیت میں پانچ ہی باتوں کا ذکر ہے اور اس آیت کی تفسیر میں ابن جریر میں ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الْغَيْبِ ا✦ سْتَأْثَرَ بِهِنَّ اللّٰهُ فَلَمْ يُطْلِعْ عَلَيْهِنَّ مَلَكًا مُقَرَّبًا وَلَا نَبِيًّا مُرْسَلًا ا✦ نَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فَلَا يَدْرِىْ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ فِى أَىِّ سَنَةٍ وَلَا فِىْ اَىِّ شَهْرٍ أَلَيْلًا أَمْ نَهَارًا وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَلَا يَعْلَمُ أَحَـدٌ مَتٰى يُـنَزِّلُ الْغَيْثَ أَ لَيْلًا أَمْ نَهَارًا وَيَعْلَمُ مَافِى الْأَرْحَامِ فَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَّا فِى الْأَرْحَامِ أَ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى أَحْمَرُ أَوْ أَسْوَدُ وَلَا تَـدْرِىْ نَـفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا أَخَيْرًا أَمْ شَرًّا وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يَدْرِىْ أَيْنَ مَضْجَعُهٗ مِنَ الْأَرْضِ أَفِىْ بَحْرٍ أَمْ بَرٍّ فِىْ سَهْلٍ أَمْ فِىْ جَبَلٍ (ابن جرير)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں غیب کی پانچ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے۔ان پر نہ تو کسی مقرب فرشتے کو مطلع کیا ہے اور نہ ہی کسی نبی مرسل کو۔بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کی خبر ہے لہٰذا انسانوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ قیامت کب یعنی کس سال میں اور کس مہینے میں قائم ہوگی، رات میں ہوگی یا دن میں ہوگی۔اور وہ بارش اتارتا ہے تو کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی؟ دن میں یا رات میں اور وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے تو کوئی نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے؟ لڑکا ہے یا لڑکی ہے گندمی رنگ ہے یا سیاہ رنگ ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا؟ کیا بھلا کرے گا یا برا کرے گا؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کونسی زمین میں مرے گا؟ کیا پانی میں یا خشکی میں پھر کیا میدان میں یا پہاڑ پر۔

انہی پانچ چیزوں کو مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیاں یا غیب کے خزانے) کہا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ ا✦ لَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَافِىْ غَدٍ ا✦ لَّا اللّٰهُ وَلَا مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ ا✦ لَّا الـلّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَافِى الْأَرْحَامِ ا✦ لَّا الـلّٰهُ وَلَا مَتٰى يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ا✦ لَّا اللّٰهُ وَمَا تَدْرِىْ

www.ashrafatwa.com

نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ ا ✦لَّا اللّٰهُ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں۔ان کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی اور اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا صرف اللہ ہی اس کو جانتے ہیں۔

قرآن پاک میں بھی ہے: وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا ا ✦لَّا هُوَ (سورہ انعام: 59) یعنی اللہ ہی کے پاس غیب کے خزانے (اور کنجیاں) اس کے علاوہ کوئی اور ان کو نہیں جانتا۔

کیا عالم کے واقعات وحوادث جو غیب ہیں وہ صرف مذکورہ بالا پانچ چیزوں میں منحصر ہیں؟ اس سوال کے جواب میں مفسرین بھی بالاتفاق کہتے ہیں کہ **وليس المغيبات محصورة بهذه الخمس و انما خصت لوقوع السوال عنها او لانها كثيرا تشتاق النفوس ا ى العلم بها** یعنی مغیبات کا انحصار صرف ان پانچ میں نہیں ہے۔خاص ان پانچ کا ذکر تو محض اس وجہ سے ہوا کہ سوال ہی ان کے بارے میں تھا یا یہ کہ عام طور سے لوگوں کو یہی باتیں جاننے کا شوق ہوتا ہے۔

اس لئے عالم کے دیگر واقعات بھی غیب میں شامل ہیں مثلاً یہ کہ فلاں کا نکاح کب ہوگا؟ اس کی اولاد ہوگی یا نہیں؟ بیماری کب دور ہوگی؟ کاروبار کیسا چلے گا؟ فلاں امتحان میں کامیاب ہوگا یا ناکام ہوگا؟ وغیرہ ایسے لامتناہی امور ہیں۔

البتہ مذکورہ بالا پانچ باتوں کے ساتھ دیگر لامتناہی امور کا تعلق ہے کہ ان پانچ باتوں سے پانچ عمومی سوال پیدا ہوئے ہیں جن میں سے سب کا یا اکثر کا تعلق کسی بھی واقعہ کے ساتھ ہوسکتا ہے۔وہ پانچ عمومی سوال یہ ہیں:

1- واقعہ کیا ہے یا کیا ہوگا؟

واقعہ کا تو علم ہے پھر

2- وہ ہوگا یا نہیں ہوگا؟

3- کب ہوگا؟

4- کہاں ہوگا؟

5- کتنا اور کیسا ہوگا؟

آیت وحدیث میں مذکور پانچ باتوں کا ان پانچ عمومی سوالوں کے ساتھ تعلق

1- حاملہ بیوی کیا جنے گی؟ یعنی کیا حمل ہے اور کیا بچہ جنے گی؟ کیا لڑکا جنے گی؟ وغیرہ

2- میں کل کیا کروں گا؟ یعنی میں صبح وشام کا کھانا کھاتا ہوں۔اپنے کاروبار کے لئے نکلتا ہوں۔کیا یہ کام کل بھی ہوں گے یا نہیں؟

3- قیامت کا تو علم ہے کہ ہونی ہے۔سوال یہ ہے کہ کب ہوگی؟

4- موجودہ حالات قحط سالی کے ہیں تو بارش کب ہوگی لیکن کب سے بڑھ کر یہ سوال زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ بارش کتنی اور کیسی ہوگی؟

5- موت تو بے شک آنی ہے۔سوال ہے کہ کہاں آئے گی؟

امور دینیہ کی طرح واقعات عالم کے مذکور احوال خمسہ کو ازخود جاننے کی صفت وصلاحیت اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نہیں دی یہاں تک کہ نبی ﷺ

www.askfatwa.com

کو بھی نہیں دی۔قرآن پاک میں اس کی دلیل ہے۔

رسول اللہ ﷺ 6ھ میں غزوہ بنی مصطلق سے واپس مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ان کی سواری کا اونٹ علیحدہ تھا۔وہ اپنے ہودج میں پردہ ڈال کر بیٹھ جاتیں اور شتربان ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر باندھ دیتے۔ایک جگہ قافلہ ٹھہرا ہوا تھا۔کوچ سے ذرا پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی جس کے لئے قافلہ سے علیحدہ ہو کر جنگل کی طرف تشریف لے گئیں۔وہاں اتفاق سے ہار ٹوٹ کر گر گیا۔اس کی تلاش میں دیر لگ گئی۔یہاں پیچھے کوچ ہو گیا۔شتربان حسب عادت ہودج باندھنے آئے۔اس کے پردے پڑے ہونے سے گمان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی کے اندر ہیں۔اور چونکہ بہت ہلکے پھلکے بدن کی تھیں اس لئے شتربانوں کو ہودج اٹھاتے ہوئے بھی ان کے اندر نہ ہونے کا شبہ نہ ہوا۔غرض قافلہ چل دیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس آئیں تو وہاں کوئی نہ تھا۔انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ یہاں سے اب جانا خلاف مصلحت ہے۔جب آگے جا کر میں نہ ملوں گی تو یہیں تلاش کرنے آئیں گے۔رات کا وقت تھا، نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ گئیں۔حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ گرے پڑے کی خبر گیری کی غرض سے قافلہ کے پیچھے کچھ فاصلہ سے چلتے تھے۔وہ صبح کے وقت اس جگہ پہنچے۔دیکھا کوئی آدمی پڑا سوتا ہے۔قریب آکر پہچانا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کیونکہ پردہ کا حکم آنے سے پہلے ان کو دیکھ چکے تھے۔وہ دیکھ کر گھبرا گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جس سے حضرت عائشہ کی آنکھ کھل گئی اور فوراً چہرہ چادر سے ڈھانک لیا۔حضرت صفوان نے ان کے قریب لا کر اونٹ بٹھایا اور یہ پردے کے ساتھ اس پر سوار ہو گئیں۔انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر دوپہر کے وقت قافلہ سے جا ملایا۔

عبداللہ بن ابی بڑا منافق اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا دشمن تھا۔اسے ایک بات ہاتھ لگ گئی اور اس نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی اور واہی تباہی بکنا شروع کی۔اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی اس کے پروپیگنڈے سے متاثر ہونے لگے۔عموماً مسلمانوں اور خود جناب رسول اللہ ﷺ کو اس قسم کے واہیات تذکروں سے سخت صدمہ تھا۔ایک مہینہ تک یہی چرچا رہا۔نبی ﷺ سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے مگر دل میں خفا رہتے۔ایک ماہ بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان باتوں اور چرچوں کی خبر ملی تو وہ شدت غم سے بے تاب ہو گئیں۔شب و روز روتی تھیں۔ایک منٹ کے لئے آنسو نہ تھمتے تھے۔آخر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی یہ آیتیں ا□ ✦نَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡا بِالۡا□ ✦فۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ (سورہ نور: 16-11) جو لوگ لائے ہیں یہ بہتان تم ہی میں سے ایک جماعت ہے۔

غرض ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کے واقعات و حوادث کے غیبی امور کو از خود جاننے کی نہ تو کسی کو صلاحیت دی اور نہ ہی اس کو خود اپنی طرف سے وہ خزانے عطا کئے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ (1) غیب کے خزانوں کو از خود جاننے کی صفت اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ غیب کی تمام باتوں کو مکمل تفصیل کے ساتھ جانتے ہیں۔اس کا کوئی ذرہ بھی ان سے پوشیدہ نہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں کو کسی کو بتانے کے پابند نہیں ہیں۔

مخلوق کو غیب کی بعض جزوی باتوں کا علم

قرآن پاک اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حوادث عالم سے متعلق بعض جزوی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں پر بھی کھول دیتے ہیں۔

www.askfatwa.com

مثلاً قرآن پاک میں ہے۔

1- غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ أَدْنَی الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ (سوره روم: 2,3)

''مغلوب ہوگئے رومی قریب کی زمین میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے نو برس کے اندر۔

اس آیت میں آئندہ نو سال کے اندر رومیوں کے غلبہ کی اطلاع دی۔

2- حضرت زکریا علیہ السلام کو بتایا گیا کہ ان کے بڑھاپے اور ان کی بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود ان کے ہاں بچے کی پیدائش ہوگی اور وہ بچہ لڑکا ہوگا۔

يَا زَكَرِيَّا ا□ ✦نَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ.

''اے زکریا ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں ایک لڑکے کی''۔

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ ...... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں......(جنگ بدر کے میدان میں) رسول اللہ ﷺ نے زمین پر اس اس جگہ اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا (جنگ کے دوران) یہ فلاں کے (قتل ہوکر) گرنے کی جگہ ہے (اور یہ فلاں کے گرنے کی جگہ)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ادھر ادھر نہ ہوا (بلکہ ٹھیک اسی جگہ گر کر مرا)۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے بعض کفار قریش کے مرنے کی جگہ بتائی۔

4- عَنْ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مَلْحَانَ قَالَتْ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا قَرِيْبًا مِّنِّیْ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ يَرْكَبُوْنَ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَ جَوَابِهَا الْأَوَّلِ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ. (بخاری و مسلم)

حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا (جو رسول اللہ ﷺ کی محرم رشتہ دار تھیں) کہتی ہیں ایک دن (میں بیٹھی تھی) رسول اللہ ﷺ میرے قریب ہی سو گئے۔ پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کس بات سے آپ کو ہنسی آئی۔ آپ نے فرمایا (خواب میں) میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اس سمندر پر (اپنے جہازوں پر) اس طرح سوار بیٹھے ہوں گے جس طرح بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں نے درخواست کی کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے۔ آپ نے ان کے لئے دعا کی۔ پھر آپ دوبارہ سو گئے۔ پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام نے وجہ پوچھی تو آپ نے پہلی طرح کا جواب دیا۔ انہوں نے پھر درخواست کی آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بھی کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں سے ہو۔ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں جب جہاد کے لئے پہلی مرتبہ سمندری سفر ہوا تو واپسی میں شام کے علاقہ میں سواری سے گر کر ان کی وفات ہوئی)۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ نبی ﷺ کو معلوم ہوگیا تھا کہ ام حرام بحری سفر والے پہلے جہاد میں جائیں گی دوسرے میں نہیں۔ آئندہ کوئی کیا کرے گا اس کی آپ نے خبر دی۔

www.ahlehaq.com

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ا ✦ نَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَا ✦ ذَا أَرَادَ لِلّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهٗ قَالَ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَ الْأَجَلُ. فَيُكْتَبُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ فَحِيْنَئِذٍ يَعْلَمُ بِذٰلِكَ الْمَلَكُ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ خَلْقِهٖ عَزَّوَجَلَّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم پر ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتے ہیں جو (ہر مرحلہ کے مطابق) کہتا جاتا ہے۔ اے میرے رب یہ (اب) نطفہ ہے۔ اے میرے رب یہ (اب) علقہ یعنی جما ہوا خون ہے۔ اے میرے رب یہ (اب) مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ جنین کی خلقت کو پورا کرنے کا ارادہ (اس فرشتے پر ظاہر) کرتے ہیں تو وہ فرشتہ پوچھتا ہے (اے میرے رب) یہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ بد بخت ہوگا یا نیک بخت۔ (اس کا) رزق کتنا ہوگا اور اس کی عمر کتنی ہوگی۔ جب کہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس وقت یہ باتیں (فرشتہ کو بتا کر) لکھوا دی جاتی ہیں۔ پس اس وقت ان باتوں کا اس فرشتے کو اور اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے جس کو اللہ چاہتے ہیں علم ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش سے پہلے رحم پر مقرر فرشتے کو یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں اور انسانوں میں سے بھی بعض کو کچھ جزوی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

استخارہ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ كَثْرَةُ اسْتِخَارَتِهِ اللّٰهَ وَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَسَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ (ترمذی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن آدم کا اللہ تعالیٰ سے کثرت سے استخارہ کرنا اور جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے فیصلہ فرما دیا ہے اس پر راضی رہنا اس کی سعادت (و نیک بختی) ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ سے استخارہ نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو فیصلہ فرما دیا ہے اس پر راضی نہ ہونا اس کی بدبختی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے استخارہ کیا وہ نامراد نہیں ہوا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا ا ✦ لاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ ا ✦ ذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ أَللّٰهُمَّ ا ✦ نِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَا ✦ نَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ أَللّٰهُمَّ ا ✦ نْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْقَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَ آجِلِه فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَا ✦ نْ كُنْتَ تَعْلَمُ ...... (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے (اہم) کاموں میں ہم کو استخارہ (یعنی اللہ تعالیٰ سے خیر کی صلاح لینے کا طریقہ) اسی اہتمام سے سکھایا کرتے تھے جس اہتمام سے ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی کو اہم کام پڑ جائے (مثلاً کسی عورت سے نکاح کرنا ہے تو کیا اس سے نکاح کرنے میں خیر ہے یا نہیں۔ یا حج پر جانا ہے تو اگر اپنے اختیار میں ہو تو یہ جاننا کہ آج نکلنے

www.askfatwa.com

میں خیر ہے یا کل نکلنے میں ہے اوراس طرح اور کاموں میں) تو وہ دو رکعت نفل پڑھے پھر یہ کہے اللھم انی استخیرک ......آخر تک یعنی اے اللہ میں آپ سے خیر کی صلاح لیتا ہوں آپ کے علم کے سبب سے اور (خیر والے کام پر) آپ سے قدرت طلب کرتا ہوں آپ کی قدرت کی وجہ سے اور آپ کے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں (جو یہ ہے کہ آپ خیر کو میرے لئے متعین اور آسان فرمادیں اور اس پر مجھ کو قدرت عطا فرما دیں) کیونکہ آپ (تمام) قدرت رکھتے ہیں جب کہ میں (ذاتی طور پر) کچھ قدرت نہیں رکھتا (جو تھوڑی سی قدرت ہے وہ بھی آپ کی عطا سے ہے) اور آپ (تو سب کچھ) جانتے ہیں جب کہ میں (کچھ) نہیں جانتا (مگر جو آپ نے سکھا دیا) اور آپ تو غیب کی تمام باتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام (اس کام کو یہاں زبان سے کہے) میرے لئے خیر ہے میرے دین (و آخرت) کے اعتبار سے اور میری معاش (یعنی دنیوی زندگی) کے اعتبار سے اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے تو اس کو میرے مقدر میں کر دیجئے۔اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے لئے شر ہے میرے دین (و آخرت) کے اعتبار سے اور میری معاش (یعنی دنیوی) زندگی کے اعتبار سے اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے تو اس کام کو مجھ سے ہٹا دیجئے اور مجھے اس سے ہٹا دیجئے اور جہاں بھی ہو خیر کو میرے لئے مقدر فرما دیجئے پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجئے۔

فائدہ: استخارہ سے صرف اتنی بات کا اطمینان ہوتا ہے کہ اس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں مجموعی طور سے خیر ہوگی خواہ مطلوب حاصل ہو یا نہ ہو۔یہ بھی من جانب اللہ الہام کا طریقہ ہے اور ظنی ہے اور خیر یا شر کا علم بھی جزوی ہے۔اور چونکہ خود شریعت کا بتایا ہوا طریقہ ہے اس لئے اس میں کچھ حرج نہیں۔

الہام

الہام اس کو کہتے ہیں کہ غور وفکر کے بغیر کسی حقیقت کا دل میں القاء ہو جائے خواہ فرشتہ کے واسطہ سے ہو یا بلا واسطہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦نَّ اللّٰـه تَعَالٰی جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَانَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوْا فِيْهِ وَقَالَ فِيْهِ عُمَرُ ا ✦لَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ فِيْهِ عَلٰی نَحْوِمَا قَالَ عُمَرُ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حق بات کو (الہام کے ذریعہ سے) عمر کی زبان اور قلب پر جاری کیا ہے۔اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب کبھی لوگوں کو کوئی (نئی) بات پیش آئی پھر اس کے بارے میں لوگوں نے بھی اپنی رائے دی اور حضرت عمر نے بھی اپنی رائے دی تو قرآن (ہمیشہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق ہی نازل ہوا۔

کشف قبور

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خِبَاءَهٗ عَلٰی قَبْرٍ وَهُوَلَا يَحْسِبُ أَنَّهٗ قَبْرٌ فَا ✦ذَا فِيْهِ ا ✦نْسَانٌ يَقْرَأُ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتّٰی خَتَمَهَا فَأَتَی النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيْهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کے ایک صحابی نے اپنا خیمہ ایک قبر پر لگا لیا اور ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔تو اس قبر میں (دیکھا کہ) ایک آدمی سورہ ملک (یعنی تبارک الذی بیدہ الملک) پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس نے وہ سورت پوری پڑھ لی۔وہ صحابی نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا یہ سورت حفاظت کرنے والی ہے۔یہ سورت نجات دینے والی ہے۔یہ سورت

www.askfatwa.com

مردے کو (قبر میں) عذاب الٰہی سے نجات دیتی ہے۔

فائدہ: کشف قبور کبھی تو بلا قصد و کسب کے ہوتا ہے جیسا کہ ان صحابی کو ہوا اور کبھی کسب و ریاضت سے ہوتا ہے یعنی کوئی وظیفہ اور عمل کر کے اس کو کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح ٹیلی پیتھی وغیرہ کے ذریعہ لوگ اپنی بعض باطنی یا روحانی قوتوں کے واسطہ سے ایک دوسرے کے دل کے خیالات کو جان لیتے ہیں۔

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں بلا کسی جبر کے عالم کے حوادث و واقعات میں سے بعض باتوں کو اپنے بندوں پر جزوی طور پر کھول دیتے ہیں۔

تنبیہ: کسی بھی شخص کو یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی عالم کے حوادث و واقعات کا کل علم نہیں دیا گیا:

1- عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ ا □ ✦ ذْجَاءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ غَيْبٌ وَمَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ ا □ ✦ لَّا اللّٰهُ قَالَ مَا فِيْ بَطْنِ فَرَسِيْ قَالَ غَيْبٌ وَمَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ ا □ ✦ لَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَتٰى تُمْطَرُ قَالَ غَيْبٌ وَمَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (درمنثور)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک سرخ خیمے میں تھے کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس شخص نے (یہ خیال کر کے کہ آپ اتنے اونچے درجے کے ہیں تو آپ کو سب کچھ معلوم ہوگا) پوچھا قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا یہ غیب کی بات ہے (کیونکہ اللہ نے اس کا علم کسی کو بھی نہیں دیا) اور غیب کو تو صرف اللہ ہی جانتے ہیں (مگر جب کہ وہ خود ہی کسی پر اس کا کچھ جزوی علم کھول دیں)۔ اس شخص نے پوچھا میرے گھوڑے کے پیٹ میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ غیب کی بات ہے (کیونکہ مجھے اس کا علم نہیں دیا گیا) اور غیب کو تو صرف اللہ ہی جانتے ہیں۔ اس نے پوچھا بارش کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا یہ (بھی) غیب کی بات ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا علم نہیں دیا) اور غیب کو تو صرف اللہ ہی جانتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ جو غیب کھولتے ہیں اس کے علم کی خصوصیات یہ ہیں۔

1- اس کا حصول اس طرح نہیں کہ از خود یا خدائی عطا سے ایسی صلاحیت حاصل ہوگئی ہو کہ محض اس کی بنا پر کسی واسطے کے بغیر ہی ہو جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے کھول دینے سے ہوتا ہے۔ خواہ وحی یا الہام سے ہو یا ظاہری و باطنی حواس یا عقل سے ہو۔

2- اللہ تعالیٰ اس کے بتانے کے پابند نہیں ہیں۔

3- جزوی ہے کلی نہیں۔

4- ذریعہ کی نوعیت سے یہ جزوی علم کبھی قطعی یقینی ہوتا ہے اور کبھی ظنی ہوتا ہے مثلاً وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو تو قطعی ہوتا ہے کسی ولی کا الہام یا وہ طبی تفتیش (Clinical Tests) یا دیگر تجربات جن میں انسانی خطا و چوک کا احتمال ہوتا ہے ان سے حاصل شدہ علم ظنی (یعنی گمان غالب کے درجہ میں) ہوتا ہے۔

تنبیہ: مخلوق کو غیب کی بعض جزوی کا باتوں کا علم چونکہ کسی نہ کسی واسطہ اور ذریعہ سے ہوتا ہے تو ایسے علم کو علم غیب نہیں کہتے اور ایسے علم رکھنے والے کو عالم الغیب کہنا بھی جائز نہیں۔ علم غیب تو صرف اس کو کہتے ہیں جو کسی بھی واسطہ کے بغیر ہو اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور

www.askfatwa.com

صرف اللہ تعالیٰ ہی کو عالم الغیب کہا جائے گا۔

غیب کی بات کا وہمی علم

اوپر ذکر ہوا کہ غیب کی بعض جزوی باتوں کا علم بندوں کو قطعی یا ظنی ذرائع سے ہوسکتا ہے۔ ان کے علاوہ بعض ذرائع محض وہمی ہیں جو اٹکل کے درجہ میں ہیں کہ ان سے حاصل کردہ علم کبھی صحیح ہوتا ہے اور بہت مرتبہ غلط ہوتا ہے۔ ایسے ذرائع سے تعلق رکھنے کو ہی دین نے منع کردیا ہے کیونکہ یہ علم کہلانے کے قابل ہی نہیں ہے۔ یہ ذرائع بہت سے ہیں مثلاً علم نجوم، کہانت، دست شناسی، علم جفر و رمل، علم خط اور علم عدد۔

حدیث میں ان کی حقیقت کی طرف بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

کہانت

جنات کو اپنے قابو میں کرکے ان کے ذریعہ سے خفیہ یا آئندہ کی خبر حاصل کرنے کو کہانت کہتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦نَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَا□ ✦نَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهٖ قَرَّ الدُّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كِذْبَةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا (جو کسی جن پر قابو پالیتے ہیں کہ کیا ان کو علم ہوتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا (مجموعی طور پر) یہ بے بنیاد ہیں (اور قابل اعتماد نہیں)۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول کبھی کبھی تو وہ ایسی بات بتاتے ہیں جو بالکل صحیح (اور واقع کے مطابق) ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ بات تو صحیح (اور واقع کے مطابق) ہوتی ہے (اور ہوتا یہ ہے کہ دنیا کے انتظام پر مامور فرشتے جب آپس میں کوئی بات کرتے ہیں تو) جن ان کی بات کو اچک لیتا ہے۔ پھر وہ مرغی کی کٹ کٹ کی طرح اس بات کو اپنے دوست (یعنی کاہن) کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ پھر وہ کاہن اس کے ساتھ سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملالیتے ہیں۔ (اور اپنے ایک سچ کی وجہ سے سو سے زائد جھوٹ چلاتے ہیں)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ا□ ✦نَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهٗ فَتُوْحِيْهِ ا □ ✦لَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كِذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (کچھ) فرشتے بادل پر اترتے ہیں اور جن بعض کاموں کا فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہے تذکرہ کرتے ہیں تو بعض شیطان جن ان کی بات اڑا لیتے ہیں اور اس کو سن کر پوشیدہ طریقے سے کاہنوں کو بتاتے ہیں پھر وہ کاہن اپنے پاس سے اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

علم نجوم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُوْمِ ا□ ✦قْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے (غیب سے متعلق) علم نجوم کا کوئی مسئلہ سیکھا تو اس نے (گناہ کے اعتبار سے) جادو کا مسئلہ سیکھا (کہ جو گناہ اس میں ہے وہی علم نجوم کا مسئلہ سیکھنے میں ہے۔

www.askfatwa.com

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلاثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِلسَّمَاءِ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ وَ عَلامَاتٍ يُهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِکَ أَخْطَأَ وَ أَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَالا يَعْلَمُ (بخاری)

(بڑے تابعی) حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ ستارے صرف تین چیزوں کے لئے بنائے ہیں۔ آسمان کی زینت کے لئے اور شیطانوں کو مارنے کے لئے (جیسا کہ قرآن پاک میں سورہ ملک میں ہے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ. (یعنی ہم نے بے شک قریب کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر رکھا ہے اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے)

اور راہ معلوم کرنے کی علامتیں بنایا ہے (جیسا کہ سورہ نحل میں ہے وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں) تو جو کوئی ان میں مذکور چیزوں سے ہٹ کر کوئی معنی نکالے (اور ان کو مستقبل کے واقعات جاننے کا ذریعہ سمجھے) تو اس نے غلطی کی اور (عمر کا) اپنا حصہ ضائع کیا اور ایسی چیز کے در پے ہوا جو اس طرح کے ذرائع سے معلوم نہیں ہو سکتی۔

فائدہ: عام لوگوں کی زبان میں آسمان پر چمکنے والی اور چھوٹی نظر آنے والی اشیاء کو ستارے کہا جاتا ہے خواہ وہ سائنسدانوں کی اصطلاح میں ستارے ہوں یا شہابئے ہوں یا کچھ اور۔ فضا میں جو پتھر ہوتے ہیں وہ ہوا سے رگڑ کھا کر روشن ہو جاتے ہیں۔ فرشتے جب شیطان جنوں پر فضا کے کسی پتھر کو پکڑ کر مارتے ہیں تو وہ ہوا سے رگڑ کھا کر روشن ہو جاتا ہے اور ٹوٹا ہوا ستارہ نظر آتا ہے قرآن نے اس کو شہاب کا نام بھی دیا ہے وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۙ◻ ✦ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ (سورہ حجر 16-18) اور بالیقین ہم نے آسمان میں بڑے ستارے بنائے اور اسے دیکھنے والوں کے لئے ان سے آراستہ کیا۔ اور ہم نے اسے ہر شیطان مردود سے محفوظ کر دیا ہاں مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شہاب (شعلہ) ہو لیتا ہے۔

عن الربيع (مثله و زاد) وَاللّٰهِ مَاجَعَلَ اللّٰهُ فِيْ نَجْمٍ حَيَاةَ أَحَدٍ وَلا مَوْتَهٗ وَ اِنَّمَا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ.

(تابعی) ربیع بن زیاد رحمہ اللہ نے (بھی حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی طرح فرمایا۔ نیز یہ بھی) فرمایا اللہ کی قسم اللہ نے کسی ستارے میں نہ کسی آدمی کی حیات (یعنی ولادت اور بقاء) کا اور نہ اس کے رزق کا اور نہ اس کی موت کا تعلق رکھا ہے۔ نجومی تو محض اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑتے ہیں (اور یوں کہتے ہیں کہ فلاں ستارے کے طلوع کے ساتھ یہ واقعات وابستہ ہیں اور فلاں ستارے کے فلاں برج میں پہنچنے کے یہ اثرات ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عالم کے حوادث کی اور لوگوں کی قسمت کی ستاروں کے ساتھ کوئی وابستگی نہیں رکھی۔ کوئی بات اگر درست ہو جاتی ہے تو وہ محض اٹکل اور اتفاق ہے)

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلاةٌ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (مسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی کسی عراف (یعنی جو بتاتا ہے کہ چوری کا مال کہاں ہے اور گمشدہ شخص کہاں ہے) کے پاس جا کر اس سے (ایسی) کوئی بات پوچھتا ہے تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں (یعنی اگرچہ فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن آئندہ چالیس دن کی نمازوں پر ثواب نہیں ملتا)۔

علم خط

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ...... مِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ خَطًّا قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ

خَطَّهُ فَذَاکَ (مسلم)

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول......ہم میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو خط کھینچتے ہیں اور (اس کے ذریعہ سے دور کی اور آئندہ کی باتوں کا حساب لگا کر) بتاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نبیوں میں سے ایک خاص نبی (کو خط کا علم دیا گیا تھا اور وہ) خط کھینچ کر خبر معلوم کرتے تھے (یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں غیب کی بعض جزوی خبریں معلوم کرنے کا ذریعہ علم خط سکھایا تھا لیکن اب وہ علم باقی نہیں رہا بلکہ محض اٹکل ہے اور جو لوگ اب ایسا کرتے ہیں تو جس کا خط اٹکل اور اتفاق سے ان نبی کے خط کے موافق ہو جاتا ہے تو اس کی بات صحیح ہو جاتی ہے (لیکن چونکہ اب وہ علم رہا ہی نہیں لہٰذا اب جو کچھ ہے محض وہمی چیز ہے کبھی صحیح ہو گی اور بہت مرتبہ غلط ہو جاتی ہے)۔

فائدہ: دست شناسی اور علم عدد اور علم رمل و علم جفر کا بھی یہی حکم ہے کہ یہ علوم کسی قطعی یا ظنی بنیادوں پر مبنی نہیں اور نہ ہی دین نے ان کو قابل اعتبار بتایا ہے لہٰذا وہمی چیز ہونے کی وجہ سے یہ شریعت میں قابل اعتبار نہیں۔ ان علوم کے دعویداروں کے پاس جا کر مخفی باتوں کو پوچھنا جائز نہیں اور نہ ہی ان علوم سے متعلق کوئی شغل اختیار کرنا چاہئے۔

فال اور شگون

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا طِیَرَةَ وَخَیْرُهَا الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ یَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پرندوں کو اڑا کر شگون لینا (یا کسی اور طریقے سے فال نکالنا یا شگون لینا اسلام میں) نہیں ہے۔ البتہ اس میں جو درست چیز ہے وہ فال (کی صرف ایک ہی قسم) ہے۔ لوگوں نے پوچھا (اس) فال سے کیا مراد ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ عمدہ اور اچھا کلمہ ہے جو تم میں سے کوئی سنے (مثلاً کسی کام سے نکلے اور کامیابی یا سلامتی کا لفظ کان میں پڑا تو اس سے امید کرنا کہ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں گے اور سلامتی رکھیں گے)۔

www.ashrafiwa.com

باب: 13

سنت و حدیث کا بیان

دین میں سنت کا مقام

اللہ تعالیٰ کو انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کا جو نمونہ پسند ہے وہ کمال و اعتدال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال میں موجود ہے۔اسی لئے قرآن پاک میں فرمایا: وَلَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی اے ایمان والو تمہارے لئے رسول اللہ میں بہترین قابل تقلید نمونہ ہے۔اس حقیقت کو رسول اللہ ﷺ نے بھی امت کے سامنے خوب کھول کر بیان کیا تا کہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے اور آپ نے جہاں کہیں لوگوں کو اس حقیقت کو نظر انداز کرتے دیکھا تو فوراً اصلاح فرمائی۔صحابہ جو آپ ﷺ کی تربیت میں رہے اور آپ کے فیضان نظر سے کامل بن گئے خصوصاً خلفائے راشدین کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کو کمال کے ساتھ اپنے اندر اتار لیا تھا اس لئے ان کو بھی قابل تقلید قرار دیا گیا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ ا □ ✦لٰی أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَأُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَداً وَ قَالَ الْآخَرُ أَنَا أَصُوْمُ النَّهَارَ أَبَدًا وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ الْآخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ ا □ ✦لَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ ا □ ✦نِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَ أُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تین صحابی نبی ﷺ کی ازواج کے پاس آئے اور آپ کی عبادت کے معمولات پوچھے۔جب ان کو معمولات بتائے گئے تو انہوں نے اپنے اندازے سے ان کو کم خیال کیا پھر خود ہی کہنے لگے کہاں ہم کہاں نبی ﷺ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف کی ہوئی ہیں۔تو ایک نے کہا میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن میں روزہ رکھوں گا کبھی نہ چھوڑوں گا۔تیسرے نے کہا میں تو عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا کبھی بھی نکاح نہ کروں گا۔نبی ﷺ (کو ان کی بات پہنچی تو آپ) ان کے پاس آئے اور پوچھا کیا تم ہی ہو جنہوں نے ایسی ایسی بات کہی (انکے ہاں کہنے پر آپ نے فرمایا) خدا کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقوی رکھنے والا ہوں اور چونکہ دل کی کیفیت ہی ظاہری اعمال کی بنیاد ہوتی ہے اس لئے تمہارے خیال کے مطابق تو مجھے عبادت میں بہت زیادہ محنت کرنی چاہئے لیکن (اس کے باوجود میرا طریقہ اور میری سنت یہ ہے کہ) میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں (رات میں تہجد کی) نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں اور (چونکہ میری سنت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اللہ نے اس کو نمونہ بنایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل خوبی اس میں ہے کہ آدمی اپنی دینی اور دنیوی ذمہ داریوں کو اعتدال کے ساتھ پورا کرے۔تو) جس نے میری سنت سے اعراض کیا (وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ نہیں رہا اور جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ نہیں رہا) اس کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں رہا۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَابُنَيَّ ا□ ✦نْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِيَ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِکَ غَشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّ وَذٰلِکَ مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ فِي الْجَنَّةِ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے اگر تو ایسا کر سکے کہ تیری صبح وشام اس حال میں ہو کہ تیرے دل میں کسی کے بارے میں بھی بدخواہی نہ ہو تو ایسا کرلے۔ پھر فرمایا اے میرے بیٹے یہ بات میری سنت اور میرے طریقے کی ہے اور جو کوئی میری سنت سے محبت کرے اس نے (درحقیقت) مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی (اور میرے طریقے اور میری سنت پر عمل پیرا رہا) وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا (یعنی وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اور یوں ہم جنت میں اکٹھے ہوں گے اگرچہ درجے مختلف ہوں گے)

عَنْ مَالِکِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ (موطا امام مالک)

امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو تھامے رکھو گے اور ان پر عمل پیرا رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے (ایک) کتاب الٰہی اور (دوسری) اللہ کے رسول کی سنت۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِأً عَلٰى أَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْأً ا□ ✦لَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ أَلَا وَا□ ✦نِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ أَمَرْتُ وَ وَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ ا□ ✦نَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ وَ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ أَهْلِ الْكِتَابِ ا□ ✦لَّا بِا□ ✦ذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَاءِهِمْ وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ ا□ ✦ذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ (ابوداؤد)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم میں کوئی شخص جو اپنی مسہری پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو (اور بے فکری میں ہو اور دین کے صحیح علم کو حاصل کرنے کا کچھ اہتمام نہ کیا ہو) اور (اپنی متکبرانہ جہالت سے) دعویٰ کرتا ہو کہ اللہ نے صرف وہی چیزیں حرام کی ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ خبردار! (خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ فکر بالکل غلط ہے بلکہ وحی الٰہی دو طرح کی ہوتی ہے ایک وحی کتابی اور دوسری وحی غیر کتابی) اور خدا کی قسم (وحی غیر کتابی کی بناء پر) میں نے بہت سی چیزوں کا حکم دیا ہے اور بہت کچھ نصیحتیں کی ہیں اور بہت سی چیزوں سے منع کیا ہے۔ یہ سب احکام قرآنی احکام کے برابر بلکہ ان سے زائد ہیں (جن میں سے بطور مثال چند حکم یہ ہیں کہ) اللہ نے تمہارے لئے جائز نہیں رکھا کہ تم ذمیوں (یعنی وہ غیر مسلم جنہوں نے تمہیں جزیہ دینا قبول کیا ہے ان) کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو اور ان کی عورتوں کو مار پیٹ کرو اور زبردستی ان کے باغوں کے پھل کھاؤ (یعنی ان کی کمائی میں سے ناحق حصہ وصول کرو) جب تک وہ تمہیں جزیہ دیتے رہیں۔

عَنِ الصَّحَابِيِّ الْجَلِيْلِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللّٰہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَسَأَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ فَحَدَّثَهٗ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تُحَدِّثُوْنَاهَا وَتَرَكْتُمُ الْقُرْآنَ. يَا أَبَا نُجَيْدٍ ا□ ✦نَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَنَا بِأَحَادِيْثَ لَمْ نَجِدْ لَهَا أَصْلًا فِي الْقُرْآنِ فَغَضِبَ عِمْرَانُ وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ وَجَدْتَ فِيْهِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ أَرْبَعاً وَوَجَدْتَ الْمَغْرِبَ ثَلَاثاً وَالْغَدَاةَ رَكْعَتَيْنِ وَالظُّهْرَ أَرْبَعاً وَالْعَصْرَ أَرْبَعاً قَالَ لَا قَالَ فَعَمَّنْ أَخَذْتُمْ ذٰلِكَ أَلَسْتُمْ عَنَّا أَخَذْتُمُوْهُ وَأَخَذْنَاهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. أَوَجَدْتُمْ فِيْهِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ وَفِيْ كُلِّ كَذَا بَعِيْرٍ كَذَا وَفِيْ كُلِّ كَذَا دِرْهَمًا كَذَا، قَالَ لَا قَالَ فَعَمَّنْ

www.askfatwa.com

اَخَذْتُمْ ذٰلِکَ، أَلَسْتُمْ عَنَّا أَخَذْتُمُوْهُ وَأَخَذْنَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. أَوَجَدْتُمْ فِيْ الْقُرْآنِ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ أَوَجَدْتُمْ فِيْهِ فَطُوْفُوْا سَبْعًا وَارْكَعُوْا خَلْفَ الْمَقَامِ ؟ أَرَأَيْتَ لَوْ أَبَيْتَ أَنْتَ وَأَصْحَابُکَ ا □ ✦لّاالْقُرْآنَ أَيْنَ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ...... الْمَوْقَفُ بِعَرَفَةَ وَرَمْىُ الْجِمَارِ كَذا، وَالْيَدُ مِنْ أَيْنَ يُقْطَعُ ؟ أَمِنْ هُنَا أَمْ مِنْ هٰهُنَا؟ وَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى مَفْصَلِ الْكَفِّ وَ وَضَعَ عِنْدَ الْمِرْفَقِ وَ وَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ الْمَنْكِبِ أَتَجِدُ هٰذَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مُفَسَّراً. ا □ ✦نَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَدْ أَبْهَمَ هٰذَا وَا □ ✦نَّ السُّنَّةَ تُفَسِّرُ ذٰلِکَ اتَّبِعُوْا حَدِيْثَنَا مَا حَدَّثْنَاكُمْ وَا □ ✦لّا وَاللّٰهِ ضَلِلْتُمْ. (جامع بيان العلم و فضله. المدخل البيهقى. كفاية للخطيب)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کوئی بات پوچھی۔ انہوں نے حدیث بیان کی تو اس شخص نے کہا: کہ یہ کیا احادیث ہیں جو آپ ہم سے بیان کرتے ہیں اور آپ نے قرآن کو ترک کر دیا ہے۔ اے ابو نجید آپ ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کی اصل ہم قرآن میں نہیں پاتے۔ عمران رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے اور اس شخص سے کہا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ پوچھا کیا تو نے اس میں یہ بات پائی کہ عشاء کی نماز کی چار رکعتیں ہیں اور کیا تو نے یہ پایا کہ مغرب کی تین رکعتیں ہیں اور فجر کی دو رکعتیں اور ظہر کی چار اور عصر کی چار رکعتیں ہیں۔ جواب دیا کہ نہیں فرمایا کہ یہ تم نے کس سے حاصل کیا۔ کیا ہم سے حاصل نہیں کیا اور ہم نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے نہیں لیا۔ کیا تم نے اس میں پایا کہ ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے اور اتنے اونٹوں میں اتنے اونٹ ہیں اور ہر اتنے درہم میں اتنے درہم ہیں۔ کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ تم نے کس سے حاصل کیا۔ کیا تم نے اس کو ہم سے حاصل نہیں کیا اور ہم نے اس کو نبی ﷺ سے حاصل کیا۔

تم نے قرآن میں یہ پایا وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ کیا تم نے اس میں یہ بھی پایا کہ سات چکر لگاؤ اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھو۔ بتا اگر تو اور تیرے ساتھی قرآن کے علاوہ (حدیث) کو نہ لیں تو تجھے کہاں سے پتہ چلے کہ موقف اور رمی جمار کیا ہے اور یہ کہ (چوری کی سزا میں) ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا یہاں سے یا وہاں سے اور انہوں نے اپنا ہاتھ ہتھیلی کے جوڑ پر اور کہنی کے جوڑ اور مونڈھے پر رکھا (کیونکہ عربی میں ید کا لفظ ہتھیلی سے لے کر کندھے کے جوڑ تک پر بولا جاتا ہے) کیا تو ان باتوں کا تفصیلی بیان کتاب الٰہی میں پاتا ہے؟ (بات یہ ہے کہ) کتاب اللہ اس بارے میں مبہم ہے (کہ اس میں ان کا تفصیلی بیان نہیں ہے) سنت ان کو بیان کرتی ہے۔ اور فرمایا جو حدیث ہم تم سے بیان کریں تم اس کی پیروی کرو ورنہ اللہ کی قسم تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اس قصے کے آخر میں یہ بھی نقل کیا کہ

وَلَمْ يَكُنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ قَالَ هٰذَا صَاحِبَ بِدْعَةٍ وَلٰكِنَّهُ كَانَتْ مِنْهُ.

وہ شخص جس نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے وہ بات کی بدعتی نہ تھا البتہ یہ بات بدعت کی کہی تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت پیدا ہونے والے بعض بدعتی اور گمراہ فرقوں نے حدیث وسنت کے خلاف مہم چلائی اور کچھ لوگ ان کی باتوں سے متاثر ہو کر ایسی باتیں کرنے لگے تھے۔ موجود صحابہ نے اس گمراہی کا بھی مقابلہ کیا اور تحقیقی جواب دیئے۔

عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ لَا تُحَدِّثُوْنَا ا □ ✦لّا بِمَا فِيْ الْقُرْآنِ فَقَالَ مُطَرِّفُ ا □ ✦نَّا وَاللّٰهِ مَا نُرِيْدُ بِالْقُرْآنِ بَدَلاً وَلٰكِنْ نُرِيْدُ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بِالْقُرْآنِ مِنَّا (بيهقى)

ایوب سختیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے (بڑے تابعی) حضرت مطرف بن عبداللہ شخیر رحمہ اللہ سے کہا آپ ہمیں صرف وہی

www.askfatwa.com

بتائیں جو قرآن میں ہے (حدیث نہ بتائیں) تو حضرت مطرف نے فرمایا اللہ کی قسم (حدیث وسنت سے) ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ ہم قرآن (کو چھوڑ کر اس کا بدل تلاش کریں بلکہ ہماری غرض تو وہ ہستی (یعنی رسول اللہ ﷺ کی ذات) ہے جو قرآن کی ہم سے زیادہ عالم ہے (جب آپ ﷺ قرآن کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں تو ہمیں قرآن کو سمجھنے کے لئے آپ ہی کے اقوال و افعال کو دیکھنا پڑے گا)۔

مندرجہ بالا حقائق کی بنا پر بعض تابعین سے ایسے اقوال ملتے ہیں۔

1- قَالَ الْأَوْزَاعِیُ. اَلْكِتَابُ أَحْوَجُ اِلَی السُّنَّةِ مِنَ السُّنَّةِ اِلَی الْكِتَابِ.

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کتاب الٰہی جتنی سنت کی محتاج ہے اتنی سنت کتاب الٰہی کی محتاج نہیں ہے (کیونکہ کتاب الٰہی میں احکام کو تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔ وہ تفصیل سنت میں ملتی ہے مثلاً قرآن میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم ہے لیکن ان کی تفصیل نہیں ہے)۔

2- قَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِیْ كَثِيْرٍ اَلسُّنَّةُ قَاضِيَةٌ عَلَى الْكِتَابِ وَلَيْسَ الْكِتَابُ قَاضِياً عَلَى السُّنَّةِ.

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ نے کہا سنت کتاب الٰہی کی تفصیل کرنے والی ہے کتاب الٰہی سنت کی تفصیل کرنے والی نہیں ہے۔

فائدہ: اس قول کا یہ ترجمہ کرنا کہ سنت کتاب الٰہی کے خلاف فیصلہ دے سکتی ہے غلط ہے اور خود کہنے والے کی مراد کے بھی خلاف ہے۔

سنت کے ساتھ تمسک کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَمَسَّکَ بِسَنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِیْ فَلَهٗ أَجْرُ مِأَةِ شَهِيْدٍ (مَشكواة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب (بدعات اور فسق کی کثرت اور زور کی وجہ سے) میری امت میں فساد پھیلا ہوا اس وقت جو کوئی میری سنت (یعنی میرے طریقوں) پر کاربند رہے گا تو (چونکہ یہ احیائے دین ہے اور اس کی خاطر مذکورہ حالات میں اس کو بہت کچھ مخالفتیں اور مشقتیں برداشت کرنی پڑیں گی لہٰذا) اس کو سو شہیدوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی سنت کے اصول وفروع سے اہل علم صحابہ اور ان میں سے بھی خصوصاً خلفائے راشدین خوب باخبر تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان کے علم وعمل کو سند جواز عطا فرمائی اور تصریح فرما دی کہ یہ حضرات جو طریقہ بھی بتائیں وہ چونکہ میری سنت کے اصول کے مطابق ہوگا اس لئے اس کو میری ہی سنت کا تتمہ سمجھو اور اس پر عمل کرو۔

خلفائے راشدین کی سنت کی حجیت

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرِفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَ وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا فَقَالَ أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ ...... فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافاً كَثِيْراً فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ (احمد)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پھر آپ ہماری طرف رخ کر کے بیٹھ گئے اور ہمیں انتہائی پر اثر وعظ ونصیحت فرمائی جس سے ہماری آنکھیں چھلک پڑیں اور ہمارے دل خوفزدہ ہوگئے۔ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو الوداعی وعظ معلوم ہوتا ہے آپ ہمیں کچھ (مزید) وصیت فرما دیجئے (جو آپ کی وفات کے بعد ہمارے لئے دنیا وآخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہو) آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے (اور نتیجتاً اس کی نافرمانیوں سے بچنے) کی وصیت کرتا ہوں ...... اور جو میرے بعد زندہ رہیں

www.askfatwa.com

گے وہ بہت کچھ اختلاف دیکھیں گے (کہ لوگ حق کو چھوڑ کر نئے نئے عقیدے اور گمراہیاں اختیار کرلیں گے تو ان گمراہیوں سے بچنے کیلئے) تم لازمی طور پر میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین (یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم) کی سنت پر (جو کہ درحقیقت میری ہی سنت ہوگی) کاربند رہنا اور مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

صحابہ کی سنت کی حجیت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَا□✦نَّ الْحَيَّ لَا تُؤمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوْا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِا□✦قَامَةِ دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى أَثَرِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَا□✦نَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدٰى الْمُسْتَقِيْمِ (مشکوٰۃ)

جو کوئی کسی کی سنت اختیار کرنا چاہتا ہے تو وہ ان کی سنت اختیار کرے جو وفات پاچکے ہیں کیونکہ زندہ کے بارے میں فتنہ میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے امن نہیں ہے اور یہ لوگ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب ہیں یہ اس امت کے سب سے افضل حضرات تھے۔ ان کے دل سب سے زیادہ نیک تھے اور ان کا علم بہت ہی گہرا تھا۔ ان (کے اعمال وافعال) میں تکلف نام کو بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لئے اختیار کیا۔ تو تم ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو اور اپنی طاقت بھر ان کے اخلاق اور ان کی سیرت کا اتباع کرو کیونکہ وہ بالکل صحیح سیرت پر تھے۔

سنت و حدیث کی حفاظت

صحابہ اور پھر تابعین رضی اللہ عنہم دونوں کے دور میں دونوں طرح سے حدیث کی حفاظت کا اہتمام تھا ایک زبانی یاد کر کے اور دوسرے تحریر میں ضبط کر کے۔

عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَكْثَرَ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنِّيْ اِ□✦لَّا مَاكَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَا□✦نَّهٗ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ (بخاری و ترمذی)

وہب بن منبہ اپنے بھائی (ہمام بن منبہ) سے نقل کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی مجھ سے زیادہ نبی ﷺ کی حدیثوں والا نہیں تھا سوائے حضرت عبداللہ بن عمرو کے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا (محض زبانی یاد کرنے پر اکتفا کرتا تھا)۔

صحابہ میں کتابت حدیث کا اہتمام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُرِيْدُ حِفْظَهٗ فَنَهَتْنِيْ قُرَيْشٌ وَقَالُوْا تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَوْمَأَ بِا□✦صْبَعِهٖ اِ□✦لٰى فِيْهِ وَقَالَ اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنْهُ اِ□✦لَّا الْحَقُّ (ابوداؤد)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ہر اس چیز کو لکھ لیتا تھا جو میں رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا اور اس سے میری غرض یہ ہوتی کہ میں حدیث کو یاد رکھوں گا۔ مجھے قریش نے (اس سے) روکا اور کہا تم رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں جو غصہ اور رضا مندی (دونوں حالتوں) میں بھی بات کہتے ہیں (اور ظاہر یہ ہے کہ اعتدال کی حالت سے ہٹ کر جب دوسری حالت ہوگی تو دیگر لوگوں کی طرح آپ کی بات بھی حق و اعتدال کی راہ سے کچھ ہٹی ہوئی ہو سکتی ہے)۔ تو میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور اس بات کا ذکر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا تم لکھتے رہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَايُرَغِّبُنِىْ فِى الْحَيَاةِ ا □ ✦لَّا الصَّادِقَةُ وَالْوَهْطُ. فَأَمَّا الصَّادِقَةُ فَصَحِيْفَةٌ كَتَبْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَّا الْوَهْطُ فَأَرْضٌ تَصَدَّقَ بِهَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَانَ يَقُوْمُ عَلَيْهَا (دارمی)

مجاہد رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا زندگی کی مجھے ترغیب دینے والی صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک صادقہ ہے اور دوسری وہط ہے۔ صادقہ سے مراد تو ایک (حدیثوں کا) صحیفہ (رجسٹر) ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے (سن کر) لکھا۔ اور وہط سے مراد وہ زمین تھی جو (میرے والد) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وقف کر دی تھی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ خود اس کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نُهَيْكٍ قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ مَا أَسْمَعُ مِنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ. فَلَمَّا أَرَدْتُّ أَنْ أُفَارِقَهُ أَتَيْتُهُ بِكِتَابِهٖ فَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ هٰذَا مَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ (دارمی)

بشیر بن نہیک کہتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیثیں سنتا تھا ان کو لکھ لیا کرتا تھا۔ جب میرا ان کے پاس سے واپسی کا ارادہ ہوا تو میں اپنی کاپی ان کے پاس لایا اور ان کو وہ پوری پڑھ کر سنائی اور (پھر طلب تصدیق کے طور پر) میں نے ان سے کہا یہ وہ (ہی) ہیں (نا) جو میں نے آپ سے سنی تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ صَحِيْفَةٍ (دارمی)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس (ان کی بتائی ہوئی حدیثیں) ایک کاپی میں لکھتا تھا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِىْ سُفْيَانَ أَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ (دارمی)

عمر بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس علم (حدیث) کو کتابت کے ذریعہ قید کر لو۔

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ قَالَ قَيِّدُوْا هٰذَا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ (دارمی)

عبدالملک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس علم (یعنی حدیث) کو کتابت کے ذریعہ قید کر لو۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّهٗ سَأَلَ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِىَّ عَنْ كِتَابِ الْعِلْمِ فَقَالَ لَابَأْسَ بِذٰلِكَ (دارمی)

حسن بن جابر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے علم (حدیث) کو لکھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

www.askfatwa.com

عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا كَانَ يَقُوْلُ لِبَنِيْهِ يَابَنِيَّ قَيِّدُوْا هٰذَا الْعِلْمَ. (دارمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پوتے ثمامہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں سے کہتے تھے کہ اے میرے بیٹو اس علم کو قید کرلو (یعنی لکھ لو)

تابعین میں کتابت حدیث کا اہتمام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰی أَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنِ اكْتُبْ إِلَیَّ بِمَا ثَبَتَ عِنْدَكَ مِنَ الْحَدِيْثِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَبِحَدِيْثِ عُمَرَ فَإِنِّیْ قَدْ خَشِيْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذِهَابَهُ (بخاری)

عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن محمد بن حزم رحمہ اللہ کو یہ فرمان لکھا کہ آپ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی جو حدیثیں ثابت ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیثیں ثابت ہوں وہ مجھے لکھ بھیجیں کیونکہ (اگر ان کو تحریری صورت میں جمع نہ کیا گیا تو) مجھے علم (حدیث) کے مٹ جانے اور چلے جانے کا خوف ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰی أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَنِ انْظُرُوْا حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاكْتُبُوْهُ فَإِنِّیْ قَدْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَ ذِهَابَ أَهْلِهٖ (دارمی)

عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اہل مدینہ کو (یہ فرمان) لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو تلاش کرواوران کو لکھ لو کیونکہ (اگر ان کو تحریری صورت میں جمع نہ کیا گیا تو) مجھے علم (حدیث) کے مٹ جانے اور اہل علم کے ختم ہوجانے کا خوف ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ الْمُكْتِبِ قَالَ رَأَيْتُهُمْ يَكْتُبُوْنَ التَّفْسِيْرَ عَنْ مُجَاهِدٍ (دارمی)

عبید مکتب کہتے ہیں میں نے مجاہد رحمہ اللہ کے شاگردوں کو دیکھا کہ وہ ان سے تفسیر لکھ رہے ہیں۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰی أَنَّهٗ رَاٰی نَافِعًا مَوْلَی ابْنِ عُمَرَ يُمْلِیْ عِلْمَهٗ وَيُكْتَبُ بَيْنَ يَدَيْهِ (دارمی)

سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نافع کو دیکھا (جو کہ حدیث کے بڑے عالم تھے) کہ وہ اپنی حدیثیں املا کرا رہے ہیں اور وہ ان کے سامنے ہی لکھی جا رہی ہیں۔

عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِيْمَ إِنَّ سَالِمًا أَتَمُّ مِنْكَ حَدِيْثًا قَالَ إِنَّ سَالِمًا كَانَ يَكْتُبُ (دارمی)

منصور کہتے ہیں میں نے ابراہیم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ (کیا وجہ کہ) سالم آپ سے زیادہ حدیث میں کمال رکھتے ہیں۔انہوں نے جواب دیا کہ سالم حدیث لکھ لیا کرتے تھے (اور ہم صرف زبانی یاد کرتے تھے)۔

عَنْ شُرَحْبِيْلَ أَبِیْ سَعْدٍ قَالَ دَعَا الْحَسَنُ بَنِيْهِ وَبَنِیْ أَخِيْهِ فَقَالَ يَابَنِیَّ وَبَنِیْ اَخِیْ إِنَّكُمْ صِغَارُ قَوْمٍ يُوْشِكُ أَنْ تَكُوْنُوْا كِبَارَ آخَرِيْنَ فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ. فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ أَنْ يَّرْوِيَهٗ أَوْ قَالَ يَحْفَظَهٗ فَلْيَكْتُبْهُ وَلْيَضَعْهُ فِیْ بَيْتِهٖ (دارمی)

ابوسعد شرحبیل کہتے ہیں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو بلایا اور کہا اے میرے بیٹوں اور میرے بھتیجو تم (اس وقت) قوم کے چھوٹے لوگوں میں سے ہو۔قریب ہے کہ تم آئندہ لوگوں کے بڑے بن جاؤ (تو تم میں بڑے ہونے کی اہلیت بھی ہونی چاہئے جس کے لئے دنیا وآخرت میں کام آنے والا علم ضروری ہے) لہٰذا علم (حدیث) حاصل کرو۔اور جو کوئی تم میں سے حدیث کو یاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو

www.askfatwa.com

تو وہ اس کو لکھ لے اور اس کو اپنے گھر میں (اپنے پاس سنبھال کر رکھے)

عَنْ يُوْنُسَ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ يَكْتُبُ وَيَكْتُبُ وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَايَكْتُبُ وَلَا يَكْتُبُ (دارمی)

یونس کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ حدیث خوب لکھتے تھے اور ابن سیرین رحمہ اللہ بالکل نہ لکھتے تھے (بلکہ زبانی یاد کرتے تھے)

تنبیہ:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ وَمَنْ كَتَبَ عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوْا عَنِّيْ وَلَا حَرَجَ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میری طرف سے (جہاں قرآن لکھا ہو اس میں) کچھ (حدیث) نہ لکھو (یا اس طرز پر مت لکھو کہ بعد میں کسی کو یہ غلط فہمی ہو جائے کہ یہ بھی قرآن کا حصہ ہے) اور جس کسی نے میری طرف سے قرآن کے علاوہ کو (مندرجہ بالا طریقوں پر) لکھا ہو وہ اس کو مٹا دے۔ اور تم زبانی مجھ سے حدیث بیان کرو اس میں کچھ حرج (اور مضائقہ) نہیں ہے۔

فائدہ: حَدِّثُوْا عَنِّيْ وَلَا حَرَجَ کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ اس وقت حدیث کو خاص طرز پر لکھنا منع کیا گیا تھا نہ تو اور طرح لکھنے سے منع کیا اور نہ خود حدیث سے منع کیا بلکہ اس کو زبانی بیان کرنے کی ترغیب دی جس سے اس کا حجت ہونا معلوم ہوتا ہے۔

صحابہ میں حدیثیں زبانی یاد کرنے کا اہتمام

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ أَكْثَرَ أَبُوْهُرَيْرَةَ وَلَوْ لَا آيَتَانِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَاحَدَّثْتُ حَدِيْثًا ثُمَّ تَلَا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى اِلٰى قَوْلِهِ الرَّحِيْمُ اِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِيْ أَمْوَالِهِمْ وَأَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِشَبْعِ بَطْنِهٖ وَيَحْضُرُ مَالَا يَحْضُرُوْنَ وَيَحْفَظُ مَالَا يَحْفَظُوْنَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا۔ پھر انہوں نے وہ آیتیں پڑھیں اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَااَنْزَلْنَا الخ (بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارے صاف حکم اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں، ان پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے مگر جنہوں نے توبہ کی اور درست کیا اپنے کام کو اور بیان کر دیا حق بات کو تو ان کو معاف کرتا ہوں اور میں ہوں بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان) ہمارے مہاجر بھائیوں کی بازاروں میں تجارت کی مشغولیت ہوتی تھی اور ہمارے انصاری بھائیوں کی مشغولیت ان کی زمینوں میں کاشتکاری کی تھی جب کہ ابو ہریرہ تو (بس صرف) پیٹ بھرنے پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا اور ایسے اوقات میں حاضر رہتا تھا جب وہ نہیں ہوتے تھے اور ایسی چیزیں یاد کر لیتا تھا جو وہ یاد نہیں کر سکتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا أَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَائَكَ فَبَسَطْتُّهٗ فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں جن کو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ۔ میں نے اپنی چادر بچھائی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے (اس میں) کچھ اشارہ فرمایا۔ پھر فرمایا (اس

چادر کو اپنے ساتھ لگا لو۔ میں نے اس کو (اپنے سینہ کے ساتھ) لگا لیا۔ پھر میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ ا □ ✦ نِّی لَیَمْنَعُنِیُ أَنْ أُحَدِّثَکُمْ حَدِیْثًا کَثِیْرًا ا □ ✦ نَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ کَذِبًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا (مجھے بہت سی حدیثیں یاد ہیں لیکن) بہت حدیثیں بیان کرنے سے مجھے یہ بات روکتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم کی آگ میں بنالے (مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں حدیث میں غلطی سے کمی بیشی نہ ہو جائے اس لئے بیان کرنے سے رکتا ہوں لیکن ساتھ ہی اطمینان ہے کیونکہ وہ حدیثیں ضائع نہیں ہوئیں بلکہ اور لوگوں نے ان کو بیان کر دیا ہے)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَحَادِیْثَ وَحَفِظْتُھَا (طبرانی کبیر)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث کو سنا اور ان کو یاد کیا۔

تابعین میں حدیثیں زبانی یاد کرنے کا اہتمام

عَنْ مَالِکِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ الزُّھْرِیُّ بِحَدِیْثٍ فَلَقِیْتُہٗ فِیْ بَعْضِ الطَّرِیْقِ. فَأَخَذْتُ بِلِجَامِہٖ فَقُلْتُ یَا أَبَابَکْرٍ أَعِدْ عَلَیَّ الْحَدِیْثَ قَالَ وَ تَسْتَعِیْدُ الْحَدِیْثَ قَالَ قُلْتُ وَ مَا کُنْتَ تَسْتَعِیْدُ الْحَدِیْثَ قَالَ لَا قُلْتُ وَلَا تَکْتُبُ قَالَ لَا (دارمی)

امام مالک کہتے ہیں امام زہری رحمہ اللہ نے ایک حدیث سنائی تھی۔ ایک رستہ میں میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان (کے گھوڑے) کی لگام پکڑ لی اور درخواست کی کہ اے ابوبکر جو حدیث آپ نے ہمیں سنائی تھی اس کو میرے لئے دوبارہ ذکر کر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا (ارے) تم حدیث کو دوبارہ کہلوا رہے ہو؟ (جس کا مطلب ہے کہ تم نے پہلی دفعہ سنتے ہوئے یا تو پوری حاضر دماغی سے کام نہیں لیا یا بعد میں اس کو یاد رکھنے کا پورا اہتمام نہیں کیا۔ مجھے ان کے اس طرح کہنے پر تعجب ہوا تو) میں نے پوچھا کیا آپ حدیث کا اعادہ نہیں کرواتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ حدیث لکھتے بھی نہیں تھے کہا نہیں (لکھتے بھی نہیں تھے بلکہ ایک دفعہ کے سنے ہوئے کو یاد کرتے تھے)۔

عَنْ شَبْرُمَۃَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ یَقُوْلُ مَا کَتَبْتُ سَوَاداً فِیْ بَیَاضٍ وَلَا اسْتَعَدْتُّ حَدِیْثًا مِنْ ا □ ✦ نْسَانٍ (دارمی)

شبرمہ کہتے ہیں میں نے امام شعبی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نہ تو کبھی حدیث لکھی (بلکہ ہمیشہ زبانی سنی اور زبانی اس کو یاد رکھا) اور (ہمیشہ بہت ہی حاضر دماغی سے کام لیا یہاں تک کہ) میں نے کسی بھی شخص سے (ایک دفعہ حدیث سننے کے بعد) حدیث کو دوبارہ نہیں کہلوایا۔

حدیث کے لینے میں احتیاط

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَیْسَ کُلُّنَا کَانَ یَسْمَعُ حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کَانَتْ لَنَا ضَیْعَۃٌ وَّ أَشْغَالٌ وَلٰکِنَّ النَّاسَ لَمْ یَکُوْنُوْا یَکْذِبُوْنَ یَوْمَئِذٍ فَیُحَدِّثُ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ (بیہقی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم (صحابہ) میں سے سب رسول اللہ ﷺ کی حدیث (خود) نہیں سنتے تھے (کیونکہ) ہماری زمینیں اور مشغولیتیں تھیں (جن کے لئے ہم سے کچھ کو جانا ہی ہوتا تھا) لیکن اس دور میں لوگ (یعنی صحابہ) جھوٹ نہیں بولتے تھے اور جو لوگ نبی

www.askfatwa.com

ﷺ کی مجلس میں موجود ہوتے تھے وہ غیر موجود لوگوں کو (بعد میں آپ ﷺ کی اس مجلس کی) حدیثیں بیان کرتے۔

عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَ بِحَدِيْثٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ أَوْ حَدَّثَنِيْ مَنْ لَّمْ يَكْذِبْ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَكْذِبُ وَلَا كُنَّا نَدْرِى الْكَذِبَ (بيهقى)

قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی۔ (حاضرین میں سے) ایک شخص نے پوچھا کیا آپ نے خود یہ رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (جو حدیثیں میں بیان کرتا ہوں وہ یا تو خود میں نے اپنے کانوں سے براہ راست نبی ﷺ سے سنی ہوتی ہیں) یا مجھ سے ایسے صاحب نے بیان کی ہوتی ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اللہ کی قسم ہم (صحابہ) نہ تو جھوٹ بولتے تھے (تو حدیث میں تو اور بھی جھوٹ سے بچتے تھے کیونکہ اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں) اور نہ ہی ہم جھوٹ (بولنے) کو جانتے تھے (کہ کیسے بولتے ہیں کیونکہ ہمیں اس سے کچھ سروکار ہی نہیں تھا)۔

لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بعض گمراہ اور بدعتی فرقوں کا ظہور ہوا جنہوں نے اپنے مطلب کی جھوٹی حدیثیں ایجاد کرنی شروع کیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیث کو قبول کرنے میں احتیاط و تحقیق کی راہ اختیار کی اور پوچھتے کہ کن واسطوں سے حدیث بیان کرتے ہو۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ لَمْ يَكُوْنُوا يَسْأَلُوْنَ عَنِ الا □ ✦سْنَادِ. فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوْا سَمُّوْا لَنَا رِجَالَكُمْ. فَيُنْظَرُ ا □ ✦لٰى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيْثُهُمْ وَيُنْظَرُ ا □ ✦لٰى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيْثُهُمْ (مسلم. مقدمه)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ (جو کہ بڑے تابعین میں سے تھے انہوں) نے فرمایا (پہلے جب کوئی حدیث سناتا تو) لوگ اس سے اس حدیث کی سند (یعنی حدیث روایت کرنے والوں کے ناموں کے سلسلہ) کے بارے میں نہ پوچھتے تھے (کیونکہ وہ لوگ صحابہ تھے جو جھوٹ نہ بولتے تھے)۔ پھر جب (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا) فتنہ رونما ہوا (اور بدعتی گروہ پیدا ہوئے جو اپنے مطلب کی حدیثیں گھڑنے لگے) تو (اب حدیث سنانے والوں سے) کہتے کہ اپنی حدیث کے واسطوں کے نام بتاؤ۔ پھر دیکھا جاتا اگر وہ اہلسنت ہوتے تو ان کی حدیث لے لیتے اور اگر بدعتی ہوتے تو ان کی بتائی ہوئی حدیث نہ لیتے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ بُشَيْرًا الْعَدَوِىَّ جَاءَ ا □ ✦لٰى ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَذَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَذَا فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذَنُ لِحَدِيْثِهِ وَلَا يَنْظُرُ ا □ ✦لَيْهِ. فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا لِيْ أَرَاكَ لَا تَسْمَعُ لِحَدِيْثِيْ. أُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَسْمَعُ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ا □ ✦نَّا كُنَّا مَرَّةً ا □ ✦ذَا سَمِعْنَا رَجُلاً يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْتَدَرَتْهُ أَبْصَارُنَا وَ أَصْغَيْنَا ا □ ✦لَيْهِ بِآذَانِنَا. فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ ا □ ✦لَّا مَا نَعْرِفُ (مسلم، مقدمه)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بشیر عدوی (نامی تابعی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا لیکن حضرت ابن عباس نے نہ تو ان کی حدیث کی طرف کان لگائے اور نہ ہی ان کی طرف نظر اٹھائی۔ (یہ دیکھ کر) بشیر نے کہا اے ابن عباس کیا بات ہے کہ آپ میری (بیان کردہ) حدیث کو سن ہی نہیں رہے۔ (یہ عجیب معاملہ ہے کہ) میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور آپ سن ہی نہیں رہے۔ (اس پر) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے

فرمایا ایک وقت تھا کہ جب ہم کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو فوراً اس کی طرف ہماری نگاہیں اٹھ جاتی تھیں اور ہم اس کی طرف اپنے کان لگا لیتے تھے۔ لیکن جب سے لوگوں نے اچھے برے رستوں پر چلنا شروع کر دیا (یعنی بدعتیں ایجاد ہو گئیں اور بدعتی لوگوں نے حدیثیں ایجاد کرنا شروع کر دیں) تو ہم لوگوں سے صرف وہی حدیثیں لیتے ہیں جن (کے دین سے ہونے) کو ہم پہچانتے ہیں۔

www.askfatwa.com

باب: 14

بدعت

بدعت کی تعریف اور حکم

1-عَنْ عَـائِشَةَ رضی اللّٰه عنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحْدَثَ فِیْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں (دین کے کام کے طور پر) کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے (یعنی دین میں اس کے جواز کی قرآن، سنت اور قیاس میں کوئی دلیل نہیں ہے) تو وہ بات مردود ہے (اور اللہ کے ہاں غیر مقبول ہے)

2-عَنْ جَابِرٍ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ أَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَا تُهَا وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (حمد وصلاۃ کے بعد یہ بتانا ہے کہ) سب سے بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے (کیونکہ وہ سراسر ہدایت ہے) اور سب سے بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے (کیونکہ وہ کتاب الٰہی کی عملی تفسیر ہے) اور سب سے برے کام وہ ہیں جو دین میں نئے ایجاد کئے گئے ہوں (خواہ انکا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے اور دین میں ان کے جواز کی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ ایسے کام دین کی اصطلاح میں بدعت کہلاتے ہیں) اور (ایسی) ہر بدعت گمراہی ہے (کہ راہ حق سے ہٹ کر ہے)

بدعات کی ایک مثال سے وضاحت

3-عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْـنِ مَسْـعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِیْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطاً عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَـنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِنْهَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْ ا □ ✦ لَیْـهِ وَقَرَأَ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ الآ یه (احمد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کا (سیدھا) رستہ ہے (جو عقائد حقہ اور اعمال صالحہ پر مشتمل ہے) پھر آپ نے اس خط (سے منحرف اور اس) کے دائیں بائیں چند اور خطوط کھینچے اور فرمایا یہ بھی رستے ہیں (لیکن) ان میں سے ہر رستے پر (انسانوں میں سے یا جنوں میں سے) ایک شیطان موجود ہے جو اس رستے کی طرف بلاتا ہے گمراہ انسان بھی گمراہی کے نئے نئے رستے نکال کر لوگوں کو ان کی طرف بلاتے ہیں اور شیطان جن بھی اور یہ آیت پڑھی وَ أَنَّ هٰـذَا صِـرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا الـخ یعنی یہ میرا رستہ ہے اس حال میں کہ یہ سیدھا ہے تو بس اسی پر چلو اور شیطانوں کے رستے جو راہ حق سے منحرف اور ہٹے ہوئے ہیں ان پر مت

www.askfatwa.com

چلو ورنہ تم راہ حق سے بھٹک جاؤ گے۔

بدعت کی ایجاد کا وبال:

4-عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ قَدْ أُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَا □ ✦ نَّ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِأَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئاً وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْا □ ✦ ثْمِ مِثْلَ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئاً (ترمذی)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت میں سے کسی سنت کو زندہ کیا (کہ قول و عمل سے اس کی اشاعت کی) جو میرے بعد (اس پر عمل کے متروک ہونے کی وجہ سے) مردہ ہو چکی تھی (تو اس کی کوشش کی وجہ سے) جو لوگ بھی اس پر عمل کریں گے ان سب کے اجر کے برابر اس شخص کو اجر ملے گا اور دیگر عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی نہ کی جائے گی اور جس نے کوئی گمراہ بدعت ایجاد کی جو اللہ اور اس کے رسول پسند نہیں کرتے تو اس پر جو بھی عمل کریں گے ان کے گناہوں کے برابر اس شخص کو بھی گناہ ملے گا جب کہ ان لوگوں کے گناہ میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے مدینہ منورہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانا دیا تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں اور انسانوں کی سب کی لعنت ہے۔ نہ تو اس کی نفلی عبادت قبول ہوگی اور نہ فرض عبادت قبول ہوگی۔

فائدہ: بدعت جہاں بھی ہو بدعت ہے اور بڑے وبال کی چیز ہے لیکن مقام کی اہمیت کے اعتبار سے اس کا وبال اور بڑھ جاتا ہے۔ مدینہ منورہ تو رشد و ہدایت کا مرکز ہے اس لئے وبال اور بھی زیادہ ہوگا۔

بدعت کی ایک خاص نحوست

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً ا □ ✦ لَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ ا □ ✦ حْدَاثِ بِدْعَةٍ (احمد)

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی قوم کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے تو اس کی مثل سنت اس سے اٹھالی جاتی ہے (کیونکہ اس عمل میں جو سنت طریقہ تھا اس قوم اس کو ترک کر کے من گھڑت اور بے دلیل طریقہ اختیار کیا اور یوں سنت سے محروم ہوئی۔ تو جب بدعت کی یہ نحوست ہے) تو کسی چھوٹی سی سنت کو تھامے رکھنا کسی بدعت کو ایجاد کرنے سے بہتر ہے (اگرچہ اپنی کوتاہ نظر میں اس بدعت میں بڑی فضیلت نظر آ رہی ہو)

بدعتی توقیر و تعظیم کا مستحق نہیں

عَنْ ا □ ✦ بْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْا □ ✦ سْلَامِ (بیهقی)

(تابعی) حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی بدعتی کی توقیر کی اس نے اسلام کو ڈھانے

www.askfatwa.com

میں مددی (کیونکہ اسلام تو رسول اللہ ﷺ کے کئے ہوئے اور بتائے ہوئے طریقوں کا نام ہے جن کو سنت بھی کہتے ہیں اور بدعتی سنت اور اسلام کے طریقے کو ڈھا کر ہی اس پر اپنی بدعت کو قائم کرتا ہے۔ اور بدعتی کی توقیر و تعظیم کرنا اس کی تائید کرنے میں شمار ہوتا ہے لہٰذا بدعتی کی توقیر کرنے والا بھی جرم میں شریک ہو جاتا ہے)۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ا□ ✦نَّ فُلانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلامَ قَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَا□ ✦نْ كَانَ أَحْدَثَ فَلا تَقْرَأْ عَلَيْهِ السَّلامَ (دارمی)

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے کچھ بدعت ایجاد کر لی ہے۔ اگر (فی الواقع) اس نے بدعت ایجاد کی ہے تو اس کو (میری طرف سے) سلام نہ کہنا۔

بدعت کی چند صورتیں

مستحب کام کو ناجائز ہیئت کے ساتھ کرنا

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی ﷺ پر درود مستحب ہے۔ لیکن غیر مشروع ہیئت میں اس کو کرنا بدعت ہے۔ ایک غیر مشروع ہیئت یہ ہے کہ اجتماعی صورت میں اس طریقے سے کیا جائے کہ سب ذکر کرنے والے یہ التزام کریں کہ وہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں گے خواہ کسی کو امیر بنا کر یا اس کے بغیر اور خواہ جہرا ہو یا سرا ہو۔

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ أَخْبَرَ رَجُلٌ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَنَّ قَوْمًا يَجْلِسُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْهِمْ رَجُلٌ يَقُوْلُ كَبِّرُوا اللّٰهَ كَذَا وَكَذَا وَسَبِّحُوا اللّٰهَ كَذَا وَكَذَا وَ احْمَدُوا اللّٰهَ كَذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَيَقُوْلُوْنَ ذٰلِكَ ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَا□ ✦ذَا رَأَيْتَهُمْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَأْتِنِيْ فَأَخْبِرْنِيْ بِمَجْلِسِهِمْ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَجْلِسِهِمْ فَأَتَاهُمْ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ لَهُ فَجَلَسَ فَلَمَّا سَمِعَ مَايَقُوْلُوْنَ قَامَ وَكَانَ رَجُلاً حَدِيْداً فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ جِئْتُمْ بِبِدْعَةٍ ظَلْمَاءَ أَوْلَقَدْ فُقْتُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ عِلْمًا. فَقَالَ أَحَدُهُمْ مُتَعَذِّرًا وَاللّٰهِ مَا جِئْنَا بِبِدْعَةٍ ظَلْمَاءَ وَلَا فُقْنَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُتْبَةَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالطَّرِيْقِ فَالْزَمُوْهُ فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتُمْ لَقَدْ سُبِقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَلَئِنْ أَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَتَضِلُّوْنَ ضَلَالًا بَعِيْدًا. وَفِيْ رِوَايَةٍ أَخْرَجَهَا الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ يَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَ أَتُوْبُ اِلَيْهِ فَأَمَرَ هُمْ أَنْ يَّتَفَرَّقُوْا (حياة الصحابة)

(کئی صحابہ کے شاگرد اور بخاری و مسلم کے راویوں میں سے سعید بن فیروز) ابوالبختری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ کچھ لوگ مغرب کے بعد مسجد میں بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اتنی مرتبہ تکبیر کہو اور اتنی مرتبہ تسبیح کہو اور اتنی مرتبہ تحمید کہو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کیا وہ اس طرح کہتے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جب تم ان کو ایسا کرتے دیکھو تو میرے پاس آ کر مجھ کو ان کی مجلس کی خبر دینا۔ کہتے ہیں کہ (مسجد میں جب لوگوں کی مجلس ہونے لگی تو) میں نے آ کر آپ کو ان کی مجلس کے انعقاد کی خبر دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ برنس (ٹوپی والا لمبا کوٹ) پہنے ہوئے ان لوگوں کے پاس آئے اور بیٹھ

www.askfatwa.com

گئے اور جب جو کچھ وہ کہہ رہے تھے اس کو سنا تو کھڑے ہو گئے اور وہ تیز فہم وسخت آدمی تھے اور کہا میں عبداللہ بن مسعود ہوں۔ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی قسم تم نے یہ نہایت تاریک وسیاہ بدعت ایجاد کی ہے یا پھر تم نبی ﷺ کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے ہو۔ ان میں سے ایک نے معذرت کے طور پر کہا کہ اللہ کی قسم نہ تو ہم نے تاریک و سیاہ بدعت ایجاد کی اور نہ ہی ہم علم میں محمد ﷺ کے اصحاب پر فائق ہوئے اور عمرو بن عتبہ نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (تم صحابہ) کے طریقے کو لازم پکڑو۔ اللہ کی قسم اگر تم نے اس جیسے کام کئے تو تم بہت پیچھے رہ جاؤ گے اور اگر تم نے دائیں یا بائیں کوئی راہ اختیار کی تو تم دور کی گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔ طبرانی کی معجم کبیر کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عمرو بن عتبہ نے کہا اے ابن مسعود میں اللہ کی بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ تو آپ نے لوگوں کو متفرق ہونے کا حکم دیا۔

فائدہ: تسبیح تہلیل اور تحمید اذکار مسنونہ ہیں۔ مسجد میں ذکر کرنا بھی منع نہیں اور صحابہ کے دور میں مجالس ذکر بھی ہوتی تھیں۔ لیکن ان جائز چیزوں کے ساتھ جب یہ ہیئت ملی کہ اجتماع میں شریک سب لوگوں نے یہ التزام کیا کہ وہ سب ایک ہی وقت میں ایک ہی ذکر کریں گے تو اس کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو بدعت کہا۔

سنن دارمی میں عمر بن یحییٰ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں:

كُنَّا نَجْلِسُ عَلٰى بَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَا□ ✦ذَا خَرَجَ مَشَيْنَا مَعَهٗ ا□ ✦لَى الْمَسْجِدِ فَجَاءَ نَا أَبُوْمُوْسَى الْأَشْعَرِيّ فَقَالَ أَخَرَجَ ا□ ✦لَيْكُمْ أَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بَعْدُ ؟ قُلْنَا لَا . فَجَلَسَ مَعَنَا حَتّٰى خَرَجَ. فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا ا□ ✦لَيْهِ جَمِيْعًا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ مُوْسٰى يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ا□ ✦نِّىْ رَأَيْتُ فِى الْمَسْجِدِ اٰنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهٗ وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ا□ ✦لَّا خَيْرًا قَالَ فَمَا هُوَ فَقَالَ ا□ ✦نْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ قَالَ رَأَيْتُ فِىْ الْمَسْجِدِ قَوْمًا حَلَقًا جُلُوْسًا يَنْتَظِرُوْنَ الصَّلٰوةَ فِىْ كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ وَفِىْ أَيْدِيْهِمْ حَصًا فَيَقُوْلُ كَبِّرُوْا مِائَةً فَيُكَبِّرُوْنَ مِائَةً فَيَقُوْلُ هَلِّلُوْا مِائَةً فَيُهَلِّلُوْنَ مِائَةً وَيَقُوْلُ سَبِّحُوْا مِائَةً فَيُسَبِّحُوْنَ مِائَةً قَالَ مَاذَا قُلْتَ لَهُمْ قَالَ مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا اِنْتِظَارَ رَايِكَ أَوْ اِنْتِظَارَ أَمْرِكَ قَالَ أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَّعُدُّوْا سَيِّئَاتِهِمْ وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيْعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ. شَيْءٌ ثُمَّ مَضٰى وَمَضَيْنَا مَعَهٗ حَتّٰى أَتٰى حَلْقَةً مِنْ تِلْكَ الْحَلَقِ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ مَا هٰذَا الَّذِىْ أَرَاكُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَصًى نَعُدُّ بِهِ التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ وَالتَّسْبِيْحَ قَالَ فَعُدُّوْا سَيِّئَاتِكُمْ فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَّا يَضِيْعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ مُتَوَا فِرُوْنَ وَهٰذِهٖ ثِيَابُهٗ لَمْ تَبْلَ وَاٰنِيَتُهٗ لَمْ تُكْسَرْ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ ا□ ✦نَّكُمْ لَعَلٰى مِلَّةٍ هِىَ أَهْدٰى مِنْ مِّلَّةِ مُحَمَّدٍ أَوْمُفْتَتِحُوْ بَابِ ضَلَالَةٍ قَالُوْا وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا أَرَدْنَا ا□ ✦لَّا الْخَيْرَ قَالَ وَ كَمْ مِنْ مُرِيْدٍ لِخَيْرٍ لَنْ يُّصِيْبَهٗ ا□ ✦نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّ قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيْهِمْ وَأَيْمُ اللّٰهِ مَا أَدْرِىْ لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنْكُمْ ثُمَّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ. فَقَالَ عَمْرٌو رَأَيْنَا عَامَّةَ أُولٰئِكَ يُطَاعِنُوْنَّا يَوْمَ النَّهْرَوَانَ مَعَ الْخَوَارِجِ (دارمی)

فجر کی نماز سے پیشتر ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ جاتے تھے اور جب وہ باہر نکلتے تو ان کے ساتھ مسجد پیدل جاتے تھے۔ (ایک دن) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) تمہارے پاس باہر آئے ہیں؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ تو وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ہم سب ان کی طرف کھڑے

ہوئے اور ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن میں نے ابھی مسجد میں ایک ایسی بات دیکھی جو میں نے بری سمجھی اور الحمد اللہ میری رائے بھلائی ہی کی ہے۔انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے؟ تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ کی زندگی رہی تو آپ اس کو عنقریب دیکھ لیں گے۔ میں نے مسجد میں لوگوں کو نماز کے انتظار میں حلقے بنائے بیٹھے دیکھا۔لوگوں کے پاس کنکریاں ہیں اور ہر حلقہ میں ایک شخص کہتا ہے کہ سو مرتبہ تکبیر کہو تو لوگ سو مرتبہ تکبیر کہتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو تو لوگ سو مرتبہ یہ کلمہ کہتے ہیں اور وہ شخص کہتا ہے کہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہو تو لوگ سو مرتبہ یہ کلمہ کہتے ہیں۔اس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر آپ نے ان لوگوں کو کیا کہا؟ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ کی رائے یا آپ کے حکم کے انتظار میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ان سے یہ کیوں نہ کہا کہ وہ اپنے گناہ شمار کریں اور آپ نے ان کو یہ ضمانت کیوں نہ دی کہ (اس صورت میں) ان کی کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چلے اور ہم آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہوئے۔ پھر (چونکہ وہ دل میں ذکر کر رہے تھے اس لئے) ان سے پوچھا میں تمہیں کیا کرتے دیکھ رہا ہوں انہوں نے جواب دیا کہ کنکریاں ہیں جن پر تکبیر تہلیل اور تسبیح کو شمار کر رہے ہیں۔آپ نے فرمایا تم اپنے گناہوں کو شمار کرو اور میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔اے امت محمد تم پر افسوس ہے کہ کتنی جلدی تمہاری بربادی ہے۔تمہارے نبی ﷺ کے یہ صحابہ کثیر تعداد میں موجود ہیں اور آپ ﷺ کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور آپ کے برتن ابھی نہیں ٹوٹے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یا تو تم ایسی ملت پر ہو جو محمد ﷺ کی ملت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے اور یا تم لوگ گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو۔انہوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن ہم نے تو فقط خیر کا ارادہ کیا ہے۔آپ نے فرمایا کتنے ہی خیر کا ارادہ کرنے والے ہیں جن کو خیر ہرگز حاصل نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا تھا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور اللہ کی قسم میں نہیں جانتا (یعنی مجھے قطعی علم تو نہیں البتہ فراست سے اندازہ کرتا ہوں) شاید کہ ان کی اکثریت تم ہی لوگوں میں سے ہو۔پھر آپ ان لوگوں کی طرف سے پھر گئے۔عمرو بن سلمہ کہتے ہیں ہم نے دیکھا کہ ان حلقوں کی اکثریت (ایک گمراہ بدعتی فرقے) خوارج کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف جنگ نہروان میں لڑ رہی تھی۔

فائدہ: 1-یہ واقعہ پہلے سے مختلف اور علیحدہ واقعہ ہے۔پہلے واقعہ میں ذکر جہری کیا جا رہا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو ذکر کرتے خود سنا جب کہ اس واقعہ میں ذکر سری تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حلقہ والوں سے پوچھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ علاوہ ازیں پہلے قصہ میں لوگوں نے توبہ و استغفار کیا جب کہ اس قصہ میں لوگوں نے آگے سے حجت بازی کی۔نیز پہلے قصہ کا وقت مغرب کی نماز کے بعد کا ہے جب کہ دوسرے قصہ کا وقت فجر کی نماز سے پہلے کا ہے۔

2-صحابہ نے یہ بدعات دیکھ کر نہی عن المنکر کا اپنا فرض پورا کیا۔

اپنی طرف سے کسی مطلق کو مقید اور مقید کو مطلق کرنا

یعنی جو عمل کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہ ہو اس کو وقت کے ساتھ مخصوص کرنا اور جو وقت کے ساتھ خاص ہو اس کو دوسرے وقتوں میں کرنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخْتَصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب جمعہ کو دوسری راتوں سے (نفلی) نماز اور قیام کے لئے خاص نہ کرو اور

جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں سے (نفلی) روزہ کے لئے خاص نہ کرو مگر جب کہ وہ (جمعہ کا دن) ایسے (مسنون) روزہ میں پڑے جس کا وہ روزہ رکھتا (رہا) ہے۔ مثلاً (ایام بیض یا پندرہویں شعبان یا عاشوراء کہ ان میں اگر جمعہ کا دن آجائے تو خیر ہے کیونکہ اس وقت جمعہ کے دن کا روزہ جمعہ کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسری مسنون وجہ سے ہے)۔

فـــائـده: چونکہ نبی ﷺ نے جمعہ اور نماز جمعہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے تھے تو خدشہ تھا کہ کوئی اپنی رائے سے روزہ نماز جیسی بنیادی عبادت میں اپنی ایجاد نہ کر بیٹھے اس لئے خود آپ نے منع فرما دیا کہ جتنے کام جمعہ اور شب جمعہ میں ہم نے فرما دیئے یعنی نماز جمعہ اور خطبہ اور لوازمات فقط وہی اس میں افضل اور سنت ہیں اگر کوئی اس پر قیاس کر کے اور اضافہ کرے گا تو وہ مقبول نہ ہوگا لہٰذا اس حدیث میں ارشاد ہوا کہ تم جمعہ اور شب جمعہ کو صوم وصلوٰۃ کے واسطے خاص نہ کرو کیونکہ نفلی صوم وصلوٰۃ تمام اوقات وایام میں یکساں ہیں کسی وقت کی خصوصیت ہمارے حکم کے بغیر درست نہیں۔ اور وہ کام جو جمعہ کے دن کے ساتھ خاص تھے جیسے نماز اور خطبہ جمعہ وغیرہ ان میں جمعہ کی تخصیص کو نظر انداز کرنا بھی منع کر دیا کہ یہ کام کسی اور دن نہیں ہو سکتے۔

ا□✦نَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ ا□✦نَّ رَفْعَكُمْ أَيْدِيَكُمْ بِدْعَةٌ مَا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا يَعْنِىْ ا□✦لَى الصَّدْرِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا (دعا میں سر تک یا سر سے اونچے ہاتھ اٹھانا) بدعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے (یعنی سینہ سے) اوپر ہاتھ نہیں اٹھائے۔

فَا□✦ذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ ا□✦لٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فِى الْمَسْجِدِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ (بخاری ومسلم)

تو (دیکھا کہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ان لوگوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ (چاشت کی نماز اگرچہ اصل سے جائز ہے لیکن اس کو مسجد میں اعلانیہ پڑھنا اور اس کے لئے اجتماع واہتمام کرنا) بدعت ہے۔

کسی شرعی دلیل کے بغیر کسی موقع کے لئے کوئی ذکر ایجاد کرنا یا اس میں تبدیلی کرنا

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلاً عَطَسَ ا□✦لٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَ أَنَا أَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا أَنْ نَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ (ترمذی)

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں چھینک ماری اور کہا **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ** ۔ (اس کے اس کہنے پر) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (بطور ذکر کے) **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ** (یا دونوں کلموں کو علیحدہ علیحدہ ان کے شرعی موقع پر) تو میں بھی کہتا ہوں لیکن (چھینک آنے پر) اس طرح کہنے کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نہیں دی۔ ہمیں تو آپ نے یہ سکھایا کہ (چھینک آنے پر) ہم **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ** کہیں۔

عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ لَهٗ سَالِمٌ وَعَلَيْكَ

www.askfatwa.com

وَعَلٰی اُمِّکَ فَکَاَنَّ الرَّجُلَ وَجَدَ فِیْ نَفْسِہٖ فَقَالَ اَمَا ا □ ✦ نِّیْ لَمْ اَقُلْ ا □ ✦ لَّا مَاقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ا □ ✦ ذْ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْکَ وَعَلٰی اُمِّکَ. ا □ ✦ ذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (ترمذی و ابوداؤد)

ہلال بن یساف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ (موجود لوگوں میں سے ایک کو چھینک آئی اور (اس پر) اس نے السلام علیکم کہا۔ سالم رضی اللہ عنہ نے (جواب میں) اس کو کہا عَلَیْکَ وَ عَلٰی اُمِکِ (یعنی تجھ پر بھی اور تیری ماں پر بھی)۔ اس شخص نے (اپنی ماں کے اس طرح سے ذکر پر) اپنے دل میں غصہ کیا تو انہوں نے فرمایا (بھئی) میں نے تمہیں صرف وہی بات کہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو کہی تھی جس کو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں چھینک آئی تو اس نے السلام علیکم کہا تو نبی ﷺ نے اس کو (جواب میں) فرمایا عَلَیْکَ وَ عَلٰی اُمِّکَ ۔ (اور پھر تعلیم فرمائی کہ) جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ رب العالمین کہے۔

بلا شرعی ضرورت کے کوئی عمل کرنا

عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ مَسْجِدًا وَقَدْ اُذِّنَ فِیْہِ وَنَحْنُ نُرِیْدُ اَنْ نُصَلِّیَ فِیْہِ. فَثَوَّبَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ ھٰذَا الْمُبْتَدِعِ وَلَمْ یُصَلِّ فِیْہِ (ترمذی)

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا۔ اس مسجد میں اذان ہو چکی تھی اور ہمارا ارادہ اسی مسجد میں نماز پڑھنے کا تھا۔ (اتنے میں) مؤذن نے تثویب شروع کر دی (یعنی اپنے لفظوں میں بلند آواز سے لوگوں کو پکارنا شروع کیا۔ چونکہ اس دور میں اس وقت کی تثویب نبی ﷺ سے منقول نہ تھی اور تھی بھی بلاضرورت کیونکہ اس دور میں نماز کے معاملہ میں لوگ مستعد تھے اور اذان سنتے ہی مسجد میں حاضر ہونے کی فکر کرتے تھے) اس لئے بدعت تھی لہٰذا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں اس بدعتی کے پاس سے لے چلو اور انہوں نے اس مسجد میں نماز نہیں پڑھی۔

بدعتی فرقوں کے بارے میں سختی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَھَا فِی الْا □ ✦ سْلَامِ نَصِیْبٌ اَلْمُرْجِئَۃُ وَالْقَدْرِیَّۃُ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے دو قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کے لئے اسلام میں کچھ (قابل ذکر) حصہ نہیں ہے (ان کا ایمان تو ہے لیکن بڑی گمراہی کا ملاوٹ شدہ)۔ ایک مرجئہ (جو کہتے ہیں کہ اعمال کیسے ہی برے کر لو ان کی وجہ سے آخرت کے انجام پر کچھ اثر نہ پڑے گا) اور دوسرے قدریہ (جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال محض بندوں کی قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے سے نہیں)

عَنْ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُجَالِسُوْا اَھْلَ الْقَدْرِ وَلَا تُفَاتِحُوْھُمْ (ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تقدیر کے منکرین کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہ کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ گفتگو کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْقَدْرِیَّۃُ مَجُوْسُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ا □ ✦ نْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَ اِنْ مَاتُوْا فَلَا

www.askfatwa.com

تَشْهَدُوْهُمْ (احمد و ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں (کیونکہ جب وہ تقدیر کے منکر ہیں تو وہ انسان کو اپنے عمل میں خدا سے آزاد سمجھتے ہیں اور اس طرح خدا کے ارادہ کے مقابلہ میں انسان کے ارادہ کو آزاد اور مستقل حیثیت دیتے ہیں جو خدائی کی صورت ہے) اس لئے اگر وہ بیمار ہوں تو تم ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔

قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ ا □ ✦ لَى النَّبِيِّ ﷺ بِذَهْبَةٍ فِيْ تُرْبَتِهَا فَقَسَّمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسِ الْحَنْظَلِيِّ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ...... فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِي الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِتَّقِ اللّٰهَ قَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ ا □ ✦ ذَا عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِيْ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُوْنِيْ (وفی روایة أَلَا تَأْمَنُوْنِيْ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحاً وَمَسَاءً) فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ أُرَاهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ ا □ ✦ نَّ مِنْ ضِئْضِئِيْ هٰذَا قَوْماً يَقْرَئُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْا □ ✦ سْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ (جمع الفوائد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن کے گورنر تھے تو انہوں نے نبی ﷺ کو مٹی ملا سونا بھیجا۔ آپ ﷺ نے وہ چار آدمیوں یعنی اقرع بن حابس، عیینہ بن بدر، علقمہ بن علاثہ اور زید طائی کے درمیان (انکی تالیف قلب کے قصد سے) اس کو تقسیم کر دیا...... ایک شخص جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی بلند تھی، داڑھی گھنی تھی، گال ابھرے ہوئے تھے اور سر مونڈا ہوا تھا وہ آگے آیا اور کہا اے محمد اللہ سے ڈریئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو اللہ کی فرمانبرداری کون کرے گا۔ کیا اللہ تو مجھے زمین والوں پر امین مانے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے ہو۔ (اور ایک اور روایت میں ہے آپ نے فرمایا کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں اور اسی وجہ سے میرے پاس صبح وشام آسمان کی خبریں آتی ہیں) اس پر موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے جو میرے خیال میں خالد بن ولید تھے رسول اللہ ﷺ سے اس اعتراض کرنے والے کو قتل کرنے کی اجازت مانگی لیکن آپ نے ان کو منع کر دیا (کیونکہ اگرچہ اس نے بدنیتی سے ایسا کہا تھا لیکن الفاظ میں بظاہر کوئی عیب نہ تھا) جب وہ شخص مڑ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نسل میں سے ایک ایسی قوم ہوگی جو قران پڑھے گی لیکن قرآن کا اثر ان کے حلق سے نیچے دل میں نہیں اترے گا (اور) وہ اسلام سے ایسے صاف اور غیر متاثر ہو کر نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے ہو کر نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو توقتل (کرنے پر جرأت) کریں گے اور بت پرستوں سے تعرض نہ کریں گے۔ اگر میں نے اپنے زمانے میں ان کو پایا تو میں ان کو ضرور قتل کروں گا اور ان کا انجام قوم عاد کی طرح کر دوں گا۔

فائدہ: جس قوم کے بارے میں نبی ﷺ نے پیش گوئی فرمائی یہ اس وقت ظاہر ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جنگ صفین میں قرآن کے مطابق فیصلہ کرانا طے ہوا اور دونوں طرف سے حکم مقرر ہوئے۔ جب انکا فیصلہ سامنے آیا تو یہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے اور کہا حکم دینا تو اللہ کا کام ہے انسانوں نے (حکم بن کر) کیسے فیصلہ دے دیا۔ اس طرح تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اور ایسا کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ تجدید ایمان کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ خلفائے راشدین مہدیین کے طریقے کو لازم پکڑو لیکن

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی اور آپ کی فوج سے علیحدہ ہو گئے ۔ یہ لوگ خارجی کہلائے اور چونکہ مقام حروراء میں انکا اجتماع ہوا تھا اس لئے ان کو حروری بھی کہتے ہیں ۔ جب ان لوگوں نے مسلمانوں کے جان و مال پر دست درازی شروع کی تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف لشکر کشی کی اور خارجیوں سے جنگ نہروان لڑی جس میں انکا سوار مارا گیا جس کی کچھ علامتیں نبی ﷺ نے بیان فرمائی تھیں ۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُهٗ ﷺ یَقُوْلُ یَخْرُجُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ...... قَوْمٌ تُحَقِّرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ اَوْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَیَنْظُرُ الرَّامِیْ سَهْمَهٗ ا □ ✦ لٰی نَصْلِهٖ ا □ ✦ لٰی رَصَافِهٖ فَیَتَمَارٰی فِی الْفُوْقَةِ هَلْ عَلَقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَیْءٌ (جمع الفوائد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس امت میں ...... ایک ایسی قوم پیدا ہوگی کہ (بظاہر بہت ہی عبادت گزار ہوں گے اور) تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے ۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن اس کا اثر ان کے حلق سے آگے نہ بڑھے گا (یعنی قرآن پر صحیح عمل نہ ہوگا) وہ دین سے ایسے صاف نکل جائیں گے جیسے شکار میں سے تیر صاف نکل جائے اور تیر انداز اپنے تیر کے پھل اور تیر کے پٹھے کی طرف دیکھتا رہ جائے (اور اس پر شکار کا کچھ اثر نہ پائے) اور اس کے منہ میں شک کرے کہ کیا اس پر کچھ خون لگا ہے یا نہیں ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ الْحَرُوْرِیَّةَ لَمَّا خَرَجُوْا عَلٰی عَلِیٍّ فَقَالُوْا لَا حُكْمَ ا □ ✦ لَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِیٌّ كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِیْدَ بِهَا بَاطِلٌ ا □ ✦ نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَ لَنَا نَاسًا اِنِّیْ لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِیْ هٰؤُلَاءِ یَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَلَا یُجَاوِزُ هٰذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ ا □ ✦ لٰی حَلْقِهٖ وَمِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ ا □ ✦ لَیْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ ا □ ✦ حْدٰی یَدَیْهِ طُبْیُ شَاةٍ أَوْ حُلْمَةُ ثَدْیٍ. فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِیٌّ قَالَ اُنْظُرُوا فَلَمْ یَجِدُوْا شَیْئًا فَقَالَ اِرْجِعُوْا فَوَاللّٰهِ مَاكَذَبْتُ وَلَا كَذَبْتُ مَرَّتَیْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوْهُ فِیْ خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهٖ حَتّٰی وَضَعُوْهُ بَیْنَ یَدَیْهِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن رافع کہتے ہیں کہ خارجیوں نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور یہ نعرہ بلند کیا حکم کا اختیار تو صرف اللہ ہی کو ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی یہ بات تو درست ہے لیکن ان کی غرض باطل ہے (کیونکہ قرآن کو حکم بنائیں تو اب اللہ تعالیٰ خود آ کر تو فیصلہ نہیں کریں گے بلکہ قرآن کے ماہرین اس میں غور و فکر کر کے حکم بتائیں گے ۔ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کچھ لوگوں کے بارے میں بیان کیا اور میں وہ صفات ان خارجیوں میں پاتا ہوں ۔ یہ اپنی زبانوں سے تو حق بات کہتے ہیں اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لیکن وہ ان سے اس سے نیچے نہیں اترتی (یعنی ان کے دل اور سینے حق سے خالی ہیں) اور یہ اللہ کے نزدیک اس کے سب سے ناپسندیدہ لوگوں میں سے ہیں ۔ ان میں ایک سیاہ رنگ کا شخص ہے جس کا ایک ہاتھ بکری کے تھن یا پستان کی گھنڈی کی طرح ہے ۔ جب جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ (کے لشکر) نے ان کو خوب قتل کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ان علامتوں والے شخص کی لاش کو) تلاش کرو ۔ پہلی تلاش میں لوگوں نے اس کو نہیں پایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دوبارہ جا کر اس کو (اچھی طرح) تلاش کرو اللہ کی قسم میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا ۔ یہ دو یا تین مرتبہ فرمایا پھر بالآخر لوگوں نے اس کی لاش کو ایک ویران سی جگہ پا لیا اور لا کر اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا ۔

عَنْ زَیْدِبْنِ وَهْبٍ أَنَّهٗ كَانَ فِی الْجَیْشِ الَّذِیْنَ كَانُوْا مَعَ عَلِیٍّ الَّذِیْنَ سَارُوْا ا □ ✦ لَی الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِیٌّ أَیُّهَا النَّاسُ

ا□ ✦نّي سَمِعَتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَ تُكُمْ ا□ ✦لٰى قِرَاءَ تِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ ا□ ✦لٰى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ ا□ ✦لٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهٗ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهِمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْا□ ✦سْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَوْيَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِيْنَ يُصِيْبُوْنَهُمْ مَاقُضِيَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ لَاتَّكَلُوْا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيْهِمْ رَجُلاً لَهٗ عَضُدٌ لَيْسَ لَهٗ ذِرَاعٌ عَلٰى رَاسِ عَضُدِهٖ مِثْلُ حُلْمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعْرَاتٌ بِيْضٌ ...... وَاللّٰهِ ا□ ✦نِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّكُوْنُوْا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَا□ ✦نَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوْا فِيْ سَرْحِ النَّاسِ فَسِيْرُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ (مسلم).

زید بن وہب سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج کے خلاف نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (لشکر کو خوارج کے خلاف لڑنے کی ضرورت اور فضیلت بیان کرتے ہوئے) فرمایا اے لوگو بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے ایک قوم ایسی نکلے گی جو قرآن ایسے پڑھے گی کہ تمہاری قراءت کی اس کی قراءت کے مقابلہ میں بظاہر کچھ حیثیت نہ ہوگی اور تمہاری نماز ان کی نماز کے آگے کچھ نہ ہوگی اور تمہارا روزہ ان کے روزے کے آگے کچھ نہ ہوگا۔ وہ خیال کرتے ہوں گے کہ ان کو قرآن سے فائدہ ہو رہا ہے حالانکہ وہ ان پر وبال ہوگا اور ان کی نماز ان کے سینے میں نہ اترے گی (یعنی ان کے دل قرآن اور نماز کے اثرات سے خالی ہوں گے) وہ اسلام سے ایسے صاف نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے کبھی بالکل صاف نکل آتا ہے۔ وہ لشکر جو ان سے مقابلہ کرے گا اگر وہ اس فضیلت کو جان لے جو ان کے نبی کی زبانی بتائی گئی ہے تو وہ اور عمل چھوڑ دیں۔ اور اس قوم کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا شخص (سوار) ہوگا جس کا ہاتھ نہ ہوگا اور جس کے بازو کے اوپری حصہ پر پستان، کی گھنڈی کی طرح کا ابھار ہوگا جس پر سفید بال ہوں گے...... خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ یہ خوارج وہی لوگ ہیں کیونکہ انہوں نے (مسلمانوں کا ناحق) قابل احترام خون بہایا ہے اور لوگوں کی چراگاہوں میں غارت گری بھی کی ہے لہٰذا اللہ کا نام لے کر تم ان کے خلاف لشکر کشی کرو۔

فائدہ: خوارج کے بدعتی ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں البتہ مندرجہ بالا حدیثوں کی بنا پر بعض اہل علم نے ان کو کافر بھی خیال کیا ہے۔

باب: 15

خصائل نبوی ﷺ

(ماخوذ از شمائل ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کی شکل وصورت اور ظاہری وضع

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ خَالِیُ هِنْدَ بْنِ أَبِیْ هَالَةَ وَکَانَ وَصَّافاً عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِیُ مِنْهَا شَيْئاً أَتَعَلَّقُ بِهٖ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخْماً مُفَخَّمًا يَتَلَأْ لَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْ لُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَأَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِيْمَ الْهَامَةِ رَجِلَ الشَّعْرِ ا □ ✦ نِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهٗ فَرَقَهَا وَا □ ✦ لَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ ا □ ✦ ذَا هُوَ وَفَّرَهٗ أَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ أَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ فِیْ غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ أَقْنَى الْعِرْنِيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ يَحْسِبُهٗ مَنْ لَّمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ كَثَّ اللِّحْيَةِ سَهْلَ الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعَ الْفَمِ مُفَلَّجَ الْأَسْنَانِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ كَأَنَّ عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِیْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ أَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِیْ كَالْخَطِّ عَارِی الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوٰی ذٰلِكَ أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِی الصَّدْرِ طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلُ الْأَطْرَافِ أَوْ قَالَ شَائِلُ الْأَطْرَافِ خُمْصَانُ الْأَخْمَصَيْنِ مُسَيَّحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْعَنْهُمَا الْمَاءُ ا □ ✦ ذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْ تَكَفِّياً وَيَمْشِیْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ ا □ ✦ ذَا مَشٰی كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَا □ ✦ ذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعاً خَافِضُ الطَّرْفِ نَظَرُهٗ ا □ ✦ لَی الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ نَظَرِهٖ ا □ ✦ لَی السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ أَصْحَابَهٗ وَيَبْدَءُ مَنْ لَقِیَ بِالسَّلَامِ.

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے (رشتہ کے) ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا حلیہ مبارک بہت کثرت اور وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے تو میں نے ان سے آپ ﷺ کا حلیہ پوچھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے بھی اس بارے میں کچھ بیان کریں تا کہ میں اس کو اپنے لئے حجت وسند بناؤں۔ (میرے پوچھنے پر) انہوں نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے بھی بڑی شان والے تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ آپ کا قد بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا لیکن زیادہ لمبے قد والے سے کچھ کم تھا۔ (اعتدال کے ساتھ) بڑے سر والے تھے۔ بال کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے تھے۔ جب آپ کے بال بڑے ہوتے تو آپ کے کانوں کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے۔ آپ کا رنگ نہایت چمکدار تھا اور پیشانی کشادہ تھی۔ آپ کے ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ دونوں ابرو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو

غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔ آپ کی ناک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک چمک اور نور تھا۔ ابتداء دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا لیکن غور سے معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے (ورنہ زیادہ بلند نہیں تھی)۔ آپ کی داڑھی بھرپور گنجان بالوں والی تھی۔ آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔ رخسار ہموار تھے (لٹکے ہوئے نہیں تھے)۔ آپ ﷺ کا منہ مبارک (تنگ نہ تھا) کشادہ تھا۔ (سامنے کے) دانتوں کے درمیان ذرا ذرا فاصلہ تھا۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کی گردن (صفائی اور خوبصورتی میں) مورتی کی صاف تراشی ہوئی گردن کی طرح تھی اور وہ رنگ میں چاندی جیسی تھی۔ آپ ﷺ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پرگوشت تھے اور بدن گٹھا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ ہموار تھا لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں جسم کے اوپر کی چادر نہ ہونے کی صورت آپ ﷺ کا بدن روشن و چمکدار نظر آتا تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح سے بالوں کی باریک دھاری تھی۔ اس کے علاوہ دونوں چھاتیوں اور پیٹ پر بال نہ تھے البتہ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے۔ آپ کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پرگوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں آپ ﷺ کے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم ہموار تھے کہ پانی (ان کی صفائی اور ہمواریت کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً بہہ جاتا تھا۔ جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر چلتے تھے متکبرانہ طور پر سینہ نکال کر نہیں چلتے تھے۔ چلتے ہوئے قدم آہستہ رکھتے تھے (زور سے نہیں رکھتے تھے)۔ آپ تیز رفتار تھے۔ جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے کو آرہے ہیں۔ آپ ﷺ کی نگاہ بنسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ عام طور سے آپ گوشہ چشم سے دیکھتے تھے (یعنی غایت حیاء کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہ دیکھتے تھے)۔ چلنے میں صحابہ کو آگے کر دیتے تھے اور خود پیچھے رہتے تھے۔ جس سے ملتے سلام کرنے میں خود ابتداء کرتے تھے۔

عَنْ عَلِيٍّ...... لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلاً...... لَمْ يَكُنْ......بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِيْ وَجْهِهٖ تَدْوِيْرٌ...... أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے......آپ ﷺ کے بال نہ تو سخت گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے بلکہ ہلکے گھنگریالے تھے آپ ﷺ کا چہرہ بالکل گول تو نہ تھا البتہ آپ ﷺ کے چہرے میں کچھ گولائی تھی۔ آپ ﷺ کی آنکھیں بالکل سیاہ تھیں پلکیں گھنی اور دراز تھیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ......أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔

مہر نبوت

یہ رسول اللہ ﷺ کا ایک شناختی نشان تھا جس کا ذکر پہلی امتوں میں نبی ﷺ کے بارے میں پیشن گوئیوں میں ملتا ہے۔ اسی لئے اس شناختی نشان کو مہر نبوت کا نام دیا جاتا ہے۔

1. عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر (نبوت) دیکھی جو سرخ رسولی جیسی تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جتنی تھی۔

www.asrfatwa.com

شناختی نشان کی رنگت اور مقدار میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔اسی لئے حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

2. فَرَأَيْتُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ عَلٰى كَتِفَيْهِ مِثْلَ الْجُمْعِ حَوْلَهَا خِيْلَانٌ كَأَنَّهَا ثَآلِيْلُ

میں نے مہر نبوت کی جگہ کو آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مٹھی کے ہم شکل دیکھا جس کے چاروں طرف تل تھے جو گویا مسوں کے برابر معلوم ہوتے تھے۔

3۔ اور حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ان کی انگلیاں آپ ﷺ کی مہر نبوت کو چھو گئی تھیں تو وہ شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ یعنی چند بالوں کا مجموعہ تھا۔

حاصل یہ ہے کہ اس رسولی کے گرد تل بھی تھے اور بال بھی تھے۔

سر کے بال

رسول اللہ ﷺ کا چند مرتبہ (مثلاً حج وعمرہ میں) سر منڈانا ثابت ہے۔اس کے علاوہ آپ ﷺ کا بال رکھنے کا معمول تھا۔پھر کبھی تو بال کانوں کی لو تک ہوتے تھے کبھی کچھ اور لمبے ہو جاتے تھے اور کبھی بڑھ کر کندھوں تک جا پہنچتے تھے۔

1۔عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ ...... كَانَتْ جُمَّتُهُ تَضْرِبُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کانوں کی لو تک ہوتے تھے۔

2. عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ...... كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے بال اس سے زائد تھے جو کانوں کی لو تک ہوں اور اس سے کم تھے جو کندھوں تک ہوں (یعنی کانوں کی لو اور کندھوں کے درمیان تک تھے)

3. عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کسی پٹھوں والے کو سرخ (دھاری دار) جوڑے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔آپ ﷺ کے بال مونڈھوں تک آ رہے تھے۔

بالوں میں کنگھا کرنا

1. عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَاسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر کے بالوں میں کنگھا کرتی تھی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

2. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ دَهْنَ رَاسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ حَتّٰى كَأَنَّ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے سر کے بالوں پر اکثر تیل لگایا کرتے تھے اور اپنی داڑھی میں کنگھی کیا کرتے تھے اور اپنے سر پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کثرت سے لگانے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تیلی کا کپڑا ہو (اور یہ کپڑا آپ اس لئے رکھتے تھے تاکہ عمامہ وغیرہ چکنا نہ ہو)۔

3. عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَرَجَّلُ غِبًّا

ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گاہے گاہے (یعنی دوسرے تیسرے دن) کنگھی کیا کرتے تھے (روزانہ نہیں۔اور آپ ﷺ نے زبانی

www.askfatwa.com

حکم بھی ایسا ہی دیا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب بال بکھرتے نہ ہوں۔ اگر بال بکھرتے ہوں تو روزانہ کنگھی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں)۔

4. عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ا □ ✦نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِىْ طُهُوْرِهٖ ا □ ✦ذَا تَطَهَّرَ وَ فِىْ تَرَجُّلِهٖ ا □ ✦ذَا تَرَجَّلَ وَفِىْ انْتِعَالِهٖ ا □ ✦ذَا انْتَعَلَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں اور جوتہ پہننے میں دائیں سے شروع کرنے کو پسند کرتے تھے (یعنی پہلے دائیں جانب کنگھی کرتے تھے پھر بائیں جانب کرتے تھے وغیرہ)

آنکھوں میں سرمہ لگانا

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ زَعَمَ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَتْ لَهٗ مِكْحَلَةٌ يَكْتَحِلُ كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِىْ هٰذِهٖ وَثَلَاثَةً فِىْ هٰذِهٖ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے تین سلائیاں ایک آنکھ میں اور تین سلائیاں دوسری آنکھ میں لگایا کرتے تھے۔

لباس

1. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ ا □ ✦لٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِيْصَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سب کپڑوں میں کرتہ سب سے زیادہ پسند تھا (کیونکہ اس میں ستر عورت بھی اچھی طرح ہوتا ہے اور زینت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور آپ ﷺ کا کرتا نصف پنڈیوں تک ہوتا تھا)

2۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦لٰى الرُّسْغِ

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے کرتہ کی آستین پہنچے تک تھی۔

فائدہ: آپ ﷺ کا اکثر معمول یہی تھا اور یہی افضل ہے البتہ ایک حدیث میں آستین کا پہنچوں سے کچھ نیچا ہونا بھی آیا ہے جو اس کے جواز کی دلیل ہے۔

3. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ خَرَجَ وَهُوَ يَتَّكِىءُ عَلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِىٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ اسامہ رضی اللہ عنہ پر سہارا لگائے ہوئے مکان سے تشریف لائے (اس وقت) آپ پر ایک یمنی منقش چادر تھی جو آپ نے لپیٹی ہوئی تھی۔ (اسی حالت میں) آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

4. عَنْ أَبِىْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّىْ أَنْظُرُ ا □ ✦لٰى بَرِيْقِ سَاقَيْهِ

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو سرخ (دھاری دار) جوڑا پہنے دیکھا۔ آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی چمک گویا اب بھی میری نظروں میں ہے (اور نبی ﷺ کا عام معمول نصف پنڈلیاں کھلی رکھنے کا تھا)۔

5. عَنْ أَبِىْ رِمْثَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دو سبز چادریں (ایک اوپر اور ایک بطور لنگی کے) پہنے ہوئے دیکھا۔

6. عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک مرتبہ صبح کو رسول اللہ ﷺ (مکان سے) باہر تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ پر سیاہ بالوں کی

www.askfatwa.com

چادرتھی۔

7۔عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَبِسَ جُبَّۃً رُوْمِیَّۃً ضَیِّقَۃَ الْکُمَّیْنِ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا۔

عمامہ

رسول اللہ ﷺ سفید لباس زیادہ پسند فرماتے تھے اور عام طور سے عمامہ بھی سفید باندھتے تھے البتہ کبھی کبھی سیاہ عمامہ باندھنے کا ذکر ملتا ہے۔

1۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ مَکَّۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

2۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اس کے شملہ کو اپنے مونڈھوں کے درمیان (یعنی پچھلی جانب) ڈال لیتے تھے۔

فائدہ : نبی ﷺ کا عام معمول شملہ چھوڑنے کا تھا کبھی بغیر شملہ چھوڑے بھی عمامہ باندھ لیتے تھے۔شملہ چھوڑنے میں بھی معمول مختلف رہا ہے کبھی آگے دائیں جانب کو کبھی پیچھے دونوں مونڈھوں کے درمیان اور یہی افضل طریقہ ہے اور کبھی عمامہ کے دونوں سرے شملہ کے طریقہ پر چھوڑ دیتے تھے۔

2۔ آپ ﷺ کے دو عمامے تھے ایک چھ یا سات ہاتھ کا (یعنی 9یا 10.5فٹ کا) اور دوسرا بارہ ہاتھ (یعنی 18فٹ کا)۔

لنگی

1۔عَنْ أَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ أَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عنہا کِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ ھٰذَیْنِ

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹی لنگی دکھائی اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ان دو کپڑوں میں ہوئی تھی۔

2۔عَنْ عَبْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ ...... فَنَظَرْتُ فَاِذَا اِزَارُہٗ اِلٰی نِصْفِ سَاقَیْہِ

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جو آپ ﷺ کی لنگی پر نظر ڈالی تو وہ آپ ﷺ کی نصف پنڈلیوں تک تھی۔

چمڑے کے موزے

1. عَنْ بُرَیْدَۃَ أَنَّ النَّجَاشِیَّ أَھْدٰی لِلنَّبِیِّ خُفَّیْنِ أَسْوَدَیْنِ سَاذِجَیْنِ فَلَبِسَھُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَیْھِمَا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجاشی نے نبی ﷺ کو سیاہ رنگ کے دو سادے چمڑے موزے ہدیہ کے طور پر بھیجے۔آپ ﷺ نے ان کو (پورا وضو کرنے کے بعد) پہنا۔پھر جب آپ ﷺ نے (اگلی مرتبہ) وضو کیا تو ان موزوں پر مسح کیا۔

2۔عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ أَھْدٰی دِحْیَۃُ لِلنَّبِیِّ ﷺ خُفَّیْنِ فَلَبِسَھُمَا حَتّٰی تَخَرَّقَا

www.askfatwa.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دو چمڑے کے موزے ہدیہ میں دیئے جو آپ ﷺ نے پہنے یہاں تک کہ (پرانے ہو کر) پھٹ گئے۔

جوتی

عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُمَا قِبَالَانِ

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں کیسی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہر ایک جوتی میں دو دو تسمے تھے (یعنی ہر تسمہ دوہرا تھا)

2۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ا □ ✦ نِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا شَعْرٌ وَیَتَوَضَّأُ فِیْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی جوتیاں پہنے دیکھا جن کے چمڑے پر بال نہیں تھے اور انہیں پہنے ہوئے آپ وضو کر لیتے تھے۔

3۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ نَعْلَیْنِ مَخْصُوْفَتَیْنِ

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی جوتیوں میں نماز پڑھتے دیکھا جن میں دوسرا چمڑا سلا ہوا تھا (یعنی اس کا تلا دوہرا تھا)۔

فائدہ: اس زمانے میں عام طور سے جوتی کے چمڑے سے بال دور نہیں کئے جاتے تھے، کم لوگ بال سے صاف چمڑے کی جوتی پہنتے تھے۔ چمڑے کا صرف تلا ہوتا تھا۔ اوپر کی جانب ہر جوتی پر صرف دو دو تسمے ہوتے تھے اور تسمہ دوہرا ہوتا تھا چونکہ اس طرح پاؤں تقریباً کھلا ہوتا تھا اس لئے ربڑ کی قینچی چپل کی طرح اس کو پہنے پہنے پاؤں دھونا ممکن تھا۔

انگوٹھی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ ﷺ مَنْ وَّرِقٍ وَكَانَ فَصُّهٗ حَبَشِیًّا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگ حبشی (یعنی حبشہ سے لایا ہوا تھا یا سیاہ رنگ کا) تھا۔

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے كَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهٗ مِنْهُ (کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگ بھی چاندی کا تھا) اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک سے زائد انگوٹھیاں تھیں۔

انگوٹھی بنوانے کی وجہ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَتَبَ ا □ ✦ لٰی كِسْرٰی وَقَیْصَرَ وَالنَّجَاشِیَّ فَقِیْلَ لَهٗ ا □ ✦ نَّهُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ كِتَاباً ا □ ✦ لَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا حَلْقَتُهٗ فِضَّةٌ وَنَقَشَ فِیْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف تبلیغی خطوط لکھنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ بادشاہ مہر کے بغیر کسی تحریر اور خط کو قبول نہیں کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک (انگوٹھی بنوائی۔ اس کے نگ پر) مہر بنوائی اور اسکا چھلا چاندی کا تھا۔ اس مہر پر محمد رسول اللہ نقش کرایا۔

www.askfatwa.com

نقش کی ترتیب

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلٌ سَطْرٌ وَاللّٰهُ سَطْرٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کی انگوٹھی کا نقش اس طرح تھا۔ محمد ایک سطر میں تھا، رسول دوسری سطر میں اور لفظ اللہ تیسری سطر میں۔

نبی ﷺ انگوٹھی کبھی کبھی پہنتے تھے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ وَلَا يَلْبَسُهٗ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ آپ اس سے مہر لگاتے تھے۔ اس کو (مستقل) پہنتے نہیں تھے (البتہ کبھی کبھی پہنتے تھے)۔

نبی ﷺ کی اپنی بنوائی ہوئی انگوٹھی کا انجام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَكَانَ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ عُثْمَانَ رضی الله عنهم حَتّٰى وَقَعَ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی، وہ آپ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ (ایک دن اس انگوٹھی کے نگران معیقیب رضی اللہ عنہ کو دیتے یا لیتے وقت وہ انگوٹھی اتفاق سے معیقیب سے) اریس نامی کنوئیں میں گر گئی۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بہت تلاش کرایا تین دن تک کنوئیں کا پانی بھی نکلوایا لیکن وہ نہیں ملی۔

دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں سے کسی میں انگوٹھی پہننا

اگرچہ نبی ﷺ سے دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا ثابت ہے لیکن بعض حضرات کی تحقیق ہے کہ بائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ دونوں برابر ہیں۔

1. عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

2. عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَخَتَّمَ فِيْ يَسَارِهٖ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔

ہتھیار

تلوار

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی (اور تلوار پکڑتے وقت ہاتھ اس پر نہیں آتا تھا)۔

فائدہ: بعض کی تحقیق ہے کہ یہ تلوار ذوالفقار نام کی تھی۔ نبی ﷺ کے پاس اس کے علاوہ چار تلواریں اور تھیں

زرہ

رسول اللہ ﷺ کے پاس سات زرہیں تھیں

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلَیْهِ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاهَرَ بَیْنَهُمَا

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بدن پر جنگ احد کے دن دو زرہیں تھیں جن کو آپ نے اوپر نیچے پہن رکھا تھا۔

خود

خود لوہے کی بنی ہوئی ٹوپی ہوتی ہے جو لڑائی کے وقت سر پر پہنی جاتی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَیْهِ مِغْفَرٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپ کے سر پر خود تھا۔

دیگر طور طریقے

رسول اللہ ﷺ کے چلنے کی رفتار

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ ......مَا رَأَیْتُ أَحَداً أَسْرَعَ فِیْ مِشْیَتِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ ا□ ✦نَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَا□ ✦نَّهٗ لَغَیْرُ مُكْتَرِثٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کیلئے گویا زمین لپٹی جاتی تھی کہ ابھی یہاں تھے ابھی وہاں پہنچ گئے) ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ چلنے میں مشقت اٹھاتے تھے حالانکہ آپ ﷺ اپنی معمولی رفتار سے چلتے تھے۔

بیٹھنے کے طریقے

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦ذَا جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ اِحْتَبٰى بِیَدَیْهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں بیٹھتے تو گوٹ مار کر بیٹھتے۔

فائدہ: گوٹ مار کر بیٹھنا اس کو کہتے ہیں کہ آدمی دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے سرین کے بل بیٹھے اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ کر لے۔

تکیہ پر ٹیک لگانا

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا

www.askfatwa.com

کسی شخص کا سہارا لینا

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ شَاکِیًا فَخَرَجَ یَتَوَکَّأُ عَلٰی أُسَامَةَ وَعَلَیْهِ ثَوْبٌ قِطْرِیٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰی بِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیمار تھے تو آپ ﷺ (اپنے کمرے میں سے) اسامہ رضی اللہ عنہ پر سہارا لگائے باہر (مسجد میں) تشریف لائے۔ آپ ﷺ پر ایک یمنی منقش چادر تھی جو آپ ﷺ لپیٹے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ وَعَلٰی رَاسِهٖ عِصَابَةٌ صَفْرَاءُ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ یَا فَضْلُ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُشْدُدْ بِهٰذِهِ الْعِصَابَةِ رَاسِیْ قَالَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ قَعَدَ فَوَضَعَ کَفَّهٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ ثُمَّ قَامَ وَدَخَلَ فِی الْمَسْجِدِ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کے مرض وفات کی حالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کے سر پر زرد رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی میں نے سلام کیا۔ (سلام کا جواب دینے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے فضل۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پٹی کو میرے سر پر کس کر باندھ دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور سہارے سے کھڑے ہوئے اور مسجد میں داخل ہوئے۔

کھانا کھانے کا طریقہ

عَنْ أَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا أَنَا فَلَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

کسی مجبوری میں ٹیک لگانا

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَیْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَمَرٍ فَرَأَیْتُهٗ یَاکُلُ وَهُوَ مُقْعٍ مِنَ الْجُوْعِ

مصعب بن سلیم کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بتاتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کھجوریں لائی گئیں تو میں نے دیکھا کہ (آپ ﷺ کو) بھوک کی شدت (کی وجہ سے ضعف ہو گیا تھا اور اس وجہ) سے آپ سرین پر بیٹھے ہوئے تھے دونوں گھٹنے آپ ﷺ نے اٹھا رکھے تھے اور ہاتھ سے زمین کا سہارا لگایا ہوا تھا۔ اسی حالت میں آپ ﷺ کھجوریں کھانے لگے۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَکَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُکُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَالَ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ فَعَلٰی مَا کَانُوْا یَاکُلُوْنَ قَالَ عَلٰی هٰذِهِ السُّفَرِ

حضرت قتادہ نقل کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کبھی میز پر رکھ کر کھایا اور نہ کبھی چھوٹی پلیٹوں میں (نکال نکال کر) کھایا اور نہ آپ ﷺ کیلئے چپاتی پکائی گئی۔ حضرت قتادہ کے شاگرد نے ان سے پوچھا کہ پھر لوگ کس چیز پر رکھ کر کھانا کھاتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہی چمڑے کے دسترخوان پر۔

عَنْ الْکَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاکُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (کی عام عادت یہ تھی کہ آپ ﷺ) اپنی تین انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے (یعنی بیچ کی انگلی، شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے)

www.askfatwa.com

فائدہ:1۔ نبی ﷺ اکثر اوقات جو روٹی تناول فرماتے تھے وہ بے چھنے جو کی ہوتی تھی۔گندم کی روٹی کی طرح اس کو نوالہ میں لپیٹنا مشکل ہوتا ہے۔اس لئے اس کو پکڑ کر سالن میں ڈبو لیتے ہونگے۔اس کے لئے تین انگلیاں بھی کافی ہوتی ہیں۔

2۔اور چیزوں میں بھی تین انگلیوں کے استعمال میں یہ فائدہ ہے کہ نوالہ چھوٹا بنتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ا□ ✦ ذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلاثَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے(تاکہ انگلیوں پر کھانے کے جو ذرے لگے ہوں ان کی ناقدری نہ ہو۔خالق ارض وسماوات کا دیا ہوا رزق ایسا نہیں کہ اس کے ایک ذرے کی بھی بے قدری کی جائے)

کھانے پینے کی چیزیں

روٹی کا ذکر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ......كَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے گھر والوں کی عام طور سے روٹی جو کی ہوتی تھی(اور گیہوں کی روٹی کبھی کبھی ہوتی تھی)

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ مَا كَانَ يَفْضُلُ أَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُبْزُ الشَّعِيْرِ

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے گھر میں جو کی روٹی کبھی بچتی نہیں تھی(کیونکہ وہ مقدار میں پہلے ہی کم ہوتی تھی کہ اس سے پیٹ ہی نہیں بھرتا تھا)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے پوری عمر میں کبھی جو کی روٹی سے بھی دو دن متواتر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا(کیونکہ آپ ﷺ کو اپنے اور اپنے گھر والوں کیلئے فقر ہی پسند تھا۔اول تو اتنا ہوتا ہی نہیں تھا کہ سب پیٹ بھر کر کھائیں اور جو کچھ ہوتا تھا وہ ضرورتمندوں پر تقسیم کر دیا جاتا تھا)۔

سالن اور مختلف گوشت کا ذکر

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نِعْمَ الا□ ✦ دَامُ الْخَلُّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(خالص)سرکہ بھی بہترین سالن ہے(کہ جس گھر میں سرکہ ہو تو بس وہی سالن کا کام دے دیتا ہے کچھ تیار نہیں کرنا پڑتا اور طبی فائدے بھی ہیں)

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ ا□ ✦ نِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاكُلُ لَحْمَ دُجَاجٍ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا۔

عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ أَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَحْمَ حُبَارٰى

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباری کا گوشت کھایا

فائدہ: حباری کا ترجمہ بعض نے سرخاب کیا ہے اور بعض نے کچھ اور

www.askfatwa.com

عَنْ أُمِّ هَانِیءٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ أَعِنْدَکِ شَیْءٌ فَقُلْتُ لَا ا □ ✦لّا خُبْزٌ یَابِسٌ وَخَلٌّ فَقَالَ هَاتِیُ مَا أَقْفَرَ بَیْتٌ مِنْ أُدُمٍ فِیْهِ خَلٌّ

(رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد بہن) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (فتح مکہ کے موقع پر) نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے ہاں (کھانے کو) کچھ ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں البتہ کچھ سوکھی روٹی اور سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (وہی) لے آؤ۔ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو کیونکہ سرکہ خود سالن کا کام دیتا ہے۔

عَنْ یُوْسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ أَخَذَ کِسْرَةً مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ فَوَضَعَ عَلَیْهَا تَمْرَةً ثُمَّ قَالَ هٰذِهٖ ا□ ✦دَامُ هٰذِهٖ فَأَکَلَ

حضرت یوسف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے اور نوش فرما لیا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَرَّبَتْ ا□ ✦لٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَنْبًا مَشْوِیًّا فَأَکَلَ مِنْهُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ ا□ ✦لَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ (اس میں سے) آپ کو بازو (یعنی بونگ کا گوشت) دیا گیا جو آپ کو پسند تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے نوچ کر کھایا۔

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ أَنَّهٗ رَایٰ حِمَارًا وَحْشِیًّا فَعَقَرَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ هَلْ مَعَکُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَیْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهٗ فَأَخَذَهَا فَأَکَلَهَا (الطب النبوی لابن القیم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا اور اس کا شکار کیا۔ پھر نبی ﷺ کے ہاں اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس اس کا گوشت کچھ بچا ہوا ہے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کی ایک ٹانگ تھی۔ آپ ﷺ نے وہ لی اور کھائی۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَیْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ ا□ ✦لٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِوَرِکِهَا وَفَخِذَیْهَا فَقَبِلَهٗ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے مرظہران میں ایک خرگوش کو اسکے بل میں سے نکلنے پر مجبور کیا اور پھر میں نے اسکو پکڑ لیا۔ پھر میں اسکو ابوطلحہ کے پاس لے گیا۔ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کی پٹھ اور اس کی دونوں رانیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجیں۔ آپ ﷺ نے اس ہدیہ کو قبول فرمایا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ جَیْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ عَلَیْهِمْ أَبُوْ عُبَیْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِیْدًا فَأَلْقَی الْبَحْرُ حُوْتًا مَیِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهٗ یُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَکَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُوْعُبَیْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهٖ فَمَرَّ الرَّاکِبُ تَحْتَهٗ. فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَکَرْنَا لِلنَّبِیِّ اللّٰهِ ﷺ

www.askfatwa.com

فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ ا ✦ لَيْكُمْ وَأَطْعِمُوْنَا ا ✦ نْ كَانَ مَعَكُمْ قَالَ فَأَرْسَلْنَا ا ✦ لٰى رَسُوْلِ ﷺ مِنْهُ فَأَكَلَهُ(بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جیش خبط میں شریک تھا۔اس پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ امیر تھے۔(ایک موقع پر خاصے عرصہ کھانے کا کچھ سامان نہ ملنے کے باعث) ہم سخت بھوک میں مبتلا ہوئے۔سمندر کی موج کے ساتھ عنبر نامی ایک مچھلی آ کر گری۔اس جیسی مچھلی ہم نے پہلے نہ دیکھی تھی۔پندرہ دن تک ہم نے اسکا گوشت کھایا۔ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی کو کھڑا کیا تو (وہ اتنی اونچی تھی کہ) سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔جب ہم واپس آئے تو نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ رزق تھا جو اللہ نے تمہارے لئے نکالا تو تم اس کو کھاؤ اور اگر تمہارے پاس باقی ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ہم نے اس کا کچھ گوشت آپ ﷺ کو بھی بھیجا اور آپ ﷺ نے وہ کھایا

عَنْ جَابِرٍ ......ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ لَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ بِيَدِهٖ ثَلَاثًا وَّ سِتِّيْنَ وَ أَمَرَ عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدْنَةٍ بِبِضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا (ابو داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد رسول اللہ ﷺ قربان گاہ میں آئے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ نحر کئے پھر علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے باقی اونٹ نحر کیے۔پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لیا جائے۔وہ سب ٹکڑے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے ان کا گوشت بھی کھایا اور شوربا بھی پیا۔

عَنْ سَلْمٰى أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ جَعْفَرٍ أَتَوْهَا فَقَالُوْا لَهَا اِصْنَعِيْ لَنَا طَعَاماً مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَيُحْسِنُ أَكْلَهُ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَا تَشْتَهِيْهِ الْيَوْمَ قَالَ بَلٰى اِصْنَعِيْهِ لَنَا فَقَامَتْ فَأَخَذَتْ شَيْئًا مِنَ الشَّعِيْرِ فَطَحَنَتْهُ ثُمَّ جَعَلَتْهُ فِيْ قِدْرٍ وَصَبَّتْ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ زَيْتٍ وَدَقَّتِ الْفُلْفُلَ وَالتَّوَابِلَ فَقَرَّبَتْهُ ا ✦ لَيْهِمْ فَقَالَتْ هٰذَا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ النَّبِيَّ ﷺ وَيُحْسِنُ أَكْلَهُ.

حضرت سلمی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے لئے وہ کھانا پکایئے جو رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا اور اسکو آپ رغبت سے کھاتے تھے۔حضرت سلمی نے کہا اے میرے بیٹو اب وہ کھانا تمہیں پسند نہیں آئے گا (کیونکہ اب کشادگی کا دور ہے اور مزیدار کھانے مل جاتے ہیں جبکہ وہ تو تنگی کے دور کا کھانا تھا اور بہت ہی سادہ تھا) ان لوگوں نے کہا نہیں ہم ضرور پسند کریں گے بس آپ ہمارے لئے وہ بنا دیجئے۔وہ اٹھیں اور کچھ جو لئے ان کو پیسا پھر انکو ایک ہنڈیا میں ڈالا ان پر ذرا سا زیتون کا تیل ڈالا اور کچھ مرچیں اور زیرہ وغیرہ مسالا پیس کر ڈالا اور پکا کر ان کے سامنے لا کر رکھا اور کہا یہی کھانا نبی ﷺ کو پسند تھا اور اسی کو آپ شوق سے کھاتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَحَبُّ الطَّعَامِ ا ✦ لٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الثَّرِيْدَ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيْدَ مِنَ الْحَيْسِ(ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ کھانا ثرید تھا روٹی کا اور حیس کا (ثرید شوربے میں بھگوئے ہوئے روٹی کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں اور حیس چھوارے پنیر اور گھی کو ملا کر بنایا جاتا تھا)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ

www.askfatwa.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (ہنڈیا اور برتن میں) نیچے کا بچا ہوا سالن پسند تھا (کیونکہ ایک تو اس میں گھی کم ہوتا ہے دوسرے آپ اس کو پسند کرتے تھے کہ دوسروں کو اوپر اوپر کا کھلائیں تو پھر آپ ﷺ باقی بچا ہوا اپنے لئے اختیاری طور پر پسند کرتے تھے۔

گھی، مکھن، پنیر اور میٹھی چیزیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ مٹھاس اور شہد کو پسند کرتے تھے۔

عَنِ ابْنَيْ بُسْرٍ قَالَا دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَدَّمْنَا زُبْداً وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبَدَ وَالتَّمْرَ (ابوداؤد)

بسر کے دو بیٹے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں مکھن اور چھوارے پیش کئے اور آپ کو مکھن اور چھوارے پسند تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبْنَةٍ فِيْ تَبُوْكَ فَدَعَا بِالسِّكِّيْنِ فَسَمّٰى وَقَطَعَ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے نبی ﷺ کے پاس تبوک میں پنیر کا ایک ٹکڑا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے چھری منگوائی اور بسم اللہ پڑھ کر اسکو کاٹا (اور نوش بھی فرمایا)

پھل اور سبزیاں

عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ ......فَجَعَلْتُ لَهُمْ سَلَقًا وَشَعِيرًا (ترمذی)

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ بھی تھے...... میں نے ان دونوں کیلئے چقندر اور جو پکائے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءُ وَقَدِيْدٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی ﷺ کی کھانے کی دعوت کی تو میں بھی نبی ﷺ کے ساتھ گیا (انکی اجازت پیشگی لے لی ہوگی) میزبان نے جو کی روٹی اور شوربا جس میں گھیا (کدو) اور سکھایا ہوا گوشت تھا سامنے رکھا۔ میں نے نبی ﷺ کو پیالہ کے اطراف میں سے گھئے (کے ٹکڑوں) کو لیتے دیکھا اس دن سے میں بھی گھئے کو پسند کرنے لگا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ا□ ✦نَّ آخِرَ طَعَامٍ أَكَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ فِيْهِ بَصَلٌ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے کھایا اس میں (پکے ہوئے) پیاز تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازہ کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْخُرْبُزِ وَالرُّطَبِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو خربوزہ اور کھجور ملا کر کھاتے دیکھا۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاکُلُ الْبِطِّیْخَ بِالرُّطَبِ یَقُوْلُ یَدْفَعُ هٰذَا بَرْدَ هٰذَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تربوز تازہ کھجوروں کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے اس کی حرارت اس کی برودت کو ختم کر دیتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَاذَنَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ ......ثُمَّ دَخَلُو الْبَیْتَ فَقَرَّبَ لَهٗ زَبِیْبًا فَأَکَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ (مشکوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی...... پھر گھر میں داخل ہوئے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں کشمش پیش کئے جو آپ ﷺ نے تناول فرمائے۔

کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَاْتُ فِی التَّوْرَاۃِ أَنَّ بَرَکَۃَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کی برکت کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔ میں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کی برکت کھانے سے پہلے بھی اور کھانے کے بعد بھی ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔

فائدہ : منہ دھونے سے مراد کلی کرنا ہے۔

2۔ برکت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آدمی اس معمول کی وجہ سے بہت سی بیماریوں سے بچتا ہے لہٰذا جو کھاتا ہے اس سے مقصود صحت حاصل رہتی ہے بیماریوں میں مبتلا ہو کر ضائع نہیں ہوتی۔

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد کی دعائیں

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِیْ سَلَمَۃَ أَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهٗ طَعَامٌ فَقَالَ اُدْنُ یَا بُنَیَّ فَسَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰی وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ مِمَّا یَلِیْکَ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے قریب ہو جاؤ او بسم اللہ پڑھو اور اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھاؤ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ ذَا أَکَلَ أَحَدُکُمْ فَنَسِیَ أَنْ یَذْکُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی طَعَامِهٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور شروع میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو (درمیان میں جس وقت یاد آئے یوں کہدے) بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ (یعنی اللہ کا نام کھانے کے اول میں بھی ہے اور آخر میں بھی ہے)

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ ذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ

www.askfatwa.com

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ کلمات کہتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ (تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَكاً فِیْهِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تھا تو آپ یہ فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَكاً فِیْهِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو کثیر ہے پاکیزہ ہے مبارک ہے اور جو نہ چھوڑی جاسکتی ہے اور نہ اس سے استغناء ہوسکتا ہے۔اے ہمارے رب (ہمارے شکر وحمد کو قبول فرما)

پینے کی چیزیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْحُلْوَ الْبَارِدَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو پینے کی چیزوں میں سب سے زیادہ وہ پسند تھیں جو میٹھی اور ٹھنڈی ہوں۔

پینے کا طریقہ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَاءِ ثَلَاثاً اِذَا شَرِبَ وَیَقُوْلُ هُوَ أَمْرَءُ وَأَرْوٰی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طریقہ سے پینا زیادہ خوشگوار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔

فائدہ: حدیث کے الفاظ یَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَاءِ کا یہ مطلب نہیں کہ آپ پینے کے برتن میں سانس لیتے تھے بلکہ یہ مطلب ہے کہ برتن سے پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور برتن کو کچھ پرے کر لیتے تھے کیونکہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی أَنْ یَّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ. (بخاری و مسلم)یعنی نبی ﷺ نے پینے کے دوران برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا (تا کہ ناک میں جمع شدہ گرد وغبار کے ذرات پانی وغیرہ میں نہ گریں)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَیْنِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کچھ پیتے تو (درمیان میں) دو مرتبہ سانس لیتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہونے کی حالت میں پیا۔

عَنْ كَبْشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَشَرِبَ مِنْ فِیْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ فَقُمْتُ اِلٰی فِیْهَا فَقَطَعْتُهُ

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے۔(وہاں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا) آپ ﷺ نے کھڑے کھڑے اس مشکیزہ کے منہ سے (اپنا منہ لگا کر) پانی پیا۔میں نے اٹھ کر اس جگہ کو کاٹ لیا (تا کہ ایک یہ کہ وہ اپنے پاس بطور تبرک کے رہے اور دوسرے یہ کہ انہوں نے اس کو بے ادبی سمجھا کہ اس جگہ اب کسی اور کا منہ لگے)۔

فائدہ: بعد میں بعض نقصان دیکھ کر آپ ﷺ نے اس طرح پینے سے منع فرما دیا تھا۔

www.askfatwa.com

استعمال کا پیالہ

عَنْ ثَابِتٍ قَالَ أَخْرَجَ ا ✦ لَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَدَحَ خَشَبٍ غَلِيْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيْدٍ فَقَالَ يَا ثَابِتُ هٰذَا قَدَحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ثابت کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم کو ایک لکڑی کا موٹا پیالہ جس میں لوہے کی پتریاں لگی ہوئی تھیں نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ اے ثابت یہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِهٰذَا الْقَدَحِ الشَّرَابَ كُلَّهُ الْمَاءَ وَالنَّبِيْذَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ

حضرت انس رضی اللہ کہتے ہیں میں نے اس پیالہ سے رسول اللہ ﷺ کو پینے کی سب انواع یعنی پانی، نبیذ، (پانی ملا) شہد، دودھ (سب چیزیں) پلائی ہیں۔

خوشبو

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سکہ (یعنی عطردان) تھا۔ اس میں سے آپ خوشبو استعمال کرتے تھے۔

فائدہ: بعض حضرات کے نزدیک سکہ سے مراد ایک مخصوص قسم کی مرکب خوشبو ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ ا ✦ نَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَايَرُدُّ الطِّيْبَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ (کو کوئی شخص خوشبو پیش کرتا تو آپ) خوشبو کو واپس نہ فرماتے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طِيْبُ الرِّجَالِ مَاظَهَرَ رِيْحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيْحُهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی مہک پھیلتی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو (جیسے گلاب، خس، کیوڑہ وغیرہ) اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور مہک مغلوب ہو (جیسے حنا، زعفران وغیرہ)

گفتگو

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ فَصْلٍ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ ا ✦ لَيْهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ کی گفتگو صاف صاف، ہر مضمون دوسرے سے جدا ہوتا تھا۔ پاس بیٹھنے والا اس کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتا تھا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعِيْدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (بعض مرتبہ) بات کو (ضرورت ہوتی تو) تین تین مرتبہ دہراتے تا کہ وہ اچھی طرح سمجھ لی جائے (یعنی آپ کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں)۔

فائدہ: یعنی اگر مضمون مشکل ہوتا تو تکرار اس لئے فرماتے کہ لوگ اس کو اچھی طرح ذہن میں بٹھالیں یا مجمع زیادہ ہوتا تو تینوں جانب

متوجہ ہوتے اور ہر جانب اس بات کو بیان کرتے۔ تین مرتبہ تو انتہائی درجہ ہے ورنہ اگر دو مرتبہ کہنا کافی ہوتا تو دو مرتبہ ہی کہتے۔

عَنُ الُحَسَنِ بُنِ عَلِيّ قَالَ سألُتُ خَالِیُ هِنُدَ بُنَ أَبِی هَالَةَ قُلُتُ صِفُ لِیُ مَنُطِقَ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَاصِلَ الُأَحُزَانِ دَائِمَ الُفِكُرَةِ لَيُسَتُ لَهُ رَاحَةٌ طَوِيُلَ السَّكُتِ لَايَتَكَلَّمُ فِیُ غَيُرِ حَاجَةٍ يَفُتَتِحُ الُكَلامَ وَيَخُتِمُهُ بِأَشُدَاقِهِ وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الُكَلِمِ كَلَامُهُ فَصُلٌ لَا فُضُوُلٌ وَلَاتَقُصِيُرٌ لَيُسَ بِالُجَافِیُ وَلَا الُمُهِيُنُ يُعَظِّمُ النِّعُمَةَ وَا □ ✦ نُ دَقَّتُ لَا يَذُمُّ مِنُهَا شَيُئًا غَيُرَ أَنَّهُ لَمُ يَكُنُ يَذُمُّ ذَوَاقاً ولا يَمُدَحُهُ وَلَاتُغُضِبُهُ الدُّنُيَا وَلَا مَاكَانَ لَهَا فَا □ ✦ ذَا تُعُدِّیَ الُحَقُّ لَمُ يَقُمُ لِغَضَبِهِ شَیءٌ حَتّٰی يَنُتَصِرَ لَهُ وَلَا يَغُضِبُ لِنَفُسِهِ وَلَا يَنُتَصِرُ لَهَا اِذَا أَشَارَ أَشَارَ بِكَفِّهِ كُلِّهَا وَا □ ✦ ذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا وَ ا □ ✦ ذَا تَحَدَّثَ اتَّصَلَ بِهَا وَضَرَبَ بِرَاحَتِهِ الُيُمُنٰی بَطُنَ ا □ ✦ بُهَامِهِ الُيُسُرٰی وَا □ ✦ ذَا غَضَبَ أَعُرَضَ وَأَشَاحَ وَا □ ✦ ذَا فَرِحَ غَضَّ طَرُفَهُ جُلُّ ضِحُكِهِ التَّبَسُّمُ يَفُتَرُّ عَنُ مِثُلِ حَبِّ الُغَمَامِ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کی کیفیت بیان فرمایئے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ (آخرت کے) غم میں متواتر مشغول رہتے۔ ہر وقت (ذات وصفات باری تعالیٰ یا امت کی بھلائی کی) سوچ میں رہتے۔ (ان امور کی وجہ سے) آپ کو کسی وقت (بے فکری اور) راحت نہیں ہوتی تھی۔ اکثر اوقات خاموش رہتے تھے، بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔ آپ کی تمام گفتگو ابتداء سے انتہاء تک منہ بھر کر ہوتی تھی (یہ نہیں کہ متکبرین کی طرح آدھی بات کہی اور آدھی یونہی چھوڑ دی۔ جامع (یعنی ایسے) الفاظ کے ساتھ (جو ادائیگی میں تھوڑے ہوں لیکن ان میں معانی بہت ہوں) کلام کرتے تھے۔ آپ کی ہر بات جدا جدا ہوتی تھی نہ اس میں فضولیات ہوتی تھیں اور نہ کوتاہیاں (کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو۔ آپ نہ سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل کرتے تھے۔ اللہ کی نعمت خواہ وہ کتنی ہی تھوڑی ہو اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے، اس کی مذمت نہ فرماتے تھے البتہ کھانے کی اشیاء کی نہ مذمت فرماتے (کیونکہ اس کا نعمت ہونا ظاہر ہے) نہ زیادہ تعریف فرماتے (کیونکہ اس میں حرص کا شبہ ہوتا ہے)۔ البتہ اظہار رغبت یا کسی کی دلداری کی وجہ سے کبھی کبھی خاص چیزوں کی تعریف بھی فرمائی ہے۔ دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے آپ کو کبھی غصہ نہ آتا تھا (کیونکہ دنیاوی نقصان کی آپ کو پرواہ نہ ہوتی تھی) البتہ اگر کسی دینی امر اور حق بات سے کوئی شخص تجاوز کرتا تو اس وقت کوئی شخص آپ کے غصہ کی تاب نہ لاسکتا تھا یہاں تک کہ آپ اسکا انتقام نہ لے لیں۔ اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے نہ اس کا انتقام لیتے تھے۔ جب کسی وجہ سے کسی جانب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے (کیونکہ انگلی سے صرف توحید کا اشارہ کرنے کی عادت تھی)۔ جب کسی بات پر تعجب کرتے تو ہاتھ پلٹ لیتے (یعنی گھما لیتے) تھے۔ اور جب بات کرتے تو کبھی ہاتھوں کو بھی ساتھ ہلاتے اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے۔ جب کسی پر ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے اور بے توجہی فرماتے (یا درگزر فرماتے) اور جب خوش ہوتے تو نظریں جھکا لیتے۔ آپ کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی۔ اس وقت آپ کے دانت اولے کی طرح چمکدار سفید ظاہر ہوتے تھے۔

مسکراہٹ اور ہنسی

عَنُ جَابِرِ بُنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِیُ سَاقَیُ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ حَمُوُشَةٌ وَكَانَ لَا يَضُحَكُ ا □ ✦ لَّا تَبَسُّمًا فَكُنُتُ ا □ ✦ ذَا نَظَرُتُ ا □ ✦ لَيُهِ قُلُتُ أَكُحَلُ الُعَيُنَيُنِ وَلَيُسَ بِأَكُحَلَ.

حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں کسی قدر باریک تھیں اور آپ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا (عام طور سے مسکراہٹ سے

www.askfatwa.com

زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ ہنسنے کی نوبت بہت کم آتی تھی) میں جب آپ کو دیکھتا تو سوچتا کہ آپ سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ اس وقت آپ سرمہ لگائے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔(بلکہ آپ کی آنکھیں طبعی طور پر سرگین تھیں)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکراہٹ والا نہیں دیکھا (کہ باوجود طبعی فکر وغم کے آپ دوسروں کی دلداری کی خاطر مسکراتے تھے اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک آدمی دربار الٰہی میں حاضر کیا جائے گا۔اس کے لئے یہ حکم ہوگا کہ اسکے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کئے جائیں اور بڑے بڑے گناہ مخفی رکھے جائیں۔ جب اس پر چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے کہ تو نے فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے تو وہ اقرار کرے گا اس لئے کہ انکار کی گنجائش ہی نہ ہوگی اور اپنے دل میں خوفزدہ ہوگا کہ ابھی تو صرف چھوٹے گناہ ہیں بڑے گناہوں پر تو نہ جانے کیا ہوگا۔اس دوران میں یہ حکم ہوگا کہ اس شخص کو ہر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی دی جائے تو وہ شخص یہ سنتے ہی خود بول پڑے گا کہ میرے تو ابھی بہت سے گناہ ہیں جو یہاں نظر نہیں آتے۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ (وہ بات فرما کر) ہنسے یہاں تک کہ آپ کی (ہنسنے کے وقت دکھائی دینے والی) داڑھیں نظر آنے لگیں۔

مزاح اور دل لگی

یہ اس وقت تک جائز ہے جب کہ اس میں کثرت نہ ہو جو قساوت قلبی کا سبب بن جائے یا وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر سے روک دے یا کسی مسلمان کی تکلیف کا سبب بنے۔ جو ان باتوں سے خالی ہو اور دوسرے کی دلداری اور انبساط کا سبب ہو وہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ا✦نَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ ا✦نِّيْ لَا أَقُوْلُ ا✦لَّا حَقًّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم سے مذاق بھی فرما لیتے ہیں۔آپ نے فرمایا (کہ ہاں مگر) میں صرف حق بات ہی کہتا ہوں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ا✦نَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهٗ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو (مزاح کے طور پر) اے دو کان والے کہہ کر پکارا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ ا✦نْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ ہمارے ساتھ میل جول اور مزاح فرماتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے میرے چھوٹے بھائی عمیر کو (جس نے نغیر نامی ایک پرندہ پالا ہوا تھا۔وہ پرندہ مرگیا تو میرا بھائی رنجیدہ تھا آپ نے) مزاح کے طور پر فرمایا اے ابوعمیر (تیرے) نغیر کو کیا ہوا۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً اِسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ا✦نِّيْ حَامِلُكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاأَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهَلْ تَلِدُ الْا✦بِلَ ا✦لَّا النُّوْقُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کا جانور مانگا۔آپ نے فرمایا میں تم کو ایک اونٹنی کا بچہ دیتا

ہوں۔اس شخص نے کہا یا رسول اللہﷺ میں اُنٹی کے بچے کا کیا کروں گا (وہ تو سواری کا کام نہیں دے گا) آپﷺ نے فرمایا اونٹوں کو بھی تو اونٹنیاں ہی جنتی ہیں (یعنی اونٹ اونٹنیوں ہی کے تو بچے ہوتے ہیں)۔

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَتَتْ عَجُوْزٌ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یُدْخِلَنِیَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ یَا اُمَّ فُلَانٍ ا□ ✦نَّ الْجَنَّۃَ لَا یَدْخُلُھَا عَجُوْزٌ قَالَ فَوَلَّتْ تَبْکِیْ فَقَالَ اَخْبِرُوْھَا اَنَّھَا لَا تَدْخُلُھَا وَھِیَ عَجُوْزٌ ا□ ✦نَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ ا□ ✦نَّا اَنْشَأْنَاھُنَّ ا□ ✦نْشَاءً فَجَعَلْنَاھُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا.

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں ایک بڑھیا نبیﷺ کی خدمت میں آئی اور درخواست کی کہ یارسول اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے۔آپ نے فرمایا اے فلاں کی ماں جنت میں تو کوئی بوڑھی عورت داخل نہیں ہوگی۔وہ عورت روتی ہوئی واپس جانے لگی تو آپ نے (موجودلوگوں سے) کہا اس کو بتا دو کہ یہ بڑھیا ہونے کی حالت میں جنت میں نہیں جائے گی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔اِنَّا اَنْشَأْنَاھُنَّ اِنْشَاءً یعنی ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے۔ہم نے ان کو ایسا بنایا ہے کہ وہ کنواریاں ہیں۔

اشعار پڑھنا اور سننا

جوکلام قصد وارادہ سے قافیہ دار اور وزن دار بنایا گیا ہواس کو اصطلاح میں شعر کہتے ہیں۔رسول اللہﷺ شاعر نہ تھے اور نہ ہی شاعری آپ کی شان کے مناسب تھی۔کبھی کبھی آپ سے ارادہ کے بغیر کوئی کلام وزن دار ہوجاتا تھا۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قِیْلَ لَھَا ھَلْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَتَمَثَّلُ بِشَیْءٍ مِنَ الشِعْرِ قَالَتْ کَانَ یَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَۃَ وَیَتَمَثَّلُ وَیَقُوْلُ وَیَاتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا نبیﷺ کبھی کوئی شعر بھی پڑھتے تھے۔انہوں نے جواب دیا کہ ہاں کبھی عبداللہ بن رواحہ کا شعر پڑھتے تھے اور کبھی کبھی کسی اور شاعر کا چنانچہ کبھی طرفہ شاعر کا) یہ مصرعہ پڑھ دیا کرتے تھے۔ وَیَاتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ (یعنی کبھی تیرے پاس وہ شخص خبریں لے کر آتا ہے جس کو تو نے زادراہ یعنی معاوضہ نہیں دیا)

فائدہ: یعنی عام طور سے واقعات کی تحقیق کے لئے اور کسی جگہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے سفرخرچ اور تنخواہ دے کر آدمی کو بھیجا جاتا ہے۔مگر کبھی گھر بیٹھے بٹھائے کوئی آکر خود ہی سارے حالات سنا دیتا ہے کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔اس کے ذریعہ سے نبیﷺ نے خود اپنی مثال ارشاد فرمائی کہ بلاکسی اجرت اور سفرخرچ کے گھر بیٹھے جنت، دوزخ، آخرت اور قیامت اور آئندہ کے حالات بتا دیئے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَصْدَقَ کَلِمَۃٍ قَالَھَا الشَّاعِرُ کَلِمَۃُ لَبِیْدٍ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ. وَکَادَ اُمَیَّۃُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ یُسْلِمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہﷺ نے فرمایا سب سے سچا کلام جو کسی شاعر نے کہا ہے لبید کا یہ کلام ہے اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ (یعنی آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے) اور فرمایا امیہ بن ابی صلت (جو اپنے اشعار میں حقائق ذکر کرتا تھا اور قیامت کا قائل تھا) قریب تھا کہ اسلام لے آئے (یعنی اس کے مضامین حق کے بہت قریب تھے)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْیَانَ قَالَ اَصَابَ حَجَرٌ ا□ ✦صْبَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَدَمِیَتْ فَقَالَ

ھَلْ اَنْتِ ا□ ✦لَّا ا□ ✦صْبَعٌ دَمِیْتِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

www.askfatwa.com

حضرت جندب کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک پتھر رسول اللہ ﷺ کی انگلی پر لگا جس سے وہ خون آلود ہوگئی تو آپ نے اس وقت جو بات کہی وہ بلا ارادہ وزن دار تھی۔

هَلْ أَنْتِ ا□ ✦لّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

تو تو محض ایک انگلی ہے جوخون آلودہوگئی ہےاور (شکر ہے کہ) جو تجھے پیش آیا ہے وہ اللہ ہی کی راہ میں پیش آیا ہے۔

عَنِ الشَّرِيْدِ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْشَدْتُهٗ مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ قَوْلِ أُمَيَّةَ. كُلَّمَا أَنْشَدْتُهٗ بَيْتًا قَالَ لِىَ النَّبِىُّ ﷺ هِيْهِ حَتّٰى أَنْشَدْتُهٗ مِائَةً يَعْنِىْ بَيْتًا فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ ا□ ✦نْ كَادَ لَيُسْلِمُ

حضرت شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ رسول ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ (اس وقت) میں نے آپ کو امیہ کے سوشعر سنائے۔ جب بھی میں آپ کو ایک شعر سناتا آپ فرماتے اور سناؤ یہاں تک کہ میں نے آپ کو سوشعر سنائے۔ آخر میں آپ نے فرمایا وہ تو اسلام لانے کے بہت ہی قریب ہوگیا تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَالَسْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَكْثَرَمِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ وَ كَانَ أَصْحَابُهٗ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُوْنَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ هُوَ سَاكِتٌ وَرُبَمَا تَبَسَّمَ مَعَهُمْ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں سومرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں جن میں صحابہ اشعار پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کی باتوں کا تذکرہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ (انکو روکتے نہیں تھے بلکہ) خاموش رہتے تھے اور کبھی کبھی ان کے ساتھ مسکرا دیتے تھے۔

لیٹنے اور سونے کی کیفیت

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ ا□ ✦ذَا أَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ وَقَالَ رَبِّ قِنِىْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ رَبِّ قِنِىْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اے میرے رب مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ ا□ ✦ذَا آوىٰ ا□ ✦لٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰ وَا □ ✦ذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَا□ ✦لَيْهِ النُّشُوْرُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کلمات کہتے اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰ (یعنی اے اللہ میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور سوتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوتا ہوں اور بیدار ہوتا ہوں) اور جب بیدار ہوتے تو یہ کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَا تَنَا وَ ا □ ✦لَيْهِ النُّشُوْرُ (یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف واپسی ہے۔

فائدہ: سوتے وقت کی اور بہت سی دعائیں بھی منقول ہیں جو دعاؤں کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ ا□ ✦ذَا نَامَ نَفَخَ

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سوتے تو خراٹے لیتے تھے۔

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَرَّسَ بِلَیْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْأَیْمَنِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَ وَضَعَ رَاسَهُ عَلٰی كَفِّهِ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (سفر میں رات کو چلنے کے بعد) نبی ﷺ جب رات ہی میں پڑاؤ کرتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر آرام کرتے اور اگر صبح کے قریب پڑاؤ کرتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا رکھتے اور (کہنی پر ٹیک لگا) اپنے ہاتھ پر سر رکھ کر آرام فرماتے۔ (تاکہ گہری نیند نہ آئے اور فجر کی نماز فوت نہ ہو)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ أَنَّهُ رَأَی النَّبِیَّ ﷺ مُسْتَلْقِیًا فِی الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰی رِجْلَیْهِ عَلَی الْأُخْرٰی.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے۔

عبادت کے معمولات

رات کی عبادت

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِیْلَ لَهُ أَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْداً شَكُوْراً

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس قدر لمبے نوافل پڑھتے تھے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ کیا آپ اس قدر مشقت اس کے باوجود برداشت کرتے ہیں کہ اللہ نے آپ کی اگلی اور پچھلی خطائیں معاف فرما دی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا ہے) تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ كَانَ یَنَامُ أَوَّلَ اللَّیْلِ ثُمَّ یَقُوْمُ فَإِذَا كَانَ مِنَ السَّحَرِ أَوْتَرَ ثُمَّ أَتٰی فِرَاشَهُ فَإِذَا كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ أَلَمَّ بِأَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَثَبَ فَإِنْ كَانَ جُنُباً أَفَاضَ عَلَیْهِ مِنَ الْمَاءِ وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ إِلَی الصَّلٰوةِ

اسودؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عام طور سے (عشاء کی نماز کے بعد) رات کے نصف اول میں سو جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور جب اخیر شب ہو جاتی تھی تب وتر پڑھتے۔ اس کے بعد اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ اگر رغبت ہوتی اپنے اہل کے پاس چلے جاتے (یعنی صحبت کرتے) جب اذان کی آواز سنتے تو فوراً اٹھ جاتے پھر اگر جنبی ہوتے تو غسل کرتے ورنہ وضو کرتے اور نماز کے لئے نکل جاتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ یُصَلِّ بِاللَّیْلِ مَنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ النَّوْمُ أَوْ غَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ صَلّٰی مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَیْ عَشَرَةَ رَكْعَةً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کے وقت نماز نہ پڑھ پاتے یا تو سوتے رہنے کی وجہ سے یا آنکھوں میں نیند کے غلبہ کی وجہ سے تو آپ (تدارک کے طور پر) دن میں (ظہر سے پہلے) بارہ رکعت پڑھتے تھے۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰی کَانَ أَکْثَرُ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وفات کے قریب زمانہ میں اکثر نوافل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِآيَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ لَيْلَةً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات تہجد میں قرآن کی ایک ہی آیت کی تکرار کرتے رہے۔

فائدہ: وہ آیت سورہ مائدہ کے آخری رکوع کی آیت ہے ا□ ✦نْ تُعَذِّبْهُمْ فَا□ ✦نَّهُمْ عِبَادُکَ وَا□ ✦نْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَا□ ✦نَّکَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ (اے اللہ اگر تو ان کو عذاب کرنا چاہے تو یہ تیرے بندے اور غلام ہی ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت فرما دے تو تو بڑے زور والا اور حکمت والا ہے)

چاشت کی نماز

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ لِعَائِشَةَ أَکَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰی قَالَتْ نَعَمْ أَرْبَعَ رَکْعَاتٍ وَ يَزِيْدُ مَاشَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

معاذہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں (کم سے کم) چار رکعت پڑھتے تھے اور زائد بھی پڑھتے جتنا اللہ عزوجل چاہتے۔

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ فَاغْتَسَلَ فَسَبَّحَ ثَمَانِيَ رَکْعَاتٍ مَارَأَيْتُهُ ﷺ صَلّٰی صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ کَانَ يُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں گئے اور غسل کیا اور آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ کہتی ہیں میں نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اس سے ہلکی نماز کبھی پڑھی ہو البتہ رکوع وسجدے آپ نے پورے پورے کئے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ کَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰی حَتّٰی نَقُوْلَ لَا يَدَعُهَا وَيَدَ عُهَا حَتّٰی نَقُوْلَ لَا يُصَلِّيْهَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ چاشت کی نماز (کبھی تو اس قدر اہتمام سے) پڑھتے تھے کہ ہمیں خیال ہوتا تھا کہ اب کبھی نہیں چھوڑیں گے اور کبھی (امت پر فرض ہونے کے خوف سے) ایسا ترک فرماتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ بالکل چھوڑ ہی دی اب کبھی نہیں پڑھیں گے۔

نوافل گھر میں پڑھنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ بَيْتِيْ وَالصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ قَدْ تَرٰی مَا أَقْرَبَ بَيْتِيْ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَأَنْ أُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ أَحَبُّ ا□ ✦لَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ ا□ ✦لَّا اَنْ تَکُوْنَ صَلٰوةً مَکْتُوْبَةً

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر میں اور مسجد میں نفل نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا (کہ کہاں پڑھنا افضل ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم دیکھتے ہو میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے (کہ مسجد کے آنے میں کسی قسم کی کوئی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود) مجھے مسجد کے مقابلہ میں گھر میں (نفلی) نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے الا یہ کہ فرض نماز ہو (کہ اس کی اصل جگہ تو مسجد ہی ہے)

www.askfatwa.com

نفلی روزے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ أَفْطَرَ. قَالَتْ وَمَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْراً كَامِلاً مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ ا□ ✦لَّا رَمَضَانَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ (کبھی متواتر) روزے رکھتے یہاں تک کہ ہمارا خیال ہوتا کہ (یہ پورا مہینہ) روزہ رکھیں گے اور (کبھی متواتر) روزے نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم خیال کرتے کہ آپ (پورا مہینہ ہی) روزہ نہ رکھیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مدینہ تشریف لانے کے بعد سے آپ نے رمضان کے علاوہ پورے مہینے کا روزہ نہیں رکھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ فِيْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهٖ فِيْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ ا□ ✦لَّا قَلِيْلاً بَلْ كَانَ يَصُوْمُ كُلَّهٗ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ شعبان کے اکثر حصہ میں روزے رکھتے تھے بلکہ (قریب قریب) پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا ہر ماہ تین روزے رکھنے کا معمول بھی تھا جو کبھی شروع مہینے کے تین دن اور کبھی تیرہویں، چودھویں، پندرہویں تاریخ اور کبھی اور ترتیب سے۔

i- **عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ہر مہینہ کے شروع کے تین روزے رکھتے تھے۔

ii- **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَالْإِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الْآخِرِ الثَّلْثَاءَ وَالْأَرْبعَاءَ وَالْخَمِيْسَ**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینہ میں ہفتہ، اتوار اور پیر کے (تین دن کے) روزے رکھتے تھے اور دوسرے مہینہ میں منگل بدھ اور جمعرات (کے تین دن) کے روزے رکھتے تھے۔

4- **عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں اور میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حالت میں پیش کیا جائے کہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔

قرآن پڑھنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَطِّعُ قِرَائَتَهٗ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ وَكَانَ يَقْرَأُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ الحمد اللہ رب العالمین پڑھتے پھر ٹھہرتے پھر الرحمن الرحیم پڑھتے پھر ٹھہرتے پھر مالک یوم الدین پڑھتے۔

فائدہ: ہر ہر آیت پر وقف کرنا یہ نبی ﷺ کا ہمیشہ کا معمول نہیں تھا کیونکہ قوی دلائل سے اور طرح بھی ثابت ہے۔

1- عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا فَقَالَ اَلتَّرْتِیْلُ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ (النشر لابن الجرزی ص: 209 ج 1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (قرآن میں) اللہ تعالیٰ کے فرمان وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا (کہ قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو) کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حروف کی صحیح ادائیگی کرنے اور وقف کی جگہوں کے پہچاننے کو ترتیل کہتے ہیں۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ عِشْنَا بُرْهَةً مِنْ دَهْرِنَا وَأَنَّ أَحَدَنَا لَیُؤْتَی الْا □ ✦ یْمَانَ قَبْلَ الْقُرْآنِ وَتَنْزِلُ السُّوْرَةُ عَلَی النَّبِیِّ فَیَتَعَلَّمُ حَلَالَهَا وَحَرَامَهَا وَأَمْرَهَا وَ زَاجِرَهَا وَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّوْقَفَ عِنْدَهٗ مِنْهَا (النشر لا بن الجزری ص: 225 ج 1)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم پر ایک زمانہ ایسا گزرا کہ قرآن (کے احکام کی تعلیم) سے پہلے ہمیں ایمان سکھایا جاتا تھا (قرآن کے ذریعہ بھی اور حدیث کے ذریعہ بھی) اور (پھر قرآن کے احکام سیکھنے کی تفصیل یہ تھی کہ) نبی ﷺ پر جو سورت نازل ہوتی تھی (ہم میں سے) ہر شخص (اپنی اپنی صلاحیت کے بقدر) اس کے حلال وحرام اور اس کے امر و نہی کو سیکھتا تھا اور اس بات کو بھی سیکھتا کہ اس سورت کی کس کس جگہ پر وقف کیا جائے گا۔

3- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وقوف قرآن کی منزلیں ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان آثار و اقوال سے معلوم ہوا کہ سب ہی صحابہ اس بات کا اہتمام کرتے تھے کہ نبی ﷺ سے یہ بھی سیکھیں کہ کہاں وقف کیا جائے۔ وقف کرنا مختلف وجھوں سے ہوتا ہے مثلاً:

1- سانس ٹوٹ جائے مثلاً آیت الکرسی جو ایک لمبی آیت ہے اس کو ایک سانس میں پڑھنا مشکل ہے لہذا بیچ بیچ میں وقف کرنا اور سانس توڑنا مجبوری ہے۔

2- ایک بات مکمل ہو جائے۔

3- الفاظ کی ہم آہنگی کی رعایت کی جائے جیسا کہ قرآن پاک میں لکھی ہوئی اکثر آیتوں کے ختم پر ملتا ہے مثلاً الحمد للہ رب العالمین ο الرحمن الرحیم ο مالک یوم الدین ο ان تین آیتوں میں سے ہر ایک کے آخر پر وقف کیا جائے تو ہم آہنگی ملتی ہے۔

ان مذکورہ وجوہات میں سے کسی بھی وجہ سے وقف کرنا جائز ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے سب طرح سے وقف کیا ہے۔ خاص کسی ایک طریقے کی پابندی نہیں کی اس لئے صحابہ اور پھر تابعین اور تبع تابعین کی اپنی اپنی ترجیحات ہیں۔ اور ان میں امام نافع مدنی اور امام ابن عامر شامی اس جگہ وقف کرتے ہیں جہاں معنی کے لحاظ سے ٹھہرنا مناسب ہو۔ امام ابن کثیر مکی آیت پر وقف کرنا پسند کرتے ہیں۔ امام عاصم اور امام کسائی جہاں بات ختم ہو رہی ہو وہاں ٹھہرتے ہیں اور امام حمزہ جہاں بھی سانس ٹوٹ جائے وہاں وقف کرتے ہیں اگرچہ آیت کے بیچ میں ٹوٹ جائے۔ یہ سب حضرات اپنے طریقے کو جو انہوں نے اپنے اساتذہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے ہی حاصل کیا تھا ترجیح دیتے ہیں لیکن دوسروں کے طریقوں کو بھی جائز جانتے ہیں ناجائز نہیں کہتے۔

انہی اماموں کی قراءتیں آگے تواتر سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں۔ چونکہ وقف کے مواقع بھی ان قراءتوں ہی کا حصہ ہیں اس لئے وقف کے مواقع بھی تواتر سے ثابت ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَدًّا

www.askfatwa.com

قتادہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کس طرح پڑھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ (مدوالے حروف کو) مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھتے تھے (جس کے لئے ضروری ہے کہ تلاوت اطمینان سے کی جائے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَیْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِیِّ ﷺ أَكَانَ یُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ یَجْهَرُ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِکَ كَانَ یَفْعَلُ رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ

حضرت عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا (کہ رات کو تہجد میں) قراءت آہستہ کرتے تھے یا آواز سے کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ دونوں طرح ہی کرتے تھے کبھی آہستہ پڑھتے تھے اور کبھی آواز سے پڑھتے تھے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ نَبِیُّكُمْ ﷺ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الصَّوْتِ وَكَانَ لَا یُرَجِّعُ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمہارے نبی ﷺ اچھی صورت والے اور اچھی آواز والے تھے اور قرآن کو (گانے والوں کی طرح) آواز بنا کر نہیں پڑھتے تھے۔

گریہ وزاری

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِهٖ أَزِیْزٌ كَأَزِیْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے (اور کمال خشوع و خضوع کی وجہ سے رو رہے تھے) اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِقْرَأْ عَلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ أُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰی بَلَغْتُ وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِیْداً قَالَ فَرَأَیْتُ عَیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَهْمِلَانِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کو سناؤں حالانکہ آپ ہی پر تو قرآن نازل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں۔ تو (امتثال امر میں) میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِیْداً تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

فائدہ: رونا دو وجہ سے تھا۔

1- کلام الٰہی کے خود سننے سے بھی رونا آ جاتا ہے۔

2- مذکورہ آیت کا مضمون قیامت کے دن کے ایک منظر کو بیان کرتا ہے۔ اس منظر کے استحضار کی وجہ سے رونا آ گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنَ وَ هُوَ مَیِّتٌ وَهُوَ یَبْكِیْ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ اس وقت آپ رو رہے تھے (اور آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے)

فائدہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ یہ اسلام قبول کرنے والے چودھویں شخص تھے۔ اسلام سے پہلے بھی شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ ان کو دو ہجرتیں نصیب ہوئیں اور جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ یہ مدینہ منورہ میں وفات پانے والے سب سے پہلے مہاجر ہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا اِبْنَةً لِرَسُوْلِ اللّٰه ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (ام کلثوم) کے جنازے میں شریک تھے۔ آپ ﷺ قبر (کے کنارے) پر تشریف فرما تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تواضع و انکساری

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (سب ہی) بیماروں کی عیادت کرتے تھے، جنازوں میں شریک ہوتے تھے اور گدھے پر سوار ہو جاتے تھے اور کسی غلام کے (بھی) مدد کے لئے بلانے پر اس کے پاس پہنچ جاتے تھے (غرض عام آدمیوں میں عام آدمی کی طرح رہتے تھے بالکل بھی تکبر نہ کرتے تھے)۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْعٰى ا ✦لٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ وَالْا ✦هَالَةِ السَّنِخَةِ فَيُجِيْبُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور باسی چربی کی دعوت دی جاتی تو آپ اس کو (بھی اپنے کمال اخلاق کی وجہ سے) قبول فرما لیتے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ ا ✦لَيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَكَانُوْا ا ✦ذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا (اس کے باوجود) وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ وہ آپ ﷺ کا اس کو ناپسند کرنا جانتے تھے۔ (اگرچہ کسی کے آنے پر کھڑے ہونا جب کہ نہ تکبر ہو اور نہ تکبر کا اندیشہ ہو جائز ہے لیکن رسول اللہ ﷺ تواضع کی بنا پر اپنے لئے اس کو بھی پسند نہ فرماتے تھے)

عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ قِيْلَ لِعَائِشَةَ مَاذَا كَانَ يَعْمَلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ بَشَراً مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ

عمرہ کہتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ عام آدمیوں کی طرح (گھر میں کام کر لیا کرتے) تھے۔ اپنے کپڑوں پر اگر کسی اور کی جوں چڑھ جاتی تھی تو) جوں تلاش کر لیتے تھے۔ خود ہی اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور اپنے کام بھی خود ہی کر لیا کرتے تھے (ان کاموں کو کرنے میں آپ ﷺ کو کچھ گرانی یا تکبر مانع نہ ہوتا تھا)۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ نِیْ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (میری عیادت کے لئے) میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نہ خچر پر سوار تھے نہ ترکی

www.askfatwa.com

گھوڑے پر (یعنی دیگر حکمرانوں کی طرح کسی سواری پر چڑھ کر نہیں آئے بلکہ پیدل چل کر آئے اور آپ کی کثرت سے پیدل چلنے کی عادت تھی)

اخلاق عالیہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقْبِلُ بِوَجْهِهٖ وَ حَدِيْثِهٖ عَلٰى أَشَرِّ الْقَوْمِ يَتَأَلَّفُهُمْ بِذٰلِكَ فَكَانَ يُقْبِلُ بِوَجْهِهٖ وَحَدِيْثِهٖ عَلَيَّ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنِّيْ خَيْرُ الْقَوْمِ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ تالیف قلب کے خیال سے قوم کے کم ترین شخص کی طرف بھی اپنی توجہ اور خصوصی گفتگو مبذول فرماتے تھے۔ (اس کی وجہ سے اس شخص کو اپنی خصوصیت کا خیال ہونے لگتا تھا چنانچہ) خود میری طرف بھی آپ اپنی توجہ اور خصوصی گفتگو مبذول کرتے تھے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ میں قوم کا بہترین آدمی ہوں (جب ہی تو میری طرف اتنی عنایت ہے)۔

3- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ أُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے (کسی بھی بات پر) افوہ تک نہیں کہا اور میں نے کوئی کام کر لیا تو یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا اور کوئی کام نہیں کیا تو یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کیا (اور آپ کمال اخلاق کی وجہ سے میری کوتاہیوں کو برداشت کرتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ اس کو منجانب اللہ سمجھ کر اس پر راضی ہو جاتے تھے۔ یہ معاملہ ان امور میں تھا جو آپ ﷺ کی ذات سے متعلق تھے۔ آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا البتہ اللہ تعالی کی کسی حرمت کو کوئی توڑتا تھا تو اس پر جو شرعی مواخذہ ہے اس کو ضرور پورا کرتے تھے)۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَائِمَ الْبِشْرِ سَهْلَ الْخُلُقِ لَيِّنَ الْجَانِبِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مُشَاحٍّ يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِيْ وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ وَلَا يُجِيْبُ فِيْهِ قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ الْمِرَاءِ والا ✦ كْبَارِ وَمَا لَا يَعْنِيْهِ وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ كَانَ لَا يَذُمُّ أَحَدًا وَلَا يَعِيْبُهُ وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ وَلَا يَتَكَلَّمُ ا ✦ لَّا فِيْمَا رَجَا ثَوَابَهُ وَا ✦ ذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَائُهُ كَأَنَّمَا عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ .... يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُوْنَ مِنْهُ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُوْنَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيْبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِيْ مَنْطِقِهٖ وَمَسْأَلَتِهٖ وَيَقُوْلُ اِذَا رَأَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَأَرْفِدُوْهُ وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ ا ✦ لَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى أَحَدٍ حَدِيْثَهُ حَتّٰى يَجُوْزَ فَيَقْطَعُهُ بِنَهْيٍ أَوْ قِيَامٍ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی کے ساتھ متصف تھے (یعنی آپ کے چہرہ پر تبسم اور بشاشت کا اثر نمایاں رہتا تھا۔ آپ نرم مزاج تھے (لوگوں کے ساتھ شرعا موافقت ممکن ہوتی تو موافقت فرماتے) آپ نہ سخت گو تھے نہ سخت دل تھے، نہ چلا کر بولتے تھے، نہ فحش گو تھے (کہ بدکلامی کریں) اور نہ عیب گیر تھے (کہ لوگوں کے عیب نکالتے پھریں) اور نہ زیادہ مذاق کرتے تھے۔ آپ ناپسند بات سے اعراض فرماتے تھے (گویا سنی ہی نہیں۔ دوسرے کی کوئی خواہش اگر آپ کو مناسب معلوم نہ ہوتی تو اس کو مایوس بھی نہ فرماتے اور اس کا وعدہ بھی نہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے تین باتوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کر لیا تھا جھگڑے سے، تکبر سے اور بے کار باتوں سے اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا۔ نہ کسی کی مذمت فرماتے، نہ کسی کو عیب لگاتے اور نہ کسی کے عیب تلاش کرتے۔ آپ صرف وہی بات کرتے جس کے ثواب کی امید ہوتی۔ جب آپ بات کرتے تو حاضرین مجلس گردن جھکا لیتے (اور اس طرح بے حس و حرکت بیٹھتے)

گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (کہ ذرا حرکت کی تو پرندہ اڑ جائے گا)......جس بات سے اور لوگ ہنستے آپ بھی تبسم فرماتے اور جس بات سے اور لوگ تعجب کرتے آپ بھی تعجب کا اظہار فرماتے (یہ نہیں کہ سب سے الگ چپ چاپ بیٹھے رہیں) بلکہ معاشرت اور طرز کلام میں حاضرین مجلس کے شریک حال رہتے تھے) اجنبی مسافر کی درشت گفتگو اور بدتمیزی کے (اور بیجا قسم کے) سوال پر صبر فرماتے۔ آپ یہ بھی تاکید فرماتے تھے کہ جب کسی طالب حاجت کو دیکھو تو اس کی مدد کیا کرو۔ اگر آپ کی کوئی تعریف کرتا تو اس کو گوارا نہ فرماتے الا یہ کہ وہ احسان کے شکریہ کے طور پر کرتا۔ کسی کی گفتگو نہ کاٹتے تھے البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرنے لگتا تو پھر اس کو ختم کرواتے یا تو منع کر دیتے یا خود مجلس سے اٹھ جاتے (تاکہ وہ خود رک جائے)۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَاصَخَّاباً فِي الْأَسْوَاقِ وَلَايُجْزِئُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نہ تو طبعاً فحش گو تھے نہ بتکلف فحش بات کرتے تھے اور نہ بازاروں میں چلا کر (وقار کے خلاف) باتیں کرتے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور اس کا ذکر تذکرہ بھی نہ فرماتے تھے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَاسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے انکار فرمایا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَ كَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جاتی تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور اس پر (اس سے بہتر) بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

حیاء

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا وَكَانَ ا □ ✦ ذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (میں بے حیائی اور بے باکی نہیں تھی، بری باتوں سے حیاء کرتے تھے بلکہ آپ) شرم وحیاء میں کنواری لڑکی جو اپنے پردہ میں ہو اس سے زیادہ حیادار تھے اور جب آپ کسی بات کو ناگوار پاتے تو ناپسندیدگی آپ کے چہرے سے پہچان لی جاتی۔

سینگی لگوانا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدىٰ وَ عِشْرِيْنَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ گردن کی دونوں جانبوں میں اور دونوں شانوں کے درمیان سینگی لگواتے تھے اور (عام

www.askfatwa.com

طور سے چاند کی) سترہویں، انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو لگواتے تھے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِمَلَلٍ عَلٰى الْقَدَمِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان) ملل نام کی ایک جگہ میں حالت احرام میں پشت قدم پر سینگی لگوائی۔

فائدہ: سینگی لگانا بدن کے ظاہری حصہ سے خون نکالنے کو کہتے ہیں۔ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔ وہ آپ نے بہت تھوڑا ہی کھایا تھا مگر اس کی سمیت مختلف اوقات میں بالخصوص گرمی کے زمانہ میں بار بار عود کرتی تھی۔جس جانب زہریلے مادے کا زور ہوتا اس جانب آپ ﷺ کو سینگی کے استعمال کی ضرورت ہوتی تھی۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِحْتَجَمَ وَأَمَرَنِيْ فَأَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ أَجْرَهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ سینگی لگوائی اور مجھے (اس کی اجرت دینے کا) حکم دیا تو میں نے سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت ادا کی۔

بعض نام اور القاب

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ نَّ لِيْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا اَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بہت سے نام ہیں (ان میں سے چند یہ ہیں کہ) میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں (جس کا مطلب ہے مٹانے والا) اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں جس کے سامنے سب لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور میں ہی عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ لَقِيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَ أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَأَنَا الْمُقَفّٰى وَأَنَا الْحَاشِرُ وَ نَبِيُّ الْمَلَاحِمِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میری ملاقات نبی ﷺ سے مدینہ منورہ کے کسی رستے میں ہوئی اس وقت آپ نے فرمایا میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور نبی رحمت ہوں اور نبی توبہ ہوں اور میں مقفی ہوں (یعنی انبیاء میں سب سے آخر میں آنے والا ہوں) اور میں حاشر ہوں اور نبی ملاحم ہوں (یعنی لڑائیوں کا نبی ہوں کیونکہ میری امت میں جہاد قیامت تک جاری رہے گا)۔

عمر مبارکہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى ا □ ✦ لَيْهِ وَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ سِتِّيْنَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (نبوت ملنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے جن میں آپ کی طرف وحی ہوتی رہی اور مدینہ میں دس سال رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

وفات

رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کی ابتداء سر کے درد سے ہوئی تھی۔اس روز آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھے۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن میں مرض میں شدت پیدا ہوئی۔جب مرض میں زیادہ شدت ہوئی تو آپ ﷺ کے ایماء پر تمام ازواج نے اس کو اختیار کیا کہ آپ حضرت عائشہ کے مکان ہی میں رہیں۔کل مدت مرض بارہ یا چودہ ایام ہے۔پیر کے دن چاشت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں انتقال ہوا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيْهِ مَاءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ أَوْ قَالَ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرض وفات میں دیکھا کہ آپ کے پاس ایک پیالہ میں پانی ہے اور (مرض کی طبعی تکلیف کی وجہ سے) آپ پیالہ میں ہاتھ ڈالتے پھر اپنے چہرہ پر پانی والا ہاتھ پھیر لیتے پھر یہ فرماتے اے اللہ موت کے شدائد پر میری مدد فرما۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ النَّاسَ أَوْ قَالَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ ا □ ✦نَّ أَبِيْ رَجُلٌ أَسِيْفٌ ا □ ✦ذَا قَامَ ذٰلِكَ الْمَقَامَ بَكٰى فَلَا يَسْتَطِيْعُ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَهُ قَالَ ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَا □ ✦نَّكُنَّ صَوَاحِبُ أَوْ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ قَالَ فَأُمِرَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ وَأُمِرَ أَبُوْبَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ ثُمَّ ا □ ✦نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ خِفَّةً فَقَالَ انْظُرُوْا ا □ ✦لٰى مَنْ أَتَّكِئُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْ بَرِيْرَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَاٰهُ أَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَنْكُصَ فَأَوْمَأَ ا □ ✦لَيْهِ أَنْ يَثْبُتَ مَكَانَهُ حَتّٰى قَضٰى أَبُوْبَكْرٍ صَلَاتَهُ.

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو اپنے مرض وفات میں غشی ہوئی۔جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔گھر میں موجود لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں (ہو گیا)۔فرمایا بلال کو کہو کہ وہ اذان کہیں اور ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔اس کے بعد آپ پر پھر غشی طاری ہوئی۔جب افاقہ ہوا تو پوچھا کہ کیا نماز کا وقت ہو گیا۔لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں (ہو گیا) فرمایا۔بلال سے کہو کہ وہ اذان کہیں اور ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میرے والد (ابو بکر) رقیق القلب آدمی ہیں۔جب اس جگہ (یعنی نبی ﷺ کے مصلے) پر کھڑے ہونگے تو رونا شروع کر دیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے۔اگر آپ ان کی جگہ کسی اور کو (نماز پڑھانے کا) کا کہہ دیں تو اچھا ہو۔رسول اللہ ﷺ پر پھر غشی طاری ہوئی۔افاقہ ہوا تو فرمایا بلال کو کہو کہ وہ اذان کہیں اور ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔(حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا کہنے میں جو فائدہ اور ضرورت اور مصلحت تھی وہ آپ ﷺ کے علم میں تھی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا اندازہ نہ ہوا۔تو چونکہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان حال اور زبان قال سے یہ درخواست بے جا تھی اس لئے ان کو فرمایا کہ بے جا بات پر اصرار کرنے میں تم حضرت یوسف علیہ السلام کی عورتوں کی طرح ہو (کہ انہوں نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زلیخا کی گویا تائید کی)۔غرض بلال کو کہا گیا تو انہوں نے اذان کہی اور ابو بکر کو کہا گیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔(یہ گفتگو شب جمعہ میں عشاء کے وقت ہوئی۔عشاء کی نماز سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کی اور پیر کے دن چاشت کے وقت نبی

www.askfatwa.com

ﷺ کا وصال ہوا۔ تو اس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کل سترہ نمازیں نبی ﷺ کی شدت مرض میں پڑھائیں۔ دوران مرض میں یعنی پیر کے دن فجر کی نماز میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بیماری میں کچھ تخفیف محسوس کی تو فرمایا دیکھو کوئی سہارا دینے والا ہے۔ اس پر بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک اور صاحب آگے بڑھے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کا سہارا لیا (اور مسجد تشریف لے گئے)۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہیں اور نماز پڑھاتے رہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ مُسْنِدَةً النَّبِیَّ ﷺ اِلٰی صَدْرِیْ أَوْ قَالَتْ اِلٰی حِجْرِیْ فَدَعَا بِطَسْتٍ لِيَبُوْلَ فِيْهِ ثُمَّ بَالَ فَمَاتَ ﷺ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (وصال کے وقت) میں نے نبی ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ سہارا دے رکھا تھا۔ آپ نے طشت (پیشاب کا برتن منگوایا تا کہ اس میں پیشاب کریں پھر آپ نے پیشاب کیا۔ پھر (کچھ دیر بعد) آپ ﷺ کی وفات ہوئی (تو اس وقت بھی آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سینے کے ساتھ تھا یا کہا کہ میری گود میں تھا)۔

عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَمَكَثَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ وَ دُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ.

حضرت زین العابدین کے بیٹے محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات پیر کے دن ہوئی۔ اس روز اور منگل کا روز ٹھہر کر منگل اور بدھ کی درمیانی رات میں دفن کئے گئے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی تدفین میں اتنی تاخیر کی متعدد وجوہ تھیں۔

1- اس عظیم حادثہ کی وجہ سے عام طور سے لوگوں کے ہوش و حواس ہی قابو میں نہ رہے تھے۔ کوئی مدہوش و حیرت زدہ تھا اور کسی کو وفات تسلیم کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ وہ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امت کو سنبھالا۔

2- خلافت کا مسئلہ درپیش تھا کیونکہ:

i- تجہیز و تکفین کے ہر ہر مسئلہ میں اس کی ضرورت تھی۔ ضرورت تھی کہ اس اہم کام میں اگر اختلاف رائے پیدا ہو تو کوئی قوت نافذہ موجود ہو جو اختلاف کو دور کرے اور اپنا حتمی فیصلہ جاری کرے۔

ii- بعض انصار میں یہ مسئلہ زیر بحث آجانے سے یہ بات اور بھی اہم بن گئی تھی کیونکہ اس وقت کے حالات میں بہت ہی قابلیت والے امیر کی ضرورت تھی جس پر سب متفق بھی ہو جائیں۔ اسی پر اس وقت دین کی حفاظت موقوف تھی۔ کوئی نا اہل امیر بن جاتا تو دین کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ شام تک جا کر خلافت کا مسئلہ حل ہوا۔ دوسرے دن عام بیعت ہو جانے کے بعد پھر ہر ہر مسئلہ سہولت سے طے ہوتا گیا۔

3- نماز جنازہ کے لئے چند آدمی حجرہ میں جاتے اور بلا جماعت نماز پڑھ کر باہر آتے۔ اس طرح باری باری سب مدینہ والوں نے نماز پڑھی۔ اس میں بھی ظاہر ہے خاصا وقت صرف ہوا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَابَكْرٍ رضی الله عنهما دَخَلَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَوَضَعَ فَمَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى سَاعِدَيْهِ وَقَالَ وَا نَبِيَّاهُ وَا صَفِيَّاهُ وَا خَلِيْلَاهُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر آپ کے پاس آئے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کے بازوؤں پر رکھ کر یہ کہا ہائے نبی ہائے صفی ہائے خلیل (یہ الفاظ نوحہ کے طور پر نہیں کہے)۔

www.askfatwa.com

عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ فَقَالَ عُمَرُ وَ اللّٰهِ لا أَسْمَعُ أَحَدًا يَذْكُرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ ا□ ✦ لَّاضَرِبْتُهُ بِسَيْفِي هٰذَا. قَالَ كَانَ النَّاسُ أَمِيِّيْنَ لَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ نَبِيٌّ قَبْلَهُ فَأَمْسَكَ النَّاسُ. قَالُوْا يَا سَالِمُ انْطَلِقْ ا□ ✦ لٰى صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَادْعُهُ فَأَتَيْتُ أَبَابَكْرٍ وَ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَيْتُهُ أَبْكِيْ دَهِشًا. فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ لِيْ أَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ ا□ ✦ نَّ عُمَرَ يَقُوْلُ لا أَسْمَعُ أَحَدًا يَذْكُرُأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ ا□ ✦ لَّاضَرِبْتُهُ بِسَيْفِيْ هٰذَا فَقَالَ لِيْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَجَاءَ هُوَ وَ النَّاسُ قَدْ دَخَلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أُفْرِجُوْا لِيْ فَأَفْرَجُوْا لَهُ فَجَاءَ حَتّٰى أَكَبَّ عَلَيْهِ وَخَرَّعَلٰى سَاعِدِهٖ وَمَسَّهُ فَقَالَ ا□ ✦ نَّكَ مَيِّتٌ وَ ا□ ✦ نَّهُمْ مَيِّتُوْنَ ثُمَّ قَالُوْا يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ فَعَلِمُوْا أَنْ قَدْصَدَقَ. قَالُوْا يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا وَ كَيْفَ قَالَ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَ يَدْعُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ وَ يَدْعُوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ. قَالُوْا يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَ يُدْفَنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا أَيْنَ قَالَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ قَبَضَ اللّٰهُ فِيْهِ رُوْحَهُ فَا□ ✦ نَّ اللّٰهَ لَمْ يَقْبِضْ رُوْحَهُ ا□ ✦ لَّا فِيْ مَكَانٍ طَيِّبٍ فَعَلِمُوْا أَنْ قَدْ صَدَقَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يُغْسِلَهُ بَنُوْ أَبِيْهِ.

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔(بہت سے حضرات اس عظیم حادثہ کا تحمل نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جیسے باعظمت اور قوی القلب شخص اپنے فضل وکمال اور بہادری کے باوجود تحمل نہ کر سکے اور از خود رفتہ ہوکر برہنہ تلوار لے کر کھڑے ہوگئے اور) کہنے لگے کہ میں نے اگر کسی کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے تو میں اپنی اسی تلوار سے اس کو ماروں گا۔ سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عرب امی لوگ تھے۔ ان میں آپ سے پہلے کوئی نبی نہیں ہوا تھا (حضرت اسماعیل علیہ السلام تو گویا ان عربوں کی بنیاد تھے۔ اس لئے ایسے کسی حادثہ کا ان کو کچھ تصور بھی نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس دھمکی سے) لوگ کچھ کہنے سے رک گئے۔ بعض حضرات نے حضرت سالم سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھی (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور انکو بلا لاؤ۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افاقہ کی صورت دیکھ کر آپ ﷺ کی اجازت سے گھر والوں کی خبر لینے کے لئے ایک میل کے فاصلہ پر اپنے مکان تشریف لے گئے تھے) سالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس جب کہ وہ ایک قریبی مسجد میں تھے دہشت سے روتا ہوا پہنچا۔ مجھے اس حالت میں) دیکھتے ہی انہوں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے؟ میں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے اگر کسی کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو چکی ہے تو میں اپنی اسی تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ چلو۔ میں ان کے ساتھ چلا آیا۔ لوگ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے حجرہ میں موجود تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے کچھ جگہ دے دو۔ پھر وہ قریب آئے اور آپ پر جھک گئے اور آپ کا بوسہ لیا اور یہ الفاظ تلاوت کئے انک میت و انهم میتون

پھر لوگوں نے پوچھا اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کیا رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (آپ کی وفات ہوگئی ہے) اور لوگوں کو یقین ہوگیا کہ وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔

پھر لوگوں نے پوچھا کیا ہم رسول اللہ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (پڑھیں گے) لوگوں نے پوچھا اس کی کیا صورت ہوگی۔ کہا کہ کچھ لوگ حجرہ میں داخل ہوں اور نماز جنازہ کی تکبیر، (ثنا اور) درود اور دعا کہیں (یعنی عام معمول کے مطابق نماز جنازہ

www.askfatwa.com

پڑھیں) اور باہر نکل آئیں۔ پھر دوسرے لوگ جائیں۔ اور اسی طرح تکبیر (ثنا)، درود اور دعا (پر مشتمل نماز جنازہ) پڑھیں اور باہر نکل آئیں یہاں تک کہ سب لوگ باری باری اندر جا کر نماز جنازہ پڑھ لیں۔

لوگوں نے پوچھا اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کیا رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا جائے گا۔ کہا کہ ہاں (دفن کیا جائے گا) پوچھا کہ کہاں؟ کہا کہ اسی جگہ جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح عمدہ جگہ میں قبض کی ہے۔ لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ددھیالی رشتے داروں کو (آپ کے کپڑوں ہی میں) غسل دینے کا حکم دیا۔

میراث

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم انبیاء کا (مال میں) کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

خواب میں نبی ﷺ کو دیکھنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ رَانِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَانِیْ فَا□ ✦نَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِیْ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

فائدہ: البتہ اگر کوئی شخص آپ ﷺ کی خواب میں زیارت ایسی طرح کرے جو آپ کی شان کے مناسب نہیں مثلاً آپ کا حلیہ حدیثوں میں مذکور حلیہ سے مختلف دیکھے یا کسی ایسے کام کا حکم کرتے دیکھے جو خلاف شرع ہو یا کوئی ایسی بات دیکھے جو شان نبوی کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کی غلطی، کوتاہی اور قصور کی بنا پر ہوتا ہے۔ یعنی خواب میں ذات تو نبی کریم ﷺ کی نظر آتی ہے البتہ جو احوال غیر مناسب نظر آتے ہوں وہ درحقیقت اپنے ہی فاسد حالات کا پرتو ہوتا ہے جیسے ایک ہی شے سرخ آئینہ میں سرخ نظر آتی ہے اور سبز آئینہ میں سبز نظر آتی ہے وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ کی جامع اور اہم نصیحتیں اور وصیتیں

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (احمد و ترمذی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم جہاں (اور جس حال میں) بھی ہو (خلوت میں ہو یا جلوت میں، آرام میں ہو یا تکلیف میں) خدا سے ڈرتے رہو (اور تقویٰ تمہارا شعار رہے) اور ہر برائی کے پیچھے نیکی کرو جو برائی کو مٹا دے گی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

عَنْ أَبِیْ اَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ ا□ ✦لَی النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عِظْنِیْ وَأَوْجِزْ فَقَالَ ا□ ✦ذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تُكَلِّمْ بِكَلَامٍ تَعْذَرُ مِنْهُ غَداً وَأَجْمِعِ الْا□ ✦ يَاسَ مِمَّا فِیْ أَيْدِی النَّاسِ (احمد)

www.askfatwa.com

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے (تاکہ یاد رکھنا آسان ہو) آپ نے ارشاد فرمایا کہ (ایک بات تو یہ یاد رکھو کہ) جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو سب سے رخصت ہونے والا ہو (یعنی جس شخص کو معلوم ہو کہ یہ میری آخری نماز ہے اور اس کے بعد زندگی نہیں تو جیسی نماز وہ پڑھے گا تم ہر نماز ویسی پڑھنے کی کوشش کرو اور دوسری بات یہ یاد رکھو کہ) ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جس کی کل تم کو معذرت (اور جواب دہی) کرنی پڑے (یعنی بات کرتے وقت ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ ایسی بات منہ سے نہ نکلے جس کی جواب دہی کسی کے سامنے اس دنیا میں یا قیامت کے دن خدا کے حضور میں کرنی پڑے اور تیسری بات یہ یاد رکھو کہ) آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ دنیوی مال ومتاع نظر آتا ہے اس سے اپنے کو قطعاً مایوس کرلو (یعنی تمہاری امیدوں اور توجہ کا مرکز صرف رب العالمین ہو اور مخلوق کی طرف سے اپنی امیدوں کو بالکل منقطع کرلو)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثَلٰثٌ مُنْجِیَاتٌ وَ ثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَأَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَتَقْوَی اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِیْ الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنَا وَالْفَقْرِ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًی مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَا ✦ عْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِیَ أَشَدُّ هُنَّ (البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جو نجات دلانے والی ہیں، اور تین ہی چیزیں ہیں جو ہلاک کردینے والی ہیں، پس نجات دلانے والی تین چیزیں تو یہ ہیں: ایک خدا کا خوف خلوت میں اور جلوت میں اور دوسرے حق بات کہنا خوشی میں اور غصہ میں، اور تیسرے میانہ روی خوشحالی میں اور تنگدستی میں۔ اور ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں۔ وہ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے اور وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے (یعنی اس کے تقاضے پر عمل کیا جائے) اور آدمی کی خود پسندی کی عادت اور یہ ان سب میں زیادہ سخت ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَرْبَعٌ ا ✦ ذَا كُنَّ فِیْكَ فَلَا عَلَیْكَ مَا فَاتَكَ الدُّنْیَا حِفْظُ أَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِیْثٍ وَحُسْنُ خَلِیْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِیْ طُعْمَةٍ .

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار باتیں (اور چار خصلتیں دنیا و آخرت کے اعتبار سے) ایسی (قیمتی) ہیں کہ اگر وہ تم کو نصیب ہوجائیں تو پھر دنیا (اور اس کی نعمتوں) کے فوت ہوجانے میں کوئی مضائقہ (اور کوئی گھاٹا) نہیں۔ امانت کی حفاظت، باتوں میں سچائی، حسن اخلاق اور کھانے میں (حلال وحرام کی) احتیاط اور پرہیزگاری۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهُ عَلَیْهِ و سَلَّمَ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ لِلا ✦ یْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِیْماً وَّلِسَانَهٗ صَادِقًا وَّنَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَّ خَلِیْقَتَهٗ مُسْتَقِیْمَةً وَّجَعَلَ أُذُنَهٗ مُسْتَمِعَةً وَّ عَیْنَهٗ نَاظِرَةً فَأَمَّا الْأُذُنُ فَقَمِعٌ وَأَمَّا الْعَیْنُ فَمُقِرَّةٌ لِمَا یُوْعِی الْقَلْبُ وَقَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهٗ وَاعِیاً ...... (بیهقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوا جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے خالص کردیا اور اس کے قلب کو صحیح وسالم بنادیا (یعنی جس کے دل کو ایسا صاف ایمان ویقین نصیب فرمایا جس میں شک یا نفاق کی کوئی آمیزش اور کوئی گنجائش نہیں اور حسد وکینہ جیسے باطنی امراض سے بھی اس کے دل کو پاک کرکے سلیم بنایا) اور اس کی زبان کو سچائی اور اس کے نفس کو اطمینان عطا فرمایا (یعنی اس کے نفس کو ایسا کردیا کہ اللہ کی یاد سے اور اس کی مرضیات سے اس کو چین واطمینان ملتا ہے) اور اس کی طبیعت کو

www.askfatwa.com

سیدھا اور درست کر دیا (کہ وہ برائی کی طرف نہیں چلتی) اور اس کے کان کو سننے والا اور آنکھ کو دیکھنے والا بنا دیا (کہ وہ حق باتوں کو اور اللہ کی نشانیوں کو سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہیں) اور کامیاب ہوا وہ شخص جس کے دل کو اللہ نے حق بات کا خزانہ بنا دیا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَ مَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْئَالَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا أَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ ...... (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن (جب حساب کے لئے بارگاہ خداوندی میں پیشی ہوگی تو) آدمی کے پاؤں سرک نہ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ کرلیا جائے گا (ایک) اس کی (پوری زندگی اور) عمر کے بارے میں، کہ کن کاموں میں اس کو ختم کیا اور (دوسرا خصوصیت سے) اس کی جوانی (اور جوانی کی قوتوں) کے بارے میں کہ کن مشاغل میں اس (جوانی اور اس کی قوتوں) کو بوسیدہ کیا اور (تیسرا اور چوتھا) اس کے مال و دولت کے بارے میں کہ کہاں سے (اور کن طریقوں سے) اس کو حاصل کیا تھا اور کن کاموں میں اس کو صرف کیا اور (پانچواں سوال یہ ہوگا کہ) جو کچھ معلوم تھا اس کے بارے میں کیا عمل کیا؟

عَنْ جَابِرِبْنِ سُلَيْمٍ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَيْتُ رَجُلاً يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَاْيِهٖ لَا يَقُوْلُ شَيْئًا اِلَّا صَدَرُوْاعَنْهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا ؟ قَالُوْا هٰذَ ارَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ قُلْتُ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ ا □ ✦ نْ أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ وَا □ ✦ نْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ أَنْبَتَهَا لَكَ وَا □ ✦ ذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَيْكَ قُلْتُ اِعْهَدْ ا □ ✦ لَيَّ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَداً قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرّاً وَلَا عَبْداً وَلَا بَعِيْراً وَلَا شَاةً قَالَ وَلَا تُحَقِّرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ ا □ ✦ لَيْهِ وَجْهُكَ ا □ ✦ نَّ ذَالِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَارْفَعْ ا □ ✦ ذَارَكَ ا □ ✦ لٰى نِصْفِ السَّاقِ فَا □ ✦ نْ أَبَيْتَ فَا □ ✦ لَى الْكَعْبَيْنِ وَ ا □ ✦ يَّاكَ وَا □ ✦ سْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَا □ ✦ نَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَا □ ✦ نِ امْرُءٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذَالِكَ عَلَيْهِ . (ابو داؤد)

حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں میں مدینہ پہنچا (اور میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس وقت کچھ جانتا نہیں تھا) میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ (لوگ اس کے پاس طالب بن کر حاضر ہوتے ہیں اور وہ ان کو جو کچھ بتا دیتا ہے اس کو قبول کر کے چلے جاتے ہیں) جو کچھ بھی اس کی زبان سے نکلتا ہے لوگ اس کو دل وجان سے مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا ''عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ !'' یہ میں نے دو دفعہ عرض کیا' آپ نے فرمایا: ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' نہ کہو یہ تو مُردوں کا سلام ہے۔ (یعنی اہل جاہلیت اس طرح مردوں کو سلام کیا کرتے تھے۔ اس کے بجائے) ''السّلام علیک'' کہو۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں رسول ہوں اس اللہ کا جس کی شان یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی دکھ اور تکلیف ہو اور تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہارے دکھ کو دور کر دے اور اگر تم پر قحط سالی کی مصیبت آ جائے اور تم اس سے دعا کرو تو تمہارے لئے وہ زمین سے پیداوار پیدا کر دے، اور جب تم کسی جنگل بیابان میں ہو اور تمہاری سواری کا جانور وہاں گم ہو جائے اور تم اس سے دعا

www.askfatwa.com

کروتو وہ تمہاری سواری کے اس جانور کو تمہارے پاس پہنچادے (حدیث کے راوی حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ) میں نے آپ سے عرض کیا کہ: مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیے! آپ نے ارشاد فرمایا: (تمہیں میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ) تم کبھی کسی کو گالی نہ دینا۔ جابر بن سلیم کہتے ہیں اس کے بعد سے میں نے کسی کو کبھی گالی نہ دی نہ کسی آزاد کو نہ غلام کو نہ اونٹ بکری جیسے کسی جانور کو (اس کے بعد سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ نصیحتیں بھی فرمائیں) کسی احسان کو تم حقیر نہ سمجھو اور تم اپنے بھائی سے شگفتہ روئی کے ساتھ بات کیا کرو یہ بھی ایک طرح کا احسان (اور حسن سلوک) ہے اور اپنا تہبند آدھی پنڈلیوں تک اونچا رکھو۔ اگر اتنا اونچا رکھنا منظور نہ ہو تو کم سے کم ٹخنوں تک اونچا رکھو، اور تہبند کو زیادہ نیچے لٹکانے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ تکبر کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے اور اگر کوئی تمہیں گالی دے اور تمہاری کسی ایسی بری بات کا ذکر کر کے تم کو عار دلائے جو وہ تمہارے بارے میں جانتا ہو تو تم ایسا نہ کرو اس صورت میں اس کی اس ساری زبان درازی کا پورا وبال اسی پر ہوگا۔ (ابی داوٗد)

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ یَاخُذُ عَنِّی هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِهِنَّ ؟ قُلْتُ أَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْساً فَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَکَ تَکُنْ أَغْنَی النَّاسِ وَأَحْسِنْ ا □ ✦ لٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِناً وَّ أَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِماً وَّ لَا تُکْثِرِ الضَّحْکَ فَا □ ✦ نَّ کَثْرَةَ الضِّحْکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ (احمد و ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن ہم لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: کون ہے جو مجھ سے یہ چند خاص باتیں سیکھ لے، پھر وہ خود ان پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتائے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ تو آپ نے (ازراہ شفقت) میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیا اور گن کر یہ پانچ باتیں بتائیں۔ فرمایا: جو چیزیں اللہ نے حرام قرار دی ہیں ان سے بچو اگر تم نے ایسا کیا تو تم بہت بڑے عبادت گزار ہوگے (اور یہ عبادت نفلی عبادت کی کثرت سے افضل ہے) دوسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ: اللہ نے جو تمہاری قسمت میں لکھا ہے اس پر راضی (اور مطمئن) ہو جاؤ اگر ایسا کرو گے تو تم بڑے بے نیاز ہو جاؤ گے اور تیسری بات یہ کہ: اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر ایسا کرو گے تو تم مؤمن کامل ہو جاؤ گے۔ اور چوتھی بات یہ کہ: جو تم اپنے لئے چاہتے اور پسند کرتے ہو وہی دوسرے لوگوں کے لئے بھی چاہو اور پسند کرو اگر تم ایسا کرو گے تو حقیقی مسلم (اور پورے پورے تابعدار) ہو جاؤ گے (کیونکہ تابعداری کا یہ شعبہ زیادہ کٹھن ہے۔ جب اور شعبوں کے ساتھ اس شعبہ کو بھی پورا کرلیا تو پورے مسلمان اور تابعدار بن گئے) اور پانچویں بات یہ ہے کہ: زیادہ مت ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ أَمَرَنِیْ خَلِیْلِیْ بِسَبْعٍ ٭أَمَرَنِیْ بِحُبِّ الْمَسَاکِیْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَأَمَرَنِیْ أَنْ أَنْظُرَ ا □ ✦ لٰی مَنْ هُوَ دُوْنِیْ وَلَا أَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقِیْ وَأَمَرَنِیْ أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَ ا □ ✦ نْ أَدْبَرَتْ وَأَمَرَنِیْ أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَیْئاً وَّأَمَرَنِیْ أَنْ أَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَأَنْ أُکْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ. (احمد)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے میرے محبوب دوست (ﷺ) نے سات باتوں کا خاص طور سے حکم فرمایا ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں مساکین سے محبت رکھوں اور ان سے قریب رہوں اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں (دنیا میں) ان لوگوں پر نظر رکھوں جو مجھ سے نیچے درجہ کے ہیں (یعنی جن کے پاس دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے بھی کم ہے) اور ان پر نظر نہ کروں جو مجھ سے اوپر کے درجہ کے ہیں (یعنی جن کو

دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے اور بعض دوسری حدیثمیں ہے کہ ایسا کرنے سے بندہ میں صبر وشکر کی صفت پیدا ہوتی ہے اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ: میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں (اور قرابتی رشتہ کو جوڑوں یعنی ان کے ساتھ وہ معاملہ اور وہ سلوک کرتا رہوں جو اپنے عزیزوں قریبوں کے ساتھ کرنا چاہئے) اگرچہ وہ (میرے ساتھ) ایسا نہ کریں اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں کسی آدمی سے کوئی چیز نہ مانگوں (یعنی اپنی ہر حاجت کے لئے اللہ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور اس کے سوا کسی کے در کا رسائل نہ بنوں) اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر موقع پر حق بات کہوں اگرچہ وہ لوگوں کے لئے کڑوی ہو (اور ان کی خواہشات اور اغراض کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں بری لگے) اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (یعنی دنیا والے اگرچہ مجھے برا کہیں لیکن میں وہی کہوں اور وہی کروں جو اللہ کا حکم ہو اور جس سے اللہ راضی ہو اور کسی کے برا بھلا کہنے کی مطلق پروا نہ کروں) اور آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ: میں کلمہ "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کثرت سے پڑھا کروں کیونکہ یہ سب باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے (یعنی یہ اس خزانے کے قیمتی جواہرات ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے اور جن کو اللہ ہی جن بندوں کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ کسی اور کی وہاں تک دسترس نہیں)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ خَشْيَةِ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَا وَأَنْ أَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ، وَأُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِیْ، وَأَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ، وَأَن يَّكُوْنَ صَمْتِیْ فِكْراً وَّنُطْقِیْ ذِكْرًا. وَّنَظَرِیْ عِبْرَةً وَّاٰمُرَ بِالْعُرْفِ وَقِيْلَ بِالْمَعْرُوْفِ ...... (رزین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرے پروردگار نے ان نو باتوں کا (خاص طور سے) حکم دیا ہے۔ ایک اللہ سے ڈرنا خلوت میں اور جلوت میں اور عدل وانصاف کی بات کہنا غصہ میں اور رضا مندی میں (یعنی ایسا نہ ہو کہ جب کسی سے ناراضگی اور اس پر غصہ ہو تو اس کی حق تلفی اور اس کے ساتھ بے انصافی کی جائے اور جب کسی سے دوستی اور رضامندی ہو تو اس کی بیجا حمایت اور طرفداری کی جائے، بلکہ ہر حال میں عدل وانصاف اور اعتدال کی راہ پر چلا جائے) اور حکم فرمایا میانہ روی پر قائم رہنے کا ناداری اور دولت مندی کی دونوں حالتوں میں (یعنی جب اللہ تعالیٰ ناداری اور غریبی میں مبتلا کرے تو بے صبری اور پریشاں حالی کا اظہار نہ ہو اور جب وہ فراخدستی اور خوشحالی نصیب فرمائے تو بندہ اپنی حقیقت کو بھول کر غرور اور سرکشی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ الغرض ان دونوں امتحانی حالتوں میں افراط وتفریط سے بچا جائے اور فرمایا کہ میں ان اہل قرابت کے ساتھ بھی رشتہ جوڑوں (اور ان کے حقوق قرابت اچھی طرح ادا کروں) جو مجھ سے رشتہ قرابت توڑیں (اور میرے ساتھ بدسلوکی کریں)، اور یہ کہ میں ان لوگوں کو معاف کردوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہو (اور مجھے ستایا ہو)، اور مجھے حکم دیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر ہو (یعنی جس وقت میں خاموش ہوں تو اس وقت سوچنے کی چیزیں سوچوں، اور جو چیزیں قابل تفکر ہیں ان میں غور وتفکر کروں مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی آیات اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ میرے ساتھ کیا ہے اور اس کا مجھے کیا حکم ہے اور میرا معاملہ اللہ کے ساتھ اور اس کے احکام کے ساتھ کیا ہے اور کیا ہونا چاہئے اور میرا انجام کیا ہونے والا ہے اور مثلاً یہ کہ اللہ کے غافل بندوں کو کس طرح اللہ سے جوڑا جائے۔ الغرض خاموشی میں اس طرح کا تفکر ہو) اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میری گفتگو ذکر ہو (یعنی میں جب بھی بولوں اور جو بھی بولوں اس کا اللہ سے تعلق ہو، خواہ اس طرح کہ وہ اللہ کی ثنا وصفت ہو، یا اس کے احکام کی تعلیم وتبلیغ ہو، یا اس طرح کہ اس میں اللہ کے احکام اور حدود کی رعایت اور نگہداشت ہو، ان سب صورتوں میں جو گفتگو ہوگی وہ "ذکر" کے قبیل سے ہوگی) اور مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت والی نظر ہو، (یعنی

میں جس چیز کو دیکھوں اس سے سبق اور عبرت حاصل کروں) اور مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں کو حکم کروں اچھی باتوں کا۔

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ أَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ، قَالَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّ ا □ ✦ نْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَاتُعَقَّنَّ وَالِدَیْکَ وَا □ ✦ نْ أَمَرَاکَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَھْلِکَ وَمَالِکَ، وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَا □ ✦ نَّ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ، وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَا □ ✦ نَّہٗ رَاسُ کُلِّ فَاحِشَۃٍ، وَاِیَّاکَ وَالْمَعْصِیَۃَ فَا □ ✦ نَّ بِالْمَعْصِیَۃِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰہِ، وَاِیَّاکَ وَالْفِرَارَمِنَ الزَّحْفِ وَ ا □ ✦ نْ ھَلَکَ النَّاسُ، وَا □ ✦ ذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَأَنْتَ فِیْھِمْ فَاثْبُتْ، وَأَنْفِقْ عَلٰی عِیَالِکَ مِنْ طَوْلِکَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْھُمْ عَصَاکَ أَدَبًا، وَ أَخِفْھُمْ فِیْ اللّٰہِ ...... (احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اگر چہ تم کو قتل کر دیا جائے اور جلا ڈالا جائے۔ اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگر چہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کر نکل جاؤ۔ اور کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو کیونکہ جس نے ایک فرض نماز بھی قصداً چھوڑ ی اس کے لئے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا۔ اور ہرگز کبھی شراب نہ پیو، کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ اور بنیاد ہے اور ہر گناہ سے بچو، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔ اور جہاد کے معرکہ سے پیٹھ پھیر کے نہ بھاگو، اگر چہ لوگ قتل ہو رہے ہوں۔ اور جب کسی جگہ پر لوگوں میں طاعون پھیل جائے اور تم ان لوگوں میں موجود ہو تو تم وہیں جمے رہو (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو) اور اپنے اہل وعیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو (نہ بخل سے کام لو کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے ان کو تکلیف ہو اور نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو) اور ادب دینے کے لئے ان پر (حسب ضرورت وموقع سختی بھی کیا کرو اس لئے ان) سے اپنی لاٹھی نہ ہٹاؤ اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ أَنَّہٗ خَرَجَ یَوْمًا ا □ ✦ لٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ یَبْکِیْ فَقَالَ مَایُبْکِیْکَ قَالَ یُبْکِیْنِیْ شَیْئٌ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ وَمَنْ عَادٰی لِلّٰہِ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَا للّٰہَ بِالْمُحَارَبَۃِ ا □ ✦ نَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِیَاءَ الْأَخْفِیَاءَ الَّذِیْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ یُتَفَقَّدُوْا وَا □ ✦ نْ حَضَرُوْا لَمْ یُدْعَوْا وَلَمْ یُقَرَّبُوْا قُلُوْبُھُمْ مَصَابِیْحُ الْھُدٰی یَخْرُجُوْنَ مِنْ کُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَۃٍ ...... (ابن ماجۃ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن مسجد نبویؐ میں آئے وہاں انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھے رو رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: (ارے بھئی) تم کیوں رو رہے ہو انہوں نے کہا مجھے اس بات سے رونا ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ نے فرمایا: تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے، اور جس شخص نے اللہ کے کسی دوست سے دشمنی کی تو اس نے خود اللہ کو جنگ کی دعوت دی، اور بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ان نیکوکار متقی بندوں سے جو ایسے چھپے ہوئے اور غیر معروف ہوں کہ جب موجود نہ ہوں تو کوئی ان کو تلاش نہ کرے اور حاضر ہوں تو کوئی ان کو دعوت دے کر اپنے پاس نہ بلائے۔ ان کے دل ہدایت کے روشن چراغ ہیں نکل جاتے ہیں (دین کے مخالف فتنوں کی) ہر کالی آندھی میں سے۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَالْحَدِیْثَ بِطُوْلِہٖ ا □ ✦ لٰی أَنْ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَوْصِنِیْ ! قَالَ أُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَا □ ✦ نَّہٗ أَزْیَنُ لِأَمْرِکَ کُلِّہٖ قُلْتُ زِدْنِیْ !قَالَ عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

فا ✦نَّہُ ذِکْرٌ لَکَ فِی السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَکَ فِی الْأَرْضِ قُلْتُ زِدْنِیْ ! قَالَ عَلَیْکَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّہُ مِطْرَدَۃٌ لِلشَّیْطَانِ وَعَوْنٌ لَکَ عَلٰی أَمْرِ دِیْنِکَ، قُلْتُ زِدْنِیْ ! قَالَ ا ✦یَّاکَ وَکَثْرَۃَ الضِّحْکِ فا ✦نَّہُ یُمِیْتُ الْقَلْبَ وَیَذْھَبُ بِنُوْرِ الْوَجْہِ، قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا، قُلْتُ زِدْنِیْ! قَالَ لَا تَخَفْ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِیْ ! قَالَ لِیَحْجُزْکَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِکَ ...... (البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقوے کی، کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ کردینے والا (اور سنوار دینے والا) ہے تمہارے سارے کاموں کو۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے مزید وصیت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑلو، کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا آسمان میں تمہارے ذکر کا اور اس زمین میں نور ہوگا تمہارے لئے۔ ابوذر کہتے ہیں میں نے پھر عرض کیا: مجھے مزید نصیحت فرمائیے: آپ نے ارشاد فرمایا: زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو، کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے۔ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: مجھے مزید نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: زیادہ ہنسنا چھوڑ دو، کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کردیتی ہے اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہمیشہ حق اور سچ بات کہو، اگرچہ (لوگوں کے لئے) ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔ میں نے عرض کیا: مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم جو کچھ اپنے نفس اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو، چاہئے کہ وہ تم کو دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رکھے۔

عَنْ مُعَاوِیَۃَ أَنَّہُ کَتَبَ ا ✦لٰی عَائِشَۃَ أَنِ اکْتُبِیْ ا ✦لَیَّ کِتَابًا تُوْصِیْنِیْ فِیْہِ وَلَا تُکْثِرِیْ فَکَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَیْکَ، أَمَّا بَعْدُ فا ✦نِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَی اللّٰہِ بِسَخَطِ النَّاسِ کَفَاہُ اللّٰہُ مُؤْنَۃَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰہِ وَکَّلَہُ اللّٰہُ ا ✦لَی النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ (ترمذی)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں لیکن بات (مختصر اور جامع ہو) بہت زیادہ نہ ہو تو حضرت ام المومنین نے ان کو یہ مختصر خط لکھا:۔

سلام ہو تم پر...... امابعد...... میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے تو اللہ اس کو لوگوں کی اس مشقت وفکر سے (کہ یہ ناراض ہوجائیں گے تو میرے کام کیسے چلیں گے میں تو تنہا رہ جاؤں گا) مستغنی کردے گا اور خود اس کے لئے کافی ہوجائے گا۔ اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو لوگوں کے سپرد کردے گا (کہ ہر وقت ان ہی کا محتاج بنا رہے گا اور ان ہی کے پیچھے دوڑتا رہے گا) والسلام علیک۔

www.askfatwa.com

باب: 16

اخلاق

اَخــلاق خُـلُـق کی جمع ہے اورخُلق آدمی کی اس پختہ اور راسخ باطنی کیفیت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے اس کیفیت سے متعلق افعال آدمی سے بغیر کسی تر دد کے سہولت سے صادر ہوتے ہیں مثلاً اگر کسی شخص میں سخاوت کا خلق ہے اور سخاوت کی کیفیت اس کے اندر جم گئی ہے تو روپیہ ہوتے ہوئے نیک کاموں میں خرچ کرنے میں اس کو تر دد نہیں ہوگا اور سخاوت کی باطنی کیفیت اس کو خرچ کرنے پر ابھارے گی۔

آدمی کے اندر دو بنیادی قوتیں ہیں۔ایک قوت ادراک یعنی علم حاصل کرنے کی قوت اور دوسری قوت تحریک یعنی اعضاء جوارح کو حرکت دینے کی قوت۔ان میں سے ہر ایک کی پھر دو دو قسمیں ہیں۔

قوت ادراک کی دو قسمیں

1- **عقل نظری**: یعنی غور وفکر کی قوت۔اس سے آدمی انجانی باتوں کو سیکھتا اور حاصل کرتا ہے۔اس کو علم وحکمت کہتے ہیں۔آدمی اس قوت کو استعمال نہ کرے تو جہالت پر برقرار رہتا ہے۔

2- **عقل عملی**: یعنی حاصل کیے ہوئے علم پر فیصلہ کرنے کی قوت۔اس سے آدمی علم کے مطابق فیصلہ کرے اور روش اختیار کرے تو اس کو عدالت وانصاف کہتے ہیں اور اس کے خلاف کرے تو اس کو نا انصافی کہتے ہیں۔

قوت تحریک کی دو قسمیں

1- **قوت غضبی**: اس قوت کی وجہ سے آدمی اپنے آپ کو زور وغلبہ کے ساتھ غیر مناسب اور ناپسندیدہ چیزوں سے بچاتا ہے۔اس قوت کو افراط وتفریط سے پاک کر دیا جائے تو اس کا اثر شجاعت ہوتا ہے ورنہ افراط کی صورت میں ظلم وجور ہوتا ہے اور تفریط کی صورت میں ذلت ہوتی ہے۔

2- **قوت شہوی**: اس قوت کی وجہ سے آدمی اپنی مناسب اور پسندیدہ چیزوں کو حاصل کرتا ہے۔اس قوت کا عمل اعتدال کے ساتھ ہو تو اس کا اثر عفت ہوتا ہے اور اگر اعتدال سے متجاوز ہو تو لالچ وحرص ہوتا ہے۔

غرض مذکورہ بالا قوتیں، تین بنیادی اچھے اخلاق کا سرچشمہ ہیں یعنی عدالت، شجاعت اور عفت۔اگر غور کیا جائے تو ان میں سے ہر ایک کے پھر متعدد شعبے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے جن مقاصد کا قرآن پاک میں ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو انسانوں کا تزکیہ کرنا ہے (وَيُزَكِّيهِمْ) اور اس تزکیہ میں اخلاق کی اصلاح اور درستی کی خاص اہمیت ہے۔

اچھے اخلاق کی فضیلت و اہمیت:

www.ahsanfatwa.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقاً (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ إِیْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (ابو داؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَثْقَلَ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ ...... (ابو داؤد و ترمذی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں سب سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَیْنَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاخَیْرُ مَا أُعْطِیَ الإِنْسَانُ ؟ قَالَ اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ (البیهقی فی شعب الایمان)

قبیلہ مزینہ کے ایک شخص سے روایت ہے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''اچھے اخلاق''۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّیْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ ...... (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ صاحب ایمان (یعنی جو عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے سچا مؤمن ہو وہ) بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ کَانَ اٰخِرَ مَا وَصَّانِیْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ وَضَعْتُ رِجْلِیْ فِی الْغَرْزِ أَنْ قَالَ یَا مُعَاذُ أَحْسِنْ خُلُقَکَ لِلنَّاسِ ...... (مالک)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جبکہ میں نے (رسول اللہ ﷺ کے حکم سے یمن کی گورنری سنبھالنے کے لئے روانہ ہوتے وقت) اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا (اور پھر ان کے یمن میں ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تھی۔ آپ نے جو وصیت کی) وہ یہی کہ آپ نے فرمایا: لوگوں کے لئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ (یعنی بندگان خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ)

عَنْ مَالِکٍ بَلَغَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ (مؤطا امام مالک)

امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَحَبِّکُمْ إِلَیَّ أَحْسَنَکُمْ أَخْلَاقًا (بخاری)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حسن اخلاق کی دعا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے۔ ''اے اللہ! تو نے (اپنے کرم سے) میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کردے''۔

صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کچھ تفصیل روایت کی گئی ہے' اسی میں ہے کہ آپ نے دوران نماز جو دعائیں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے مانگیں ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی:

وَاهْـدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا ا ✦لَّا أَنْتَ وَاصْـرِفْ عَـنِّـيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا ا ✦لَّا أَنْتَ.

اے میرے اللہ! تو مجھ کو بہترین اخلاق کی رہنمائی کر، تیرے سوا کوئی بہتر اخلاق کی رہنمائی نہیں کرسکتا، اور برے اخلاق کو مجھ سے ہٹادے (کیونکہ) برے اخلاق کو مجھ سے تیرے سوا کوئی ہٹا بھی نہیں سکتا۔

عدالت کے شعبے

خلق عدالت کے مندرجہ ذیل شعبے ہیں

1- صداقت یعنی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ایسا سچا پکا تعلق اور دوستی کہ ان کو بالکل اپنی ہی طرح خیال کرے۔

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يُؤمِنُ أَحَدُ كُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے (دینی) بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

2- الفت یعنی حوائج وضروریات میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرنے کی عادت بنا لینا۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ خِصَالٍ ...... وَيُجِيْبُهٗ ا ✦ذَا دَعَا (نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق واجب ہیں......(ان چھ میں سے ایک یہ ہے کہ) جب اس کو مدد کے لئے بلائے تو یہ اس کی (جو ہوسکے) مدد کرے۔

3- وفا یعنی وعدوں کو اور حقوق کو پورا کرنا

وعدہ کا ایفاء

عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ ا ✦ذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَا ✦ذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَا ✦ذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور وعدہ

www.askfatwa.com

کرے تو اس کو پورا نہ کرے، اور جب اس کو کسی چیز کا امین بنا دیا جائے تو خیانت کرے۔

عَنْ عَلِيّ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلْعِدَةُ دَيْنٌ

حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وعدہ بھی ایک طرح کا قرض ہے (لہٰذا وعدہ کو پورا کرنا چاہئے تاکہ یہ قرض ادا ہو سکے)۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِى الْحَمْسَاءِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَن يُّبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهٗ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُّهٗ أَنْ اٰتِيَهٗ بِهَا فِىْ مَكَانِهٖ فَنَسِيْتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَا□ ✦ذَا هُوَ فِىْ مَكَانِهٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَىَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ أَنْتَظِرُكَ (ابو داؤد)

عبداللہ بن ابی الحمساء کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے (یعنی آپؐ کے نبی مقرر کئے جانے سے پہلے) آپؐ سے خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا (پھر جو کچھ مجھے دینا تھا اس کا کچھ حصہ تو میں نے وہیں دے دیا) اور کچھ ادا کرنا باقی رہ گیا، تو میں آپؐ سے وعدہ کیا کہ میں اسی جگہ لے کر آتا ہوں۔ پھر میں بھول گیا اور تین دن کے بعد مجھے یاد آیا (میں اسی وقت لے کر پہنچا) تو دیکھا کہ آپؐ اسی جگہ موجود ہیں، آپؐ نے فرمایا، تم نے مجھے بڑی مشکل میں ڈالا (اور بڑی زحمت دی۔ چونکہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارا اسی جگہ انتظار کروں گا لہٰذا) میں تمہارے انتظار میں تین دن سے یہیں ہوں۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ وَعَدَ رَجُلًا فَلم يَاتِ أَحَدُهُمَا ا□ ✦لىٰ وَقْتِ الصَّلٰوةِ وَذَهَبَ الَّذِىْ جَاءَ لِيُصَلِّىَ فَلَا ا□ ✦ثْمَ عَلَيْهِ (رزین)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی دوسرے شخص سے (کسی جگہ آکر ملنے کا) وعدہ کیا، پھر نماز کے وقت تک ان میں سے ایک نہیں آیا (اور دوسرا وقت معین پر مقرر جگہ پر پہنچ گیا اور نہ آنے والے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ نماز کا وقت آ گیا) اور یہ پہنچ جانے والا نماز پڑھنے کے لئے مقررہ جگہ سے چلا گیا، تو اس کو کوئی گناہ نہ ہوگا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ا□ ✦ذَا وَعَدَ الرَّجُلُ أَخَاهُ وَمِنْ نِيَّتِهٖ أَنْ يَّفِىَ وَلَمْ يَجِئْ لِلْمِيْعَادِ فَلَا ا□ ✦ثْمَ عَلَيْهِ (ابو داؤد و ترمذی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی آدمی نے اپنے کسی بھائی سے آنے کا وعدہ کیا، اور اس کی نیت یہی تھی کہ وہ وعدہ پورا کرے گا، لیکن (کسی واقعی مجبوری کی وجہ سے) وہ مقررہ وقت پر نہیں آیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

دیگر حقوق پورے کرنا

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهٗ ا□ ✦ذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهٗ ا□ ✦ذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهٗ ا□ ✦ذَا دَعَا وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ ا□ ✦ذَا لَقِيَهٗ وَيُشَمِّتُهٗ ا□ ✦ذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهٗ ا□ ✦ذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق واجب ہیں۔ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے، اگر (مدد کے لئے یا کھانے کے لئے) بلائے تو اس کے پاس جائے (اور جو مدد ہو سکے اس سے دریغ نہ کرے اور کھانے پر بلایا ہو تو اگرچہ کھانا ہلکا ہو اس کو خوشدلی سے قبول کرے)، جب اس سے ملاقات ہو تو اس کو سلام

کرے اور جب اس کو چھینک آئے (اور الحمد للہ کہے) تو جواب میں یرحمک اللہ کہے اور وہ حاضر ہو یا غائب ہر حال میں اس کی خیر خواہی کرے۔

4- شفقت:

یعنی کسی دوسرے پر تکلیف آنے سے خود تکلیف محسوس کرنا اور اس تکلیف کے ازالہ کے لئے کمر ہمت کسنا۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ ✦ ذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (بخاری و مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان والوں کو باہمی رحم دلی، باہمی محبت اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس کے بارے میں تم ایسا دیکھو گے جیسے ایک جسم جب (اس کا) ایک عضو بیمار پڑ جائے تو اس کی خاطر باقی جسم بھی بخار اور شب بیداری میں شریک ہوجاتا ہے (ایسے ہی جب ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے باقی تمام ایمان والے بے چین ہوجاتے ہیں اور اس کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہیں)۔

5- صلہ رحمی

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوَى الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَارَبِّ قَالَ فَذَاكَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو (اپنے اس علم میں) طے فرمایا (جو مخلوقات کے وجود کے وقت جو علم تھا اس سے بھی پہلے تھا)۔ جب اللہ تعالیٰ (اپنے علم میں) اس (طے فرمانے) سے فارغ ہوئے (مراد ہے کہ اس کو مقرر فرما دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی کام میں اس طرح مشغول ہوں کہ اس کے بعد یہ کہا جاسکے کہ اب اللہ تعالیٰ اس کام سے فارغ ہوئے اللہ تعالیٰ کو کسی کام کے کرنے میں کچھ بھی وقت نہیں لگتا۔ ان کا تو بس ارادہ ہی کافی ہوتا ہے) تو رحم (یعنی رحمی رشتہ علم الٰہی میں موجود اپنی صورت کے ساتھ) کھڑا ہوا اور رحمان کا ازار (یعنی اس کی عام رحمت کا دامن) پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اس طرح سے چمٹنے سے) رک جا۔ (اس پر رحمی رشتہ نے کہا) یہ (یعنی میرا اس طرح سے کھڑے ہو کر چمٹنا یہ) اس ذات کے کھڑے ہونے کی مثل ہے جو قطع رحمی سے آپ کی پناہ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ جو تجھے جوڑے میں اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑ دوں اور جو تجھے کاٹے میں اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں۔ رحم (کے رشتہ) نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب (میں اس پر راضی ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر یہ (تیرے لئے) ہے۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَ مَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحم (یعنی حق قرابت) مشتق ہے رحمٰن (کی رحمت) سے۔ اور (اسی نسبت سے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تجھے جوڑے گا میں اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اس کو (اپنی رحمت سے)

www.askfatwa.com

کاٹ دوں گا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی أَنَا اللّٰهُ وَ أَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنَ اسْمِیْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ (ابو داؤد)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم (یعنی رشتہ قرابت) کو پیدا کیا ہے اور میں نے اس رشتہ کے لئے (رحم کا) نام نکالا ہے اپنے نام (یعنی رحمٰن کے مادہ) سے۔ پس جو اس کو جوڑے گا میں اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو اس کو کاٹے گا میں اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں گا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحم (یعنی رشتہ قرابت اپنی مثالی صورت کے ساتھ) عرش (الٰہی) کو تھامے ہوئے ہے اور یہ دعا کرتا رہتا ہے جو مجھے جوڑے اللہ اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑے اور جو مجھے کاٹے اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ ا ✦ ذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص صلہ رحمی (کا حق ادا) کرنے والا نہیں ہے جو صلہ رحمی کرنے والے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ) بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے بلکہ صلہ رحمی (کا حق ادا) کرنے والا تو وہ شخص ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی (اور اس کی حق تلفی) کی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (بخاری و مسلم)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قطع رحمی کرنے والا (یعنی قرابت داروں اور رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا اول وہلہ میں) جنت میں داخل نہ ہوگا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهٗ فِیْ أَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے لئے اس کے رزق کو پھیلا دیا جائے (یعنی اس کے رزق میں کشادگی ہو) اور اس کے لئے اس کی موت میں تاخیر کی جائے (یعنی اس کی عمر دراز ہو) تو وہ (اہل قرابت کے ساتھ) صلہ رحمی کرے۔

6- توکل اور رضا بالقضا

اس کارخانۂ ہستی میں جو کچھ ہوتا ہے اور جس کو کچھ ملتا ہے یا نہیں ملتا ہے، سب براہ راست اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلہ سے ہوتا ہے، اور ظاہری اسباب کی حیثیت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ چیزوں کے ہم تک پہنچنے کے لئے اللہ ہی کے مقرر کئے ہوئے صرف ذریعے اور راستے ہیں، جس

www.askfatwa.com

طرح کہ گھروں میں پانی جن نلوں کے ذریعہ پہنچتا ہے وہ پانی پہنچانے کے صرف راستے ہیں، پانی کی تقسیم میں ان کا کوئی دخل اور کوئی حصہ نہیں ہے، اسی طرح اس عالم وجود میں کارفرمائی اسباب کی بالکل نہیں ہے، بلکہ کارفرما اور مؤثر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کا حکم ہے۔ اس حقیقت پر دل سے یقین کر کے اپنے تمام مقاصد اور کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا، اسی کی قدرت اور اسی کے کرم پر نظر رکھنا، اور اسی سے دعا کرنا بس اسی طرز عمل کا نام دین کی اصطلاح میں توکل ہے۔ توکل کی اصل حقیقت بس اتنی ہی ہے۔ ظاہری اسباب وتدابیر کا ترک کر دینا، یہ توکل کے لئے لازم نہیں ہے حضرات انبیاء علیہم السلام خاص کر سید الانبیاء ﷺ اور آپ کے صحابہ اور ہر دور کے عارفین کاملین کا توکل یہی تھا، یہ سب حضرات اس کارخانہ ہستی کے اسبابی سلسلے کو اللہ تعالیٰ کے امر وحکم کے ماتحت اور اس کی حکمت کا تقاضا جانتے ہوئے عام حالات میں اسباب کا بھی استعمال کرتے تھے، لیکن دل کا اعتماد اور بھروسہ صرف اللہ ہی کے حکم پر ہوتا تھا، کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں ہے، وہ اگر چاہے تو ان کے بغیر بھی سب کچھ کر سکتا ہے، اور کبھی کبھی وہ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا مشاہدہ اور تجربہ بھی کرتے تھے۔

الغرض ترک اسباب نہ توکل کی حقیقت میں داخل ہے نہ اس کے لئے شرط ہے۔ ہاں اگر غلبہ حال سے اللہ کا کوئی صاحب یقین بندہ ترک اسباب کرے تو قابل اعتراض بھی نہیں، بلکہ ان کے حق میں یہ کمال ہی ہوگا، اسی طرح اگر اسباب سے دل کا تعلق توڑنے کے لئے اور بجائے اسباب کے اللہ پر یقین پیدا کرنے کے لئے یا دوسروں کو اس کا مشاہدہ اور تجربہ کرانے کے لئے کوئی بندۂ خدا ترک اسباب کا رویہ اختیار کرلے تو یہ بھی بالکل درست ہوگا، لیکن توکل کی اصل حقیقت صرف اسی قدر ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ پھر توکل سے بھی آگے رضا بالقضا کا مقام ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بندے پر جو بھی اچھے یا برے احوال آئیں وہ یہ یقین کرتے ہوئے کہ ہر حال کا بھیجنے والا میرا مالک ہی ہے، اس کے حکم اور فیصلہ پر دل سے راضی اور شادر ہے۔ آگے توکل کی صورتوں کو منضبط کر کے ان کے احکام سمیت لکھا گیا ہے۔

توکل کی دو قسمیں ہیں: توکل علمی اور توکل عملی

توکل علمی: یہ ہے کہ آدمی ہر کام میں حقیقی متصرف اور مدبر اللہ تعالیٰ کو سمجھے اور اپنے آپ کو ہر کام میں ان کا محتاج سمجھے۔ یہ توکل ہر کام میں فرض ہے اور عقائد اسلام کا جزو ہے۔

توکل عملی: اس کی حقیقت ہے اسباب کو ترک کرنا اور ان کو اختیار نہ کرنا۔

پھر اسباب کی مختلف قسمیں ہیں اور انہی کے اعتبار سے توکل عملی کی بھی قسمیں بنتی ہیں:

دینی اسباب: یعنی وہ اسباب جن کے اختیار کرنے سے کوئی دینی نفع حاصل ہو مثلاً جہاد کے لئے لڑائی کا سامان اکٹھا کرنا اور دین کی اشاعت کے لئے سفر کرنا۔ ان اسباب کو ترک کرنا پسندیدہ نہیں بلکہ کہیں گناہ اور کہیں ثواب سے محرومی ہوگی اور شریعت کی رو سے یہ توکل ہی نہیں ہے۔

دنیوی اسباب: یعنی وہ اسباب جن سے دنیا کا نفع حاصل ہو۔

اگر دنیا کا نفع حرام ہو مثلاً سود ہو تو اس کے اسباب کو ترک کرنا ضروری ہے اور یہ توکل فرض ہے۔ اگر دنیا کا نفع حلال ہو تو پھر اس کی تین قسمیں ہیں۔

1- وہمی اسباب: یہ اسباب عام طور سے حرص وطمع والے لوگ اختیار کرتے ہیں اور اس کو طول امل کہتے ہیں مثلاً کوئی اپنی خاطر سے مکان بنوائے (اولاد کی نیت سے نہیں) اور اس کو اتنا مضبوط بنوائے کہ مثلاً دوسو سال تک نہ ٹوٹے۔ ظاہر ہے کہ دوسو سال تک اس کا اس مکان سے نفع

اٹھانا محض وہمی بات ہے۔ایسے اسباب کا ترک کرنا ضروری ہے اور یہ توکل فرض ہے۔

2- یقینی اسباب: یعنی وہ اسباب جن سے نفع عادۃً ضرور حاصل ہوتا ہے جیسے کھانے سے بھوک کا دور ہونا اور پانی پینے سے پیاس کا دور ہونا اور گرم کپڑے پہننے سے سردی کا دور ہونا۔ان اسباب کا ترک بھی جائز نہیں اور شریعت میں ان کا ترک توکل بھی نہیں ہے۔

3- ظنی اسباب: یعنی وہ اسباب جن سے نفع اکثر اور غالب حالات میں حاصل ہوتا ہے اگرچہ کئی مرتبہ حاصل نہیں بھی ہوتا جیسے علاج سے صحت ہو جانا یا تجارت و مزدوری سے رزق ملنا۔

اس میں یہ تفصیل ہے کہ جو شخص ضعیف النفس ہو یعنی اس کا یقین اعلیٰ درجہ کا نہ ہو اور مشقت اٹھانے کی اس میں برداشت بھی نہ ہو تو اس کے لئے ان اسباب کو ترک کرنا جائز نہیں اور جو شخص قوی النفس ہو یعنی اس کا اللہ پر اعلیٰ درجہ کا یقین ہو اور مشقت اٹھانے کی برداشت بھی ہو تو اس کے لئے ان اسباب کو ترک کرنا جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِىْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے (خاص ستر ہزار مراد نہیں بلکہ عربوں کے محاورہ کے مطابق بڑی کثیر تعداد مراد ہے اسی لئے ایک دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اور بھی بے حساب جنت میں داخل کئے جائیں گے)۔وہ، وہ بندگان خدا ہوں گے جو (ناجائز) منتر نہیں کراتے، اور شگون بد نہیں لیتے اور (نتائج کے لئے) اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے کے لئے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت مبعوث ہوئے اس وقت اہل عرب میں دوسری بہت سی چھوٹی بڑی قابل اصلاح برائیوں کے علاوہ یہ دو برائیاں بھی عام طور پر رائج تھیں۔ایک یہ کہ جب وہ خود یا ان کے بچے کسی بیماری اور دکھ درد میں مبتلا ہوتے، تو اس وقت کے منتر کرنے والوں سے شرکیہ منتر کراتے اور سمجھتے کہ یہ جنتر منتر دکھ اور بیماری کو بھگانے کی ایک آسان تدبیر ہے (اور یہ منتر عموماً جاہلیت کے زمانہ ہی کے تھے) اور دوسرے یہ کہ جب وہ کوئی ایسا کام کرنے کا ارادہ کرتے جس میں نفع اور نقصان، ہار اور جیت دونوں کا احتمال ہوتا تو شگون لیتے اور اگر شگون برا نکلتا تو سمجھتے کہ یہ کام ہم کو راست نہیں آئے گا، اس لئے پھر اس کو نہ کرتے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا (ترمذی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم لوگ اللہ پر ایسا توکل اور اعتماد کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے (کہ اسباب کو اختیار کرنے کے باوجود ان سے نظر ہٹا کر دل میں اس بات کا پختہ یقین بٹھا لو کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ارادے اور حکم سے ہوتا ہے) تو تم کو وہ اس طرح روزی دے جس طرح کہ پرندوں کو دیتا ہے، وہ صبح کو بھوکے (اپنے آشیانوں سے) نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے ہیں (یعنی پھر اللہ تعالیٰ تمہیں بھی سہولت سے رزق پہنچائے اور تمہیں اتنی زیادہ کد و کاوش نہ کرنی پڑے جتنی کہ اب کرتے ہو)۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نَّ لِقَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً فَمَنْ أَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ (ابن ماجه)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے دل کے لئے ہر میدان میں ایک شاخ ہے (یعنی ہر میدان میں آدمی کے دل کی خواہشیں پھیلی ہوئی ہیں) پس جو آدمی اپنے دل کو ان سب شاخوں اور خواہشوں میں لگا دے گا (اور فکر کے گھوڑے ہر طرف دوڑائے گا) تو اللہ کو پرواہ نہ ہوگی، کہ کس وادی (اور کس میدان) میں اس کی ہلاکت ہو، اور جو آدمی (اپنی امکان بھر تدبیر کرکے) اللہ پر بھروسہ کرے (اور اپنی حاجتیں پورا ہونے کو اس کے سپرد کردے، اور اپنی زندگی کو اس کا تابع فرمان بنادے یہاں تک کہ تدبیر بھی وہ اختیار کرے جو اس کے احکام کے مطابق ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ساری ضرورتوں کے لئے کفایت کرے گا (اور اس کو دل کے اطمینان وسکون کی وہ دولت نصیب ہوگی جو اس دنیا کی سب سے بڑی دولت ونعمت ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ يَاغُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهِ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَا□ ✦ذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَا□ ✦ذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ ا□ ✦لَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ ا□ ✦لَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ (احمد و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہی سواری پر آپ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لڑکے تو اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ (یعنی اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے حقوق کی ادائیگی سے غافل نہ ہو) اللہ تعالیٰ تیرا خیال فرمائے گا (اور دنیا وآخرت کی آفات وبلیات سے تیری حفاظت کرے گا) تو اللہ کو یاد رکھ (جیسا کہ یاد رکھنا چاہئے) اس کو تو اپنے سامنے پائے گا، اور جب تو کسی چیز کو مانگنا چاہے تو بس اللہ سے مانگ، اور جب (کسی ضرورت اور مہم میں) تو مدد کا محتاج اور طالب ہو تو اللہ ہی سے امداد و اعانت طلب کر، اور اس بات کو دل میں بٹھالے کہ اگر ساری انسانی برادری بھی باہم متفق ہوکر اور جڑ کر چاہے کہ تجھ کو کسی چیز سے نفع پہنچائے تو صرف اسی چیز سے تجھ کو نفع پہنچا سکے گی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے (اس کے سوا کسی چیز سے نہیں) اور اسی طرح اگر ساری انسانی دنیا تجھ کو کسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہے تو صرف اسی چیز سے نقصان پہنچا سکے گی جس سے نقصان پہنچنا اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی تیرے لئے لکھ دیا ہے (اس کے سوا کسی چیز سے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جا سکے گا) اٹھائے جا چکے قلم (جن سے لوگوں کی تقدیر لکھی گئی) اور سوکھ گئے صحیفے (جن پر تقدیر لکھی گئی۔ یعنی یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ پہلے ہی طے کر چکے ہیں اب کسی کے بس میں نہیں کہ ان میں اپنا دخل دے سکے)۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ ا□ ✦لَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ ا□ ✦لَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ شَيْئٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَا□ ✦نَّ الرُّوْحَ الْأَمِيْنَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَا□ ✦نَّ رُوْحَ الْقُدُسِ) نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ أَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا أَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَا□ ✦نَّهُ لَايُدْرَكُ مَاعِنْدَ اللّٰهِ ا□ ✦لَّا بِطَاعَتِهٖ

(بغوی فی شرح السنة)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اے لوگو! کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو جنت سے تم کو قریب اور دوزخ سے تم کو دور کرے مگر اس کا حکم میں تم کو دے چکا ہوں، اور اسی طرح کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو دوزخ سے تم کو قریب اور جنت سے دور کرے مگر میں تم کو اس سے منع کر چکا ہوں (یعنی کوئی نیکی اور ثواب کی بات ایسی باقی نہیں رہی جس کی تعلیم میں نے تم کو نہ دی ہو، اور کوئی بدی اور گناہ کی بات ایسی نہیں رہی جس کی میں نے تم کو ممانعت نہ کر دی ہو، اس طرح اوامر ونواہی کی پوری تعلیم میں تم کو دے چکا ہوں، اور اللہ کے تمام مثبت ومنفی احکام جو مجھے ملے تھے وہ میں تم کو پہنچا چکا ہوں اور اَلرُّوْحُ الْاَمِیْن نے اور ایک روایت میں ہے کہ روح القدس نے بھی (اور دونوں سے مراد جبرئیل امین ہیں) میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے (یعنی اللہ کی طرف سے یہ وحی پہنچائی ہے) کہ کوئی بھی سانس لینے والا اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اپنا رزق پورا نہ کرلے (یعنی ہر شخص کو اس کے مرنے سے پہلے اس کا مقدر رزق ضرور بالضرور مل جاتا ہے، اور جب تک رزق پورا نہ ہو جائے اس کو موت آ ہی نہیں سکتی ہے) لہٰذا اے لوگو! خدا سے ڈرو اور تلاش رزق کے سلسلہ میں نیکی اور پرہیزگاری کا رویہ اختیار کرو، اور روزی میں کچھ تاخیر ہو جانا تمہیں اس پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اللہ کی نافرمانیوں اور ناجائز طریقوں سے اس کے حاصل کرنے کی فکر و کوشش کرنے لگو، کیونکہ جو کچھ اللہ کے قبضہ میں ہے وہ (اللہ تعالیٰ کی خوشی کے ساتھ) اس کی فرمانبرداری اور طاعت گزاری ہی کے ذریعہ اس سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی أَهْلِهٖ فَلَمَّا رَأٰی مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ ا □ ✦لَی الْبَرِیَّةِ فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهٗ قَامَتْ ا □ ✦لٰی الرُّحٰی فَوَضَعَتْهَا وَا □ ✦لَی التَّنُّوْرِ فَسَجَرَتْهُ ثُمَّ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَاِذَا لُجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَأَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ ا □ ✦لَی التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ أَصَبْتُمْ بَعْدِیْ شَیْئًا قَالَتِ امْرَأَتُهٗ نَعَمْ مِنْ رَّبِّنَا وَقَامَ ا □ ✦لَی الرُّحٰی فَذَکَرَ ذَالِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ أَمَا أَنَّهٗ لَوْ لَمْ یَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ ا □ ✦لٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں) اللہ کا ایک بندہ اپنے اہل (وعیال) کے پاس پہنچا جب اس نے ان کو فقر و فاقہ کی حالت میں دیکھا تو (الحاح کے ساتھ اللہ سے دعا کرنے کے لئے) جنگل کی طرف چل دیا، جب اس کی بیوی نے دیکھا (کہ شوہر اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لئے گئے، تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے اس نے تیاری شروع کر دی) وہ اٹھ کر چکی کے پاس آئی اور اس کو تیار کیا (تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہیں سے کچھ غلہ آئے تو جلدی سے اس کو پیسا جا سکے) پھر وہ تندور کے پاس گئی اور اس کو گرم کیا (تاکہ آٹا پس جانے کے بعد پھر روٹی پکانے میں دیر نہ لگے) پھر اس نے خود بھی دعا کی کہ اے اللہ! ہمیں رزق دے! اب اس کے بعد اس نے دیکھا کہ چکی (چل رہی ہے اور اس) کے گرداگرد آٹے کے لئے جو پیالہ ہوتا ہے وہ آٹے سے بھرا ہوا ہے، پھر وہ تندور کے پاس گئی تو دیکھا کہ تندور بھی روٹیوں سے بھرا ہوا ہے (اور جتنی روٹیاں اس میں لگ سکتی ہیں، لگی ہوئی ہیں) اس کے بعد اس بیوی کا شوہر واپس آیا اور بیوی سے پوچھا کہ میرے جانے کے بعد تم نے کچھ پایا؟ بیوی نے بتایا کہ ہاں ہمیں اپنے پروردگار کی طرف سے ملا ہے (یعنی براہ راست خزانہ غیب سے اس طرح ملا ہے) یہ سن کر یہ بھی چکی کے پاس گیا (اور تعجب اور شوق میں چکی کا پاٹ اٹھا کر دیکھا اس پر چکی چلنا بند ہوگئی) پھر جب یہ ماجرا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر یہ اس کو اٹھا کر نہ دیکھتا تو چکی قیامت تک یوں ہی چلتی رہتی، اور اس سے ہمیشہ آٹا نکلتا رہتا۔

عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَی اللّٰهُ لَهٗ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْکُهٗ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ

www.askfatwa.com

وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ (احمد و ترمذی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا آدمی کی نیک بختی (اور خوش نصیبی میں) سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے جو فیصلہ ہوخواہ وہ اس کی طبیعت اور چاہت کے خلاف ہی ہو) وہ اس پر (اللہ کا فیصلہ سمجھ کر) راضی رہے، اور آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بدبختی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ناخوش ہو (اور یہ شکوہ وشکایت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایسے حالات لاکر اچھانہیں کیا یا اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کر دیا وغیرہ)۔

7- محبت ومودت

یعنی شائستہ گفتگو اور انعام واکرام اور محبت کے دیگر اسباب کے ذریعہ دوسروں سے محبت کرنا اور ان کی دوستی حاصل کرنا۔

مومن کے لئے مودت ومحبت اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ دوسروں کو دینی نفع پہنچانے کا یہ ایک مؤثر اور اہم ذریعہ ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ مَالَفٌ وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَایَاْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ (احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن تو الفت ومحبت کا مرکز ہے، اور اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو (دوسروں سے) الفت نہیں کرتا، اور اس سے الفت نہیں کی جاتی (یعنی دوسرے بھی اس سے الفت نہیں رکھتے)۔

اللہ کے لئے محبت وبغض

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا◻ ✦نَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ ا◻ ✦لَی اللّٰهِ تَعَالیٰ الْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ (ابوداؤد)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، اور وہ بغض وعداوت ہے جو اللہ کے لئے ہو۔

اللہ کے لئے محبت وبغض درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاأَحَبَّ عَبْدٌ عَبْداً لِلّٰهِ ا◻ ✦لَّا أَكْرَمَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ (احمد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندہ نے بھی اللہ کے لئے کسی بندہ سے محبت کی اس نے اپنے رب عزوجل ہی کی عظمت وتوقیر کی۔

عَـنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ (مالک)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری محبت واجب ہوگئی ہے ان لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کرتے ہیں اور میری وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں جڑ کر بیٹھتے ہیں، اور میری وجہ سے باہم ملاقات کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

عَـنْ أَبِـیْ هُـرَیْـرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهٗ فِیْ قَرْیَةٍ أُخْرىٰ فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا، قَالَ أَیْنَ تُرِیْدُ

www.askfatwa.com

قَالَ أُرِیْدُ أَخًا لِیْ فِیْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ قَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ نِعْمَۃٍ تَرُبُّھَا قَالَ لَا غَیْرَ أَنِّیْ أَحْبَبْتُہٗ فِی اللّٰہِ قَالَ فَا□ ✦نِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکَ بِأَنَّ اللّٰہَ قَدْ أَحَبَّکَ کَمَا أَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے ایک بھائی سے جو دوسری ایک بستی میں رہتا تھا ملاقات کے لئے چلا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ گزر پر ایک فرشتہ کو منتظر بنا کے بٹھا دیا (جب وہ شخص اس مقام سے گذرا تو) فرشتہ نے اس پوچھا: تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟۔اس نے کہا:۔ میں اس بستی میں رہنے والے اپنے ایک بھائی سے ملنے جا رہا ہوں۔فرشتہ نے کہا: کیا اس پر تمہارا کوئی احسان ہے اور کوئی حق نعمت ہے جس کو تم پورا اور پختہ کرنے کے لئے جا رہے ہو۔اس بندہ نے کہا: نہیں! میرے جانے کا باعث اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ کے لئے مجھے اس بھائی سے محبت ہے (یعنی بس اسی للہی محبت کے تعلق اور تقاضے سے میں اس کی زیارت اور ملاقات کے لئے جا رہا ہوں)۔فرشتہ نے کہا کہ (میں تمہیں بتاتا ہوں کہ) مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس یہ بتانے کے لئے بھیجا ہے کہ اللہ تم سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تم اللہ کے لئے اس کے بندہ سے محبت کرتے ہو۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ا□ ✦نَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ أَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ أُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ ا□ ✦لَّا ظِلِّیْ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ کہاں ہیں میرے وہ بندے جو (میری عظمت اور) میرے جلال کی وجہ سے آپس میں الفت و محبت رکھتے تھے؟ آج جب کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے، میں اپنے ان بندوں کو اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دوں گا۔

فائدہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے کہ میرے وہ بندے کہاں ہیں استفہام کے لئے نہ ہوگا بلکہ اس لئے ہوگا کہ تمام اہل محشر کے سامنے ان لوگوں کی محبوبیت و مقبولیت ظاہر ہو جائے۔

محبت سبب معیت ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ ا□ ✦لَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ یَلْحَقْ بِھِمْ فَقَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ (عمل اور مجاہدہ میں) ان کے ساتھ نہیں ہو سکا؟ آپؐ نے فرمایا جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے (آخرت میں) اس (کا حشر ان) کے ساتھ ہی ہوگا (اور جیسے وہ جنت میں جائیں گے یہ بھی جنت میں جائے گا تاکہ معیت برقرار رہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَیْلَکَ وَمَا أَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَھَا ا□ ✦لَّا أَنِّیْ أُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا رَأَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ ا□ ✦سْلَامِھِم فَرَحَھُمْ بِھَا. (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول قیامت کب آئے گی؟۔آپؐ نے

www.askfatwa.com

فرمایا تیرے حال پر افسوس (تو قیامت کا وقت اور اس کے آنے کی خاص گھڑی دریافت کرنا چاہتا ہے حالانکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نہیں دیا۔ البتہ یہ تو بتا کہ) تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے اس کے لئے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی (جو آپؐ کے سامنے ذکر کرنے کے لائق اور بھروسہ کے قابل ہو) البتہ (توفیق الٰہی سے مجھے یہ ضرور نصیب ہے کہ) میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا: تجھ کو جس سے محبت ہے تو ان ہی کے ساتھ ہے (اور تجھ کو ان کی معیت نصیب ہوگی) حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے نہیں دیکھا مسلمانوں کو (یعنی صحابہ کو) کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ آپ ﷺ کی اس بشارت سے ہوئی۔

فائدہ: 1- ساتھ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ محبت کی وجہ سے محبّ اور محبوب کا درجہ اور مرتبہ بالکل ایک ہو جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جنت میں اکٹھے ہوں گے جیسے خادم اور مخدوم مرتبہ کے فرق کے باوجود اکٹھے ہوتے ہیں۔

2- محبت کے لئے اطاعت لازم ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ سچی اور واقعی محبت ہو اور اس کی زندگی بغاوت اور معصیت کی ہو۔

8- احسان

عَنْ أَنَسٍ وَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ ا□ ✦لَى اللّٰهِ مَنْ أَحْسَنَ ا □ ✦لٰى عِيَالِهٖ (البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت انس اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے (یعنی سب مخلوق کی روزی اور ان کی ضروریات حیات کا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے، جس طرح کہ کوئی اپنے اہل وعیال کی روزی اور ان کی ضروریات کا مجازاً کفیل ہوتا ہے) پس اس کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت ان (مومن) بندوں سے ہے جو اس کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان کریں۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَكُوْنُوْا ا□ ✦مَّعَةً تَقُوْلُوْنَ ا □ ✦نْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا وَا□ ✦نْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا أَنْفُسَكُمْ ا□ ✦نْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوْا وَ ا□ ✦نْ أَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا (ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنے والے نہ بنو کہ کہنے لگو اگر لوگ (ہمارے ساتھ) احسان کریں گے تو ہم بھی (ان کے ساتھ) احسان کریں گے، اور اگر دوسرے لوگ ظلم کا رویہ اختیار کریں گے تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے، بلکہ اپنے دلوں کو اس پر پکا کرو کہ اگر اور لوگ احسان کریں تب بھی تم احسان کرو، اور اگر لوگ برا سلوک کریں تب بھی تم ظلم اور برائی کا رویہ اختیار نہ کرو (بلکہ احسان ہی کرو)۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَضٰى لِأَحَدٍ مِنْ أُمَّتِىْ حَاجَةً يُرِيْدُ أَنْ يَسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِىْ وَمَنْ سَرَّنِىْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ (البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا جس کسی نے میرے کسی امتی کی کوئی حاجت پوری کر دی اس کا دل خوش کرنے کے لئے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّاعِىْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالسَّاعِىْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهٗ قَالَ

www.askfatwa.com

كَالْقَائِمِ لَايَفْتُرُ وَ كَالصَّائِمِ لَايُفْطِرُ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو بے شوہر والی اور بے سہارا عورت اور کسی مسکین کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتا ہو، وہ (اجر وثواب میں) اس مجاہد بندہ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں دوڑ دھوپ کرتا ہو۔ راوی کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اس شب بیدار بندہ کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو اور تھکتا نہ ہو اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی روزہ چھوڑتا نہ ہو۔

معمولی احسان سے بھی دریغ نہ کرو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتُحَقِّرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَا□✦نَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَلْقَ أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِقٍ وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ ا□✦نَاءِ أَخِيْكَ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم حسن سلوک کی کسی صورت کو بھی حقیر مت سمجھو، اور اس کی ایک صورت (جس میں کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا) یہ بھی ہے کہ تم اپنے بھائی سے شگفتہ روئی کے ساتھ ملو، اور یہ بھی (حسن سلوک میں سے ہے) کہ تم اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دو۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ ا□✦لَى النَّبِيِّ ﷺ بِبُرْدَةٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْسُوْكَ هٰذِهٖ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا ا□✦لَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَاٰهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاأَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لَامَهُ أَصْحَابُهُ قَالَ مَا أَحْسَنْتَ حِيْنَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا ا□✦لَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ ا□✦يَّاهَا وَقَدْعَرَفْتَ أَنَّهُ لَايُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعُهُ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَعَلِّيْ أُكَفَّنُ فِيْهَا (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چادر (ہدیہ کے طور پر) لے کر آئی اور عرض کیا کہ میں یہ (چادر) آپ کو اڑھانا چاہتی ہوں۔ آپؐ نے وہ چادر قبول فرما کر اوڑھ لی، اور آپؐ کی حالت یہی تھی کہ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپؐ کے صحابہ میں سے ایک صاحب نے آپ کو وہ چادر اوڑھے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ چادر تو بہت ہی اچھی ہے، یہ تو آپ مجھے اڑھا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: بہت اچھا (اور وہ چادر اسی وقت اتار کر ان صاحب کو دیدی) پھر جب رسول اللہ ﷺ اس مجلس سے اٹھ گئے، تو بعض ساتھیوں نے ان صاحب کو ملامت کی اور کہا: تم نے یہ اچھا نہیں کیا، تم دیکھ چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو خود اس کی ضرورت تھی اور آپؐ نے ضرورت کی حالت میں یہ چادر قبول کی تھی اس کے باوجود تم نے حضورؐ سے اس کو مانگ لیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ آپؐ کی عادت یہ ہے کہ جو چیز بھی آپؐ سے مانگی جائے، آپؐ اس کو روکتے نہیں۔ ان صاحب نے کہا جب نبی ﷺ نے اس کو پہن لیا تو مجھے اس کی برکت کی توقع ہوئی۔ مجھے امید ہے کہ میں اس میں کفن دیا جاؤں گا (یعنی یہ کہ وہ میرا کفن بنے گی)۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ ا□✦لٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ا□✦نِّيْ مَجْهُوْدٌ فَأَرْسَلَ ا□✦لٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ ا□✦لَّامَاءٌ ثُمَّ أَرْسَلَ ا□✦لٰى أُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذَالِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذَالِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّضَيِّفُهُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ ا□✦لٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِا□✦مْرَأَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا ا□✦لَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ

www.askfatwa.com

وَنَوِّمِیهِمْ فَا ✦ ذَا دَخَلَ ضَیفُنَا فَأَرِیهِ أَنَّا نَاكُلُ فَا ✦ ذَا أَهْوٰی بِیَدِهٖ لِیَاكُلَ فَقُومِیْ ا ✦ لَی السِّرَاجِ كَی تُصْلِحِیهِ فَأَطْفِئِیهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَأَكَلَ الضَّیفُ وَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ أَوْضَحِکَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں بڑا دکھی فقیر ہوں (مجھے بھوک بہت ستا رہی ہے)۔ آپؐ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کے پاس کہلا بھیجا (کہ اگر کھانے کی کوئی چیز ہو تو ایک حاجت مند کے لئے بھیج دو) وہاں سے جواب ملا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو دین حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہمارے ہاں اس وقت کھانے پینے کی کوئی چیز پانی کے سوا نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے کسی دوسری اہلیہ کو کہلا کے بھیجا، وہاں سے بھی یہی جواب ملا، پھر (یکے بعد دیگرے اپنے سب گھروں میں کہلا کے بھیجا، اور) ان سب کی طرف سے یہی جواب ملا (کہ اس وقت پانی کے سوا کھانے پینے کی کوئی چیز گھر میں نہیں ہے، اپنے سب گھروں سے یہ جواب ملنے کے بعد) آپؐ نے موجود صحابہ سے فرمایا: (تم میں سے) کون اس بندہ کی مہمان نوازی کرے گا؟، اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہوگی۔ انصار میں سے ابوطلحہ نامی ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں (ان کی مہمان نوازی کروں گا) چنانچہ وہ اس حاجت مند شخص کو اپنے گھر لے گئے اور بیوی سے پوچھا (اس وقت ایک مہمان کے لئے) کیا تمہارے ہاں کچھ ہے؟ بیوی نے جواب دیا کہ بس اپنے بچوں کا کھانا ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہے (یہاں تک کہ میرے اور تمہارے کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے)۔ ابوطلحہ نے کہا: تو پھر ایسا کرو کہ ان بچوں کو کسی چیز سے بہلا کے (بلا کھلائے) سلا دو، اور جب ہمارا مہمان گھر میں آجائے، تو (اپنے طرز عمل سے) اس پر یہ ظاہر کرو اور ایسا دکھاؤ کہ (اس کے ساتھ) ہم بھی کھائیں گے، پھر جب وہ کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے (اور کھانا شروع کر دے) تو تم چراغ ٹھیک کرنے کے بہانے چراغ کے پاس جانا اور اس کو بجھا دینا (تاکہ گھر میں اندھیرا ہو جائے، اور مہمان یہ نہ دیکھ سکے کہ ہم اس کے ساتھ بیٹھے ہونے کے باوجود کھا نہیں رہے) چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا، پس بیٹھے تو سب لیکن کھانا صرف مہمان ہی نے کھایا، اور ان دونوں میاں بیوی نے بھوکے رہ کر رات گزاری، پھر جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ نے (ان کا اور ان کی بیوی کا نام لے کر ان کو خوش خبری سنائی اور) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فلاں بندے اور فلاں بندی کا یہ عمل بہت ہی پسند آیا۔

فائدہ: بچوں کے حصہ کا کھانا ان کو کھلانے کے بجائے مہمان کو کھلا دینا یہ عام آدمیوں کے لئے نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جن میں قربانی اور ایثار کا جذبہ بہت زیادہ ہو اور گھر والوں میں بھی یہی جذبہ ہو۔ علاوہ ازیں ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے ہر وقت نہیں۔

9- مکافات (بدلہ لینا دینا)

یعنی تم سے کوئی بھلائی کرے تو تمہارا اس کے ساتھ اس کی بھلائی کے بقدر یا زیادہ بھلائی کرنا اور تم سے کوئی برائی کرے تو تمہارا اس سے کمتر بدلہ لینا یا بالکل معاف کر دینا۔

بھلائی کا بدلہ دینا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ یَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْكُرِ اللّٰهَ (احمد و ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگوں (کے بھلائی کرنے پر ان) کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا بھی (پورا) شکر گزار نہیں ہوتا (کیونکہ اصل میں تو وہ بھلائی اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے پہنچنے میں ان لوگوں کو واسطہ بنایا تھا اور اس کو

حکم دیا کہ ان لوگوں کا بھی شکر گزار رہو اور اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار رہو۔ جب اس شخص نے ایسی بے اعتنائی برتی کہ شکرگزاری کے حکم کی ایک شق پر عمل نہیں کیا کہ احسان کرنے والے انسانوں کا شکرگزار نہیں ہوا تو وہ دوسری شق پر یعنی اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری پر بھی کیونکر پورا عمل کرے گا)۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَا ✦نَّ مَنْ أَثْنٰى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس کو (دوسرے کی جانب سے ہدیہ میں) کچھ دیا گیا تو اگر وہ (اپنے پاس) کچھ پاتا ہے (یعنی بدلہ میں کچھ دینے کی اگر اس کو استطاعت ہے) تو وہ اس کو بدلہ میں دیدے اور جو (بدلہ میں دینے کے لئے) کچھ نہ پاتا ہو تو وہ (دینے والے کی) تعریف ہی کردے (یعنی اس کے حق میں کلمہ خیر ہی کہہ دے اور دعا ہی کردے) کیونکہ جس نے تعریف ہی کی اس نے بھی شکریہ ادا کیا اور جس نے احسان کو چھپایا (کہ نہ تو کوئی بدلہ دیا اور نہ ہی دعائے خیر کی) تو اس نے ناشکری کی۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صُنِعَ ا ✦لَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ (ترمذی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے (اس بھلائی پر) کرنے والے کو جَزَاکَ اللّٰهُ خَيْرًا (یعنی اللہ تمہیں اسکا بہتر بدلہ دیں) کہا تو اس نے (اس دعائیہ کلمہ ہی کے ذریعہ) پوری تعریف کردی۔

10- عفوو درگزر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً شَتَمَ أَبَابَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ يَتَعَجَّبُ وَيَتَبَسَّمُ فَلَمَّا أَكْثَرَ رَدَّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَامَ فَلَحِقَهُ أَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَشْتِمُنِيْ وَأَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَّ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، ثُمَّ قَالَ يَا أَبَابَكْرٍ ثَلٰثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلَمَةٍ فَيُغْضِيْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ا ✦لَّا أَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهُ وَمَافَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُرِيْدُ بِهَا صِلَةً ا ✦لَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا كَثْرَةً، وَمَافَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ يُرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً ا ✦لَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً (احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دیں اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے (اور آپ اس شخص کے مسلسل گالیاں دینے پر اور ابوبکر کے صبر کرنے اور خاموش رہنے پر) تعجب اور تبسم فرما رہے تھے پھر جب اس آدمی نے بہت ہی زیادہ گالیاں دیں (اور زبان کو روکا ہی نہیں) تو ابوبکر نے بھی اس کی بعض باتوں کو اس پر الٹ دیا (اور کچھ جواب دیا) پس رسول اللہ ﷺ کچھ ناراضی کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چل دیئے۔ (حضرت ابوبکر کو اس سے بہت فکر لاحق ہوئی اور وہ بھی معذرت کے لئے اور حضورؐ کی ناراضگی کا سبب معلوم کرنے کے لئے آپ کے پیچھے چلے) اور آپؐ کے پاس پہنچے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (اس کی کیا وجہ کہ) وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ وہاں تشریف فرما رہے، پھر جب میں نے کچھ جواب دیا تو آپ ناراض ہوکر اٹھ آئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا (جب تک تم خاموش تھے اور صبر کر رہے تھے تمہارے ساتھ اللہ کا ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے جوابدہی کر رہا تھا (اور تمہارا جو رتبہ ہے اس کے مناسب یہی حالت تھی لیکن) پھر جب تم نے خود جواب دیا تو (وہ فرشتہ تو چلا گیا اور) شیطان بیچ میں آ گیا (کیونکہ اسے امید ہوگئی کہ وہ لڑائی کو اور آگے بڑھا سکے گا) اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں ہیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ جس بندہ پر کوئی ظلم و زیادتی کی جائے

اور وہ محض اللہ عزوجل کے لئے اس سے درگزر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی بھرپور مدد فرمائیں گے (اور دنیا و آخرت میں اس کو عزت دیں گے) اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کے لئے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو اور بہت زیادہ دیں گے......اور تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ) اپنی دولت بڑھانے کے لئے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور زیادہ کم کر دیں گے۔

فائدہ: ظلم کے بقدر بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے لیکن فضیلت اور عزیمت یہ ہے کہ بدلہ لینے کی قدرت ہونے کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے لئے معاف کر دے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَارَبِّ مَنْ أَعَزُّ عِبَادِکَ عِنْدَکَ قَالَ مَنْ ا ✦ذَا قَدَرَ غَفَرَ (البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے (اللہ تعالیٰ کی جناب میں) عرض کیا اے پروردگار! آپ کے بندوں میں کون آپ کے نزدیک زیادہ باعزت ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ بندے جو (قصوروار پر) قابو پانے کے بعد (اور سزا دینے کی قدرت رکھنے کے باوجود) اس کو معاف کر دیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ ا ✦لَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ أَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ عَنْهُ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ أَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔ اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر روز ستر دفعہ (مطلب یہ کہ قصور معاف کرنا کوئی ایسی چیز نہیں جس کی حد مقرر کی جائے بلکہ عفو و درگزر اور حسن اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ روزانہ ستر بار بھی قصور کرے تو اسے معاف ہی کر دینا چاہئے۔

11۔ حقوق کی ادائیگی

یعنی دوسروں کے حقوق کی احسن طریقے پر ادائیگی کرنا اور ان میں کوتاہی سے بچنا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِّأَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ أَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهٖ وَا ✦نْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ. (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی اپنے بھائی سے متعلق کوئی زیادتی (اور حق تلفی) ہو یعنی اس کی آبروریزی کی ہو یا کوئی اور حق تلفی کی ہو تو اس کو چاہئے کہ آج ہی اس سے اس معاملہ کو صاف کر لے اس (آخرت کے دن) سے پیشتر جب اس کے پاس (بدلہ میں ادائیگی کے لئے) نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا (یعنی کچھ مال نہ ہوگا)۔ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوں گے تو اس کی زیادتی کے بقدر ان سے لے لیا جائے گا (اور مظلوم کو دے دیا جائے گا) اور اگر اس کے پاس کچھ نیکیاں نہ ہوں گی (یا کچھ برائیوں اور حق تلفیوں میں دینے کے بعد باقی نہ رہی ہوں گی تو اس کے ساتھی (یعنی مظلوم کی برائیاں لے کر (اور اس سے کم کر کے) ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلَاثَةٌ دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ الا □ ✦ شْرَاکُ بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ا □ ✦ نَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُأَنْ يُّشْرَکَ بِهٖ وَ دِيْوَانٌ لَا يَتْرُکُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاکَ ا □ ✦ لَى اللّٰهِ ا □ ✦ نْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَا □ ✦ نْ شَاءَ تَجَاوَزَعَنْهُ (بيهقى فى شعب الايمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال نامے (جن میں بندوں کے گناہ لکھے گئے ہیں) تین قسم کے ہیں۔ایک وہ جن کو اللہ تعالیٰ (ہرگز معاف نہ کرے گا۔وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔(اس کی دلیل یہ ہے کہ) اللہ عزوجل (قرآن پاک میں) فرماتے ہیں ا □ ✦ نَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُأَنْ يُّشْرَکَ بِهٖ (اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے)۔دوسرا وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ (انصاف کے بغیر ہرگز) نہیں چھوڑیں گے۔وہ بندوں کا آپس میں ظلم وزیادتیاں اور ایک دوسرے کی حق تلفیاں کرنا ہے۔(اس کو اللہ نہیں چھوڑیں گے) یہاں تک کہ ایک دوسرے سے (اپنے اوپر کی گئی زیادتی اور حق تلفی کا) بدلہ نہ لے لے۔تیسرا وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتے۔وہ بندوں کا اپنے اور اللہ کے درمیان زیادتی اور حق تلفی کرنا ہے (یعنی کفروشرک سے کمتر اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کرنا اوران کی نافرمانیاں کرنا ہے) یہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔اگر چاہیں گے تو (ان پر) بندے کو عذاب دیں گے اور چاہیں گے تو اس سے درگزر فرمائیں گے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ يَّاکَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَا □ ✦ نَّمَا يَسْأَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَقَّهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ (بيهقى فى شعب الايمان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو (اور جس کی حق تلفی کی گئی ہو وہ بھی مظلوم ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ تو محض اپنے حق کا سوال کرتے ہیں (کہ انہوں نے جو بندوں کے ایک دوسرے پر حقوق مقرر کیئے ہیں ان کو ادا کیا جائے) اور خود وہ کسی حقدار سے اس کے حق کو نہیں روکتے۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ ا □ ✦ لٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ...... (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔(اللہ تعالیٰ نے تمارے آپس میں ایک دوسرے پر جو حقوق مقرر کیئے ہیں ان کی ادائیگی میں غفلت نہ کرو کیونکہ حقدار کو ان کا ملنا ضروری ہے۔اگر تم آج یہاں نہیں دو گے تو) قیامت کے دن تمہیں حقداروں کو ان کے حقوق (کے بدلے) ضرور دینے پڑیں گے۔

12- سچائی

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْکُمْ بِالصِّدْقِ فَا □ ✦ نَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ ا □ ✦ لَى الْبِرِّ وَا □ ✦ نَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ ا □ ✦ لَى الْجَنَّةِ وَمَايَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُکْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ صِدِّيْقًا وَا □ ✦ يَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فَا □ ✦ نَّ الْکِذْبَ يَهْدِىْ ا □ ✦ لَى الْفُجُوْرِ وَا □ ✦ نَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ ا □ ✦ لَى النَّارِ وَمَايَزَالُ الرَّجُلُ يَکْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْکِذْبَ حَتّٰى يُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ کَذَّابًا (بخارى و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑلو (اور ہمیشہ سچ ہی بولو) کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے،اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے،اور آدمی جب ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے،اور سچائی ہی کو اختیار کرلیتا ہے تو وہ اللہ کے

www.askfatwa.com

ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو، کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستہ پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے، اور آدمی جب جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کر لیتا ہے، تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذاب میں لکھ لیا جاتا ہے۔

13- امانت

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی قَرَادٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ یُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَهُ ا□ ★ ذَاحَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ أَمَانَتَهُ ا□ ✦ ذَا ائْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَارَاهُ . (ترمذی)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص کی یہ خوشی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھے یا یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کریں تو جب وہ کوئی بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو (ادنی خیانت کے بغیر) اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اس سے اچھا سلوک کرے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِی الْهَیْثَمِ بْنِ التَّیِّهَانِ ا□ ✦ نَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر ابوالہیثم بن تیہان سے فرمایا جس سے کسی معاملہ میں مشورہ کیا جائے وہ اس میں امین ہے (اور اس کو مشورہ دینے میں مشورہ لینے والے کا مفاد پیش نظر رکھنا چاہیئے)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ا□ ✦ ذَاحَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِیَ أَمَانَةٌ. (ترمذی و ابو داؤد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص (اپنی) کوئی بات کہے اور پھر اِدھر اُدھر دیکھے تو (یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی بات کسی اور کو معلوم ہو اور) وہ امانت ہے (لہٰذا سننے والا اس کی امانت کی طرح حفاظت کرے)۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ اِلَّا ثَلٰثَةَ مَجَالِسَ سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ أَوْ فَرْجٍ حَرَامٍ أَوْ اِقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ. (ابو داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نشستیں امانت ہوتی ہیں (یعنی سی مجلس میں راز داری کے ساتھ جو مشورہ ہو اہل مجلس امانت سمجھ کر اس کو راز میں رکھیں) لیکن تین مجلسیں اس سے مستثنیٰ ہیں ایک وہ جس کا تعلق کسی کے خون ناحق کی سازش سے ہو، دوسرے وہ جس کا تعلق کسی کی عصمت و عفت لوٹنے کے مشورے سے ہو، اور تیسرے وہ جس کا تعلق کسی کا مال ناحق چھیننے سے ہو۔

عفت کے شعبے

خلق عفت کے چند مندرجہ ذیل شعبے یہ ہیں

1- شرم و حیا

یعنی وہ کیفیت جو ہر نامناسب اور ناپسندیدہ بات اور کام سے روکے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦ نَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْا□ ✦ سْلَامِ الْحَیَاءُ (مالک)

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ ہر دین کا کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے (جیسے حضرت عیسیٰ علیہ

www.askfatwa.com

السلام کی شریعت میں رحمدلی اورعفوو درگزر پر بہت زور دیا گیاہے) اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیاہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَھُوَ یَعِظُ أَخَاہُ فِی الْحَیَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَعْہُ فَا□ ✦نَّ الْحَیَاءَ مِنَ الا□ ✦یْمَانِ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر انصار میں سے ایک شخص پر ہوا، اور وہ اس وقت اپنے بھائی کو (جو بہت شرم وحیا کرتا ہوگا اور اس کی وجہ سے دنیا کے کچھ مفادات بھی فوت ہو جاتے ہوں گے) حیا کے بارے میں کچھ نصیحت و ملامت کر رہا تھا (کہ اس سے تو تمہارا نقصان ہوتا ہے) تو آپ ؐ نے اس سے فرمایا، کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حیا تو ایمان کا جزو یا ایمان کا پھل ہے (اور یہ تو مطلوب ہے۔ اس کی وجہ سے وہ بہت سے گناہوں سے اور نامناسب باتوں سے بچا رہتا ہے)۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْحَیَاءُ مِنَ الا□ ✦یْمَانِ وَالا□ ✦یْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ (احمد و ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حیا ایمان کی ایک شاخ ہے (یا ایمان کا ثمرہ ہے) اور ایمان (والوں) کا مقام جنت ہے اور بے حیائی و بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور بدکاری (برائی والوں کو) دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

2- قناعت

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ کَفَافًا وَقَنَّعَہُ اللّٰہُ بِمَا اٰتَاہُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامیاب (اور بامراد) ہوا وہ شخص جو مسلمان ہوا (اور اس کو کامل تابعداری نصیب ہوئی) اور اس کو روزی بھی (حلال مال میں سے) بقدر کفاف (یعنی گزارے قابل) ملی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس قدر قلیل روزی پر قانع بھی بنا دیا۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دولت مندی مال واسباب کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اصلی دولت مندی دل کی بے نیازی ہے۔

3- صبر

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَأَعْطَاھُمْ ثُمَّ سَأَلُوْہُ فَأَعْطَاھُمْ حَتّٰی ا□ ✦ذَ انفِدَ مَا عِنْدَہُ قَالَ مَا یَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَہُ عَنْکُمْ وَمَنْ یَّسْتَعِفَّ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَن یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَا أُعْطِیَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ (ابو داؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دفعہ کچھ (مال) طلب کیا، آپ ؐ نے ان کو عطا فرما دیا (لیکن ان کی مانگ ختم نہیں ہوئی) اور انہوں نے پھر طلب کیا، آپ ؐ نے پھر ان کو عطا فرما دیا، یہاں تک کہ جو کچھ آپ ؐ کے پاس تھا وہ سب ختم ہو گیا، اور کچھ نہ رہا، تو آپ ؐ نے ان سے فرمایا: جو مال و دولت بھی میرے پاس ہوگا میں اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا اور اپنے پاس ذخیرہ جمع نہیں کروں گا (بلکہ تم کو دیتا رہوں گا، لیکن یہ بات خوب سمجھ لو کہ اس طرح مانگ مانگ کر حاصل کرنے سے آسودگی اور خوش عیشی

www.askfatwa.com

حاصل نہیں ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ) جو کوئی خود عفیف بننا چاہتا ہے (یعنی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنے کو بچانا چاہتا ہے) تو اللہ تعالیٰ (اس کی مدد فرماتا ہے اور) سوال کی ذلت سے اس کو بچا دیتا ہے، اور جو کوئی بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرنے سے بچنا چاہتا ہے، (یعنی اپنے کو بندوں کا محتاج اور نیازمند بنانا نہیں چاہتا) تو اللہ تعالیٰ اس کو بندوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور کوئی (کسی کٹھن موقع پر اپنی طبیعت کو مضبوط کر کے) صبر کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے (اور صبر کی حقیقت اس کو نصیب ہو جاتی ہے) اور کسی بندہ کو بھی صبر سے زیادہ وسیع کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی۔

4- بردباری اور متانت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْكِ قَالَ لِأَ شَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ ا ✦نَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلْحِلْمُ وَالْأَ نَاةُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے سردار اشج سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پیاری ہیں ایک بردباری (یعنی غصہ سے مغلوب نہ ہونا بلکہ اعتدال پر قائم رہنا) اور دوسرے جلد بازی نہ کرنا (بلکہ ہر کام کو متانت اور وقار کے ساتھ اطمینان سے سرانجام دینا)۔

فائدہ: قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی زیارت کے لئے مدنیہ طیبہ آیا، اس وفد کے سارے لوگ اپنی سواریوں سے کود کود کر جلدی سے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے، لیکن رئیس وفد جن کا نام منذر اور عرف اشج تھا، انہوں نے اس طرح کی جلدی بازی نہیں کی، بلکہ اتر کے پہلے سارے سامان کو یکجا اور محفوظ کیا، پھر غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے، اور اس کے بعد متانت اور وقار کے ساتھ خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس رویہ کو پسند فرمایا اور اسی موقع پر ان سے یہ مذکورہ بالا قول ارشاد فرمایا:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْكِ قَالَ اَلْأَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ. (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاموں کو متانت اور اطمینان سے انجام دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جلد بازی کرنا شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔

5- میانہ روی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْكِ قَالَ السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھی سیرت اور اطمینان و وقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی (ان اوصاف میں سے ہیں جو نبیوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس طرح سے یہ) نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔

فائدہ: میانہ روی یہ ہے کہ ہر کام میں اور ہر حال میں افراط وتفریط سے بچا جائے اور اعتدال کی روش اختیار کی جائے یہاں تک کہ عبادت میں بھی۔

6- نرم مزاجی

عَنْ عائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِیْ عَلَی الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِیْ عَلَی الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِیْ عَلٰی مَا سِوَاہ. (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود (بندوں پر) مہربان ہے اور نرمی اور مہربانی کرنا اس کو محبوب بھی ہے (یعنی اس کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے بندے بھی آپس میں نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کریں) اور نرمی پر وہ اتنا دیتا ہے جتنا کہ درشتی اور سختی پر نہیں دیتا، اور جتنا کہ نرمی کے ماسوا کسی اور بات پر نہیں دیتا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اُعْطِیَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ أُعْطِیَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. (بغوی فی شرح السنه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نرمی کی خصلت کا اپنا حصہ مل گیا اس کو دنیا اور آخرت کے خیر میں سے حصہ مل گیا اور جس کو نرمی نصیب نہیں ہوئی وہ دنیا اور آخرت میں خیر کے حصے سے محروم رہا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِأَهْلِ بَيْتٍ رِفْقًا ا□ ✦لَّا نَفعَهُمْ وَلَا يُحرِمُهُمْ ا□ ✦يَّاهُ ا□ ✦لَّا ضَرَّهُمْ (البيهقی فی شعب الايمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ کسی گھر کے لوگوں کو نرمی کی صفت عطا کرنے کا، مگر ان کو نفع پہنچاتا ہے اس کے ذریعہ اور نہیں محروم کرتا کسی گھر کے لوگوں کو نرمی کی صفت سے، مگر یہ کہ ضرر پہنچاتا ہے ان کو۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی یہ عام سنت اور اس کا کلی قانون ہے کہ جس گھر کے لوگوں کو وہ نرمی کی خصلت عطا فرماتا ہے ان کے لئے یہ نرمی بہت سی منفعتوں اور برکتوں کا ذریعہ بنتی ہے، اور جن لوگوں کو وہ اس اچھی خصلت سے محروم رکھتا ہے ان کے لئے یہ محرومی بہت سے نقصانات اور بہت سی زحمتوں کا سبب بنتی ہے۔ مثلاً جس شخص میں نرمی ہوگی اس کی بدولت وہ خود بھی راحت سے رہے گا اور جن لوگوں کو اس سے واسطہ پڑے گا وہ بھی راحت سے رہیں گے۔ پھر یہ باہمی محبت اور اکرام و احترام خیر خواہی کے مزید جذبوں کو ابھارے گی جبکہ درشت خوئی دلوں میں بغض و عداوت کو ابھارے گی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَی النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰی كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لئے حرام ہے، اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے؟ (سنو میں بتاتا ہوں، دوزخ کی آگ حرام ہے) ہر ایسے شخص پر جو مزاج کا تیز نہ ہو، نرم ہو، لوگوں سے قریب ہونے والا ہو، نرم خو ہو۔

7- پرہیزگاری

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعِبَادَةٍ وَا□ ✦جْتِهَادٍ وَذُكِرَ آخَرُ بِرَعَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَعْدِلُ بِالرَّعَةِ (ترمذی)

www.askfatwa.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کی (نفلی) عبادت اور طاعات میں مجاہدہ کا ذکر کیا گیا اور (اس کے ساتھ اس میں گناہوں سے پرہیز کم ہے جب کہ) ایک اور شخص کی پرہیز گاری کا ذکر کیا گیا (کہ گناہوں سے اس کی پرہیز گاری زیادہ ہے اگرچہ نفلی عبادات وغیرہ کم ہے)۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پرہیز گاری کے ساتھ (نفلی عبادت کا) مقابلہ مت کرو (کیونکہ نفلی عبادات اس کے مقابلہ کی چیز نہیں)۔

8- سخاوت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِنَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِیْدٌ مِنَ النَّارِ، وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِیْبٌ مِنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِیٌّ أَحَبُّ ا ✦ لَی اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخی بندہ اللہ سے قریب ہے (یعنی اس کو قرب خداوندی حاصل ہے) نیز اللہ کے بندوں سے قریب ہے (یعنی اللہ کے بندے اس کی سخاوت کی صفت کی وجہ سے اس سے تعلق اور محبت رکھتے ہیں اور) جنت سے قریب اور دوزخ سے دور ہے......اور بخیل اور کنجوس آدمی اللہ سے دور (یعنی قرب خداوندی کی نعمت سے محروم) ہے، اللہ کے بندوں سے بھی دور ہے (کیونکہ اس کی کنجوسی کی وجہ سے وہ اس سے الگ اور بے تعلق رہتے ہیں) اور جنت سے دور اور دوزخ سے قریب ہے، اور بلاشبہ ایک بے علم سخی اللہ تعالیٰ کو عبادت گزار کنجوس سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَیْکَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اللہ تعالیٰ کا (اپنے بندوں کو) ارشاد ہے کہ تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو میں (اپنے خزانہ غیب سے) تم پر خرچ کرتا رہوں گا (یعنی تم کو برابر عطا کرتا رہوں گا اور فقر و فاقہ سے محفوظ رکھوں گا)۔

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَاسُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے (جواب میں) نہیں فرمایا ہو۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْکَانَ عِنْدِیْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِیْ أَنْ لَا یَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثُ لَیَالٍ وَعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ ا ✦ لَّا شَیْءٌ أَرْصُدُہٗ لِدَیْنٍ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو، تو میری خوشی یہی ہوگی کہ مجھ پر تین راتیں بھی ایسی نہ گزریں کہ میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی ہو سوائے اتنی مقدار کے جو میں کسی قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔

شجاعت کے شعبے

شجاعت کے مندرجہ ذیل شعبے یہ ہیں

1- رقت و حدلی

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ...... (بخاری و مسلم)

حضرت جریر بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اس شخص پر (اپنی خاص) رحمت نہیں کرتا جو دوسرے انسانوں پر (خواہ وہ کافرو فاجر ہی ہوں) رحم نہیں کرتا (اوران پر ترس نہیں کھاتا)۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمَ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِى الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِى السَّمَاءِ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: رحم کرنے والوں (اور ترس کھانے والوں) پر بڑی رحمت والا خدا رحم کرتا ہے۔ تم زمین پر رہنے بسنے والی اللہ کی مخلوق پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحمت کرے گا۔

جانوروں پر رحم کرنا اوران کے حقوق پورے کرنا

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِىْ بِطَرِيْقٍ اِشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطْشُ فَوَجَدَ بِئْراً فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَا□ ✦ذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَاكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطْشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطْشِ مِثْلُ الَّذِىْ كَانَ بَلَغَ بِىْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَلَهُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَا□ ✦نَّ لَنَا فِى الْبَهَائِمِ أَجْراً ؟ فَقَالَ نَعَمْ فِىْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس اثناء میں کہ ایک آدمی راستہ پر چلا جارہا تھا اسے سخت پیاس لگی، (چلتے چلتے) اسے ایک کنواں ملا، وہ اس کے اندر اترا اور پانی پی کر باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدت سے وہ کیچڑ کھا رہا ہے اس آدمی نے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی پیاس کی ایسی ہی تکلیف ہوئی ہے جیسی کہ مجھے تھی اور وہ (اس کتے پر رحم کھا کر پھر) اس کنوئیں میں اترا اور اپنے چمڑے کے موزے میں پانی بھر کر اپنے منہ سے اس کو تھاما اور (کنویں سے نکل کر) کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی (اس رحمدلی اور اس محنت کی) قدر کی اور (اسی عمل پر) اس کی بخشش کا فیصلہ فرما دیا۔ بعض صحابہ نے (آپ ﷺ سے یہ واقعہ سن کر) دریافت کیا کہ: یارسول اللہ! کیا جانوروں (کی تکلیف دور کرنے) میں بھی ہمارے لئے اجر وثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ہر (زندہ) اور تر جگر رکھنے والے جانور (کی تکلیف دور کرنے) میں ثواب ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِىُّ ﷺ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَا□ ✦ذَا فِيْهِ جَمَلٌ فَلَمَّا رَأَى النَّبِىَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَأَتَاهُ ﷺ فَمَسَحَ ذَفْرَاهُ فَسَكَتَ فَقَالَ مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَ الْجَمَلُ ؟ فَجَاءَ فَتىً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ لَهُ أَفَلَا تَتَّقِى اللّٰهَ فِىْ هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِىْ مَلَّكَكَ ا□ ✦يَّاهُ ؟ فَا□ ✦نَّهُ شَكٰى ا□ ✦لَىَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ ...... (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا، جب اس اونٹ نے آپ کو دیکھا تو دردبھری آواز نکالی (جیسی بچے کے جدا ہوجانے پر اونٹنی کی آواز نکلتی ہے) اور اس کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور آپ نے اس کی کنوتیوں پر اپنا دست شفقت پھیرا (جیسے کہ گھوڑے یا اونٹ پر پیار کرتے وقت ہاتھ پھیرا جاتا ہے) وہ اونٹ خاموش ہوگیا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ: یہ اونٹ کس کا ہے؟ اس کا

www.askfatwa.com

مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان آئے اورانہوں نے عرض کیا کہیہ اونٹ میرا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اس (بیچارے بے زبان) جانور کے بارے میں تم اس اللہ سے ڈرتے نہیں جس نے تم کواس کا مالک بنایا ہے۔اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہواور زیادہ کام لے کرتم اس کو بہت دکھ پہنچاتے ہو۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ بھی معجزانہ طور پر جانوروں کی بات چیت سمجھ لیتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَعْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا ؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا ...... وَرَأٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ حَرَقَ هٰذِهٖ ؟ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ (ابوداؤد)

عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے،اس اثناء میں ہماری نظر ایک چھوٹی سی سرخ چڑیا (غالباً نیل کنٹھ) پر پڑی جس کے ساتھ اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا، وہ چڑیا آئی اور ہمارے سروں پر منڈلانے لگی،اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔آپ نے فرمایا: کس نے اس کے بچے پکڑ کے اسے ستایا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کردو۔اورآپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی (یعنی زمین کا ایک ایسا ٹکڑا جہاں چیونٹیوں کے بہت سوراخ تھے اور چیونٹیوں کی بہت کثرت تھی) ہم نے وہاں آگ لگا دی تھی۔آپ نے فرمایا: کس نے اس بستی کو جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہم نے (ہی یہ آگ لگائی ہے)۔آپ نے فرمایا: آگ کے پیدا کرنے والے خدا کے سوا کسی کے یہ لائق نہیں ہے کہ وہ (کسی جاندار کو) آگ کا عذاب دے (یعنی آگ سے جلائے)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَتْ اِمْرَأَةٌ النَّارَ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاكُلُ مِنْ خُشَاشِ الْأَرْضِ ...... (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ایک عورت جہنم میں ایک بلی کی وجہ سے داخل ہوئی کہ اس کو اس نے باندھ کر رکھا (اور بھوکا مار ڈالا) نہ تو اسے خود کچھ کھانے کو دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے اپنی غذا حاصل کر لیتی۔

رحمدلی سے محرومی

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ ...... (احمد و ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے صادق ومصدوق سیدنا ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے،آپ ارشاد فرماتے تھے کہ نہیں نکالا جاتا رحمت کا مادہ مگر بدبخت (ہی کے دل) سے۔

قساوت قلبی کا علاج

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ اِمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ وَأَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ (احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قساوت قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا بتلایا ہوا یہ علاج علم النفس کے ایک خاص اصول پر مبنی ہے، بلکہ کہنا چاہئے کہ حضورؐ کے اس ارشاد سے اس اصول کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔ وہ اصول یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے نفس یا قلب میں کوئی خاص کیفیت (مثلاً سخاوت) نہ ہو، اور وہ اپنے اندر اس کو پیدا کرنا چاہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ وہ سخاوت کے اسباب وآثار کو اختیار کرے مثلاً کچھ نہ کچھ خواہ بے دلی سے ہی سہی دیتا رہے اور سخی لوگوں کے قصے سنتا رہے تو کچھ عرصہ کے بعد اس میں سخاوت کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے کثرت ذکر کا طریقہ جو حضرات صوفیہ کرام میں رائج ہے، اس کی بنیاد بھی اسی اصول پر ہے۔

بہرحال یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور مسکین کو کھانا کھلانا دراصل جذبہ رحم کے آثار میں سے ہے، جب کسی کا دل اس جذبہ سے خالی ہو وہ اگر یہ عمل بتکلف کرنے ہی لگے تو انشاء اللہ اس کے قلب میں بھی رحم کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

2- تواضع

عَنْ عَيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦نَّ اللّٰه أَوْحٰى ا □ ✦لَىَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَبْغٰى أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَايَفْخَرُ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ (ابوداؤد)

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی (اور حکم بھیجا) ہے کہ تواضع اور خاکساری اختیار کرو جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے، اور کوئی کسی کے مقابلہ میں فخر نہ کرے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَا□ ✦نِّى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىْ نِفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِىْ أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِى نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْخِنْزِيْرٍ (البيهقى فى شعب الايمان)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ایک دن خطبہ میں) برسر منبر فرمایا لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے لئے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے) خاکساری کا رویہ اختیار کیا (اور بندگان خدا کے مقابلہ میں اپنے کو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی) تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ اپنے خیال (اور اپنی نگاہ) میں تو چھوٹا ہوگا لیکن لوگوں کی نگاہوں میں عظمت والا ہوگا۔ اور جو کوئی تکبر کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرا دے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل وحقیر ہو جائے گا اگرچہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا یہاں تک کہ دوسروں کی نظر میں وہ کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ (بخاری)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ جنتی کون ہے؟ ہر وہ شخص جو (معاملہ اور برتاؤ میں اکھڑ اور سخت نہ ہو، بلکہ) عاجزوں کمزوروں کا سا اس کا رویہ ہو اور اس لئے لوگ اس کو کمزور سمجھتے ہوں (اور اللہ کے ساتھ اس کا تعلق

www.askfatwa.com

ایسا ہو کہ) اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم پوری کر دکھائے اور کیا میں تم کو بتاؤں کہ دوزخی کون ہے؟ ہر اکھڑ، بدخو اور مغرور شخص۔

3- تکلیف پر صبر

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجَباً لِأَمْرِ الْمُؤمِنِ ا□ ✦نَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَالِكَ لِأَحَدٍ ا□ ✦لَّا لِلْمُؤْمِنِ ا□ ✦نْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَا□ ✦نْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر معاملہ اور ہر حال میں اس کے لئے خیر ہی خیر ہے، اگر اس کو خوشی (اور راحت و آرام) پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے، اور یہ اس کے لئے خیر ہی خیر ہے، اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ (اس کو بھی اپنے حکیم و کریم رب کا فیصلہ اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے) اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لئے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِىْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ يَاابْنَ اٰدَمَ ا □ ✦نْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَالصَّدْمَةِ الْأُوْلىٰ لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ. (ابن ماجه)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے فرزند آدم! اگر تو نے شروع صدمہ میں صبر کیا اور میری رضا اور ثواب کی نیت کی تو میں تیرے لئے جنت سے کم ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔

4- غیرت

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَغَارُ وَا□ ✦نَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ لَّا يَاتِيَ الْمُؤْمِنُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ (بخارى و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کو بھی غیرت آتی ہے اور مومن بندے کو بھی غیرت آتی ہے (جس کی وجہ سے وہ بے حیائی کو برداشت نہیں کرتا) اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن بندہ اس کام کا ارتکاب نہ کرے جس کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے۔

اخلاق، رذیلہ سے اجتناب

1- جھوٹ

عَنْ أَبِىْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا ا□ ✦لَّا الْخِيَانَةَ وَالْكِذْبَ (احمد)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی (حقیقی) طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦ذَا كَذِبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِهِ (ترمذى)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيْثًا وَهُوَ لَكَ

www.askfatwa.com

بِهٖ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ بَهٖ كَاذِبٌ (ابو داؤد)

حضرت سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا یہ بہت ہی بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات بیان کرو اور وہ تم کو اس بیان میں سچا سمجھتا ہو حالانکہ تم اس میں جھوٹ کہہ رہے ہو۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ دَعَتْنِیْ أُمِّیْ یَوْمًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ فِیْ بَیْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ أُعْطِیْکَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَرَدْتِّ أَنْ تُعْطِیَهٗ؟ قَالَتْ أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِیَهٗ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا أَنَّکِ لَوْلَمْ تُعْطِهٖ شَیْئًا کُتِبَتْ عَلَیْکِ کِذْبَةٌ. (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن جب کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے میری والدہ نے مجھے پکارا اور کہا بڑھ کے آ، میں تجھے کچھ دوں گی، رسول اللہ ﷺ نے میری ماں سے فرمایا: تم نے اس بچے کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے؟ میری ماں نے عرض کیا میں نے اس کو ایک کھجور دینے کا ارادہ کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو اگر اس کہنے کے بعد تم اس بچے کو کوئی چیز نہ دیتیں تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَیْلٌ لِمَنْ یُحَدِّثُ فَیَکْذِبُ لِیُضْحِکَ بِهِ الْقَوْمَ وَیْلٌ لَهٗ وَیْلٌ لَهٗ. (ترمذی و ابو داؤد)

بہز بن حکیم کے دادا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لئے اپنے بیان میں جھوٹ بولے، اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا أَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَاسَمِعَ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے لئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ (جھوٹ سچ) سنے اسے (تحقیق کے بغیر) بیان کرتا پھرے۔

جھوٹی گواہی:

عَنْ خُرَیْمِ بْنِ فَاتِکٍ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صلواةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْا✦ شْرَاکِ بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ (ابو داؤد)

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھی، جب آپؐ اس سے فارغ ہوئے تو ایک دم کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ: جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر کر دی گئی، یہ بات آپؐ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی، اور قرآن مجید (سورۂ حج) کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ''فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ''۔ (بتوں کی یعنی بت پرستی کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچتے رہو صرف ایک اللہ کے ہو کر کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتے ہوئے)۔

جھوٹی قسم

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ یَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِیَ

اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تا کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال مارلے تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس حال میں اس کی پیشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہوں گے۔

عَنْ أَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنِہٖ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْہِ الجَنَّۃَ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ وَا ✦ نْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَا ✦ نْ کَانَ قَضِیْبًا مِنْ أَرَاکٍ. (مسلم)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور سے مار لیا تو اللہ نے ایسے آدمی کے لئے دوزخ واجب کردی ہے اور جنت کو اس پر حرام کردیا ہے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ کوئی معمولی ہی چیز ہو (یعنی اگر کسی نے کسی کی بہت معمولی سی چیز قسم کھا کر ناجائز طور سے حاصل کرلی تو کیا اس صورت میں بھی دوزخ اس کے لئے واجب اور جنت اس پر حرام ہوگی؟۔) آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔ ہاں اگرچہ (جنگلی درخت) پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔

عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ ﷺ لَایَقْتَطِعُ أَحَدٌ مَالًا بِیَمِیْنٍ ا ✦ لَّا لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ أَجْذَمُ .(ابوداؤد)

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کا مال جھوٹی قسم کھا کر مارلے گا وہ اللہ کے سامنے کوڑھی ہوکر پیش ہوگا۔

صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا

عَنْ أُمِّ کُلْثُوْمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ وَیَقُوْلُ خَیْرًا وَیَنْمِیْ خَیْرًا (بخاری ومسلم)

ام کلثوم (بنت عقبہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جھوٹا (اور گنہگار) نہیں ہے جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے، اور اس سلسلہ میں (ایک فریق کی طرف سے اس کے کہے بغیر دوسرے فریق کو اپنی طرف سے) خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے، اور (اچھا اثر ڈالنے والی) باتیں کرے۔

2- حرص وبخل

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ ا ✦ یَّاکُمْ وَالشُّحَّ فَا ✦ نَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِالشُّحِّ أَمَرَھُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا وَأَمَرَھُمْ بِالْقَطِیْعَۃِ فَقَطَعُوْا وَأَمَرَھُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن) خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا حرص وطمع سے بچو، کیونکہ تم سے پہلی قومیں اسی حرص سے تباہ ہوئیں (کیونکہ یہ صرف ایک بری خصلت نہیں ہے بلکہ اس سے اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں) اسی نے ان کو بخل کرنے کو کہا تو انہوں نے بخل اختیار کیا، اسی نے ان کو قطع رحمی (یعنی حقوق قرابت کی پامالی) کے لئے کہا تو انہوں نے قطع رحمی اختیار کی، اس نے ان کو بدکاری کے لئے کہا تو انہوں نے بدکاریاں کیں (یعنی حرص وطمع ان سب برائیوں کا سبب ہے)۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ شَرُّمَا فِیْ رَجُلٍ شُحٌّ ھَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ. (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا انسان میں سب سے بری بات کڑھا دینے والی حرص اور گھبرا دینے والی بزدلی ہے۔

3- حرص وبخل کی مذمت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْا□ ✦یْمَانُ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ أَبَداً (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حرص اور ایمان (کامل) کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے (یعنی حرص اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں ہے)

عَنْ أَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَلَا بَخِیْلٌ وَلَا مَنَّانٌ (ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نیفرمایا کہ: دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں (اول وہلہ میں) نہ جا سکے گا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ ا□ ✦نَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ أَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ ا□ ✦نَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔ اس پر ایک شخص نے پوچھا کہ آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت (وعمدہ) ہوں اور اس کی جوتی عمدہ ہو (اور ہم دیکھتے ہیں کہ تکبر کرنے والے ان چیزوں میں بھی اپنے تکبر کا اظہار کرتے ہیں تو کیا اس شخص کی یہ روش بھی تکبر میں شامل ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (محض عمدہ وخوبصورت چیز کا استعمال تکبر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو خود جمال والے ہیں اور (اپنی مخلوق میں) جمال (کے ظاہر ہونے) کو پسند کرتے ہیں۔ تکبر تو اس کو کہتے ہیں کہ آدمی (اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت جیسے) حق کو باطل سمجھے اور مخلوق کو حقیر سمجھے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی الْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَ الْعَظَمَةُ ا□ ✦زَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِنْهُمَا أَدْخَلْتُهُ النَّارَ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر ہے (یعنی میرے لئے ایسی ہے جیسے تمہارے لئے اوپر اوڑھنے کی چادر ہوتی ہے) اور عظمت میرا تہبند ہے (یعنی میرے لئے ایسی ہے جیسے تمہارے لئے تہبند ہوتا ہے) تو جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی مجھ سے جھگڑا کرے گا (کہ تکبر کرے یا اپنے کو عظمت والا سمجھے تو میں اس کو (جہنم کی) آگ میں داخل کردوں گا۔

کسی مسلمان پر ظلم کرنا اور اس کی تحقیر کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یُحَقِّرُهٗ التَّقْوٰی هٰهُنَا وَیُشِیْرُ ا□ ✦لٰی صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّأَن یُّحَقِّرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ. (مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے (اور جب وہ حق پر ہو اور اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے، اور اس کو حقیر نہ جانے (اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے۔ کیا خبر ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ ہو، جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مکرم اور محترم ہو) پھر آپ ؐ نے تین بار اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے (ہوسکتا ہے کہ تم کسی کو اس کے ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھو حالانکہ اپنے دل کے تقوے کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو، اس لئے کبھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے (اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے) مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہے، اس کا خون، اس کا مال، اور اس کی آبرو (اس لئے ناحق اس کا خون گرانا، اس کا مال لینا، اور اس کی آبروریزی کرنا، یہ سب حرام ہیں)۔

3- حسد

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ا □ ✦ یَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَا □ ✦ نَّ الْحَسَدَ یَاکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

فائدہ: حسد کے نیکیوں کو کھا جانے کا مطلب ہے کہ نیکیاں حسد کے سبب سے ختم ہو جاتی ہیں۔ قیامت کے دن حاسد کی نیکیاں چونکہ محسود شخص کو دے دی جائیں گی لہٰذا حاسد کے پاس نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔

عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَبَّ ا □ ✦ لَیْکُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَکُمْ اَلْحَسَدُ وَالْبُغْضَاءُ هِیَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَ لٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ. (احمد و ترمذی)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگلی امتوں کی مہلک بیماری یعنی حسد و بغض تمہاری طرف رینگتی چلی آرہی ہے، یہ بالکل مونڈ دینے والی ہے (پھر اپنا مقصد واضح کرتے ہوئے آپ ؐ نے فرمایا) میرے اس کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ بالوں کو مونڈنے والی ہے، بلکہ یہ دین کو مونڈتی ہے (اور اس کا صفایا کرتی ہے)۔

4- باہمی کینہ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ ا □ ✦ لَّا عَبْداً بَیْنَهٗ وَبَیْنَ أَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ہفتہ میں دو دن پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال (اللہ تعالیٰ کے دربار میں) پیش ہوتے ہیں، تو ہر بندہ مومن کی معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے سوائے ان دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں، پس ان کے بارے میں حکم دیدیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو (یعنی ان کی معافی نہ لکھو) جب تک کہ یہ آپس کے اس کینہ (اور باہم دشمنی) سے باز نہ آئیں (اور دلوں کو صاف نہ کرلیں)۔

www.askfatwa.com

5- کسی کی مصیبت پر خوش ہونا

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ بِأَخِيْكَ فَيُعَافِيْهِ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ. (ترمذی)

حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے فرمایا: تم اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو (اگر ایسا کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ) اللہ اس کو اس مصیبت سے نجات دیدے اور تم کو مبتلا کر دے۔

6- غیبت

عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ يَامَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يَدْخُلِ الا □ ✦يْمَانُ قَلْبَهٗ لَاتَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَاتَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَا □ ✦نَّهٗ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ فِيْ بَيْتِهٖ. (ابو داؤد)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا اے وہ لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہو، اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں اترا نہیں ہے مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو، اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے نہ پڑا کرو (یعنی ان کی چھپی ہوئی کمزوریوں کی ٹوہ لگانے اور ان کی تشہیر کرنے میں دلچسپی نہ لیا کرو) کیونکہ جو ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی ٹوہ میں لگے گا (درگزر نہیں کرے گا اور اس کے عیبوں کو لوگوں میں مشہور کردے گا) اور جس کے عیب کی ٹوہ میں (اور تشہیر میں) اللہ لگ جائے تو اللہ اس کو اس کے گھر میں (بیٹھے) رسوا کردے گا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِم. (ابو داؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے بیان فرمایا: جب مجھے معراج ہوئی تو میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن سرخ تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور اپنے سینوں کو نوچ نوچ کے زخمی کر رہے تھے، میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں (جو ایسے سخت عذاب میں) مبتلا ہیں، جبریل نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو (زندگی میں) لوگوں کے گوشت کھایا کرتے تھے (یعنی اللہ کے بندوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے) اور ان کی آبروؤں سے کھیلتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ أَفَرَأَيْتَ ا □ ✦نْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ ا □ ✦نْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ اِغْتَبْتَهٗ وَا □ ✦نْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسولﷺ ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارا اپنے کسی بھائی کو اس طرح ذکر کرنا جس سے اس کو ناگواری ہو (بس یہی غیبت ہے)۔ کسی نے عرض کیا کہ بتایئے اگر میں اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی ذکر کروں جو واقعۃً اس میں ہو (تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟)۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: غیبت جب ہی ہوگی جب کہ وہ برائی اس میں موجود ہو، اور اگر اس میں وہ برائی اور عیب موجود ہی نہیں ہے (جو تم نے اس کی طرف نسبت کرکے ذکر کیا) تو پھر تو یہ بہتان ہوا (اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے)۔

فائدہ: غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے اسی طرح فعل سے بھی ہوتی ہے اور تحریر سے بھی ہوتی ہے اور ہاتھ پیر اور آنکھ کے اشارے سے بھی ہوتی ہے۔ نقل اتارنا مثلاً نقل اتارتے ہوئے لنگڑا کر چلنا بھی غیبت میں شمار ہوتا ہے۔

جو صورتیں غیبت نہیں

-1 شناخت کے لئے کسی کو لنگڑا یا کانا کہنا۔

-2 جو شخص لوگوں کو نقصان اور تکلیف پہنچاتا ہو اس کے ضرر سے بچانے کے لئے لوگوں سے اس کی برائی بیان کرنا۔

-3 وہ شخص جو برائی کھلے عام کرتا ہو اور نصیحت کا اثر نہ لیتا ہو اس کا ذکر کرنا۔

-4 اس فکر سے کسی کے عیب ذکر کرنا کہ اس میں یہ کہاں سے آگئے اور یہ کیسے دور ہوں۔

-5 زید کا کسی کے ساتھ نکاح، یا شرکت کرنے کا یا کہیں، پڑوس اختیار کرنے کا یا امانت رکھوانے کا ارادہ ہو۔ بکر کو اگر دوسرے کا عیب معلوم ہو تو خیر خواہی کی نیت سے اس کا زید کو وہ عیب بتانا

-6 کسی شہر یا بستی والوں کا عیب بیان کرنا کیونکہ اس میں عام طور سے سب مراد نہیں ہوتے بلکہ بعض مراد ہوتے ہیں جو کہ نامعلوم ہیں۔ البتہ اگر تمام ہی افراد مراد ہوں تو پھر غیبت ہوگی۔

-7 کسی صاحب اقتدار سے عیب ذکر کرنا تاکہ وہ اس کو روک سکے۔

غیبت سے توبہ

-1 جس کی غیبت کی ہے اگر اس تک بات نہیں پہنچی تو محض توبہ واستغفار کریں۔

-2 اگر اس تک بات پہنچ گئی ہے تو اگر فساد اور جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو تو تفصیل بتا کر معافی مانگے اور استغفار بھی کرے۔

-3 اگر جھگڑے کا اندیشہ ہو تو صرف توبہ واستغفار کرے اور جس کی غیبت کی اس کے لئے بھی بکثرت دعائے خیر کرے۔

-7 بدزبانی سے بچنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ أَوْبِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيْرَةِ ثُمَّ قَالَ ائْذَنُوْا لَهُ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ وَقَدْ قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ قَالَ ا □ ✦نَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ وَدَعَهُ أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ لِاتِّقَاءِ فُحْشِهٖ . (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اجازت چاہی، آپؐ نے (ہم لوگوں سے) فرمایا کہ یہ اپنے قبیلہ کا برا فرزند ہے، یا فرمایا کہ یہ شخص اپنے قبیلہ کا برا آدمی ہے، پھر آپؐ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دیدو، پھر جب وہ آ گیا تو آپؐ نے اس کے ساتھ گفتگو بہت نرمی سے فرمائی (جب وہ چلا گیا) تو حضرت عائشہؓ نے (آپ سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے تو اس شخص سے بڑی نرمی کے ساتھ بات کی حالانکہ پہلے آپ نے اسی کے بارے میں وہ بات فرمائی تھی (کہ وہ اپنے قبیلہ کا بہت برا آدمی ہے) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک درجہ کے لحاظ سے بدترین آدمی قیامت کے دن وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور سخت کلامی کے ڈر سے لوگ اس کو چھوڑ دیں (یعنی اس سے ملنے اور بات کرنے سے گریز کریں)۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے جو اس شخص کے برے ہونے کا بتایا تو اس لئے کہ لوگ اس سے محتاط رہیں اور اب جو وہ گھر میں آیا ہے تو اس

www.askfatwa.com

سے لاعلمی میں کوئی ایسی بات نہ کہیں یا ایسے انداز سے نہ کہیں جس سے وہ بھڑک جائے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَّانٍ وَلَا لَعَّانٍ وَلَا فَاحِشٍ وَلَا بَذِیٍّ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤمن بندہ نہ طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، اور نہ بدگو، اور نہ گالی بکنے والا۔

زبان کا ناجائز استعمال

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رَفَعَهُ قَالَ ا□ ✦ذَا أَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَا□ ✦نَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اِتَّقِ اللّٰهَ فِیْنَا فَا□ ✦نَّا نَحْنُ بِکَ فَا□ ✦نِ اسْتَقَمْتَ اِسْتَقَمْنَا وَا□ ✦نْ اِعْوَجَجْتَ اِعْوَجَجْنَا (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء عاجزی اور لجاجت کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں کہ (ہم پر رحم کر) اور ہمارے بارے میں خدا سے ڈر کیونکہ ہم تیرے ہی ساتھ بندھے ہوئے ہیں، تو ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے، اور اگر تو نے غلط روی اختیار کی تو ہم بھی غلط روی کریں گے (پھر اس کا خمیازہ بھگتیں گے)۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَابَیْنَ لِحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ. (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے ضمانت دے اس چیز کہ جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کی ذمہ داری لے کہ یہ دونوں غلط استعمال نہ ہوں گی) میں اس کے لئے ذمہ داری لیتا ہوں جنت کی (کہ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل کریں گے)۔

عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ قَالَ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ وَقَالَ هٰذَا. (رواه الترمذی)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میرے بارے میں جن باتوں کا حضور ؐ کو خطرہ ہے ان میں زیادہ خطرناک اور خوفناک کیا ہے؟ سفیان کہتے ہیں کہ آپ ؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کے فرمایا کہ: سب سے زیادہ خطرہ اس سے ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَمَتَ نَجَا. (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چپ رہا (اور اس نے اپنی زبان کو بری باتوں اور فضول باتوں سے روکا) وہ نجات پا گیا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ؟ فَقَالَ أَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ، وَلْیَسَعْکَ بَیْتُکَ وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ. (احمد و ترمذی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تو میں نے پوچھا کہ نجات کیا ہے (یعنی نجات حاصل کرنے کا گر کیا ہے اور اسے حاصل کرنے کے لئے مجھے کیا کام کرنے چاہئیں؟)۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا اپنی زبان پر قابو رکھو (وہ بے جا نہ چلے) اور چاہئے کہ تمہارے گھر میں تمہارے لئے گنجائش ہو، (یعنی جب باہر کا کوئی ضروری کام نہ ہو تو بے فکروں کی طرح باہر مت گھومو بلکہ گھر میں رہو

www.askfatwa.com

کیونکہ اس میں بہت سی برائیوں سے بچاؤ بھی ہے اور بہت سے فائدے ہیں مثلاً آدمی اپنا وقت عبادت وتلاوت یا دینی کتب کے مطالعہ میں لگا سکتا ہے۔اوراپنے گناہوں پر اللہ کے حضور میں رویا کرو۔

فائدہ: گھر عافیت اس وقت ہے جب گھر موجودہ دور کی خرافات مثلاً گانے بجانے اور ٹیلی ویژن اورناجائز اور فضول قسم کے اخبارات و رسائل سے پاک ہو۔

عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا اَبَاذَرٍّ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰى خَصْلَتَيْنِ هُمَا اَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَاَثْقَلُ فِى الْمِيْزَانِ؟ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ طُوْلُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَاعَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا (البيهقى فى شعب الايمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (ابوذر غفاریؓ کو مخاطب کر کے) فرمایا اے ابوذر میں تمہیں ایسی دو خصلتیں نہ بتا دوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (ان کے اختیار کرنے میں آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کی میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی؟۔ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں (ضرور بتلا دیجئے)۔آپؐ نے فرمایا: زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور حسن اخلاق قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔

8- لایعنی کا ترک

یعنی وہ باتیں اور کام جو دنیا وآخرت کے اعتبار سے آدمی کے لئے بے فائدہ ہوں اور جن سے آدمی کا کچھ تعلق نہ ہو۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حُسْنِ ا□ ✦ سْلامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا يَعْنِيهِ (مالک و احمد)

حضرت علی بن حسین زین العابدین رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے اسلام کے حسن وکمال میں سے یہ بھی ہے کہ جو بات اس کے لئے ضروری اور مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔

9- چغلخوری

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (بخاری)

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغلخور آدمی جنت میں داخل نہ ہوسکے گا۔(جب تک کہ اس کی سزا بھگت کر صاف نہ ہوجائے یا کسی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر خاص رحم فرما دیں)۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ ا □ ✦ ذَا رُءُوْا ذُکِرَاللّٰهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ اَلْبَاغُوْنَ الْبُرَاءَ الْعَنَتَ. (احمد)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے،اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں،اور جو اس کے طالب رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُبَلِّغُنِىْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِىْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَا □ ✦ نِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ ا□ ✦ لَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے ساتھیوں میں سے کوئی کسی دوسرے کی بات مجھے

www.askfatwa.com

نہ پہنچایا کرے، میں چاہتا ہوں کہ جب میں تم لوگوں میں آؤں تو میرا دل (سب کی طرف سے صاف اور) بے روگ ہو۔

10- دو رخا (دوغلا) پن

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ شَرَّالنَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قیامت کے دن سب سے برے حال میں اس آدمی کو پاؤ گے جو دو رخا ہو گا (یعنی) جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے، (ان کی حمایت جتلاتا ہے اور دوسوں کی مخالفت ظاہر کرتا ہے) اور دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اور رخ ہوتا ہے (یعنی ان کی حمایت کرتا ہے اور پہلوں کے خلاف ان کو بھڑکاتا ہے جس سے دونوں کے درمیان رنجش اور نفرت پیدا ہوتی ہے)

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِی الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِسَانَانِ مِن نَّارٍ (ابو داؤد)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں جو شخص دو رخا ہو گا (اور منافقوں کی طرح مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے گا) قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

11- غصہ کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ أَوْصِنِیْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذَالِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمایئے آپؐ نے ارشاد فرمایا غصہ مت کیا کرو۔ اس شخص نے پھر اپنی وہی درخواست کئی بار دہرائی (کہ مجھے اور وصیت فرمایئے مگر) آپؐ نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ غصہ مت کرو۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَجَرَّعَ عَبْدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰی. (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی بندہ نے کسی چیز کا کوئی گھونٹ ایسا نہیں پیا جو اللہ کے نزدیک غصہ کے اس گھونٹ سے افضل ہو جسے کوئی بندہ اللہ کی رضا کی خاطر پی جائے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَيَقْدِرُ عَلٰی أَن يُّنَفِّذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰی يُخَيِّرَهٗ فِیْ أَیِّ الْحُوْرِ شَاءَ (ترمذی وابو داؤد)

سہل بن معاذ اپنے والد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص غصہ کو پی جائے درانحالیکہ اس میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصہ کے تقاضے کو وہ نافذ اور پورا کر سکتا ہے (لیکن اس کے باوجود محض اللہ کے لئے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے، اور جس پر اس کو غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائیں گے، اور اس کو اختیار دیں گے کہ حوران جنت میں سے جس حور کو چاہے اپنے لئے انتخاب کر لے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ ا □ ✦ نَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ

الْغَضَبِ.   (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حقیقت میں) پہلوان وہ نہیں ہے جو مدمقابل کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ا □ ✦ذَا غَضِبَ أَحَدُکُمْ وَھُوَ قَائِمٌ فَلْیَجْلِسْ فَا □ ✦نْ ذَھَبَ عَنْہُ الْغَضَبُ وَا□ ✦لَّا فَلْیَضْطَجِعْ   (احمد و ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہیے کہ بیٹھ جائے، پس اگر بیٹھنے سے غصہ فرو ہو جائے تو (فبہا) ورنہ (یعنی اگر پھر بھی غصہ باقی رہے) تو چاہیے کہ لیٹ جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلِّمُوْا وَیَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَا□ ✦ذَا غَضِبَ أَحَدُکُمْ فَلْیَسْکُتْ   (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو دین سکھاؤ اور (تعلیم میں) آسانی پیدا کرو، دشواری پیدا نہ کرو، اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو چاہیے کہ وہ اس وقت خاموشی اختیار کرلے۔

عَنْ عَطِیَّۃَ بْنِ عُرْوَۃَ السَّعْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ا □ ✦نَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَا □ ✦نَّ الشَّیْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَا□ ✦نَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَا□ ✦ذَا غَضِبَ أَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ   (ابوداؤد)

عطیہ بن عروہ سعدی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غصہ شیطان کے اثر سے آتا ہے (یعنی غصہ میں حدود سے تجاوز شیطان کے اثر سے ہوتا ہے) اور شیطان کی آفرینش آگ سے ہوئی ہے (یعنی شیطان اپنی اصل کے لحاظ سے آتشی ہے اور مذکورہ غصہ میں آگ کا اثر ہے) اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ وضو کرلے۔

12- بعض اخلاق رذیلہ

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ا □ ✦یَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَا □ ✦نَّ الظَّنَّ أَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَاللّٰہِ ا□ ✦خْوَانًا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور (رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کے لئے) جاسوسی نہ کیا کرو، اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بیجا ہوس کرو، نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، بلکہ (اللہ کے بندو) اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔

فائدہ: بدگمانی کو سب سے بڑا جھوٹ اس اعتبار سے کہا کہ لوگ جھوٹ بات کا سخت گناہ ہونا تو سمجھتے ہیں کسی کے متعلق بدگمانی کو اتنا برا نہیں سمجھتے اور اس وجہ سے اس میں بکثرت مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کثرت کی وجہ سے یہ بہت بڑا جھوٹ اور گناہ بن جاتا ہے۔

www.askfatwa.com

باب: 17

خوف خدا اور فکر آخرت

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ دنیا کا قیام عارضی ہے اور ہمیشہ ہمیش کا قیام آخرت میں ہوگا۔ دنیا میں جیسا کریں گے آخرت میں اس کے مطابق پائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے کی اور آخرت کو کامیاب بنانے کی بہت زیادہ فکر کرے اور اس سے کسی بھی لمحہ اور کسی بھی درجہ غفلت نہ برتے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ وَالَّذِیْ بِیَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا وَّ لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلاً

(بخاری)

حضرت ابوہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیدنا ابوالقاسم یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر (اللہ کے قہر وجلال اور قیامت وآخرت کے لرزہ خیز ہولناک احوال کے متعلق) تمہیں وہ سب معلوم ہوجائے جو مجھے معلوم ہے، تو تمہارا ہنسنا بہت کم ہوجائے، اور رونا بہت بڑھ جائے۔

فکر آخرت پیدا کرنے کے لئے موت کو زیادہ یاد کرو

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ لِصَلَاةٍ فَرَأَی النَّاسَ كَأَنَّهُمْ یَكْتَشِرُوْنَ قَالَ أَمَا ا □ ✦نَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَی الْمَوْتُ فَأَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَا □ ✦نَّهٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ ا □ ✦لَّا تَكَلَّمُ فَیَقُوْلُ أَنَا بَیْتُ الْغُرْبَةِ وَأَنَا بَیْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَیْتُ التُّرَابِ وَأَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ وَا □ ✦ذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّأَهْلًا أَمَا ا □ ✦نْ كُنْتَ لَأَحَبَّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَهْرِیْ ا □ ✦لَیَّ فَا □ ✦ذَا وُلِّیْتُكَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ ا □ ✦لَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِكَ قَالَ فَیَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَیُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ ا □ ✦لَی الْجَنَّةِ وَا □ ✦ذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِالْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا أَهْلًا أَمَا ا □ ✦نْ كُنْتَ لَأَبْغَضَ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَهْرِیْ ا □ ✦لَیَّ فَا □ ✦ذَا وُلِّیْتُكَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ ا □ ✦لَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِكَ قَالَ فَیَلْتَئِمُ عَلَیْهِ حَتّٰی تَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهٗ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِأَصَابِعِهٖ فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَیُقَیَّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّیْنًا لَوْ أَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِی الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَیْئًا مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا فَیَنْهَسْنَهٗ وَیَخْدِشْنَهٗ حَتّٰی یُفْضٰی بِهٖ ا □ ✦لَی الْحِسَابِ قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَمَ ا □ ✦نَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ أَوْحُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن نماز کے لئے گھر سے مسجد تشریف لائے، تو آپؐ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ گویا (وہاں مسجد ہی میں) وہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں، (اور یہ حالت غفلت کی زیادتی کی علامت تھی) اس لئے رسول اللہ ﷺ

www.askfatwa.com

نے (ان کی اس حالت کی اصلاح کے لئے) ارشاد فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز کو زیادہ یاد کرو تو وہ تمہیں اس (غفلت کی) ہنسی میں مبتلا نہ ہونے دے، وہ چیز موت ہے۔ لہٰذا موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔ (اس کے بعد فرمایا) حقیقت یہ ہے کہ قبر (یعنی زمین کا وہ حصہ جس کو مرنے کے بعد آدمی کا آخری ٹھکانا بنتا ہے) ہر روز پکارتی ہے (ظاہر یہ ہے کہ زبان قال سے پکارتی ہے، اور اس کی اس پکار کو وہی سن سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سنانا چاہے، اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہر روز قبر زبان حال سے پکارتی ہے) کہ میں مسافرت اور تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی اور کیڑوں کا گھر ہوں (اور قبر کی زبان حال کی اس پکار کو تو ہر وہ بندہ ہر وقت سن سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عبرت حاصل کرنے والا دل اور غور وفکر کرنے والا دماغ دیا ہو)۔

(اس کے بعد آپؐ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ مرنے کے بعد جب بندے کا واسطہ اس زمین سے پڑتا ہے اور وہ اس کے سپرد ہوتا ہے، تو ایمان وعمل کے فرق کے لحاظ سے زمین کا برتاؤ اس کے ساتھ کتنا مختلف ہوتا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا) جب مومن بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر (کسی عزیز اور محترم مہمان کی طرح اس کا استقبال کرتی ہے، اور) کہتی ہے خوب آئے اور اپنے ہی گھر آئے، جتنے لوگ میرے اوپر چلتے تھے بلاشبہ ان میں سب سے زیادہ محبوب اور چہیتے مجھے تم ہی تھے اور آج جب تم میرے سپرد کردیئے گئے ہو، اور میرے پاس آگئے ہو، تو تم دیکھو گے کہ (تمہاری خدمت اور راحت رسانی کے لئے) میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں، پھر وہ زمین اس بندہ مومن کے لئے حد نگاہ تک وسیع ہوجاتی ہے، اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی سخت بدکار قسم کا آدمی یا (آپؐ نے فرمایا کہ کافر) آدمی دفن کیا جاتا ہے، تو قبر اس سے کہتی ہے کہ جتنے آدمی میرے اوپر چلتے پھرتے تھے تو مجھے ان سب سے زیادہ مبغوض تھا، اور آج جب تو میرے حوالہ کردیا گیا ہے اور میری طرف آگیا ہے تو ابھی تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر وہ زمین ہر طرف سے اس کو بھینچتی اور دباتی ہے یہاں تک کہ اس دباؤ سے اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہوجاتی ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں میں دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ڈال کر ہم کو اس کا نقشہ دکھایا اس کے بعد فرمایا پھر اس پر ستر اژدھے مسلط کردیئے جاتے ہیں، جن میں سے ایک اگر زمین میں پھنکار مارے تو رہتی دنیا تک وہ زمین کوئی سبزہ نہ اگا سکے، پھر یہ اژدھے اسے برابر کاٹتے نوچتے رہیں گے، یہاں تک کہ (قیامت اور حشر کے بعد) وہ حساب کے مقام تک پہنچا دیا جائے۔ حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: اسکے سوا کچھ نہیں کہ قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَكْيَسُ النَّاسِ وَأَحْزَمُ النَّاسِ قَالَ أَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ وَأَكْثَرُهُمْ اِسْتِعْدَادًا أُولٰئِكَ الْأَكْيَاسُ ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَامَةِ الْاٰخِرَةِ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ: اے اللہ کے پیغمبر! بتلائیے کہ آدمیوں میں کون زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے، اور موت کے لئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرتا ہے، جو لوگ ایسے ہیں وہی دانشمند اور ہوشیار ہیں، انہوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کی اور آخرت کا اعزاز و اکرام بھی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ أَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ؟ قَالَ لَا يَا ابْنَةَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ أَنْ

لَا يُقْبَلَ مِنهُمْ أُولئِکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید کی آیت وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی نہیں بلکہ یہ (اللہ کے وہ خدا ترس بندے ہیں) جو روزے رکھتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں، اور اس کے باوجود وہ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کی یہ عبادتیں قبول نہ کی جائیں، یہی لوگ بھلائیوں کی طرف تیزی سے دوڑتے ہیں۔

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عُبَیْدٍ رَفَعَهُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا یَخِرُّ عَلٰی وَجْهِهٖ مِنْ یَوْمٍ وُلِدَ ا ✦ لٰی یَوْمٍ یَمُوْتُ فِیْ مَرْضَاةِ اللّٰهِ لَحَقَّرَهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (احمد)

عتبہ بن عبید رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص اپنی پیدائش کے دن سے موت کے دن تک برابر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے سجدہ میں پڑا رہے تو قیامت کے دن اپنے اس عمل کو بھی وہ حقیر سمجھے گا۔

چھوٹے گناہ کو بھی معمولی نہ سمجھو

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَا عَائِشَةُ ا ✦ یَّاکِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَا ✦ نَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا (ابن ماجه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا اے عائشہ! اپنے کو ان گناہوں سے بچانے کی (خاص طور سے) کوشش کرو جن کو حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بھی باز پرس ہونے والی ہے۔

خدا خوفی کے فوائد

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰی شَابٍّ وَهُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَ أَرْجُو اللّٰهَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَا ✦ نِّیْ أَخَافُ ذُنُوْبِیْ فَقَالَ ﷺ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبٍ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ ا ✦ لَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا یَرْجُوْ مِنْهُ وَاٰمَنَهُ مِمَّا یَخَافُ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ایک جوان کے پاس اس کی جانکنی کی حالت میں تشریف لائے اور اس سے دریافت فرمایا کہ اس وقت تم اپنے کو کس حال میں پاتے ہو؟۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا حال یہ ہے کہ) میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں، اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا ڈر بھی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا (یقین کرو) جس دل میں امید اور خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرما دیں گے جس کی اس کو اللہ (کی رحمت) سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف و ڈر ہے۔

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ ذِکْرُهٗ أَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَکَرَنِیْ یَوْمًا أَوْ خَافَنِیْ فِیْ مَقَامٍ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (ان فرشتوں کو جو دوزخ پر مقرر ہوں گے) حکم دے گا کہ جس شخص نے کبھی مجھے یاد کیا یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا اس کو دوزخ سے نکال لو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ یَخْرُجُ مِنْ عَیْنَیْهِ دُمُوْعٌ وَا ✦ نْ کَانَ مِثْلَ

رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے خوف (اور ہیبت) سے جس مومن بندے کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلیں اگرچہ وہ مقدار میں مکھی کے سر کے برابر (یعنی ایک قطرہ ہی کے بقدر) ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرہ (اور شخص) کو آتش دوزخ پر حرام کردے گا۔

عَنِ الْعَبَّاسِ رَفَعَهُ ا□ ✦ذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَحَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ الْبَالِيَةِ وَرَقُهَا. (بزار)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے خوف (اور اس کی ہیبت) سے کسی بندہ کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے کسی پرانے سوکھے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَوْصٰى بَنِيْهِ ا□ ✦ذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهُ فِى الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِى الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَاباً لَا يُعَذِّبُهُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَهُمْ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَلَهٗ (بخارى و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے اپنے نفس پر بڑی زیادتی کی (اور اللہ کی نافرمانی والی زندگی گذارتا رہا) جب اس کی موت کا وقت آیا تو (اپنی پچھلی زندگی کو یاد کر کے اس پر اللہ کے خوف کا بہت زیادہ غلبہ ہوا اور آخرت کے برے انجام سے وہ بہت ڈرا یہاں تک کہ نا سمجھی سے اس نے خیال کیا کہ شاید دوبارہ اٹھنا اس صورت میں ہوگا جب لاش کو ثابت دفن کیا جائے اور جب اس کو جلا کر رکھا کر دیا جائے اور راکھ کو بکھیر دیا جائے تب شاید دوبارہ اٹھنا نہ ہوسکے اس لئے) اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو تم مجھے جلا کر راکھ کر دینا، پھر تم میری اس راکھ میں سے آدھی تو کہیں خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی کہیں دریا میں بہا دینا (تاکہ میرا کہیں نشان بھی نہ رہے اور میں جزا سزا کے لئے دوبارہ زندہ نہ کیا جاؤں، اس نے کہا کہ میں ایسا گناہگار ہوں کہ) اللہ کی قسم! اگر خدا نے مجھے پکڑ لیا تو وہ مجھے ایسا سخت عذاب دے گا جو دنیا جہان میں کسی کو بھی نہ دے گا۔ اس کے بعد جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا (جلا کر اس کی راکھ کچھ ہوا میں اڑا دی اور کچھ دریا میں بہادی پھر اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا تو اس نے اپنے میں موجود راکھ کے تمام اجزاء کو جمع کردیا اور زمین کو حکم دیا تو اس نے اپنے میں موجود تمام اجزاء کو جمع کردیا (اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ زندہ کیا) پھر اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟۔ اس نے عرض کیا اے میرے مالک! تو خوب جانتا ہے کہ تیرے ڈر سے ہی میں نے ایسا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو (اس کی خدا خوفی اور آخرت کے خوف کی وجہ سے) بخش دیا۔

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ ا□ ✦نَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ ا □ ✦لَّا اَنْ تَفْضُلَهٗ بِتَقْوٰى ...... (احمد)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اپنی ذات سے نہ کسی گورے سے بہتر ہو نہ کسی کالے سے مگر یہ کہ تم اس سے تقویٰ میں بڑھ جاؤ (تو پھر البتہ تم اس سے بہتر ہوگے)

www.askfatwa.com

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی خدا خوفی کا حال

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ا □ ✦ ذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ اَللّٰهُمَّ ا □ ✦ نِّیْ أَسْئَلُکَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَا □ ✦ ذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَا □ ✦ ذَا مُطِرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ ذَالِکَ عَائِشَةُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّهٗ يَاعَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا ...... (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا حال یہ تھا کہ جب ہوا زیادہ تیز چلتی تو آپ ﷺ کی زبان پر یہ دعا جاری ہوتی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس ہوا کی بھلائی کا اور اس میں جو کچھ ہے اس کی بھلائی کا اور جس مقصد کے لئے یہ بھیجی گئی ہے اس کی بھلائی کا، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس میں جو کچھ ہے اس کے شر سے اور جس مقصد کے لئے یہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے۔ اور جب آسمان پر ابر آتا اور گرج چمک ہوتی تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور (اضطراب کی یہ حالت ہوتی کہ) کبھی باہر آتے کبھی اندر جاتے، کبھی آگے آتے کبھی پیچھے ہٹتے، پھر جب بارش شروع ہو جاتی تو وہ کیفیت آپؐ سے دور ہوتی۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کی اس حالت اور واردات کو سمجھ لیا اور آپؐ سے پوچھا (کہ تیز ہوا کو اور ابر کو دیکھ کر حضورؐ کی یہ کیفیت کیوں ہو جاتی ہے؟) آپؐ نے فرمایا: عائشہ! (میں ڈرتا ہوں کہ) شاید یہ ابر و باد اس طرح کا ہو جو (حضرت ہود علیہ السلام کی قوم) عاد کی طرف بھیجا گیا تھا (جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح کیا گیا ہے) کہ جب ان لوگوں نے اس بادل کو اپنی وادیوں کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا یہ ابر ہمارے لئے بارش لانے والا ہے۔ (حالانکہ وہ بارش والا ابر نہ تھا، بلکہ آندھی کا ہلاکت خیز طوفان تھا جو ان کو تباہ کرنے ہی کے لئے آیا تھا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِیْ هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلٰتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَ لُوْنَ وَا □ ✦ ذَالشَّمْسُ كُوِّرَتْ ...... (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو بوڑھے ہو گئے (کہ بڑھاپے کے آثار آپ پر نظر آنے لگے) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:۔ مجھے بوڑھا کر دیا سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ عم یتساء لون اور سورۂ تکویر (اذا الشمس کورت) نے (کیونکہ ان میں قیامت و آخرت اور مجرموں پر اس کے عذاب کا بڑا دہشت ناک بیان ہے اور اس دہشت کا مجھ پر اثر ہوا ہے)۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ ا □ ✦ نَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِیْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ يَعْنِی الْمُهْلِكَاتِ ...... (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ (نے اپنے زمانہ کے لوگوں سے فرمایا: تم لوگوں میں خدا خوفی کم ہے کیونکہ) تم لوگ بہت سے اعمال ایسے کرتے ہو کہ تمہاری نگاہ میں وہ بال سے بھی زیادہ باریک (یعنی بہت ہی خفیف اور ہلکے) ہیں جب کہ (صحابہ پر خوف خدا کا اتنا غلبہ تھا کہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ان کو مہلکات میں سے شمار کرتے تھے۔

عَنِ النَّضْرِ قَالَ كَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلٰى عَهْدِ أَنَسٍ فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ هَلْ كَانَ هٰذَا يُصِيْبُكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ ا □ ✦ نْ كَانَتِ الرِّيْحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ ا □ ✦ لَى الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ أَنْ تَكُوْنَ الْقِيَامَةُ (ابو داؤد)

www.askfatwa.com

نضر تابعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ کے زمانہ میں ایک دفعہ کالی آندھی آئی تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے پوچھا کہ اے ابوحمزہ! کیا ایسی کالی اوراندھیری آندھیاں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی آپ لوگوں پر آتی تھیں؟۔انہوں نے فرمایا:۔اللہ کی پناہ! وہاں تو یہ حال تھا کہ ذرا ہوا تیز ہوجاتی تو ہم مسجد کی طرف دوڑتے اس خوف سے کہ کہیں قیامت ہی نہ آ گئی ہو(یعنی ان لوگوں میں غفلت اور بے فکری تھی بلکہ خدا کی بڑائی اور بے نیازی اوراس کے قہراوراس کی پکڑ کا بھی خوب استحضار تھا اورآخرت کی فکر کا بھی دل و دماغ میں غلبہ تھا اس لئے ذرا کچھ بات ہوتی تو ذہن فوراً قیامت اورعذاب کی طرف جاتا تھا حالانکہ یہ جانتے بھی تھے کہ قیامت کے واقع ہونے سے پہلے خاص نشانیاں واقع ہوں گی۔لیکن یہ انسانی ذہن کی خاصیت ہے کہ اس پر جس چیز کا غلبہ ہوتو اس سے مناسبت رکھنے والی ذرا بھی کوئی بات ہو ذہن فوراً اس کی طرف جاتا ہے)۔

www.askfatwa.com

باب: 18

آخرت کے اعتبار سے دنیا کے ساتھ معاملہ

دنیوی ترقی کے دو پہلو ہیں

ایک پہلو: کسی معاشرے اور ریاست کی جو اجتماعی ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا کرنا مثلاً:

I۔ یہ اہتمام کرنا کہ ہر فرد کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو رہی ہوں جو مندرجہ ذیل ہیں

1- غذا اور پانی کی فراہمی۔

2- ضروری لباس کی فراہمی۔

3- ضروری سکونت کی فراہمی۔

4- حفظان صحت اور بیماری کا علاج۔

5- نقل وحمل کے لئے سواری۔

6- تعلیم۔

7- ملک کے اندر امن وسکون اور انصاف کی فراہمی۔

8- روزگار کی فراہمی۔

II جہاد خواہ دفاعی ہو یا اقدامی اس کے لئے بھرپور تیاری کرنا۔

ان اجتماعی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے دنیوی ترقی کی کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ ریاست ذمہ دار ہے کہ وہ نئی نئی تحقیقات و دریافتیں کر کے اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا کرے۔ وسائل ہوں یا ان کو پیدا کیا جا سکتا ہو پھر بھی ریاست اس میں کوتاہی کرے تو وہ مجرم ہے۔ وہ افراد کو بھی مجبور کر سکتی ہے کہ وہ جدید طریقے سیکھیں اور ہو سکے تو جدید اور مفید وسائل دریافت کریں اور ایجاد کریں۔

عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي بِهٖ عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءُ (ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا ابن آدم کے لئے ضروری نہیں ہیں (کہ جن کے بارے میں اس سے سوال بھی نہ ہو) سوائے ان چیزوں کے۔ ایک (کمرے کا) گھر جس میں رہائش اختیار کرے (جس سے وہ گرمی سردی کے شدائد سے محفوظ رہے اور ضرورت کی خلوت مہیا ہو) اور اتنا کپڑا جس سے وہ اپنا ستر چھپا سکے اور (کھانے پینے کے لئے) روٹی کا سوکھا ٹکڑا اور (عام، سادہ) پانی (جو گرمی کے موسم میں مزاج کے موافق ٹھنڈا بھی نہ ہو)۔

www.askfatwa.com

فائدہ: حدیث میں مذکور درجہ ضرورت اور مجبوری کا ہے جس کے بغیر یا تو آدمی کا گزارہ ممکن نہیں یا سخت مشقت اور شدید تکلیف ہے۔ اس کے بعد دو درجے ہیں۔

1- منفعت: جس سے آدمی کے بدن کو فائدہ تو حاصل ہو لیکن اس کے بغیر نہ تو ہلاکت کا خطرہ ہو اور نہ ہی سخت تکلیف و مشقت ہو۔

2- زینت: جس سے بدن کو کوئی فائدہ نہ ہو محض زیبائش اور تفریح خواہش ہو۔

یہ دو درجے جب کہ حلال سے کئے جائیں تو ان کے کرنے میں گنجائش اور جواز ہے لیکن ان کے بارے میں آخرت میں سوال ہوگا۔

عَنِ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ...... قَالَ كُلُّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ ا□ ✦لَّا مَا لَا ا□ ✦لَّا مَا لَا يَغْنِىْ ا □ ✦لَّا مَا لَا بُدَّ مِنْهُ (احمد و ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر تعمیر بنانے والے پر وبال ہے (کہ اس کے بارے میں پوچھ ہوگی) سوائے اس کے جو ناگزیر ہو سوائے اس کے جو ناگزیر ہو (یعنی مجبوری اور حاجت کے درجے میں ہو)۔

عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْفِىْ أَحَدَكُمْ مِنَ الدُّنْيَا خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ (دارمی)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک کے لئے دنیا (کی چیزوں میں) سے ایک خادم اور ایک سواری کافی ہے۔

وَ أَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ آخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ (سورہ انفال: 60)

اور تیار کرو کفار سے لڑائی کے واسطے جو کچھ تم سے ہو سکے قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک بٹھاؤ تم اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں پر۔

مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں۔ نبی کریم ﷺ کے عہد میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامان جہاد تھا آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، ایٹمی اسلحہ وغیرہ کا تیار کرنا اور فنون حربیہ کا سیکھنا بلکہ اس کی خاطر ورزش کرنا سب سامان جہاد ہے۔ اور یہ سب سامان اور تیاری دشمنوں پر رعب جمانے اور دھاک بٹھانے کا ایک ظاہری سبب ہے باقی فتح و کامیابی کا اصل سبب تو خدا کی مدد ہے۔

دوسرا پہلو: افراد کا اپنا معیار زندگی Standard of tiving بلند کرنا یعنی

1- خورد و نوش میں تنوع و اسراف۔

2- لباس میں تکلفات۔

3- عالی شان سواری۔

4- ضرورت سے زائد یا عالی شان مکان۔

5- غیر ضروری تقریبات

6- تقریبات میں اسراف وغیرہ۔

www.askfatwa.com

7- مال و دولت کی فراوانی

آگے حدیثوں میں ذکر ہے کہ اس قسم کی ترقی کو مطلوب بنانا پسندیدہ نہیں ہے۔افراد اپنی زندگی کو اپنے اختیار سے سادہ بنائیں۔ اگرچہ آسائشوں اور آرائشوں کا استعمال جب کہ وہ حلال ذرائع سے حاصل ہوں حرام نہیں لیکن جب دنیا ہماری منزل ہی نہیں ہے بلکہ مسافر کا وقتی پڑاؤ ہے اور آخرت کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے تو عقلمند کو کب روا ہے کہ وہ اس سے دل لگائے۔

دنیا کی حقارت

عَنْ مُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَاالدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ ا□ ✦ لَّا مِثْلَ مَايَجْعَلُ أَحَدُ كُمْ ا□ ✦ صَبَعَهٗ فِيْ الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ...... (مسلم)

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں بس ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی ایک انگلی دریا میں ڈال کر نکال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ کر آئی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ ؟ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ أَنَّهٗ لَنَا بِشَيْءٍ ، قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ. ...... (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر بکری کے ایک بے کان کے مردہ بچے پر ہوا (جو راستے میں مرا پڑا تھا، اس وقت آپ کے ساتھ جو لوگ تھے ان سے) آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس مرے ہوئے بچے کو صرف ایک درہم میں خریدنا پسند کرے گا؟ انہوں نے عرض کیا ہم تو اس کو کسی قیمت پر بھی خریدنا پسند نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل اور بے قیمت ہے جتنا ذلیل اور بے قیمت تمہارے نزدیک یہ مردار بچہ) ہے۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَلَا ا □ ✦ نَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا ا □ ✦ لَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْمُتَعَلِّمٌ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبر دار! دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے (بہت ہی حقیر ہے اور چونکہ عام طور سے خدا سے غافل کر دینے والی ہے اس لئے) اس پر خدا کی پھٹکار ہے (اور اس کے لئے رحمت سے محرومی ہے) سوائے خدا کی یاد کے، اور اس کے ماتحت چیزوں کے (جیسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری) اور سوائے دین کے عالم اور (دین کے مخلص) طالب علم کے۔

دنیا کو مقصود نہ بناؤ بلکہ آخرت کو مقصود بناؤ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَمْشِىْ عَلَى الْمَاءِ ا□ ✦ لَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ ؟ قَالُوْا لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَذَالِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوْبِ (البیهقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: کیا کوئی ایسا ہے کہ پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں (ایسا تو نہیں ہو سکتا) آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح دنیا دار (جو دنیا کو اپنا مقصود بنا لے) گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا (کیونکہ دنیا کو زیادہ سے زیادہ بنانے اور اپنے معیار STATUS کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے میں کچھ نہ کچھ کوتاہیاں تو ہوں گی مثلاً کہیں غلط بیانی ہوگی کہیں رشوت کا لینا دینا ہوگا اور کہیں دین کے واجبات کی ادائیگی میں سستی ہوگی وغیرہ۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِمَنْکِبَیَّ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَأَنَّکَ غَرِیْبٌ أَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں ایسے رہ گویا کہ تو پردیسی ہے، یا راہ چلتا مسافر (کہ نہ تو پردیسی پردیس کے ساتھ دل لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور نہ راہ چلتا مسافر سفر ہی کو مقصود بنالیتا ہے۔ بلکہ اپنے وطن ہی کو مقصود بناتا ہے اور اسی کے ساتھ دل لگاتا ہے۔ اسی طرح آخرت وجنت ہی مومن کا اصل وطن ہے۔ وہ اسی کو اپنا مقصود بناتا ہے اور اسی کے ساتھ دل لگاتا ہے۔ دنیا تو اس کے لئے پردیس ہے یا راہ منزل ہے)۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ أَخْوَفَ مَا أَتَخَوَّفُ عَلٰی أُمَّتِی الْھَوٰی وَطُوْلُ الْأَمَلِ فَأَمَّا الْھَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَأَمَّا طُوْلُ الْأَمَلِ فَیُنْسِیُٔ الْاٰخِرَۃَ وَھٰذِہِ الدُّنْیَا مُرْتَحِلَۃٌ ذَاھِبَۃٌ وَھٰذِہِ الْاٰخِرَۃُ مُرْتَحِلَۃٌ قَادِمَۃٌ وَلِکُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا بَنُوْنَ فَا □ ✦ نِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَکُوْنُوْا مِنْ بَنِی الدُّنْیَا فَافْعَلُوْا فَا □ ✦ نَّکُمُ الْیَوْمَ فِیْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَاحِسَابَ وَأَنْتُمْ غَدًا فِیْ دَارِ الْاٰخِرَۃِ وَلَا عَمَلَ. (بیھقی فی شعب الایمان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی امت پر جن چیزوں کا ڈر ہے ان میں سب سے خوفناک ہوئی یعنی دین کے مخالف خواہش نفس اور طول امل یعنی دنیا کی لمبی آرزوئیں ہیں کیونکہ ہوئی تو آدمی کو قبول حق سے (اور اطاعت حق سے) مانع ہوتا ہے (یعنی اپنے نفسانی رجحانات اور خیالات کی پیروی کرنے والا قبول حق اور اتباع ہدایت سے محروم رہتا ہے) اور طول امل (یعنی لمبی لمبی آرزوؤں میں دل کا پھنس جانا) آخرت کو بھلا دیتا ہے، اور اس کی فکر اور اس کے لئے تیاری سے غافل کر دیتا ہے، (اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ) یہ دنیا چلی جا رہی ہے، گذر رہی ہے (کہیں اس کا ٹھہراؤ نہیں) اور آخرت (ادھر سے) چل پڑی ہے، چلی آ رہی ہے، اور ان دونوں کے بیٹے (یعنی چاہنے والے) ہیں۔ پس اے لوگو! اگر تم ایسا کر سکو کہ دنیا کے چاہنے والے نہ بنو تو ایسا ضرور کرلو کیونکہ تم اس وقت دار العمل میں ہو (یہاں تمہیں صرف محنت اور کمائی کرنی ہے) اور یہاں حساب اور جزا سزا نہیں ہے، اور کل تم (یہاں سے کوچ کر کے) دار آخرت میں پہنچ جانے والے ہو، اور وہاں کوئی عمل (کا موقع بھی) نہ ہوگا (بلکہ یہاں کے اعمال کا حساب ہوگا اور ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے گا)۔

دنیا اور اس کی کشادگی سے خطرہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَوَاللّٰہِ لَا الْفَقْرَ أَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ أَخْشٰی عَلَیْکُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا أَھْلَکَتْھُمْ (بخاری ومسلم)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم پر فقر (وناداری) آنے سے نہیں ڈرتا، لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر ضرور ہے کہ دنیا تم پر زیادہ وسیع کر دی جائے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کی گئی تھی، پھر تم اس کو بہت زیادہ چاہنے لگو جیسے کہ انہوں نے اس کو بہت زیادہ چاہا تھا (اور اسی کے دیوانے اور متوالے ہو گئے تھے) اور پھر وہ تم کو برباد کردے، جیسے کہ اس نے ان اگلوں کو برباد کیا۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ عِیَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ا □ ✦ نَّ لِکُلِّ أُمَّۃٍ فِتْنَۃً وَ فِتْنَۃُ أُمَّتِی الْمَالُ (ترمذی)

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کے لئے کوئی خاص آزمائش ہوتی ہے (جو اس کی گمراہی اور نافرمانی کا سبب بنتی ہے) اور میری امت کی خاص آزمائش مال ہے (کہ اس کی وجہ سے امت کے بہت سے لوگ گمراہی

www.askfatwa.com

اور نافرمانی میں مبتلا ہوں گے)۔

مال کی محبت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ فِيهِ اثْنَانِ اَلْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ

(بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے (اور بڑھاپے کے اثر سے اس کی ساری قوتیں مضمحل ہوکر کمزور پڑ جاتی ہیں) مگر اس کے نفس کی دو خصلتیں اور زیادہ جوان (اور طاقت ور) ہوتی رہتی ہیں۔ ایک دولت کی حرص اور دوسری زیادتی عمر کی حرص۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاءُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ **(بخاری ومسلم)**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر آدمی کے پاس مال کی بھری ہوئی دو وادیاں ہوں، تو وہ تیسری اور چاہے گا، اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی بھرے گی (یعنی مال دولت کی اس ختم نہ ہونے والی ہوس اور بھوک کا خاتمہ بس قبر میں جاکر ہوگا) اور اللہ اس بندے پر عنایت اور مہربانی کرتا ہے جو اپنا رخ اور اپنی توجہ اس کی طرف کرلے۔

مال کی محبت کا انجام

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ أَمْرَهٗ وَلَا يَاتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ

(ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص کی نیت (اور اس کا مقصد اصلی اپنی سعی وعمل سے) آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ غنا (یعنی قلبی اطمینان اور مخلوق کی غیر محتاجی کی کیفیت) اس کے دل کو نصیب فرما دیں گے، اور اس کے پراگندہ حال کو درست فرما دیں گے اور دنیا اس کے پاس خود بخود ذلیل ہوکر آئے گی، اور جس شخص کی نیت (اور اپنی سعی وعمل سے جس کا خاص مقصد) دنیا طلب کرنا ہوگا اللہ تعالیٰ محتاجی کے آثار اس کی بیچ پیشانی میں (اور اس کے چہرے پر) پیدا کردیں گے، اور اس کے حال کو پراگندہ کردیں گے (جس کی وجہ سے اس کو خاطر جمعی کی راحت کبھی نصیب نہ ہوگی) اور (ساری تگ ودو کے بعد بھی) یہ دنیا اس کو بس اسی قدر ملے گی جس قدر اس کے واسطے پہلے سے مقدر ہو چکی ہوگی۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ **(ترمذی)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ دینار (یعنی جس نے خدا اور آخرت کے بجائے اپنا مطلوب مال کو بنا لیا وہ) خدا کی رحمت سے محروم ہو اور بندہ درہم خدا کی رحمت سے دور رہے۔

اپنے مال کی حقیقت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ مَالِيْ وَاِنَّ مَالَهٗ مِنْ مَّالِهٖ ثَلٰثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى أَوْ لَبِسَ

فَأَبْلٰی أَوْأَعْطیٰ فَاقْتَنیٰ وَمَا سِویٰ ذالِکَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِکُهٗ لِلنَّاسِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کہتا ہے میرا مال (یہ ہے) میرا مال (وہ ہے) حالانکہ اس کے مال میں سے جو واقعی اس کا ہے وہ بس تین مدیں ہیں، ایک وہ جو اس نے کھا کے ختم کردیا، دوسرے وہ جو پہن کر پرانا کرڈالا، اور تیسرے وہ جو اس نے راہ خدا میں دیا اور اپنی آخرت کے واسطے ذخیرہ کرلیا، اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بندہ سے جدا ہونے والا ہے اور بندہ دوسرے لوگوں کے لئے اس کو چھوڑ جانے والا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ أَحَبُّ ا□✦لَيْـهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ ا□✦لَّا مَالُهٗ أَحَبُّ ا□✦لَيْهِ مِن مَّالِ وَارِثِهٖ قَالَ فَا□✦نَّ مَالَهٗ مَاقَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهٖ مَا أَخَّرَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ایسا ہے جس کو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں سے ہرایک کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے آپؐ نے فرمایا: جب یہ بات ہے، تو معلوم ہونا چاہئے کہ آدمی کا مال بس وہی ہے جس کو اس نے آگے چلتا کردیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضی کے کاموں میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرکے آخرت کے لئے جمع کرلیا) اور جس قدر اس نے پیچھے چھوڑا وہ (اس کا نہیں ہے بلکہ) اس کے وارثوں کا ہے۔ (لہٰذا دانش مند آدمی کو چاہئے کہ وارثوں کے لئے چھوڑنے سے زیادہ اپنی آخرت کے لئے سرمایہ محفوظ کردینے کی فکر کرے، جس کی صورت یہی ہے کہ اپنی تندرستی کے زمانہ میں مال کو جمع کرکے رکھنے کے بجائے خیر کے مصارف میں صرف بھی کرتا رہے)۔

مال کی کمی کو مطلوب بنانا

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِيَجْعَلَ لِیْ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوْعُ يَوْمًا فَا□✦ذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ ا□✦لَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَا□✦ذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَكَرْتُكَ (ترمذی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ میرے لئے وہ مکہ کی وادی (کے سنگریزوں) کو سونے کا بنا دے، (اور سونے سے بھردے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ اگر تم دولت مند بننا چاہو تو تمہارے لئے مکہ کی وادی کو ہم سونے سے بھر سکتے ہیں) تو میں نے عرض کیا کہ میرے پروردگار! (میں اپنے لئے یہ) نہیں (مانگتا) بلکہ میں (ایسی ناداری اور غریبی کی حالت میں رہنا پسند کرتا ہوں کہ) ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں، تو جب میں بھوکا رہوں تو آپ کے سامنے عاجزی اور گریہ وزاری کروں اور آپ کو یاد کروں، اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تو میں آپ کی حمد اور آپ کا شکر کروں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے فقر فاقہ کی حالت خود آپؐ ہی کی اختیار کردہ تھی۔

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ أَغْبَطُ أَوْلِيَائِیْ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِيْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِنَ الصَّلٰوةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَأَطَاعَهٗ فِی السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا يُشَارُ ا□✦لَيْـهِ بِالْأَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذَالِكَ ثُمَّ نَقَدَ بِيَدِهٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهٗ قَلَّتْ بَوَاكِيْهِ قَلَّ تُرَاثُهٗ (ترمذی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دوستوں میں بہت زیادہ قابل رشک میرے نزدیک وہ مومن

www.askfatwa.com

ہے، جوسبک بار (یعنی دنیا کے ساز وسامان اور مال وعیال کے لحاظ سے بہت ہلکا پھلکا) ہو، نماز میں اس کا بڑا حصہ ہو، اور اپنے رب کی عبادت خوبی کے ساتھ (اور صفت احسان کے ساتھ) کرتا ہو اور اس کی اطاعت (اعلانیہ تو بہت سے کر لیتے ہیں وہ) پوشیدگی میں (بھی کامل اطاعت) کرتا ہو اور وہ چھپا ہوا اور گمنامی کی حالت میں ہو، اور (مشہور شخصیت نہ ہو جس کی وجہ سے) اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کئے جاتے ہوں، اور اس کی روزی بھی بقدر ضرورت ہو اور وہ اس پر صابر و قانع ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے چٹکی بجائی (جیسے کہ کسی چیز کے جلدی سے ہو جانے کو بتانے کے لئے چٹکی بجاتے ہیں) اور فرمایا (اس طرح) جلدی سے اس کو موت آ گئی اور (اتفاق سے) اس پر رونے والیاں بھی کم ہیں، (یعنی اس کے زیر کفالت لوگ بھی کم ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی توانائیوں کا اور اپنے اوقات کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضا کے کاموں میں لگاتا ہے) اس کا ترکہ بھی بہت تھوڑا سا ہے (یعنی دنیا کا مال بھی تھوڑا ہے جس کی وجہ سے دنیا کے مال اور اس کے ساز وسامان سے تعلق سے دل خالی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص دنیا میں اپنے آپ کو محروم نہ سمجھے بلکہ اس اعتبار سے اس کی حالت قابل رشک ہے کہ اس کی دنیا کی ذمہ داریاں بھی کم ہیں اور دنیا سے تعلق بھی کم ہے اور آخرت کی تیاری خوب نصیب ہوئی ہے)۔

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قُلْتُ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ مَالَکَ لَا تَطْلُبُ کَمَا یَطْلُبُ فُلَانٌ فَقَالَ اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ أَمَامَکُمْ عَقَبَۃً کَئُوْدًا لَایَجُوْزُھَا الْمُثْقِلُوْنَ فَأُحِبُّ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْکَ الْعَقَبَۃِ (البھیقی فی شعب الایمان)

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے (اپنے شوہر) ابو درداء سے کہا کیا بات ہے، آپ مال ومنصب طلب نہیں کرتے جس طرح کہ فلاں طلب کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تمہارے آگے ایک بڑی دشوار گذار گھاٹی ہے، اس کو گراں بار اور زیادہ بوجھ والے (آسانی سے) پار نہ کر سکیں گے۔ اس لئے میں یہی پسند کرتا ہوں کہ اس گھاٹی کو عبور کرنے کے لئے ہلکا پھلکا رہوں (اس وجہ سے میں اپنے لئے مال ومنصب طلب نہیں کرتا)۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِثْنَتَانِ یَکْرَھُھُمَا ابْنُ اٰدَمَ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَیَکْرَہُ قِلَّۃَ الْمَالِ وَقِلَّۃُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَاب (احمد)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے (حالانکہ ان میں اس کے لئے بڑی بہتری ہے) ایک تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا حالانکہ موت اس کے لئے (دنیا کے) فتنہ (و آزمائش مثلاً معصیت میں یا ارتداد میں یا عذاب میں مبتلا ہو جانے سے) بہتر ہے، اور دوسرے وہ مال کی کمی (اور ناداری) کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ عَبْدَہُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِیْرَ الْمُتَعَفِّفَ أَبَا الْعِیَالِ (ابن ماجہ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنا وہ مومن بندہ بہت پیارا اور محبوب ہے جو غریب و نادار اور عیال دار ہو، اور اس کے باوجود باعفت ہو (یعنی ناجائز طریقے سے پیسہ حاصل کرنے سے اور کسی کے سامنے اپنی ضروریات ظاہر کرنے سے بھی پرہیز کرتا ہو)۔

نیک مقاصد کے لئے حلال مال کی طلب جائز ہے

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَا لًا اِسْتِعْفَا فًا عَنِ الْمَسْئَلَۃِ وَسَعْیًا عَلٰی أَھْلِہٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی

www.askfatwa.com

جَارِهٖ لَقِیَ اللّٰـهَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَوَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا مُکَاثِرًا مُفَاخِرًا مُرَائِیًا لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ (بیهقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص دنیا کی دولت حلال طریقے سے اس مقصد سے حاصل کرنا چاہے کہ اس کو دوسروں سے سوال کرنا نہ پڑے، اور اپنے اہل وعیال کے لئے روزی کا سامان مہیا کر سکے، اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ بھی وہ احسان اور مہربانی کر سکے تو قیامت کے دن وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور چمکتا ہو گا۔ اور جو شخص دنیا کی دولت حلال ہی ذریعے سے اس مقصد سے حاصل کرنا چاہے کہ وہ بہت بڑا مالدار ہو جائے اور اس دولت مندی کی وجہ سے وہ دوسروں کے مقابلے میں فخر کر سکے اور (لوگوں پر خرچ کر کے) دکھلاوا کر سکے تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہو گا۔

معصیت کی زندگی کے ساتھ دنیوی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ا □ ✦ ذَا رَأَیْتَ اللّٰـهَ عَزَّوَجَلَّ یُعْطِی الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْیَا عَلٰی مَعَاصِیْهِ مَا یُحِبُّ فَا □ ✦ نَّمَا هُوَ اِسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا نَسُوْا مَاذُکِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ أَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی ا □ ✦ ذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَا □ ✦ ذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ (احمد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ اللہ عزوجل کسی بندہ کو اس کی نافرمانیوں کے باوجود وہ کچھ دے رہا ہے جو وہ پسند کرتا ہے (مثلاً مال و دولت اور راحت وعزت) تو (سمجھ لو کہ) وہ (اللہ کی طرف سے) ڈھیل ہے۔ پھر (دلیل کے طور پر) رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''فَلَمَّا نَسُوْا مَاذُکِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ أَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنَا هُمْ بَغْتَةً فَا □ ✦ ذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ جب انہوں نے بھلا دیا ان باتوں کو جن کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے کھول دیئے ان پر دنیا کی سب نعمتوں کے دروازے، یہاں تک کہ جب وہ ان نعمتوں کے ملنے پر خوب اترائے تو ہم نے ایک دم ان کو اپنی (سخت) پکڑ میں لے لیا۔ پس وہ (حیران وششدر اور آئندہ کے لئے) بالکل ناامید ہو کر رہ گئے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَةٍ فَإِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَاهُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ ا □ ✦ نَّ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَا یَمُوْتُ یَعْنِی النَّارَ (بغوی فی شرح السنّه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کسی بدکار (کافر یا فاسق) پر کسی نعمت (اور خوش حالی) کی وجہ سے ہرگز کبھی رشک نہ کرنا کیونکہ تم کو معلوم نہیں ہے کہ مرنے کے بعد اس پر کیا کیا مصیبتیں پڑنے والی ہیں، اللہ کے یہاں (آخرت میں) اس کے لئے ایک ایسا قاتل ہے (یعنی جہنم کی آگ ہے) جس کو کبھی موت نہیں۔

زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی

زہد کے لغوی معنی کسی چیز سے بے رغبت ہو جانے کے ہیں اور دین کی خاص اصطلاح میں آخرت کے لئے دنیا کی لذتوں اور مرغوب چیزوں کی طرف سے بے رغبت ہو جانے اور عیش وتنعم کی زندگی ترک کر دینے کو زہد کہتے ہیں۔

زہد ایک اختیاری چیز ہے۔ جس شخص کو عیش وتنعم کے مواقع میسر ہوں خواہ مال ہو یا مال کمانے کے مواقع ہوں پھر بھی وہ ان کے پیچھے نہ

www.askfatwa.com

پڑے اور آخرت ہی کو اپنا مطمح نظر بنالے وہ زاہد ہے۔ ہاں اگر بلا طلب کبھی کوئی کھانے کی عمدہ چیز مل جائے یا پہننے کا عمدہ کپڑا مل جائے اور اس کو استعمال کر لے تو زہد کے منافی نہیں۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الزَّهَادَةُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَلَا با □ ✦ضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِی الدُّنْیَا أَنْ لَا تَكُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْکَ أَوْثَقَ مِمَّا فِیْ یَدَیِ اللّٰهِ وَأَنْ تَكُوْنَ فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَةِ ا □ ✦ ذَا أَنْتَ أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ فِیْهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِیَتْ لَکَ. (ترمذی)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے بارے میں زہد اور اس کی طرف سے بے رغبتی (جو خاص ایمانی صفت ہے) وہ حلال کو اپنے پر حرام کرنے اور اپنے مال کو برباد کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ زہد (کا اصل معیار اور اس کا تقاضا) تو یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس اور تمہارے ہاتھ میں ہو، اس سے زیادہ اعتماد اور بھروسہ تم کو اس پر ہو جو اللہ کے پاس اور اللہ کے قبضہ میں ہے، اور یہ کہ جب تم کو کوئی تکلیف اور ناخوش گواری پیش آئے تو اس کے اخروی ثواب کی چاہت اور رغبت تمہارے دل میں زیادہ ہو بہ نسبت اس خواہش کے کہ وہ تکلیف اور ناگواری کی بات تم کو پیش ہی نہ آتی۔

زہد کے فائدے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ ا □ ✦ذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِیَ اللّٰهُ وَأَحَبَّنِیَ النَّاسُ قَالَ ازْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِیْ مَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ. (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے ایسا کوئی عمل بتلایئے کہ جب میں اس کو کروں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور اللہ کے بندے بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپؐ نے فرمایا دنیا کی طرف سے بے رغبتی اختیار کرلو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا، اور جو (مال وجاہ) لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کرلو تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ مَازَهِدَ عَبْدٌ فِی الدُّنْیَا ا □ ✦لَّا أَنْبَتَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فِیْ قَلْبِهٖ وَأَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهٗ وَبَصَّرَهٗ عَیْبَ الدُّنْیَا وَدَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَأَخْرَجَهٗ مِنْهَا سَالِمًا ا □ ✦لیٰ دَارِ السَّلَامِ (بیهقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا جو بندہ بھی زہد اختیار کرے (یعنی دنیا کی رغبت وچاہت اپنے دل سے نکال دے، اور اس کی خوش عیشی وخوش باشی کی طرف سے بے رغبتی اور بے رخی اختیار کرلے) تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے دل میں حکمت کو اگائے گا، اور اس کی زبان پر بھی حکمت کو جاری کرے گا، اور دنیا کے عیوب اور اس کی بیماریاں اور پھر ان کا علاج معالجہ بھی اس کو آنکھوں سے دکھا دے گا، اور دنیا سے اس کو سلامتی کے ساتھ نکال کر جنت میں پہنچا دے گا۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ أَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْیَقِیْنُ وَالزُّهْدُ وَأَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْأَمَلُ (بیهقی فی شعب الایمان)

عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں اپنے والد شعیب سے، اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس امت کی پہلی درستگی اور بہتری یقین اور زہد ہے اور اس کی پہلی خرابی بخل اور دنیا میں زیادہ رہنے کی آرزو ہے۔

زہد کی تاکید وترغیب

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ بِهٖ اِلَی الْيَمَنِ قَالَ اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ (احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو یمن کی طرف روانہ کیا تو نصیحت فرمائی کہ خوش عیشی سے بچتے رہنا کیونکہ اللہ کے خاص بندے خوش عیش نہیں ہوا کرتے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "فَمَن يُّرِدِاللّٰهُ أَن يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ اِنْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ يُعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمْ اَلتَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ ...... (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔"فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ" یعنی جس کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو اپنی راہ پر لگائے (اور اپنی رضا اور اپنا قرب نصیب فرمائے) تو کشادہ کردیتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے (یعنی عبدیت اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والی زندگی کے لئے اس کا دل کھول دیا جاتا ہے۔اس آیت کی) تشریح کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا نور جب سینہ میں آتا ہے تو سینہ اس کی وجہ سے کھل جاتا ہے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا اس حالت کی کوئی علامت بھی ہے جس سے اس کو پہچانا جائے۔آپؐ نے فرمایا کہ: ہاں دھوکے فریب کی جگہ (یعنی دنیا) سے طبیعت کا ہٹ جانا (اور زندگی میں زہد کی صفت آجانا) اور ہمیشہ کے قیام کی جگہ (یعنی آخرت) کی طرف طبیعت کا رجوع ہونا اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری میں لگ جانا (یعنی توبہ استغفار، اور معاصی سے اجتناب، اور عبادت کی کثرت کے ذریعہ موت کی تیاری کرنا)۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰی رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰی وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰی أُمَّتِكَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَقَالَ أَ وَ فِيْ هٰذَا أَنْتَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِيْ رِوَايَةٍ أَمَا تَرْضٰی أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ (بخاری ومسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ کھجور کے پٹھوں سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر آپ لیٹے ہوئے ہیں اور اس کے اور آپ کے جسم مبارک کے درمیان کوئی بستر نہیں ہے، اور چٹائی کی بناوٹ نے آپؐ کے پہلوئے مبارک پر گہرے نشانات ڈال دیئے ہیں، اور سرہانے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال کوٹ کے بھری ہوئی ہے، یہ حالت دیکھ کر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ آپ کی امت کو فراخی اور خوش حالی عطا فرمائے، روم اور فارس والوں کو بھی اللہ نے فراخی دی ہے، حالانکہ وہ تو خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے۔آپؐ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تم بھی اس حال میں اور اس خیال میں ہو؟ یہ سب تو وہ لوگ ہیں (جو اپنی خدا فراموشی اور کافرانہ زندگی کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے محروم و بے نصیب کئے گئے ہیں، اور اس لئے) ان کی وہ لذتیں (جو اللہ ان کو دینا چاہتا تھا) اسی دنیا میں ان کو دے دی گئی ہیں۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اے عمرؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت (کا عیش) ہو۔

www.askfatwa.com

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَامَ عَلیٰ حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِیْ جَسَدِہٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَبْسُطَ لَکَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا وَمَا أَنَا وَالدُّنْیَا ا□ ✦لّا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا.

(احمد وترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دن) کھجور کی چٹائی پر سوئے، پھر جب آپ ﷺ سو کے اٹھے تو جسم مبارک میں اس چٹائی کی بناوٹ کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔ (اس حالت کو دیکھ کر اور اس سے متاثر ہو کر) ابن مسعود نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر آپ ہمیں اپنے لئے بستر بچھانے اور کچھ اور انتظام کرنے کا حکم دیں (تو بہت اچھا ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے (یعنی دنیا کے ساز و سامان اور اس کی راحتوں اور لذتوں سے) کیا تعلق اور دنیا کا مجھ سے کیا تعلق۔ میرا تعلق دنیا کے ساتھ بس ایسا ہے جیسا کہ کوئی مسافر کچھ دیر سایہ لینے کے لئے کسی درخت کے نیچے ٹھہرا اور پھر اس کو چھوڑ کر (منزل کی طرف) چل دیا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ وَأَبِیْ خَلَّادٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ا□ ✦ذَا رَأَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطیٰ زُھْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّۃَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْہُ فَا□ ✦نَّہٗ یُلَقَّی الْحِکْمَۃَ. (بیھقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ اور ابو خلاد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی بندے کو اس حال میں دیکھو کہ اس کو زہد (یعنی دنیا کی طرف سے بے رغبتی و بے رخی) اور کم سخنی (یعنی لغو اور فضول باتوں سے زبان کو محفوظ رکھنے کی صفت) اللہ نے نصیب فرمائی ہے، تو اس کے پاس (اور اس کی صحبت میں) رہا کرو کیونکہ ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت کا القا ہوتا ہے۔

کسی کی غربت و فقر کی وجہ سے اس کو حقیر نہ سمجھو

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَہٗ جَالِسٌ مَارَأْیُکَ فِیْ ھٰذَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ، ھٰذَا وَاللّٰہِ حَرِیٌّ ا□ ✦نْ خَطَبَ أَنْ یُّنْکَحَ وَا□ ✦نْ شَفَعَ أَنْ یُشَفَّعَ، قَالَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا رَأْیُکَ فِیْ ھٰذَا؟ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ، ھٰذَا حَرِیٌّ ا□ ✦نْ خَطَبَ أَنْ لَا یُنْکَحَ وَا□ ✦نْ شَفَعَ أَنْ لَا یُشَفَّعَ وَا□ ✦نْ قَالَ أَنْ لَا یُسْمَعَ لِقَوْلِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مِّلْأِ الْأَرْضِ مِثْلِ ھٰذَا. (بخاری ومسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص (جو دولت مند اور معززین میں سے تھا) رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرا تو آپؐ نے ایک صاحب سے جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا کہ اس گزرنے والے شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟۔ انہوں نے عرض کیا کہ معزز آدمیوں میں سے ہے، یہ اللہ کی قسم ایسی شان والا ہے کہ جس گھرانے کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دے تو (منظور کر لیا جائے اور) نکاح کر دیا جائے، اور اگر (کسی معاملے میں) سفارش کر دے تو اس کی سفارش (ضرور) مانی جائے سہل بن سعد کہتے ہیں، کہ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے پھر (تھوڑی دیر کے بعد) ایک اور آدمی گزرا۔ آپؐ نے ان ہی صاحب سے پھر پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ بیچارہ نادار اور مسکین مسلمانوں میں سے ہے، یہ ایسا ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیغام دے تو اس کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے، اور اگر کسی معاملہ میں سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے، اور کوئی بات کہنا چاہے تو اس کی بات بھی نہ سنی جائے (ان کا یہ جواب سن کر) رسول ﷺ نے فرمایا: کہ پہلے والے آدمی کے مثل اگر زمین بھر ہوں تو یہ ایک اکیلا فقیر و مسکین

www.askfatwa.com

(تقویٰ اور دینداری میں زیادہ ہونے کی وجہ سے) ان سے بہتر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ (اللّٰهِ ﷺ رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَدْ فُوْعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت سے پراگندہ بالوں والے گردوغبار میں اٹے ہوئے جن کو دروازوں پر دھکے دیئے جائیں (اللہ کے نزدیک ان کا مقام یہ ہوتا ہے کہ) اگر اللہ پر وہ قسم کھاجائیں تو ان کی قسم کو اللہ ضرور پورا کرے۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ أَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلیٰ مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ ا ✦لَّا بِضُعَفَا ئِكُمْ. (بخاری)

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے والد کو (اللہ تعالیٰ نے جو خاص صلاحیتیں بخشی تھیں مثلاً شجاعت، سخاوت، فہم وفراست وغیرہ ان کی وجہ سے ان کا) کچھ خیال تھا کہ جو (غریب اور کمزور قسم کے مسلمان ان چیزوں میں) ان سے کمتر ہیں، ان کے مقابلہ میں وہ فضیلت اور برتری رکھتے ہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے (ان کے اس خیال اور حال کی اصلاح کے لئے) فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تم لوگوں کی جو مدد ہوتی ہے اور تم کو جو نعمتیں ملتی ہیں، وہ (تمہاری صلاحیتیوں اور قابلیتوں کی بنیاد پر نہیں ملتیں بلکہ) تم میں جو بے چارے کمزور اور خستہ حال ہیں ان کی (برکت اور ان کی دعاؤں) سے ملتی ہیں۔

اپنے سے کمتر درجہ والوں کو دیکھ کر صبر وشکر کا سبق لو

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ ا ✦لیٰ مَنْ فُضِّلَ عَلَیْهِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْیَنْظُرْ ا ✦لیٰ مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ. (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری نظر ایسے شخص پر پڑے جو (مال ودولت اور شکل وصورت میں) اس سے بڑھا ہوا ہو (اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں حرص وطمع اور شکایت پیدا ہو) تو اس کو چاہئے کہ کسی ایسے بندہ کو دیکھے جو (ان چیزوں میں) اس سے کمتر ہو (تاکہ بجائے حرص وطمع اور شکایت کے صبر وشکر پیدا ہو)۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِیْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا، مَنْ نَظَرَ فِیْ دِیْنِهٖ ا ✦لیٰ مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَنَظَرَ فِیْ دُنْیَاهُ ا ✦لیٰ مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلیٰ مَافَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِیْ دِیْنِهٖ ا ✦لیٰ مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِیْ دُنْیَاهُ ا ✦لیٰ مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَأَسِفَ عَلیٰ مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ یَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا. (ترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب اور ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: دو خصلتیں (ایسی ہیں کہ وہ) جس میں ہوں اللہ تعالیٰ اس کو شاکرین اور صابرین میں سے لکھ دیتے ہیں (ان دو خصلتوں کی تفصیل یہ ہے) جس شخص کی یہ عادت ہو کہ وہ دین کے معاملے میں تو ان بندوں پر نظر رکھے جو (دین میں) اس سے فائق ہوں اور ان کی پیروی اختیار کرے، اور دنیا کے معاملہ میں ان (غریب ومسکین اور خستہ حال بندوں) پر نظر رکھے جو (دنیوی حیثیت سے) اس سے بھی کمتر ہوں، اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے (محض اپنے فضل وکرم سے) ان بندوں سے زیادہ دنیا کی نعمتیں اس کو دے رکھی ہیں، تو اللہ تعالیٰ اسکو صابر وشاکر لکھ دیں گے اور جس کا حال یہ ہو کہ وہ دین کے بارے میں تو (ہمیشہ) اپنے سے کمتر درجہ کے لوگوں کو دیکھے اور دنیا کے بارے میں اپنے سے

www.askfatwa.com

بالاتر لوگوں پر نظر کرے، اور جو دنیاوی نعمتیں اس کو نہیں ملی ہیں، ان کے نہ ملنے پر افسوس اور رنج کرے، تو اللہ تعالیٰ اسکو نہ شاکر لکھتے ہیں نہ صابر لکھتے ہیں۔

www.askfatwa.com

باب: 19

حقوق کا بیان

والدین کے حقوق

عَنْ أَبِیْ أُمَامَۃَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ (ابن ماجه)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول والدین کا ان کی اولاد پر کتنا حق ہے۔آپ نے فرمایا (اولاد پران کا حق یہ ہے کہ اولاد ان کے جیتے جی ان کی فرمانبرداری اور خدمت کر کے ان کو اپنے سے راضی رکھے۔ ان کو ناراض اور دکھی نہ کرے۔اور سمجھ لو کہ اسی کے اعتبار سے آخرت میں) وہ تمہارے لئے جنت اور دوزخ (میں داخلہ کا سبب) ہیں۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ أُمُّکَ ثُمَّ أُمُّکَ ثُمَّ أُمُّکَ ثُمَّ أَبَاکَ ثُمَّ أَدْنَاکَ فَأَدْنَاکَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ پھر قریبی رشتہ دار پھر ان کے بعد کے قریبی رشتہ دار۔

فائدہ: حمل اور ولادت اور دودھ پلانے تک کی تکلیف تنہا ماں ہی برداشت کرتی ہے۔سمجھداری کی عمر آنے تک ماں کی خدمت زیادہ ہوتی ہے اور پھر یہ بھی کمزور عورت ذات۔اس لئے ان تمام وجوہ سے وہ حسن سلوک کی بہت زیادہ حقدار ہے۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَغِمَ أَنْفُہٗ رَغِمَ أَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ أَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ أَوْ أَحَدَھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک آلودہ ہو، اس کی ناک خاک آلودہ ہو (یعنی وہ ذلیل وخوار ہو)۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول کون (ذلیل وخوار ہو)؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ (بدنصیب) جو اپنے دونوں ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پائے پھر (ان کی خدمت کر کے اور ان کا دل خوش کر کے) جنت میں داخل نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ رَجُلٌ ا□✦لَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أُجَاھِدُ. قَالَ أَلَکَ أَبَوَانِ ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْھِمَا فَجَاھِدْ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول میں جہاد پر (جانا چاہتا ہوں تو کیا میں) چلا جاؤں؟ آپ نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ ہیں۔اس نے جواب دیا کہ جی ہاں ہیں۔آپ ﷺ نے (مزید یہ اندازہ کر کے کہ اس کے والدین بوڑھے ہیں اور اس کی خدمت کے محتاج ہیں اور کوئی اور اولاد نہیں جو ان کی خبر گیری کر سکے اس شخص سے) فرمایا تو تم ان (کی خدمت اور راحت رسانی) میں جدوجہد کرو (اس حالت میں یہی تمہارا جہاد ہے)۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ا □ ✦ نَّ أُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَ فَأَصِلُهَا؟ قَالَ نَعَمْ صِلِيْهَا (بخاری و مسلم)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے (حدیبیہ والے) معاہدے کے زمانہ میں میری ماں جو اپنے مشرکانہ مذہب پر قائم تھی (سفر کرکے مدینہ میں) میرے پاس آئی تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ کچھ خواہش مند ہے تو کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں (اور اس کی خدمت کروں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو (اور اس کے ساتھ وہ سلوک کرو جو بیٹی کو ماں کے ساتھ کرنا چاہئے)۔

عَنْ أَبِيْ أُسَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦ ذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ أَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالا □ ✦ سْتِغْفَارُ لَهُمَا وَ ا □ ✦ نْفَاذُ عَهْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ ا □ ✦ لَّا بِهِمَا وَا □ ✦ كْرَامُ صَدِيْقِهِمَا (ابو داؤد)

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنوسلمہ قبیلہ کا ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول کیا میرے ماں باپ کا کوئی حق باقی ہے جس کو میں ان کی وفات کے بعد بھی ادا کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں (ان کی موت کے بعد بھی ان کا یہ حق ہے کہ تمہاری طرف سے) ان کے لئے یہ باتیں ہوں۔ ان کے لئے دعا استغفار ہو اور (ان کا اگر کسی سے کوئی معاہدہ ہو تو ان کے (اس) معاہدہ کو پورا کرنا اور ان کے تعلق سے جو رشتے ہوں ان کا لحاظ رکھنا اور ان کے دوستوں (سہیلیوں) کا اکرام و احترام کرنا۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ ا □ ✦ لَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ا □ ✦ نَّ أَبِيْ ا □ ✦ جْتَاحَ مَالِيْ قَالَ أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيْكَ ا □ ✦ نَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ أَمْوَالِكُمْ (ابن ماجہ)

عمرو بن شعیب کے پڑدادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال ضائع کردیا ہے (یعنی خود خرچ کرلیا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کے والد کو بلوایا تو وہ ایک بوڑھا آدمی تھا جو لاٹھی ٹیکتا ہوا آیا۔ آپ نے اس سے ماجرا پوچھا تو اس نے جواب دیا ایک وقت تھا کہ میرا یہ لڑکا کمزور تھا اور میں قوی تھا۔ یہ فقیر تھا اور میں مالدار تھا۔ میں تو اس کو اپنے مال سے نہیں روکتا تھا۔ بلکہ اس کی پوری خبرگیری رکھتا تھا اور اس پر پورا پورا خرچ کرتا تھا۔ آج جب کہ میں کمزور ہوں اور یہ قوی ہے میں فقیر ہوں اور یہ مالدار ہے تو یہ اپنے مال میں مجھ پر بخل کرتا ہے اور میری بنیادی ضرورتیں پوری نہیں کرتا......اس لئے میں نے اس کا مال لیا ہے) آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے۔ (یعنی اگر تو خود باپ کی ضروریات کا خیال نہ کرے تو تیرے والد کو تیرے مال میں سے اپنی ضرورت کے بقدر لینے کا حق حاصل ہے اور اس میں اس کو کسی قسم کا گناہ یا قباحت نہیں ہے کیونکہ) تمہاری اولاد تمہاری عمدہ کمائی ہے (اور تمہاری کمائی کی کمائی تمہاری اپنی کمائی ہے) لہٰذا اس کو بلا جھجک استعمال کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِيْ امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ أَبِيْ يُبْغِضُهَا فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أُطَلِّقَهَا فَطَلَّقْتُهَا (ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت میرے نکاح میں تھی اور مجھے وہ پسند تھی لیکن میرے والد (یعنی حضرت عمر رضی اللہ

عنہ) اسے پسند نہیں کرتے تھے اور مجھ سے اس کو طلاق دینے کا کہتے تھے۔میرے مطالبہ نہ ماننے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس عورت کو طلاق دے دوں۔اس پر میں نے اس کو طلاق دے دی۔

عَنْ أَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَهُ أَبُوْهُ أَوْ أُمُّهُ أَنْ يُّطَلِّقَ امْرَأَتَهُ، فَجَعَلَ عَلَيْهِ مِائَةَ مُحَرَّرٍ فَأَتٰی أَبَا الدَّرْدَاءِ ...... فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْفِ بِنَذْرِکَ وَبَرَّ وَالِدَيْکَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَحَافِظْهُ عَلٰی وَالِدَيْکَ أَوِ اتْرُکْ (ابن ماجه)

ابوعبدالرحمٰن سے روایت ہے ایک شخص کو اس کے باپ نے یا اس کی ماں نے حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔(اس شخص کو طلاق دینا گوارا نہ تھا اس لئے مخالفت میں) اس نے یہ قسم اٹھالی کہ اگر میں نے طلاق دی تو مجھ پر سو غلام آزاد کرنا لازم ہوگا (تاکہ سو غلام آزاد کرنے کے بوجھ کی وجہ سے وہ طلاق نہ دے سکے)۔پھر وہ شخص (مسئلہ کی تحقیق کے لئے) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا......اوران سے اس بارے میں پوچھا تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جواب دیا تم اپنی قسم کو پورا کرو اور اپنے والدین کی فرمانبرداری کرو(یعنی انکا حکم مانتے ہوئے بیوی کو طلاق دے دواور پھر اپنی قسم کے ٹوٹنے پر سو غلام آزاد کردو)۔

فائدہ: ہمارے دور میں اکثر اوقات ایسی نوبت آپس کے بلا وجہ کے جھگڑوں سے آتی ہے۔دین یا دنیا کی مصلحت پیش نظر نہیں ہوتی۔ایسی صورت میں والدین کا حکم ماننا ضروری نہیں۔علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ بیٹا یا اس کی بیوی صبر بھی کرسکیں گے یا نہیں۔اگر صبر نہ کرسکنے کا اندیشہ ہو تو تب بھی طلاق دینا ضروری نہیں۔اگر والدین نے دین یا دنیا کی مصلحت کی خاطر کہا ہو اور صبر و برداشت بھی کرسکتا ہو تو پھر طلاق دینے کے حکم پر عمل کرنا چاہئے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا وَأَنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٍ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰی يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا (بيهقی فی شعب الايمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندے کے دونوں والدین یا ان میں سے ایک وفات پاجاتا ہے اس حال میں کہ وہ بندہ ان کا نافرمان ہوتا ہے۔پھر (بعد میں اس کو احساس ہو اور تدارک کے طور پر) وہ ان کے لئے (یعنی اپنے فوت شدہ والدین کے لئے) رحمت کی دعا اور استغفار مسلسل (اہتمام سے) کرتا رہے (تو اس سے بھی تدارک ہوجاتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو (ماں باپ کے) فرمانبرداروں میں سے لکھ دیتا ہے۔

اولاد کے حقوق

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْوَالِدِ أَنْ يُّحْسِنَ اسْمَهُ وَيُحْسِنَ أَدَبَهُ (بيهقی فی شعب الايمان)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اولاد کا حق والد پر یہ ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو اچھا ادب سکھائے (یعنی اس کی صحیح دینی تعلیم و تربیت کرے)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكْرِمُوْا أَوْلَادَكُمْ وَ أَحْسِنُوْا آدَابَهُمْ (ابن ماجه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کا اکرام کرو (یعنی ان کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی امانت سمجھ کر ان کی قدر کرو، حسب استطاعت ان کی ضروریات زندگانی کا بندوبست کرو اور ان کو بوجھ اور مصیبت نہ سمجھو) اور (اچھی تربیت کے ذریعہ) ان کو

www.asrfatwa.com

اچھے آداب سکھاؤ۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعٍ وَّاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابو داؤد)

عمرو اپنے والد شعیب کے واسطے سے اپنے پڑدادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو نماز (پڑھنے) کا (صرف زبان سے) حکم کرو جب وہ سات سال کے ہوجائیں (کیونکہ اس عمر میں بچہ میں سمجھ اور شعور آجاتا ہے لہٰذا ابتدا ہی سے اس کے شعور میں یہ بات آنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بڑی عظمت والے ہیں اور اس کو ان کی تعظیم کرنی ہے اور وہی سب نعمتیں دیتے ہیں اور اس کو ان کا شکر ادا کرنا ہے) اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں (جس وقت کہ ان میں شعور مزید ترقی کر چکا ہو اور وہ بلوغت کے قریب ہو گئے ہوں) تو ان کو نماز (پڑھنے میں کتاہی وسستی کرنے) پر مارو (تاکہ جبر ہی سے سہی ان کو نماز پڑھنے کی عادت ہوجائے اور بلوغت کے بعد جب کہ کاموں کی اہمیت کا اندازہ ہونے لگتا ہے نماز کو ترک نہ کریں) اور (دس سال کے ہونے پر) ان کے بستر بھی الگ الگ کردو (تاکہ ناسمجھی میں کسی بری عادت میں مبتلا نہ ہوجائیں)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وُلِدَتْ لَهُ ابْنَةٌ فَلَمْ يُؤْذِهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَ لَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو پھر وہ (اس کو اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھتے ہوئے خوش دلی سے اس کو قبول کرے اور) اس کو نہ تو ایذاء پہنچائے اور نہ اس کی اہانت (اور ناقدری) کرے اور (برتاؤ اور محبت میں) اپنے لڑکے (یعنی نرینہ اولاد) کو اس پر ترجیح نہ دے (بلکہ دونوں سے یکساں برتاؤ کرے) تو اس لڑکی (سے حسن سلوک) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ ا□ ✦ لَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْراً مِّنَ النَّارِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس (بندے یا بندی) پر (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی (اور اس نے اس ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ادا کیا) اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے (دوزخ کی) آگ سے (جبکہ وہ اپنی کسی بدعملی کی وجہ سے اس میں داخلہ کا مستحق بن چکا ہو) حجاب بن جائیں گی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَوُّوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عطیہ دینے (اور ہبہ کرنے) میں (عام حالات میں جب کہ کوئی خاص حالت ترجیح کی متقاضی نہ ہو مثلاً یہ کہ ان میں کوئی دوسروں کی نسبت معاشی طور پر پسماندہ ہو تو) اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو (اور لڑکی کو بھی لڑکے کے برابر دو)۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ ...... فَا □ ✦ ذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَا □ ✦ نْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ ا□ ✦ ثْمًا فَا□ ✦ نَّمَا ا□ ✦ ثْمُهُ عَلٰى أَبِيْهِ (بیهقی فی شعب الایمان)

www.askfatwa.com

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا بچہ پیدا ہو...... پھر جب وہ بالغ ہو جائے (اور گھر بار کا خرچہ اٹھانے کے قابل ہو جائے) تو (باپ کو چاہیئے کہ رسوم و رواج اور تکلفات کا پابند ہو کر اس کے نکاح میں تاخیر نہ کرے بلکہ جلد) اس کا نکاح کردے (تا کہ وہ گناہ سے بچا رہے) اور اگر وہ بالغ ہو گیا (اور گھر بار کا خرچہ اٹھانے کے قابل ہو گیا) لیکن باپ نے اس کا نکاح نہ کیا (اور اس میں تاخیر کی خواہ اس وجہ سے کہ وہ خوب کمائی کر کے اپنا معیار زندگی بلند کرلے خواہ کسی اور وجہ سے جو شرعاً معتبر نہ ہو اور (اس تاخیر کی وجہ سے) لڑکا گناہ کے کام میں مبتلا ہو گیا (خواہ وہ مکمل زنا ہو یا صرف آنکھ کان کا زنا ہو) تو اس کا گناہ (یعنی اس کا وبال) اس کے باپ پر (بھی) ہوگا۔

دوسرے رشتہ داروں کے حقوق

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحم (یعنی حق قرابت) مشتق ہے رحمٰن (کی رحمت) سے (اور اس نسبت سے) اللہ تعالیٰ نے (اس سے) فرمایا جو تجھے جوڑے گا میں اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں گا۔

شوہر کے حقوق

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ أَحَدًا أَنْ يَّسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا (ابو داؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عورت پر شوہر کا اتنا بڑا حق ہے کہ) اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی مخلوق کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (لہٰذا عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور رضا جوئی میں کوئی کمی نہ کرے)۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... ا□ ✦ تَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ ...... وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَا□ ✦ نْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... عورتوں (یعنی اپنی بیویوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو...... تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا گھر میں اندر آنا اور بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو (گھر میں داخل کر کے) تمہارے بستروں (یعنی بیٹھنے کی جگہوں) پر مت بٹھائیں۔ پھر اگر یہ (غلطی) کریں تو (تنبیہ و تادیب کے طور پر) تم ان کو مارو (لیکن) ایسی مار جو سخت نہ ہو۔

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيْمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ عَلَيْهِ (ابو داؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا بیوی کو مار پیٹ کرنے میں جب مرد تمام شرعی شرائط اور حدود کی رعایت کرے تو) مرد سے یہ نہ پوچھا جائے کہ اس نے بیوی کو کس بارے میں مارا ہے (جس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مرد نے اس کو صحبت کے لئے بلایا ہو اور اس کے نہ آنے پر اس نے مارا ہو تو اب کسی کے پوچھنے پر وہ کیا بتائے)

www.askfatwa.com

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَاءَ تِ امْرَأَةٌ ا ✦لٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَتْ زَوْجِی صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ یَضْرِبُنِیْ ا ✦ذَا صَلَّیْتُ وَیُفَطِّرُنِیْ ا ✦ذَا صُمْتُ ...... قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهٗ قَالَ فَسَأَلَهٗ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا قَوْلُهَا یَضْرِبُنِیْ ا ✦ذَا صَلَّیْتُ فَا ✦نَّهَا تَقْرَأُ بِسُوْرَتَیْنِ وَقَدْ نَهَیْتُهَا قَالَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ کَانَتْ سُوْرَةٌ لَکَفَتِ النَّاسَ قَالَ وَأَمَّا قَوْلُهَا یُفَطِّرُنِیْ ا ✦ذَا صُمْتُ فَا ✦نَّهَا تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَ أَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلا أَصْبِرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَصُوْمُ امْرَأَةٌ ا ✦لَّا بِا ✦ذْنِ زَوْجِهَا (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور (اپنے شوہر کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ میرے شوہر صفوان بن معطل (رضی اللہ عنہ) جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتے ہیں اور جب میں روزہ رکھتی ہوں تو اس کو تڑوا دیتے ہیں۔ (اتفاق سے صفوان بھی نبی ﷺ کی مجلس میں شریک تھے۔ نبی ﷺ نے صفوان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اس کا یہ کہنا کہ جب یہ نماز پڑھتی ہے میں اس کو ماتا ہوں تو (میں اس کا اعتراف کرتا ہوں لیکن ایسا کرنے کی) وجہ یہ ہے کہ یہ نماز میں دو طویل سورتیں پڑھتی ہے (جس سے مجھے تنگی ہوتی ہے مثلاً میں چاہتا ہوں کہ کوئی کام جلدی ہو جائے مگر اس کے لمبی لمبی نمازیں پڑھنے سے نہیں ہوتا۔ میں اس کو تنبیہ بھی کرتا ہوں لیکن نہیں مانتی تو پھر میں اس کو ماتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اگر ایک سورت ہو تو وہ بھی (نماز میں قراءت کے لئے) لوگوں کو کافی ہو۔ صفوان نے کہا رہا اس کا یہ کہنا کہ جب یہ روزہ رکھتی ہے تو میں اس کا روزہ تڑوا دیتا ہوں تو (اس کی وجہ یہ ہے کہ) یہ مسلسل روزے رکھنا شروع کر دیتی ہے جب کہ میں جوان آدمی ہوں (دن میں بھی صحبت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے) صبر نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت (نفلی) روزے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ ا ✦لٰی فِرَاشِهٖ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر میں بلائے اور وہ (محض سستی کی وجہ سے) انکار کرے اور (اس پر) شوہر غصہ میں رات گزارے تو صبح ہونے تک فرشتے عورت پر لعنت کی بددعا کرتے ہیں (کیونکہ اس کی یہ حرکت عائلی زندگی کو خراب کرنے کا ذریعہ بنتی ہے)۔

بیوی کے حقوق

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦سْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا فَا ✦نَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ أَعْوَجَ وَا ✦نَّ أَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَا ✦نْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ کَسَرْتَهٗ وَا ✦نْ تَرَکْتَهٗ لَمْ یَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے بارے میں (میری) خیر و بھلائی کی نصیحت قبول کرو (اور وہ یہ ہے کہ ان کے مزاج میں جو ٹیڑھا پن تمہیں نظر آئے تو اس کو ختم کرنے کے درپے نہ ہونا کیونکہ یہ ان کی فطرت میں شامل ہے اور فطری چیز کو ختم نہیں کیا جا سکتا اور فطرت میں ٹیڑھ پن کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی حکمت سے ایسا ہی بنایا ہے) وہ (یعنی ان کی ماں حواء علیہا السلام آدم علیہ السلام کی) سب سے ٹیڑھی پسلی سے لئے گئے خلیہ CELL) سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر کی ہوتی ہے۔ تم اگر

www.askfatwa.com

بہت ٹیڑھی پسلی کوسیدھا کرنے لگوتو (وہ سیدھی تو نہ ہوگی) البتہ تم اس کو (سیدھا کرنے میں) توڑ دو گے اور اگر تم اس کو یونہی رہنے دوتو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ (ایسے ہی عورت کا معاملہ ہے۔اس کے مزاج کے فطری ٹیڑھ کوسیدھا کرنے لگو گے تو وہ تو سیدھا نہ ہوگا البتہ تمہاری باہمی معاشرت برباد ہوکررہ جائے گی۔ لہٰذا اس کے مزاج کے فطری ٹیڑھ کو برداشت کرتے ہوئے اس کے ساتھ بھلائی کے ساتھ گزارا کرو۔ یہ تمہیں میری نصیحت ہے) لہٰذا تم عورتوں کے بارے میں میری (اس) نصیحت کوقبول کرو۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦ نَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضَلْعٍ لَنْ تَسْتَقِیْمَ لَکَ عَلٰی طَرِیْقَةٍ. فَا ✦ نِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا ا ✦ سْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وا ✦ نْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهَا کَسَرْتَهَا وَکَسْرُهَا طَلَاقُهَا (مسلم)

حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت (کی اصل یعنی حضرت حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی) پسلی (کے جزو) سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ ایک سیدھی حالت پر کبھی بھی (دوام وہمیشگی کے ساتھ) قائم نہیں رہ سکتی (کبھی شکرگزاری کرے گی تو کبھی ناشکری کرے گی، کبھی اطاعت کرے گی تو کبھی اس سے روگردانی کرے گی) لہٰذا اگر تم اس سے نفع اٹھانا چاہو(اور اپنے گھر کو آباد رکھنا چاہو) تو تم اس کے ٹیڑھ کو برداشت کرتے ہوئے نفع اٹھاؤ۔اور اگر تم اس کو بالکل سیدھا کرنے لگ جاؤ تو (تم اس کوسیدھا تو نہیں کرسکو گے البتہ) تم اس کوتوڑ دو گے اور اس کا ٹوٹنا (آپس کی علیحدگی) طلاق ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَجْلِدُ أَحَدُکُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ یُجَامِعُهَا فِیْ آخِرِ الْیَوْمِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح شدت سے مارے جس طرح غلام کو مارتا ہے پھر دن کے آخری حصہ (یعنی رات) میں اس سے مجامعت کرنے لگے (تو جب دن کے آخر یعنی رات میں تمہیں اس کی اور اس کے پیار ومحبت کی ضرورت ہوسکتی ہے تو تم دن میں اس کے ساتھ ایسا رویہ کیوں اختیار کرو جو اس کے دل میں تم سے نفرت کا باعث ہو)

عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَةَ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاحَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَیْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا ا ✦ ذَا طَعِمْتَ وَتَکْسُوَهَا ا ✦ ذَا اکْتَسَیْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ ا ✦ لَّا فِی الْبَیْتِ (احمد و ابو داؤد)

حکیم بن معاویہ کے والد کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور جب تم لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور (اگر کبھی تادیب کے لئے مارنے کی ضرورت پڑے تو) چہرے پر نہ مارو اور اس کے لئے قبیح الفاظ استعمال مت کرو (اور گالم گلوچ نہ کرو) اور (اس سے غصہ میں) جدا نہ ہو مگر گھر کے اندر ہی (یعنی گھر چھوڑ کر کہیں اور نہ جاؤ)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْمُ عَلٰی بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبْشَةُ یَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِی الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِهِ لِأَنْظُرَ ا ✦ لٰی لَعِبِهِمْ بَیْنَ أُذُنِهِ وَعَاتِقِهِ ثُمَّ یَقُوْمُ مِنْ أَجْلِیْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَنَا الَّتِیْ أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِیَةِ الْحَدِیْثَةِ السِّنِّ الْحَرِیْصَةِ عَلَی اللَّهْوِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اللہ کی قسم میں نے نبی ﷺ کو اپنے صحن کے دروازے میں کھڑے دیکھا جب کہ کچھ حبشی چھوٹے چھوٹے

www.askfatwa.com

نیزوں کے ساتھ مسجد سے متصل میدان میں کچھ کرتب دکھا رہے تھے (جو کہ فوجی مشق کا ایک حصہ تھا) اور رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے تا کہ میں آپ کے کان اور کندھے کے درمیان سے ان کے کرتب دیکھ سکوں۔ پھر آپ میری خاطر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں ہی پلٹی۔ تو اندازہ کرلو کہ کھیل کود کی حریص کم سن لڑکی کتنی دیر تک کھڑی دیکھتی رہی ہوگی۔

www.askfatwa.com

باب: 20

حسن عمل کی توفیق ہو تو زندگی بڑی نعمت ہے

عَنْ أَبِیْ بَکْرَۃَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ أَیُّ النَّاسِ شَرٌّ؟قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَسَاءَ عَمَلُہٗ. **(احمد)**

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آدمیوں میں کون بہتر ہے؟ (یعنی کس قسم کا آدمی آخرت میں زیادہ کامیاب رہے گا) آپؐ نے ارشاد فرمایا، کہ: وہ جس کی عمر لمبی ہوئی اور اس کے اعمال اچھے رہے (پھر اسی سائل نے) عرض کیا آدمیوں میں زیادہ برا (اور آخرت میں زیادہ خسارہ میں رہنے والا) کون ہے؟۔آپؐ نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر لمبی ہوئی اور اعمال اس کے برے رہے۔

عَنْ عُبَیْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اٰخٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ فَقُتِلَ أَحَدُھُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ مَاتَ الْاٰخَرُ بَعْدَہٗ بِجُمُعَۃٍ أَوْنَحْوِھَا فَصَلُّوْا عَلَیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا قُلْتُمْ؟ قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰہَ أَنْ یَّغْفِرَ لَہٗ وَیَرْحَمَہٗ وَیُلْحِقَہٗ بِصَاحِبِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَأَیْنَ صَلٰوتُہٗ بَعْدَ صَلٰوتِہٖ وَعَمَلُہٗ بَعْدَ عَمَلِہٖ أَوْ قَالَ صِیَامُہٗ بَعْدَ صِیَامِہٖ لَمَا بَیْنَھُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. **(ابوداؤد و نسائی)**

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کے درمیان مواخات قائم فرمائی (یعنی اس وقت کے دستور کے مطابق ان کو باہم بھائی بھائی بنایا) پھر یہ ہوا کہ ان میں سے ایک صاحب (قریبی ہی زمانہ میں جہاد میں شہید ہو گئے) پھر ایک ہی ہفتہ بعد یا اس کے لگ بھگ دوسرے صاحب کا بھی انتقال ہو گیا (یعنی ان کا انتقال کسی بیماری سے گھر ہی پر ہوا) تو صحابہؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھنے والے ان اصحاب سے دریافت کیا کہ تم لوگوں نے (نماز جنازہ میں) کیا کہا (یعنی مرنے والے بھائی کے حق میں تم نے اللہ سے کیا دعا کی؟)۔انہوں نے جواب دیا کہ: ہم نے ان کے لئے یہ دعا کی کہ اللہ ان کی مغفرت فرمائے، ان پر رحمت فرمائے، اور (ان کے جو ساتھی شہید ہو کے اللہ کے قرب و رضا کا اعلیٰ مقام حاصل کر چکے ہیں اللہ ان کو بھی اپنے فضل و کرم سے اسی مقام پر پہنچا کے) ان کے اس ساتھی کے ساتھ کر دے (یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر ان کی وہ نمازیں کہاں گئیں جو اس شہید ہونے والے بھائی کی نمازوں کے بعد انہوں نے پڑھیں، اور وہ اعمال خیر کہاں گئے جو اس شہید کے اعمال کے بعد انہوں نے کئے، یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ اس کے وہ روزے کہاں گئے، جو اس بھائی کے روزوں کے بعد انہوں نے رکھے (راوی کو شک ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عام اعمال کا ذکر کیا تھا، یا روزوں کا ذکر فرمایا تھا)۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کے مقامات میں تو اس سے بھی زیادہ فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِیْ عُذْرَۃَ ثَلٰثَۃً أَتَوُالنَّبِیَّ ﷺ فَأَسْلَمُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ یَّکْفِلُنِیْھِمْ؟ قَالَ طَلْحَۃُ أَنَا فَکَانُوْا عِنْدَہٗ فَبَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ أَحَدُھُمْ فَاسْتُشْھِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْھِدَ ثُمَّ

مَاتَ الثَّالِثُ عَلیٰ فِرَاشِہٖ قَالَ قَالَ طَلْحَۃُ فَرَأیْتُ ھٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَۃَ فِی الْجَنَّۃِ وَرَأَیْتُ الْمَیِّتَ عَلیٰ فِرَاشِہٖ أَمَامَھُمْ وَالَّذِی اسْتُشْھِدَ اٰخِرًا یَلِیْہِ وَأَوَّلُھُمْ یَلِیْہِ فَدَخَلَنِیْ مِنْ ذَالِکَ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ ذَالِکَ فَقَالَ وَمَا أَنْکَرْتَ مِنْ ذَالِکَ؟ لَیْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ مُّؤْمِنٍ یُعَمَّرُ فِی الْا □ ✦ سْلَامِ لِتَسْبِیْحِۃٖ وَتَکْبِیْرِہٖ وَتَھْلِیْلِہٖ. (احمد)

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عذرہ میں سے تین آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے (اور حضورؐ کی خدمت میں قیام کا ارادہ کیا) تو آپؐ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا ان نومسلم مسافروں کی خبر گیری میری طرف سے کون اپنے ذمہ لے سکتا ہے؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ چنانچہ یہ تینوں ان کے پاس رہنے لگے، اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کسی جگہ کے لئے روانہ فرمایا، تو ان تین صاحبوں میں سے ایک اس لشکر میں چلے گئے اور وہاں شہید ہو گئے، پھر آپؐ نے ایک اور لشکر روانہ فرمایا تو ایک دوسرے ساتھی اس میں چلے گئے اور وہ بھی شہید ہو گئے، پھر (کچھ دنوں بعد) ان میں سے تیسرے جو باقی بچے تھے ان کا انتقال بستر ہی پر ہو گیا (حدیث کے راوی عبداللہ بن شداد) کہتے ہیں حضرت طلحہ نے ذکر کیا کہ میں نے خواب میں ان تینوں ساتھیوں کو جنت میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ جو صاحب سب سے آخر میں اپنے بستر پر طبعی موت سے مرے وہ سب سے آگے ہیں اور ان کے پیچھے ان کے وہ ساتھی ہیں جو دوسرے نمبر پر شہید ہوئے تھے، اور ان کے پیچھے ان کے وہ ساتھی ہیں جو پہلے نمبر پر شہید ہوئے تھے، اس خواب سے میرے دل میں شبہ اور خلجان پیدا ہوا (کیونکہ میرا خیال تھا کہ شہید ہونے والے ان دو ساتھیوں کا درجہ اس تیسرے ساتھی سے بلند ہوگا جس کا انتقال بستر پر طبعی موت سے ہوا) پس میں نے رسول ﷺ سے اس (خواب اور اپنے تاثر اور خلجان) کا ذکر کیا، آپؐ نے ارشاد فرمایا، کہ: اس میں تم کو کیا بات اوپری اور غلط معلوم ہوتی ہے، (تم نے ان کے درجات کی جو ترتیب دیکھی ہے وہی ہونی چاہئے، اور جو تیسرا ساتھی اپنے دو ساتھیوں کی شہادت کے بعد بھی کچھ عرصہ زندہ رہا، اور نمازیں پڑھتا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا اسی کو سب سے آگے ہونا چاہئے، کیونکہ) اللہ کے نزدیک اس مؤمن سے کوئی افضل نہیں جس کو ایمان و اسلام کے ساتھ عمر دراز ملے، جس میں وہ اللہ کی تسبیح (سبحان اللہ کا ذکر) تکبیر (اللہ اکبر کا ذکر) اور تہلیل (لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر) کرے۔

فائدہ: محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کسی کو زیادہ عمر دے کر اس سے زیادہ نیک عمل کرا لے اور اس طرح اس کو بلند تر درجات کا مستحق بنا دے۔

باب: 21

ابلیس اور اس کے لشکر کے
انسان دشمنی کے چند کام

دین خراب کرنا

عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ حُیَیٍّ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَکِفًا فَأَتَیْتُهُ أَزُوْرُهُ لَیْلاً فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِیْ لِیَقْلِبَنِیْ وَکَانَ مَسْکَنُهَا فِی دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَیَا النَّبِیَّ ﷺ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی رِسْلِکُمَا ا□✦نَّهَا صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ا□✦نَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْا□✦نْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ وَ ا□✦نِّیْ خَشِیْتُ أَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا سُوْءًا أَوْقَالَ شَیْئًا (بخاری)

ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) معتکف تھے۔ میں رات کے وقت آپ کو دیکھنے کے لئے آپ کے پاس گئی اور (کچھ دیر) آپ سے بات کی۔ پھر میں کھڑی ہوئی اور (واپس جانے کے لئے) پلٹی تو آپ بھی میرے ساتھ کھڑے ہوئے تاکہ (مسجد کے دروازے تک جا کر) مجھے واپس بھیجیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی رہائش حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے احاطہ میں تھی۔ (جب نبی ﷺ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسجد کے دروازے پر تھے) تو انصار کے دو آدمی (قریب سے) گزرے۔ انہوں نے جب نبی ﷺ (کے ساتھ ایک خاتون) کو دیکھا تو تیزی سے چلنے لگے (تاکہ آپ کے لئے خلل اور تنگی کا باعث نہ بنیں)۔ نبی ﷺ نے فرمایا آہستہ چلو یہ (میرے ساتھ) صفیہ بنت حیی ہیں۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول سبحان اللہ (آپ کا یہ بتانا تعجب کی بات ہے۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم آپ کے بارے میں کیا کوئی برا گمان کریں گے) آپ ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کے اندر خون کی گردش کی طرح گردش کرتا ہے (یعنی خون کی مسلسل گردش کی طرح مسلسل وسوسہ اندازی کرتا رہتا ہے کوئی موقع جانے نہیں دیتا۔ اس موقع پر بھی وہ وسوسہ اندازی کر سکتا ہے اور بعض اوقات وسوسہ قوت پکڑ لیتا ہے اور بدگمانی کا باعث بن جاتا ہے) اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں بھی برا وسوسہ ڈال دے (اور وہ برا وسوسہ میرے بارے میں تمہاری بدگمانی کا سبب بن جائے جو تمہارے لئے بہت خطرے کی بات ہے)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَأْتِی الشَّیْطَانُ أَحَدَکُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ کَذَا مَنْ خَلَقَ کَذَا حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّکَ فَا□✦ذَا بَلَغَهُ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْیَنْتَهِ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان (یعنی ابلیس یا اس کا کوئی ساتھی) تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے (کبھی تو کسی انسان کو ورغلا کر اس کے ساتھ آتا ہے اور اس سے کہلواتا ہے اور کبھی خود آکر ذہن میں وسوسہ اندازی کرتے ہوئے) کہتا ہے فلاں

www.askfatwa.com

چیز کس نے پیدا کی اور فلاں چیز کس نے پیدا کی (اس طرح کئی چیزیں گنواتا ہے تاکہ ذہن اس طرف پختہ ہوجائے کہ ہر چیز کا کوئی پیدا کرنے والا ہے) یہاں تک کہ وہ (اب اپنا اصل تیر چھوڑتا ہے اور) کہتا ہے (اب بتا) تیرے رب کو کس نے پیدا کیا (اس سے آدمی کے بھٹکنے کا بڑا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے۔ تو اس خطرہ سے بچانے کے لئے نبی ﷺ نے فرمایا) جب تم میں سے کوئی اس مرحلہ تک پہنچ جائے (اور وسوسہ یہاں تک پہنچ جائے) تو (فوراً چوکنا ہوجائے کہ یہ ساری شیطان کی وسوسہ اندازی ہے اور اب اس کا (ایک) شافی علاج یہ ہے کہ آدمی شیطان سے) اللہ تعالیٰ کی پناہ لے (جس سے شیطان دور ہوجائے گا) اور اس سوچ بچار (میں مزید آگے جانے) سے رک جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... لَا تَحَيَّنُوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَا□ ✦نَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوِ الشَّيْطَانِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اپنی نماز (پڑھنے) کے لئے نہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت کو اختیار کرو اور نہ اس کے غروب ہونے کے وقت کو اختیار کرو کیونکہ سورج شیطان کے سر کے دو کناروں کے درمیان میں طلوع ہوتا ہے (یعنی جب سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان اس کے سامنے آکر اس طرح کھڑا ہوجاتا ہے کہ سورج اس کے سر کے دائیں بائیں کناروں کے درمیان میں نظر آتا ہے۔ اس وقت کو آکب پرست جو سورج کی پرستش کرتے ہیں شیطان گویا ان سے اپنی پرستش کرا رہا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اس وقت میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا تاکہ شیطان کو ان کی عبادت اپنی طرف منسوب کرنے کی گنجائش نہ رہے۔

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَةٍ أَلَا ا□ ✦نَّ رَبِّيْ أَمَرَنِيْ أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا ...... أَنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَ أَنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَ أَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا ...... (مسلم)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا سن لو میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ (دین کی ضرورت کی) جو باتیں تم نہیں جانتے وہ میں تم کو سکھادوں۔ جو باتیں آج میرے رب نے مجھے سکھائیں ان میں سے یہ ہے (کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں)...... میں نے اپنے تمام بندوں کو موحد پیدا کیا (کہ عالم ارواح میں سب سے عہد لیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا تھا کہ کیوں نہیں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اسی فطرت پر میں نے ان کو پیدا کیا) پھر ان کے پاس شیطان آئے (کبھی تو نیک آدمیوں کی صورت میں خود آئے اور کبھی شیطان قسم کے انسانوں کو آگے لائے) اور انہوں نے (بہت سے) بندوں کو ان کے دین (فطرت یعنی توحید) سے ہٹا دیا اور جو چیزیں میں نے لوگوں کے لئے حلال کی تھیں شیطانوں نے (اپنی گمراہی کی تدبیروں سے) ان کو بندوں پر حرام ٹھہرا دیا۔ اور ان شیطانوں نے بندوں کو اس بات پر ابھارا کہ وہ میرا شریک ٹھہرائیں جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔

نمازیں خراب کرنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ا□ ✦نَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ (وَ فِيْ رِوَايَةٍ ا□ ✦نَّ الشَّيْطَانَ) تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَأَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهٗ ا□ ✦لٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا ا□ ✦لَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا (بخاری)

www.askfatwa.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کل رات ایک (شیطان یعنی) بڑا طاقتور جن اچانک میرے سامنے آ گیا تا کہ میری نماز تڑوا دے۔تو اللہ نے مجھے اس پر قابو دیا (اور میں نے اس کو پکڑ لیا) اور میں نے خیال کیا کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں تا کہ تم سب صبح کے وقت اس کو دیکھ لو (لیکن) پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی یہ دعا یاد آئی رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ ۔(اے میرے رب مجھے ایسی بادشاہی عطا فرمائیے جو میرے بعد کسی اور کے لئے نہ ہو) اس پر آپ ﷺ نے (ان کی دعا کے احترام میں) اس شیطان کو ذلیل کر کے واپس کر دیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ا □ ✦ذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ فَا □ ✦ذَا قُضِیَ أَقْبَلَ فَا □ ✦ذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَا □ ✦ذَا قُضِیَ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الا □ ✦نْسَانِ وَقَلْبِهٖ فَيَقُوْلَ أُذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى لَا يَدْرِیْ أَثَلَاثًا صَلّٰى أَمْ أَرْبَعًا ...... (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے (تو اس جگہ کا) شیطان (اس کا بوجھ اپنے اوپر محسوس کرتا ہے اور اس بوجھ کی وجہ سے وہ) آواز کے ساتھ ہوا خارج کرتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔جب اذان ہو چکتی ہے تو وہ واپس آ جاتا ہے۔پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو وہ دوبارہ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور جب اقامت ہو چکتی ہے تو وہ (واپس) آ جاتا ہے اور آدمی اور اس کے دل کے درمیان (جو تعلق ہے جس کی وجہ سے آدمی اپنے دل کو پوری طرح نماز کی طرف متوجہ کرتا ہے۔لیکن شیطان ان کے درمیان) حائل ہو جاتا ہے (اور مختلف قسم کے خیالوں میں اس کو الجھا دیتا ہے) کہتا ہے وہ وہ بات یاد کرو یہاں تک کہ (خیالوں میں الجھ کر) آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِی الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ أَحَدِكُمْ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں آدمی کے ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ تو اچکنا ہے جو شیطان تم میں سے کسی کی نماز سے اچک لیتا ہے (یعنی جب کوئی نماز پڑھنے لگتا ہے تو شیطان چاہتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے اب اس کی نماز خراب کرو اور آدمی کو ثواب نہ لینے دو اور اس وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ آدمی نماز میں ایسی حرکتیں کرے جس سے یا تو نماز خراب ہو یا ثواب کم ہو جائے۔نماز میں ادھر ادھر دیکھنا بھی اسی قبیل سے ہے اور اس سے شیطان کی مراد پوری ہوتی ہے لہٰذا اس کو شیطان کا اچکنا بتایا گیا ہے۔)

انسانوں کا مذاق اڑانا اور ان کی توہین کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ التَّثَاوُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَا □ ✦ذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَا □ ✦نَّ أَحَدَكُمْ ا □ ✦ذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جماہی لینا شیطان کی جانب سے ہے (کہ وہی آدمی کو خوب زیادہ کھانے کی ترغیب اور شوق دلاتا ہے۔اور زیادہ کھانے سے طبیعت میں کسلمندی پیدا ہوتی ہے جس سے جماہی آتی ہے) تو جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے وہ اس کو روکے کیونکہ جب جماہی کے زور میں کوئی ہا کی آواز نکالتا ہے تو شیطان ہنستا ہے (کہ دیکھو میں نے انسان

www.askfatwa.com

کو کیا خوب احمق بنایا ہے)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ فَقِیْلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی أَصْبَحَ مَا قَامَ ا ✦لَی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ أُذُنِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِیْ أُذُنَیْہِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ وہ سوتا ہی رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی (اور سورج نکل آیا لیکن) وہ نماز کے لئے نہیں اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (شیطان پہلے تو تین گرہیں باندھ کر سوتے رہنے کا وسوسہ ڈالتا ہے کہ ابھی طویل رات باقی ہے۔ پھر جب فجر کی نماز قضا کروا دیتا ہے تو پکے دشمنوں کی طرح توہین آمیز سلوک بھی کرتا ہے کہ) شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔

نیک عمل سے غافل کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَۃِ رَأْسِ أَحَدِکُمْ ا ✦ذَا هُوَنَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَۃٍ مَکَانَهَا عَلَیْکَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَا ✦نِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ ا ✦نْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَا ✦نْ تَوَضَّأَ ا ✦نْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَا ✦نْ صَلّٰی ا ✦نْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ کُلُّهَا فَأَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَ ا ✦لَّا أَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر کی پچھلی طرف تین گرہیں لگاتا ہے ہر گرہ کی جگہ پر تھپتھپاتا ہے (اور یہ وسوسہ اندازی کرتا ہے) کہ ابھی تو طویل رات (باقی ہے) لہٰذا سوتا رہ۔ اگر آدمی (رات میں یا فجر کی نماز کے لئے وقت پر) بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے (اور نیند سے بیدار ہونے کی دعائیں پڑھتا ہے) تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کرتا ہے تو (دوسری) گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو (تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اس طرح) تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ شخص صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اس (کی طبیعت) میں نشاط ہوتا ہے اور نفس میں خوشی (کی کیفیت) ہوتی ہے ورنہ آدمی صبح اس حال میں کرتا ہے کہ طبیعت میں خباثت (اور مردنی سی) چھائی ہوتی ہے اور کسلمندی وسستی کا زور ہوتا ہے۔

عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدَ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ وَ رَجُلَانِ یَسْتَبَّانِ فَأَحَدُهُمَا ا ✦حْمَرَّ وَجْهُهٗ وَ انْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ا ✦نِّیْ لَأَعْلَمُ کَلِمَۃً لَوْقَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا یَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا یَجِدُ (بخاری)

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور (کچھ ہی فاصلہ پر) دو آدمی آپس میں (جھگڑتے ہوئے) ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ اس دوران (غصہ کی شدت سے) ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں تو نبی ﷺ نے فرمایا (جب دو آدمیوں میں کوئی رنجش اور جھگڑا ہوتا ہے تو شیطان اس سے فائدہ اٹھا کر غصہ بھڑکانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ غصہ کی شدت سے مغلوب ہو کر آدمی بہت سی ناجائز حرکتوں کا مرتکب ہو جائے مثلاً بری گالیاں دینا، مار پیٹ کرنا، زخمی کرنا اور قتل تک کر دینا وغیرہ۔ لہٰذا ایسی کیفیت سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر ایسی کیفیت طاری ہو جائے تو) مجھے ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر اس کیفیت والا آدمی اس کو کہہ لے تو یہ کیفیت اس سے دور ہو جائے۔ اگر وہ یوں کہہ لے أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ تو اس کی یہ کیفیت دور ہو جائے۔

www.askfatwa.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ أَنَّ أَحَدَکُمْ ا□ ✦ذَا أَتٰی أَھْلَهٗ قَالَ أَللّٰھُمَّ جَنِّبْنِی الشَّیْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنِیْ فَا□ ✦نْ کَانَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّہُ الشَّیْطَانُ وَلَمْ یُسَلَّطْ عَلَیْهِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور (پہلے) یہ کلمات کہہ لے کہ أَللّٰھُمَّ جَنِّبْنِی الشَّیْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنِیْ (اے اللہ مجھ سے بھی شیطان کو دور رکھئے اور جو اولاد آپ مجھے عطا فرمائیں اس سے بھی شیطان کو دور رکھئے) تو اگر ان (میاں بیوی) کے ہاں اولاد ہوگی تو شیطان اس کو (ایسا) ضرر نہیں پہنچا سکے گا (کہ وہ بڑا ہو کر خبیث بن جائے) اور نہ ہی (شیطان کو) اس پر مسلط کیا جائے گا۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ کُلُّ بَنِیْ آدَمَ یَطْعَنُ الشَّیْطَانُ فِیْ جَنْبِهٖ بِا□ ✦صْبَعَیْهِ حِیْنَ یُوْلَدُ غَیْرَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذَھَبَ یَطْعَنُ فَطَعَنَ فِی الْحِجَابِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا شیطان (یا اس کا کوئی پیروکار جن) ہر آدمی کی پیدائش کے وقت اس کے پہلو میں اپنی دو انگلیوں سے کچوکا لگاتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے کہ ان کو لپٹے ہوئے کپڑے کے اوپر سے لگایا۔

دنیا کا نقصان پہنچانا

عَنْ أَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَا□ ✦ذَا حَلَمَ أَحَدُکُمْ حُلْمًا یَخَافُهٗ فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِہٖ وَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّھَا فَا□ ✦نَّھَا لَا تَضُرُّہٗ (بخاری)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اچھا (اور سچا) خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے اور جھوٹا (اور برا) خواب شیطان کی جانب سے ہوتا ہے (کیونکہ آدمی کو پریشان اور غمگین کرنے کے لئے وہی انسان کی قوت متخیلہ پر اثر انداز ہو کر پریشان کن خواب دکھاتا ہے) تو جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے جس سے خوفزدہ ہو تو اپنی بائیں جانب تھتکار دے اور اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے تو وہ خواب اس کو نقصان نہ دے گا۔

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ا□ ✦ذَا اسْتَجْنَحَ اللَّیْلُ أَوْ قَالَ کَانَ جَنْحَ اللَّیْلُ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَا□ ✦نَّ الشَّیَاطِیْنَ تَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَا□ ✦ذَا ذَھَبَ سَاعَۃٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْھُمْ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب رات چھانے لگے (یعنی مغرب کا وقت قریب ہو جائے) تو اپنے (چھوٹے) بچوں کو (کمروں کے اندر کرکے) روک لو کیونکہ اس وقت شیطان جن پھیل جاتے ہیں (اور چونکہ چھوٹے بچے کچھ ذکر اور دعائیں وغیرہ نہیں پڑھ سکتے اس لئے اندیشہ ہے کہ شیطان ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائیں) اور جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے۔ (اور سیاہی پوری طرح چھا جائے کہ اب خطرہ نہیں رہا) تو پھر بچوں کو چھوڑ دو (کہ اس وقت شیطان جن دوبارہ سمٹ جاتے ہیں)۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نَّ ا□ ✦بْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ یَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَأَدْنَاھُمْ مِنْهُ مَنْزِلَۃً أَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً یَجِیْءُ أَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا ثُمَّ یَجِیْءُ أَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ مَاتَرَکْتُهٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ امْرَأَتِهٖ قَالَ فَیُدْنِیْهِ مِنْهُ وَیَقُوْلُ نَعَمْ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ أُرَاہُ قَالَ فَیَلْتَزِمُهٗ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر لوگوں کو (طرح طرح کی گمراہیوں اور) فتنوں

www.askfatwa.com

میں ڈالنے کے لئے اپنے چھوٹے چھوٹے لشکر بھیجتا ہے۔(اسکے لشکریوں میں سے) مرتبہ ومنزلت کے اعتبار سے اس کے سب سے قریب وہ ہوتا ہے جس (کی گمراہی اور جس) کا فتنہ وفساد سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔(کارگزاری سنانے کے لئے لشکریوں میں سے) ایک (اسکے پاس) آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ یہ کام کئے۔ ابلیس کہتا ہے کہ (ٹھیک ہے لیکن) تو نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ پھر (اس کے پاس ان میں سے) ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں (فلاں آدمی کے پیچھے لگ گیا اور میں نے اس کو چھوڑا ہی نہیں (بلکہ اس پر مسلسل اپنی محنت کرتا رہا اور اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان نفرت اور غصہ ابھاتا رہا) یہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈلوا دی۔ فرمایا کہ (اس کارگزاری سے ابلیس بہت ہی خوش ہوتا ہے اور) اس کو اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو (نے ہی اصل میدان مارا) ہے۔حدیث کے راوی امام اعمش کہتے ہیں کہ مجھے یوں یاد ہے کہ پھر شیطان اس کے گلے لگ جاتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ مِنْ أَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان اس بات سے تو مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں مسلمان (بت پرستی کی راہ سے) اس کی عبادت کریں (اور اسلام سے پہلے جیسی عام بت پرستی کی حالت پیدا ہو جائے) لیکن اس کو مسلمانوں کے درمیان شر کو ابھارنے کی امید ہے (کہ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ابھارے اور یوں لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت کروائے)۔

باب: 22

بیعت اوراس کی اقسام

بیعت عہد کرنے کو کہتے ہیں۔کسی بات کی بیعت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بیعت کرنے والا اس کا عہد کرتا ہے کہ وہ اس کام کو حتی الوسع کرے گا اور اس کے تمام تقاضے پورے کرے گا۔

1- سمع وطاعت کے قابل عہدیدار سے نہ جھگڑنے اورحق وانصاف پرقائم رہنے کی بیعت

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَی السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ فِی الْیُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهٗ وَ أَنْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَیْثُ کُنَّا (نسائی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی (یعنی آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کرآپ سے عہد کیا) کہ ہم آسانی ہو یا تنگی اور دل کا نشاط ہو یا ناگواری ہو (اپنے حکمرانوں کے) احکام کو سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے (جب تک کہ کفر یا معصیت کا حکم نہ دیں کیونکہ حدیث میں یہ ضابطہ ذکر ہوا ہے کہ **لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ** جس کام میں خالق کی معصیت و نافرمانی ہو اس میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے) اور یہ کہ ہم اہل و قابل حکمرانوں سے ان کی حکومت کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے (کہ ہم اس کوشش میں لگ جائیں کہ بلاوجہ ان کو معزول کریں یا ان کو ہٹا کر خود حکمران بن جائیں) اور یہ کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق پر قائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم خواہ کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور ایک اور روایت میں ہے کہ ہم خواہ کہیں بھی ہوں انصاف کی بات کہیں گے۔

2- ہرمسلمان کے لئے خیرخواہی کی بیعت

عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَی النُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ (نسائی)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی بیعت کی۔

3- کفار کے ساتھ مقابلہ سے نہ بھاگنے پر بیعت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... ا□ ✦ نَّمَا بَایَعْنَاهُ (یَعْنِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ) عَلٰی أَنْ لَّا نَفِرَّ (نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے میدان جنگ سے نہ بھاگنے کی بیعت کی۔

4- موت پر بیعت

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلْمَةَ بْنِ الْأَکْوَعِ عَلٰی أَیِّ شَیْءٍ بَایَعْتُمُ النَّبِیَّ ﷺ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ قَالَ عَلَی الْمَوْتِ

www.askfatwa.com

(نسائی)

یزید بن ابوعبید کہتے ہیں میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ لوگوں نے حدیبیہ کے موقع پر کس بارے میں نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ موت پر (یعنی یہ کہ ہم دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم رہیں گے اور میدان سے نہ بھاگیں گے اگرچہ اس میں قتل ہو جائیں)۔

5- جہاد کی بیعت

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِیْ أُمَيَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ أَبِیْ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ (نسائی)

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر میں اپنے والد امیہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا اور کہا اے اللہ کے رسول آپ میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ان سے جہاد کی بیعت لے لیتا ہوں کیونکہ (فتح مکہ کے ساتھ جب کہ مکہ مکرمہ بھی اسلامی حکومت میں شامل ہو گیا ہے اور اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے) اب ہجرت (کی فرضیت) ختم ہو گئی ہے۔

www.askfatwa.com

6- مختلف برائیوں سے بچنے کی بیعت

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتَ قَالَ ا□ ✦ نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ تُبَايِعُوْنِیْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَ أَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِیْ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهٗ ا□ ✦ لَى اللّٰهِ ا□ ✦ نْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَا□ ✦ نْ شَاءَ عَاقَبَهٗ. (نسائی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جبکہ صحابہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے گرد موجود تھی آپ نے فرمایا تم لوگ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور اپنے دلوں سے کوئی بہتان نہ گھڑو گے اور بھلائی کے کام میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔ پھر جس نے اس بیعت (اور عہد) کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ پر (اس کے فضل سے) ثابت ہوگا۔ اور تم میں سے جس نے ان برائیوں میں سے کوئی برائی کی پھر اس پر اس کو (دنیا میں) سزا ملی تو وہ سزا اس کے لئے کفارہ ہوگی اور جس نے یہ کوئی برائی کی پھر (دنیا میں) اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو (آخرت میں) اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا۔ اگر چاہے گا تو معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو سزا دے گا۔

عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ لَهٗ أُبَايِعُكَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْمَا أَحْبَبْتُ وَ فِيْمَا كَرِهْتُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ أَوَ تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ يَاجَرِيْرُ أَوَ تُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ قُلْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ فَبَايَعَنِیْ وَالنُّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (نسائی)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرتا ہوں کہ جو بات مجھے پسند ہو اور جو مجھے ناپسند ہو سب میں میں (اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے احکام) سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے جریر کیا تم اس کی طاقت (اور استطاعت) رکھتے ہو۔ (اس کے بجائے یوں) کہو میں اپنی استطاعت بھر سمع واطاعت کروں گا (یعنی آدمی کی اپنی پونجی تو اس کی استطاعت وقوت ہے جس سے وہ آگے نہیں جا سکتا اگرچہ مزید آگے بڑھنے کے مواقع نفس الامر میں موجود ہوں) پھر آپ ﷺ نے

مجھ سے اس بات کی اور ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کی بیعت لی۔

مختلف نیک کاموں کی بیعت

عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُبَايِعُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُبْسُطْ يَدَکَ حَتّٰى أُبَايِعَکَ وَ اشْتَرِطْ عَلَيَّ فَأَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ أُبَايِعُکَ عَلٰى أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّکٰوةَ وَتُنَاصِحَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ (نسائی)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ بیعت لے رہے تھے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ اپنا (داہنا) ہاتھ (آگے) بڑھایئے تا کہ میں (جو بیعت کا طریقہ ہے اس کے مطابق آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر) آپ سے بیعت کروں اور آپ خود ہی بیعت کے کلمات مجھے کہلوا دیجئے کیونکہ آپ زیادہ باخبر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم سے بیعت لیتا ہوں اس کی کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو گے اور نماز قائم کرو گے اور زکوۃ ادا کرو گے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرو گے اور (کفار و) مشرکین سے جدا رہو گے۔

عورتوں سے زبانی بیعت

عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ نِسْوَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ نُبَايِعُهُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُبَايِعُکَ عَلٰى أَنْ لَّانُشْرِکَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَانَسْرِقَ وَلَانَزْنِيَ وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَ أَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيَکَ فِيْ مَعْرُوْفٍ قَالَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَ أَطَقْتُنَّ قَالَتْ قُلْنَا أَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَرْحَمُ بِنَا هَلُمَّ نُبَايِعُکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦نِّيْ لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ ا□ ✦نَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَاةٍ کَقَوْلِيْ لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ مِثْلَ قَوْلِيْ لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ. (نسائی)

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں انصار کی چند عورتوں کے ساتھ نبی ﷺ سے بیعت کرنے کے لئے آپ کے پاس گئی اور ہم (عورتوں) نے کہا اے اللہ کے رسول ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتی ہیں اس بات پر کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور ہم چوری نہ کریں گی اور ہم زنا نہ کریں گی اور ہم اپنے پاس سے بہتان نہ تراشیں گی اور کسی بھلائی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ آپ نے فرمایا (یہ بھی ساتھ میں کہو کہ) جس قدر ہم استطاعت وطاقت رکھتی ہیں۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہم پر زیادہ مہربان ہیں (کہ ہماری رعایت فرماتے ہیں) تو اب آپ ہاتھ بڑھایئے تا کہ ہم بیعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا (اور مردوں سے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر جس طرح بیعت لیتے ہیں اس طرح میں عورتوں سے نہیں لیتا۔ ان سے زبانی بیعت ہی کافی ہے) اور میری سو عورتوں سے بھی زبانی بات (اور بیعت) اسی طرح ہے جس طرح میری ایک عورت سے زبانی بات) یعنی سب عورتوں کو ایک دفعہ ہی بیعت کے الفاظ کہلا دینا کافی ہے)۔

وبائی مرض میں مبتلا شخص سے غائبانہ بیعت

عَنِ الشَّرِيْدِ قَالَ کَانَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ فَأَرْسَلَ ا□ ✦لَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ا□ ✦رْجِعْ فَقَدْ بَايَعْتُکَ (نسائی)

حضرت شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قبیلہ بنو ثقیف کا جو وفد (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آیا اس میں ایک کوڑھ زدہ شخص بھی تھا۔ آپ ﷺ نے (پرہیز و احتیاط کی خاطر) اس شخص کو کہلا بھیجا کہ تم واپس چلے جاؤ میں نے تمہیں (غائبانہ) بیعت کر لیا ہے۔

بچوں سے بیعت نہیں

www.askfatwa.com

عَنْ الْحِرْمَاسِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَدَدْتُ يَدِیْ ا□ ✦لَی النَّبِیِّ ﷺ وَ أَنَا غُلَامٌ لِيُبَايِعَنِیْ فَلَمْ يُبَايِعْنِیْ. (نسائی)

حضرت حرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب کہ میں (نابالغ) لڑکا تھا میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تاکہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیعت لے لیں لیکن آپ نے مجھ سے بیعت نہیں لی (کیونکہ نابالغ مکلّف نہیں ہوتا اور عہد تو اس سے لیا جاتا ہے جو مکلّف اور ذمہ دار ہو)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ ا □ ✦لَيْهِمْ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ...... وَرَجُلٌ بَايَعَ ا□ ✦مَامًا لَا يُبَايِعُهُ ا□ ✦لَّا لِلدُّنْيَا فَا□ ✦نْ أَعْطَاهُ مِنْهَا مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهُ وَا □ ✦نْ لَّمْ يُعْطِهٖ لَمْ يَفِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین طرح کے آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو کلام کریں گے اور نہ ان کی طرف نظر (رحمت) کریں گے اور نہ (گناہوں وخطاؤں سے) ان کو پاک صاف کریں گے۔ (ان میں سے ایک) وہ شخص ہے جس نے امام وحاکم کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن صرف دنیوی غرض سے۔ اگر حاکم اس کو جو وہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے تو وہ بیعت کا عہد پورا کرتا ہے اور اگر حاکم اس کو وہ نہیں دیتا تو وہ اپنا عہد پورا نہیں کرتا۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ بِغَيْرِ ا □ ✦مَامٍ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَفِیْ رِوَايَةٍ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِیْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (طبرانی کبیر)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے بغیر مرا (یعنی جس شخص کو اس حال میں موت آئی کہ مسلمانوں کا ایسا حاکم موجود ہے جو اسلام کے احکام پورے کرتا ہے پھر بھی اس نے اس کو اپنا حاکم تسلیم نہیں کیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور (اسی مضمون کو) ایک اور روایت میں اس طرح ذکر کیا کہ جس شخص کو موت اس حالت میں آئی کہ اس کی گردن میں (عادل حکمران کی) بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

www.askfatwa.com

باب: 23

جزیرہ عرب سے یہود ونصاریٰ کا اخراج

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ ا□ ✦ نْطَلِقُوْا ا□ ٰی یَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰی جِئْنَا بَیْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا ا□ ✦ عْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَا□ ✦ نِّیْ أُرِیْدُ أَنْ أُجْلِیَکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْکُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے اور (ہم سے) فرمایا (میرے ساتھ) یہود کے پاس چلو۔ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم یہود کے مدرسہ میں پہنچے تو آپ کھڑے رہے اور (یہود کے قبیلہ بنونضیر کی جلا وطنی اور بنوقریظہ کے قتل کے بعد بچ رہنے والے یہود کے قبیلہ بنوقینقاع سے) فرمایا اے یہود کی جماعت تم اسلام قبول کرلوتو (دنیا وآخرت کی تکلیفوں اور عذاب سے) سلامتی حاصل کرلو گے۔ جان لو کہ زمین (حقیقت میں تو) اللہ کی اور (قانون شریعت میں) اس کے رسول کی ہے (کہ ان کو شریعت کے مطابق اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار ہے)۔اور (اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق) میرا ارادہ ہے کہ میں تمہیں اس زمین (یعنی جزیرہ عرب سے جلا وطن کردوں۔تو تم میں سے جو کوئی اپنے مال میں سے کوئی شے پائے (جس کو منتقل کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین،مکان اور درخت وغیرہ) تو وہ اس کو فروخت کردے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی الله عنه أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَأُخْرِجَنَّ الْیَهُوْدَ وَ النَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰی لَا أَدَعَ فِیْهَا ا□ ✦ لَّا مُسْلِمًا (مسلم) و فی روایة لَئِنْ عِشْتُ ا□ ✦ نْ شَاءَ اللّٰهُ لَأُخْرِجَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ (ترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اللہ نے چاہا تو) میں یہود اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے ضرور نکال دوں گا یہاں تک کہ اس میں سوائے مسلمان کے کسی اور کو نہ چھوڑوں گا اور ایک روایت میں یوں ہے (آپ نے فرمایا) اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ یہود ونصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصٰی بِثَلَاثَةٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی (جن میں سے ایک یہ تھی کہ) آپ نے فرمایا مشرکین (یعنی یہود ونصاریٰ) کو جزیرہ عرب سے نکال دینا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَی الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰی أَهْلِ خَیْبَرَ أَرَادَ أَنْ یُخْرِجَ الْیَهُوْدَ مِنْهَا وَکَانَتِ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَیْهَا لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ فَسَأَلَ الْیَهُوْدُ رَسُوْلَ

www.askfatwa.com

اللہِ ﷺ أَنْ يَتْرُكَهُمْ عَلٰى أَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَ لَهُمْ نِصفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُقِرُّكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَأُقِرُّوْا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرَ فِىْ ا ✦ مَارَتِهٖ ا ✦ لٰى تَيْمَاءَ وَ أَرِيْحَاءَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود ونصاری کو ارض حجاز (یعنی جزیرہ عرب) سے جلاوطن کیا اور (اس کی صورت یہ ہوئی کہ) جب رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر پر فتح پائی تو خیبر کی زمین (حقیقت کے اعتبار سے تو) اللہ کی اور (شریعت کے اعتبار سے) اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی ہوئی تو (خیبر کے) یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کو (جلا وطن نہ کیا جائے بلکہ ان کو (زمینوں پر) چھوڑ دیا جائے اس شرط پر کہ یہ زمینوں پر (مسلمانوں کے لئے کام (یعنی کاشتکاری) کی کفایت کریں گے اور عوض میں نصف پیداوار لیں گے (چونکہ مسلمانوں میں اس وقت افرادی قوت کی کمی تھی اس لئے یہود کی پیشکش کو آپ ﷺ نے قبول کیا) اور فرمایا جب تک ہم مسلمان چاہیں گے تمہیں اس پر برقرار رکھیں گے۔ تو ان کو ان کی جگہوں پر برقرار رکھا گیا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو (شام کے دو علاقوں) تیماء اور اریحاء کی طرف جلا وطن کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ ا ✦ نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَقَدْ رَأَيْتُ ا ✦ جْلَاءَ هُمْ فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِىْ أَبِى الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَ تُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ وَعَامَلَنَا عَلَى الْأَمْوَالِ فَقَالَ عُمَرُ أَ ظَنَنْتَ أَنِّىْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ بِكَ ا ✦ ذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ هٰذِهٖ كَانَتْ هُزَيْلَةً مِنْ أَبِى الْقَاسِمِ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَ أَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالاً وَ ا ✦ بِلًا وَعُرُوْضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَ حِبَالٍ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کے ساتھ ان کے اموال (یعنی جزیہ دینے اور مزارعت کرنے) پر معاملہ فرمایا اور (ان کو) بتایا کہ جب تک اللہ تمہیں برقرار رکھیں گے (اور تمہیں یہاں سے نکالنے کا حکم نہ دیں گے) جس کی صورت یہ ہے کہ تم ہماری تابعداری کرتے رہو اور شرارتیں کرنے سے اجتناب کرو تو) ہم بھی تمہیں برقرار رکھیں گے (لیکن یہ پھر شرارتیں کرنے لگے اور جو مسلمان پیداوار کی جانچ پڑتال کرنے گئے ان میں سے بعض کو قتل و زخمی کر دیا لہٰذا) میں نے ان یہود کو جلا وطن کرنے کا سوچ لیا ہے۔ جب اس بارے میں (یہود نے دیکھا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عزم پختہ ہو گیا تو قبیلہ بنو حقیق کا ایک سوار حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ ہمیں نکالیں گے حالانکہ محمد (ﷺ) نے ہمیں (یہاں) برقرار رکھا اور مال پر ہمارے ساتھ معاملہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیا تمہارا خیال ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا (تمہیں) یہ کہنا بھول گیا ہوں کہ تمہارا کیا حال ہو گا جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور متواتر کئی دن تک قوی اور جوان اونٹنی تمہیں لئے دوڑتی رہے گی۔ اس سردار نے کہا یہ تو ابو قاسم (حضرت محمد ﷺ) کا محض مذاق تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے دشمن تم جھوٹ کہتے ہو (کیونکہ رسول اللہ ﷺ کبھی مذاق میں بھی خلاف واقعہ بات نہیں کرتے تھے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کو (خیبر سے) جلا وطن کر دیا اور پھل کی پیداوار میں جو ان کا حصہ تھا اس کی قیمت میں مال اور اونٹ اور ساز و سامان مثلاً کجاوے اور رسیاں وغیرہ دیں۔

طبعی (Physical) اسباب کے علاوہ ماوراء الطبعی (Metaphysical) اسباب

عَنۡ أَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ ا□ ✦ شۡتَکَتِ النَّارُ ا□ ✦ لٰی رَبِّهَا فَقَالَتۡ رَبِّ أَکَلَ بَعۡضِیۡ بَعۡضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَیۡنِ نَفَسٌ فِی الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِی الصَّیۡفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوۡنَ مِنَ الۡحَرِّ وَ أَشَدُّ مَا تَجِدُوۡنَ مِنَ الزَّمۡهَرِیۡرِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی اور کہا میرے بعض حصہ نے بعض کو کھالیا ہے (یعنی میرے اندر حرارت اور برودت اتنی بڑھ گئی ہے گویا کہ خود ایک حصہ دوسرے پر غالب آرہا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو (سال میں) دو سانس لینے (یعنی بجلی کی طرح کی اپنی وہ توانائی خارج کرنے) کی اجازت عطا فرمائی (جو حرارت و برودت میں منتقل ہوتی ہے جیسے بجلی کے چولہے اور ہیٹر میں بجلی آتی ہے اور حرارت میں تبدیل ہوتی ہے۔ اگر پیچھے سے بجلی کے لوڈ LOAD میں کمی ہوجائے تو حرارت کی پیداوار میں کمی ہوجائے گی۔ اسی طرح جہنم میں حرارت کی موجب توانائی کا سال میں دو مرتبہ اخراج کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ اس توانائی کا جو حرارت میں تبدیل ہوتی ہے اور دوسری مرتبہ اس توانائی کا جو برودت میں تبدیل ہوتی ہے۔ یہ خارج ہونے والی توانائی خواہ وہ لہروں کی شکل میں ہو یا شعاعوں کی صورت میں ہو باقی ساری کائنات میں پھیل جاتی ہے اور جہاں کہیں اور جب کبھی مناسب ماحول ملتا ہے تو وہ توانائی حرارت یا برودت میں منتقل ہوجاتی ہے۔ اس حرارت و برودت کی مقدار کا دارو مدار اس شے کی صلاحیت پر ہوتا ہے جو اس توانائی کو قبول کرتی ہے۔ چونکہ اس کا واضح اظہار سخت گرمی اور سخت سردی میں ہوتا ہے اس لئے عام فہم کرنے کے لئے فرمایا کہ جہنم کا اس توانائی کو خارج کرنا (یا بالفاظ دیگر ایک مرتبہ سانس لینا) سردی میں ہوتا ہے اور ایک مرتبہ گرمی میں ہوتا ہے۔ تو سخت ترین گرمی جو تم پاتے ہو (اسی کی وجہ سے ہے) اور سخت ترین سردی جو تم پاتے ہو (اسی کی وجہ سے ہے)۔

فائدہ: 1- قرآن پاک میں مذکور ہے کہ جہنم کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر یعنی بت ہیں تو ہماری بات اس کے خلاف نہیں اپنے وقت پر وہ بھی ایندھن بنیں گے۔

2- وہ کون سی اشیاء ہیں جو اس توانائی کو قبول کرتی ہیں؟ حدیث میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک سورج اور ایک انسانی جسم جب کہ اس کا درجہ حرارت ایک حد تک پہنچ گیا ہو۔

عَنۡ أَبِیۡ ذَرٍّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِیۡ سَفَرٍ فَقَالَ أَبۡرِدۡ ثُمَّ قَالَ أَبۡرِدۡ حَتّٰی فَاءَ الۡفَیۡءُ یَعۡنِی لِلتُّلُوۡلِ ثُمَّ قَالَ أَبۡرِدُوۡا بِالصَّلٰوةِ

www.askfatwa.com

فا✦نَّ شِدَّةَ الْحَرِّمِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ (اور ساتھی) سفر میں تھے۔ظہر کی نماز کا وقت ہوا اور لوگوں نے ظہر کی نماز کا ارادہ کیا تو) آپ نے فرمایا ٹھنڈک ہونے دو (یعنی تپش کم ہونے دو۔کچھ دیر بعد پھر لوگوں کا ظہر کی نماز کا ارادہ ہوا تو) آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ کچھ ٹھنڈک ہونے دو۔آپ نماز میں تاخیر کرتے رہے یہاں تک کہ چھوٹے ٹیلوں کے سائے بھی بن گئے۔پھر آپ نے فرمایا ظہر کی نماز کے لئے ٹھنڈک ہونے دیا کرو (یعنی گرمی کے موسم میں جب تپش کم ہو جائے اس وقت نماز پڑھو) کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کی وجہ سے ہوتی (جس کی توجیہ اوپر بیان ہو چکی)۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (بہت تیز) بخار جہنم کی تپش کی وجہ سے ہوتا ہے تو اس کو پانی سے (یعنی ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کر کے یا جسم پر ٹھنڈا پانی ڈال کر) ٹھنڈا کرو۔

سورج اور چاند گہن

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ ا✦بْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ ا✦بْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا✦نَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهٖ فا✦ذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ (بخاری)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اس دن سورج گرہن ہوا جس دن آپ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔اس پر (بعض) لوگوں نے کہا کہ سورج ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے گہنا گیا ہے۔(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند نہ کسی کی موت کی وجہ سے گہناتے ہیں اور نہ کسی کی حیات کی وجہ سے (بلکہ یہ نظام اگرچہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے طبعی اسباب کے تحت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں نشانی رکھی ہے کہ یہ اتنے بڑے بڑے سیارے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قہر کے آگے بے بس ہیں۔تو آدمی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وقہر کی اس نشانی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے قہر سے ڈرے) لہٰذا جب تم سورج یا چاند گرہن دیکھو تو (اللہ تعالیٰ کی انتہائی عظمت وقہر کا احساس کر کے اس کے آگے اپنا سر جھکا دو اور) نماز پڑھو اور (اس کی پکڑ اور اس کے انتقام سے بچنے کی) اللہ سے دعا کرو۔

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا✦نَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَايَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهٗ (بخاری)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو (بہت بڑی) نشانیاں ہیں۔یہ کسی کی موت کی وجہ سے نہیں گہناتے البتہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے (کہ یہ خلقت میں عظیم الشان ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے قہر اور ان کی قدرت کے آگے کیسے مغلوب ہیں) اپنے بندوں کو (اپنے قہر اور اپنی گرفت سے) ڈراتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلَتْ يَهُوْدُ ا✦لَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا هُوَ قَالَ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ مَعَهٗ مَخَارِيْقُ مِنْ نَّارٍ يَسُوْقُ بِهَا السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ قَالُوْا فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِيْ تَسْمَعُ

قَالَ زَجْرَۃٌ بِالسَّحَابِ ا□ ✦ ذَا زَجَرَہٗ حَتّٰی یَنْتَہِیَ ا□ ✦ لٰی حَیْثُ أُمِرَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (کچھ) یہود نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے ابو قاسم (ﷺ) ہمیں رعد کے بارے میں بتائیے کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے۔ اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ بادل کو جہاں اللہ چاہتا ہے ہنکا تا ہے۔ یہود نے پوچھا تو یہ کڑک کی آواز کیسی ہوتی ہے جو آپ سنتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بادل پر کوڑے کی مار ہوتی ہے کہ جو فرشتہ بادل پر مارتا ہے یہاں تک بادل اس جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں کا اسے حکم ہوتا ہے۔

فائدہ: بادلوں کے چلنے اور ان کی گرج اور ان میں بجلی کی کڑک کے جہاں طبعی اسباب ہیں جو سائنس کی مدد سے معلوم کئے جاتے ہیں وہیں کچھ مابعد الطبعی اسباب بھی ہیں جن کی خبر رسول دیتے ہیں اور یہ کچھ بعید نہیں کہ ایک ہی چیز کے دو سبب ہوں جیسا کہ بخار کے دو طبعی سبب اکٹھے ہو سکتے ہیں مثلاً ملیریا اور فلو دونوں ہی سبب بیک وقت بخار کا باعث ہو سکتے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ بَیْنَا رَجُلٌ بِفَلَاۃٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِی سَحَابَۃٍ ا□ ✦ سْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ فَتَنَحّٰی ذٰلِکَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَہٗ فِیْ حَرَّۃٍ فَا□ ✦ ذَا شَرْجَۃٌ مِنْ تِلْکَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِکَ الْمَاءَ کُلَّہٗ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَا□ ✦ ذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِہٖ یُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِہٖ فَقَالَ لَہٗ یَا عَبْدَ اللّٰہِ مَا اسْمُکَ قَالَ فُلَانٌ الا□ ✦ سْمِ الَّذِیْ فِی السَّحَابَۃِ فَقَالَ لَہٗ یَاعَبْدَ اللّٰہِ لِمَ تَسْأَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ فَقَالَ ا□ ✦ نِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ ھٰذَا مَاءُہٗ وَیَقُوْلُ اسْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ لِاسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْھَا قَالَ أَمَّا ا□ ✦ ذَا قُلْتَ ھٰذَا فَا□ ✦ نِّیْ أَنْظُرُ ا□ ✦ لٰی مَایَخْرُجُ مِنْھَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِہٖ وَ اٰکُلُ أَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَأَرُدُّ فِیْھَا ثُلُثَہٗ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اس دوران کہ ایک شخص ایک صحرا میں تھا کہ اس نے بادل میں (فرشتے کی) آواز سنی کہ (اے فلاں بادل تو) فلاں (نام کے) آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ اس پر وہ بادل علیحدہ ہو کر (اس نام کے آدمی کے باغ کی طرف گیا اور) اپنی بارش پتھروں پر برسا دی۔ پتھروں سے پانی کے بہاؤ کے نالوں میں سے ایک نالہ میں وہ سارا پانی جمع ہو گیا۔ آواز سننے والا شخص اس پانی کے پیچھے چلا تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا اپنے بیلچہ سے پانی کے رخ کو موڑ رہا ہے۔ اس شخص نے باغ والے آدمی سے پوچھا اے اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا میرا فلاں نام ہے (اور یہ وہی نام تھا جو بادل میں سنا تھا) پھر باغ والے نے پوچھا اے اللہ کے بندے تم میرا نام کیوں پوچھتے ہو۔ اس نے جواب دیا میں نے اس بادل میں کہ جس کا یہ برسا ہوا پانی ہے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں نام کے آدمی کے (یعنی تمہارے) باغ کو سیراب کرو۔ (اب) تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس باغ میں کیا کرتے ہو (جو تمہارے ساتھ یہ خصوصی معاملہ پیش آیا) باغ والے نے کہا جب تم یہ بتا ہی چکے تو (سنو) میں باغ کی پیداوار پر نظر ڈالتا ہوں پھر اس کے ایک تہائی کو (فقراء پر) صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی میرے اور میرے اہل و عیال استعمال کرتے ہیں اور ایک تہائی کو میں باغ کے خرچے میں لگا دیتا ہوں۔

فائدہ: اسی طرح جب کسی حادثہ سے انسان کا محفوظ رہنا مقدر ہوتا ہے تو جہاں طبعی اسباب بھی اثر دکھاتے ہیں وہیں ماوراء الطبعیاتی (Metaplysical) اسباب کی کارفرمائی بھی نظر آتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ أَمْرِ اللّٰہِ (سورہ رعد: 11) فرشتے انسان کی امر الٰہی سے (ان بلاؤں اور حوادث سے) حفاظت کرتے ہیں (جن سے اللہ تعالیٰ بندے کو بچانا چاہتے ہیں)۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ بَنِیْ آدَمَ مَوْلُوْدٌ ا ✦ لَّا یَـمُسُّهُ الشَّیْطَانُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّیْطَانِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَ ابْنِهَا (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی آدم میں ہر پیدا ہونے والے بچہ کو شیطان اس کی پیدائش کے وقت کچوکہ لگاتا ہے تو بچہ (طبعی سبب کے علاوہ) شیطان کے کچوکہ کی وجہ سے (بھی) بلند آواز سے رونا ہے سوائے مریم (علیہا السلام) اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے (کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا کی وجہ سے جو قرآن پاک میں منقول ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہا السلام کو شیطان کے کچوکہ لگانے سے محفوظ رکھا۔

باب: 25

دعا میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ کو وسیلہ اور واسطہ بنانا جائز ہے

جواز کے دلائل جو حدیث میں ہیں وہ آگے مذکور ہیں۔ جواز کی وجہ یہ ہے کہ احادیث میں جن چیزوں کو واسطہ بنایا گیا ہے ان میں اصل وصف ان کی مقبولیت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان پر رضا ہے ورنہ ان چیزوں کا بذات خود تو اللہ تعالیٰ پر کوئی زونہیں ہے۔ تو دعا میں ان چیزوں کے واسطہ بنانے کا مطلب حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی بندوں کے حال پر عنایت ومہربانی کو اوران کے پرخلوص اعمال کی قدردانی کو نمایاں کیا جاتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حال پر مہربانی فرمائی اوران کے اعمال کی قدردانی کی ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر بھی مہربانی فرمائیں اور ہماری دعا کے عمل کو قبول فرمالیں۔

دعا میں عمل کا واسطہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ا □ ✦ نُطَلَقَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَتّٰی اٰوَاھُمُ الْمَبِیْتُ ا □ ✦ لٰی غَارٍ فَدَخَلُوْہُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَیْھِمُ الْغَارَ فَقَالَ ا □ ✦ نَّہٗ لَایُنْجِیْکُمْ مِنْ ھٰذِہِ الصَّخْرَةِ ا □ ✦ لَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰہَ بِصَالِحِ أَعْمَالِکُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْھُمْ أَللّٰھُمَّ کَانَ لِیْ أَبَوَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ، وَکُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَھُمَا أَھْلاً وَلَا مَالاً فَنَاٰی بِیْ طَلَبُ شَجَرٍ یَوْمًا فَلَمْ أَرُحْ عَلَیْھِمَا حَتّٰی نَامَا، فَحَلَبْتُ لَھُمَا غَبُوْقَھُمَا فَوَجَدْتُھُمَا نَائِمَیْنِ، فَکَرِھْتُ اَنْ أَغْبِقَ قَبْلَھُمَا أَھْلاً أَوْمَالاً، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰی یَدِیْ أَنْتَظِرُ اسْتِیْقَاظَھُمَا حَتّٰی بَرِقَ الْفَجْرُ زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ وَالصِّبْیَةُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ، فَاسْتَیْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَھُمَا أَللّٰھُمَّ ا □ ✦ نْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِیْہِ مِنْ ھٰذِہِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَیْئًا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ قَالَ النَّبِیُّ قَالَ الْاٰخَرُ: أَللّٰھُمَّ کَانَتْ لِیْ ا □ ✦ بْنَةُ عَمٍّ کَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ ا □ ✦ لَیَّ فَأَرَدْتُّھَا عَلٰی نَفْسِھَا وَامْتَنَعَتْ مِنِّیْ حَتّٰی أَلَمَّتْ بِھَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِیْنَ فَجَاءَتْنِیْ فَأَعْطَیْتُھَا عِشْرِیْنَ وَمِائَةَ دِیْنَارٍ عَلٰی أَنْ تُخَلِّیَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ نَفْسِھَا فَفَعَلَتْ، حَتّٰی اِذَا قَدَرْتُ عَلَیْھَا قَالَتْ لَایَحِلُّ لَکَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ ا □ ✦ لَّا بِحَقِّہٖ فَتَحَرَّجْتُ عَنِ الْوُقُوْعِ عَلَیْھَا فَانْصَرَفْتُ عَنْھَا وَھِیَ أَحَبُّ النَّاسِ ا □ ✦ لَیَّ وَتَرَکْتُ الذَّھَبَ الَّذِیْ أَعْطَیْتُھَا، أَللّٰھُمَّ ا □ ✦ نْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَیْرَ أَنَّھُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْھَا قَالَ النَّبِیُّ وَقَالَ الثَّالِثُ: أَللّٰھُمَّ ا □ ✦ سْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ وَأَعْطَیْتُھُمْ أَجْرَھُمْ غَیْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَکَ الَّذِیْ لَہٗ وَذَھَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَہٗ حَتّٰی کَثُرَتْ مِنْہُ الْأَمْوَالُ، فَجَاءَنِیْ بَعْدَ حِیْنٍ، فَقَالَ یَا عَبْدَاللّٰہِ أَدِّ ا □ ✦ لَیَّ أَجْرِیْ، فَقُلْتُ کُلُّ مَا تَرٰی مِنْ

www.askfatwa.com

أَجْرِکَ مِنَ ا □ ✦ لْابِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ، فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ: لَا تَسْتَهْزِئُ بِیْ فَقُلْتُ ا □ ✦ نِّیْ لَا أَسْتَهْزِئُ بِکَ فَأَخَذَهٗ كُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ يَتْرُکْ مِنْهُ شَيْئًا اللّٰهُمَّ ا □ ✦ نْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْهِکَ فَافْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمی جو تم سے پہلی امت میں تھے سفر میں چلے۔ یہاں تک کہ وہ رات کے وقت آرام کے لئے ایک غار میں داخل ہوئے۔ اتنے میں پہاڑ پر سے ایک چٹان نیچے لڑھک کر آئی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اس چٹان سے تمہیں کوئی چیز نہیں بچائے گی مگر یہ کہ تم اللہ سے اپنے نیک اعمال کے ذریعے سے دعا کرو۔ ان میں سے ایک نے یوں دعا کی اے اللہ میرے دو بوڑھے والدین تھے میں ان سے پہلے کسی کو دودھ نہ پلاتا تھا نہ بیوی بچوں کو نہ غلاموں کو۔ ایک دن درخت کی تلاش میں میں دور نکل گیا اور جب میں رات کو واپس آیا تو وہ سو چکے تھے مجھے یہ پسند نہ ہوا کہ والدین سے پہلے میں اپنے بیوی بچوں اور غلاموں کو دودھ پلاؤں تو میں اپنے ہاتھوں میں پیالہ پکڑے کھڑا رہا اور ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا ایک روایت میں ہے کہ بچے میرے قدموں پر (بھوک کی وجہ سے) شور کرتے رہے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔ پھر وہ بیدار ہوئے اور انہوں نے اپنا دودھ پیا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم جس مشکل میں ہیں آپ اس سے ہمیں کشادگی عطا فرما دیں۔ چٹان کچھ سرکی لیکن ابھی نکل نہ سکتے تھے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا دوسرے نے دعا کی اے اللہ میری ایک چچا زاد بہن تھی جو لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی میں نے اس سے اپنی مراد چاہی لیکن وہ نہ مانی یہاں تک کہ ایک مرتبہ قحط پڑا تو وہ میرے پاس آئی تو میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میری مراد کے حصول میں حائل نہ ہو گی حتی کہ جب میں نے اس پر قدرت پالی تو وہ بولی کہ تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم جائز طریقے کے بغیر مہر کو توڑو۔ اس پر میں اس سے جماع کرنے سے باز رہا اور اس سے پرے ہٹ گیا حالانکہ وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی اور میں نے جو اس کو سونا دیا تھا وہ اس کے پاس ہی چھوڑ دیا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ عمل آپ کی رضامندی کے لئے کیا تھا تو ہم جس مشکل میں ہیں اس سے ہم کو رہائی عطا فرما۔ وہ چٹان اپنی جگہ سے کچھ اور ہلی لیکن اب بھی وہ اس سے نکل نہ سکتے تھے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تیسرے نے یوں دعا کی۔ اے اللہ میں نے چند مزدور اجرت پر رکھے اور ان کو اجرت بھی دیدی البتہ ان میں سے ایک نے اپنا حصہ چھوڑا اور چلا گیا۔ اس کی اجرت کو میں نے (کاروبار میں لگا کر) بڑھایا یہاں تک کہ اس سے بہت سے اموال بن گئے۔ پھر ایک عرصے کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھے میری اجرت دیدے میں نے کہا یہ اونٹ گائے بکریاں اور غلام جو تم دیکھ رہے ہو یہ سب تمہاری اجرت ہے اس نے کہا اے اللہ کے بندے میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے جواب دیا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ اس نے وہ سارا مال لیا اور ہنکا کر لے گیا اور اس میں سے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ آپ کی رضامندی کے لئے کیا تھا تو جس مشکل میں ہم ہیں اس سے کشادگی عطا فرما۔ اس پر چٹان ہٹ گئی اور وہ اس غار میں سے نکل کر چلے گئے۔

فائدہ: اس حدیث میں الفاظ کہ ا □ ✦ نَّهٗ لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ ا □ ✦ لَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ (تم اس چٹان سے نجات حاصل نہیں کر سکو گے مگر یہ کہ تم اللہ تعالیٰ سے اپنے نیک اعمال کے واسطے سے دعا کرو) اس بارے میں واضح ہیں کہ اعمال کے واسطہ سے دعا کرنی ہو گی اور اسی طرح کی بھی گئی۔

دعا میں رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دینا

www.askfatwa.com

1- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ فَقَالَ أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَ إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَانَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ أَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (نسائی و ترمذی)

حضرت عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں دعا کردوں اور اگر تم چاہو تو صبر کرلو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے (کہ تمہیں صبر کی وجہ سے آخرت میں بڑا اجر ملے گا)۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد ﷺ نبی رحمت کے اے محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنی رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ وہ پوری کی جائے اے اللہ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

2- عَنْ أَبِى الْجَوْزَاءِ أَوْسِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًا إِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتِ الشَّحْمُ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتقِ (سنن دارمی)

ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی طرف چھت میں ایک سوراخ کر دو تا کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب اور چھت نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی حتیٰ کہ خوب گھاس اگی اور اونٹ خوب فربہ ہو گئے اور فربہی کی وجہ سے پھٹے پڑتے تھے اسی وجہ سے اس سال کو عام الفتق یعنی پھٹنے کا سال کہا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِىْ بَكْرٍ قَالَ عَلَّمَنِىَ النَّبِيُّ هٰذَا الدُّعَاءَ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَبِإِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ وَبِمُوْسٰى نَجِيِّكَ وَ عِيْسٰى رُوْحِكَ وَ كُلِّ وَحْيٍ أَوْحَيْتَهٗ أَوْ قَضَاءٍ قَضَيْتَهٗ وَأَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ أَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ غَيْبِكَ وَأَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ بِالْأَحَدِ الصَّمَدِ الْوِتْرِ وَبِعَظْمَتِكَ وَكِبْرِيَائِكَ وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تَرْزُقَنِيَ الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ وَأَنْ تَخْلِطَ بِلَحْمِيْ وَ دَمِيْ وَسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَتَسْتَعْمِلَ بِهٖ جَسَدِيْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ فَإِنَّهٗ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ (رزین. جمع الفوائد)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی! فرمایا کہو اے اللہ میں آپ کے نبی محمد اور آپ کے خلیل ابراہیم اور آپ کے نجی (سرگوشی کرنے والے) موسیٰ اور آپ کے روح اور کلمہ عیسیٰ علیہم السلام کے واسطے سے اور موسیٰ علیہ السلام کی تورات اور عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور داؤد علیہ السلام کی زبور اور محمد ﷺ کے فرقان کے واسطے سے اور ہر وحی کے واسطے سے جو آپ نے کی ہو اور ہر فیصلے کے واسطے سے جو آپ نے کیا ہو آپ سے سوال کرتا ہوں......الخ

غیر نبی کو وسیلہ بنانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رضى الله عنه كَانَ إِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضى

www.askfatwa.com

الله عنه فَقَالَ أَللّٰهُمَّ ا ✦نَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ ا ✦لَيْکَ بِنَبِيِّنَا ﷺ فَتَسْقِينَا وَا ✦نَّا نَتَوَسَّلُ ا ✦لَيْکَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب لوگوں پر قحط کی حالت آتی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ (نبی ﷺ کے چچا) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ کے واسطہ سے بارش کی دعا کرتے تھے اور یہ کہتے تھے اے اللہ ہم آپ کی طرف اپنے نبی ﷺ کو وسیلہ بناتے تھے اور آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے اور (اب) ہم آپ کی طرف اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو آپ ہمیں بارش عطا فرمائیے۔ کہتے ہیں کہ اس پر بارش ہو جاتی تھی۔

کسی مقبول بندے کے حق کا واسطہ دینا

دعا میں یوں کہنا کہ اے اللہ بحق فلاں میری مراد پوری کردے یہ بھی جائز ہے کیونکہ مقبول بندوں کا اللہ تعالیٰ پر حق بھی محض اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سے ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے اور یہ کہہ کر ہم اللہ تعالیٰ کو ان کی عنایت و مہربانی کا واسطہ دیتے ہیں۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ ا ✦لَّا مُؤَخَّرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ أَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَا ✦نَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا (بخاری و مسلم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے (ساتھ لیکن) پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا۔ میرے اور آپ کے درمیان کاٹھی کی صرف پچھلی لکڑی حائل تھی۔ آپ نے پوچھا اے معاذ (کیا تم) جانتے ہو اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ میں نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ باخبر ہیں (میں تو یہ بات نہیں جانتا)۔ آپ نے فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہ کرتا ہو اللہ اس کو عذاب نہ دے۔ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنا دوں۔ آپ نے فرمایا (کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان کو یہ خوشخبری سناؤ تو وہ اس پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں (یعنی یہ بات ایسی نہیں کہ اس کو بعینہ اسی طرح ہر طرح کے لوگوں میں بیان کردو کیونکہ بہت سے لوگ اپنی کم سمجھی کی وجہ سے اتنی بات پر مطمئن ہو کر بیٹھ رہیں گے اور عمل میں سستی کریں گے جس کی وجہ سے ایمان کے خراب ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے البتہ جو لوگ دین کو اچھی طرح سمجھتے ہیں تو ان کے اندر ان خوشخبریوں کو سن کر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری اور اطاعت کے جذبہ میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے عوام کے سامنے جب یہ بات رکھی جائے تو ساری بات کو خوب کھول کر بیان کر دیا جائے اور ضروری تنبیہات بھی کر دی جائیں)۔

www.askfatwa.com

باب: 26

تعدیہ امراض

جاہلی دور کے عربوں کا یہ نظریہ اور خیال تھا کہ بعض بیماریوں کی یہ ذاتی اور لازمی خاصیت ہے کہ وہ ضرور متعدی ہوتی ہیں اور ایک کی بیماری بذات خود دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایام جاہلیت کے اس باطل نظریے کی نفی کی اور چونکہ آپ ﷺ سائنس کی تعلیم دینے نہیں آئے تھے اس لئے تعدیہ امراض کی سائنسی حقیقت تو نہیں بتائی البتہ کچھ احتیاطیں بتائیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تعدی کسی نہ کسی طریقہ سے ہوتا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ خود بیماری دوسرے کو منتقل نہیں ہوتی اور نہ ہی تعدیہ لازمی ہے کہ ہر ایک کو ضرور ہو بلکہ بیماری کے اسباب مثلاً جراثیم اور وائرس مریض کی وجہ سے بھی پھیلتے ہیں اور ان اسباب سے ہر ایک کا متاثر ہونا لازمی نہیں ہے۔ دوسرے کا اس سے متاثر ہونا کچھ شرائط اور موانع پر موقوف ہوتا ہے مثلاً کسی دوسرے شخص میں اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت (Immunity) پیدا ہو چکی ہو تو یہ قوت مدافعت جراثیم و وائرس کے موثر ہونے میں مانع ہوگی۔ علاوہ ازیں تعدیہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت سے آزاد نہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاعَدْوٰى وَلَاصَفَرَ وَ لَا غُوْلَ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اسلام میں) نہ تعدیہ (امراض کا جاہلی نظریہ) ہے اور نہ صفر (کے مہینہ کے منحوس ہونے کا نظریہ) ہے اور نہ غول بیابانی (بھوت وغیرہ کا تصور) ہے (کہ وہ جنگلوں میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر مسافر کو راہ سے بھٹکا کر مار دیتے ہیں)۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَر وَ لَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِىٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الإ ✦ بِلِ تَكُوْنُ فِى الرَّمَلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا قَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اسلام میں) نہ تعدیہ (کا جاہلیت کا سا نظریہ) ہے اور نہ صفر (کے مہینے کی نحوست کا نظریہ) ہے اور نہ پرندہ (سے شگون لینے کا نظریہ) ہے۔ اس پر ایک بدوی نے کہا اے اللہ کے رسول پھر یہ کیا بات کچھ اونٹ جو ریت (اور ریگستان) میں اس طرح (صاف ستھرے) ہوتے ہیں گویا کہ وہ ہرن ہیں۔ پھر ان کے ساتھ کوئی خارش زدہ اونٹ آ ملتا ہے جو ان کو خارش زدہ کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اگر ایسی بیماری صرف تعدیہ ہی سے پھیلتی ہے اور ایک کی بیماری بعینہ دوسرے کو لگتی ہے تو پھر سوچنے کی بات ہے) کہ سب سے پہلا جانور جس کو خارش لگی اس کو کس نے خارش زدہ کیا (ظاہر ہے کہ اس کو خارش اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دیگر اسباب سے لگی اسی طرح آگے سلسلہ بھی اسی کے بنائے ہوئے اسباب کے تحت چل رہا ہے۔

چونکہ مقصود جاہلی نظریات وعقائد کی نفی کرنا تھی مطلق تعدیہ امراض کی نفی مقصود نہیں تھی اس لئے اس سے بچنے کی کچھ ہدایات رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائیں۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ (أَنَّہُ) سَمِعَ أَبَاھُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَایُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰی مُصِحٍّ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا بیمار چوپایوں والا اپنے چوپائے تندرست چوپایوں والے کے پاس نہ لائے۔ (یعنی بیمار چوپایہ کوتندرست چوپایوں سے دور رکھو)۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ کَانَ فِیْ وَفْدِ ثَقِیْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ فَأَرْسَلَ ا □ ✦ لَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ ا □ ✦ نَّا قَدْ بَایَعْنَاکَ فَارْجِعْ (مسلم)

حضرت شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قبیلہ بنوثقیف کے وفد میں (جو بیعت کے لئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) جذام (کوڑھ) میں مبتلا ایک شخص بھی تھا۔آپ نے اس کو پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں (غائبانہ) بیعت کرلیا۔بس تم (اپنی بیماری کی وجہ سے یہاں نہ آؤ اور) لوٹ جاؤ۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ کَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوڑھی سے ایسے ہی بھاگو (یعنی پرہیز اور حفاظت کرو) جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو (اور اپنی حفاظت کرتے ہو)۔

تنبیہ: لیکن یہ پرہیز اور احتیاط لازمی نہیں ہے۔اور اگر کبھی وبائی امراض کے مریض سے دور رہنا ممکن نہ ہوتو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِیَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِی الْقَصْعَةِ وَقَالَ کُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَکُّلًا عَلَیْهِ (ابن ماجه)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کوڑھی شخص کا ہاتھ پکڑا اور اس کو اپنے ساتھ پیالے میں ڈالا اور فرمایا تم (میرے ساتھ) کھاؤ میں اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتا ہوں۔

www.askfatwa.com

باب: 27

نظر لگنا

حسد اور فخر ایک نفسانی کیفیت ہے۔ بعض لوگوں کی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ ان میں جب کسی کے بارے میں حسد پیدا ہوتا ہے تو اس کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے نگاہ کے ذریعہ سے بھی اور اس کے بغیر بھی حتیٰ کہ نابینا میں بھی دوسرے کے حالات واوصاف سن کر یہ کیفیت پیدا ہوتو اس کا بھی اثر پڑتا ہے۔ دوسرے پر اثر پڑنے کو نظر لگنا کہتے ہیں لیکن یہ اثر پڑتا ہے تو دیگر بیماریوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم اور قضا سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکم سے آزاد نہیں ہوتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا نظر (کا لگنا اور اس کا اثر ہونا) حق ہے (اور اس کا اثر اتنا تیز اور قوی ہوتا ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت (وغلبہ) لے جانے والی ہوتی (بایں طور کہ وہ کسی شے کو تقدیر میں لکھے وقت سے پہلے فنا اور ختم کر دیتی) تو نظر تقدیر پر سبقت لے جاتی۔

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ رَأٰی عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَیْفٍ یَغْتَسِلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا رَأَیْتُ كَالْیَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ قَالَ فَلُبِطَ سَهْلٌ فَأُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَکَ فِیْ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ وَاللّٰهِ مَا یَرْفَعُ رَأْسَهٗ فَقَالَ هَلْ تَتَّهِمُوْنَ لَهٗ أَحَدًا فَقَالُوْا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِیْعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامِرًا فَتَغَلَّظَ عَلَیْهِ وَقَالَ عَلَامَ یَقْتُلُ أَحَدُکُمْ أَخَاهُ أَلَّا بَرَّکْتَ (شرح السنة)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (میرے والد) سہل بن حنیف غسل کر رہے تھے کہ عامر بن ربیعہ کی ان پر نظر پڑی تو عامر نے کہا اللہ کی قسم میں نے نہ تو آج کا سا دن (پہلے) دیکھا اور نہ ہی (سہل بن حنیف کی جلد کی طرح نرم وملائم) کسی کنواری کی جلد دیکھی۔ (عامر کا اتنا کہنا تھا کہ) سہل بن حنیف ایک دم گر پڑے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کیا سہل بن حنیف کا آپ کے پاس کوئی علاج ہے۔ اللہ کی قسم وہ تو اپنا سر تک نہیں اٹھاتے۔ آپ نے پوچھا کیا تم کسی کو اس کا ذمہ دار سمجھتے ہو (اور گمان کرتے ہو کہ اس کی نظر ان کو لگی ہوگی)۔ لوگوں نے کہا (جی ہاں) ہم عامر بن ربیعہ کو اس کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بلوایا اور (تحقیق وتفتیش کے بعد) ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور فرمایا کیوں تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کے قتل کے درپے ہوتا ہے۔ تم نے بَارَکَ اللّٰهُ عَلَیْکَ کیوں نہ کہا (کہ یہ کلمات یا ماشاء اللہ کہنے سے اس نفسانی کیفیت کی شدت ختم ہوجاتی ہے اور دوسرے کو ضرر نہیں ہوتا)۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ الْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَتُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقِدْرَ (ابن عدی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نظر (دیگر بیماریوں کی طرح ایک سبب ہے جو) آدمی (کی موت کا باعث بن کر اس) کو قبر میں داخل کر

www.askfatwa.com

دیتی ہے اوراونٹ (کوموت کے قریب کر کےاس کے ذبح کا باعث بنتی ہے اوراس کے گوشت) کو دیگ میں داخل کردیتی ہے۔

نظر کا علاج

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ...... وَا□ ✦ذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (نظر واقعی چیز ہے۔ جب تمہاری کسی کونظر لگےاور نظر کے علاج کے لئےتم سے تمہارے جسم کا دھوون طلب کیا جائےتوتم وہ دو۔ (کیونکہ جب تمہارا دھوون اس شخص کے جسم پر ڈالا جائے جس پرتمہاری نظر کا اثر ہے تو اس سے نظر کا اثر دور ہوجا تا ہے)۔

اوپر حضرت سہل بن حنیف کا قصہ ذکر ہوا اس میں مزید یہ تفصیل ہے:

ا□ ✦غْتَسِلُ لَهُ فَغَسَلَ لَهُ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَ رُكْبَتَيْهِ وَ أَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَ دَاخِلَةَ ا □ ✦زَارِهٖ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّتْ عَلَيْهِ فَرَاحَ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ لَهُ بَأْسٌ (شرح السنة)

رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ربیعہ (جن کی نظر سہل کو لگی تھی ان) سے فرمایا کہ سہل بن حنیف کو اپنا دھوون دو۔ تو عامر نے ایک ٹب میں اپنا چہرہ دھویا اوراپنے دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں اوراپنی شرمگاہ دھوئی۔ پھر وہ دھوون سہل بن حنیف (کی پشت کی جانب سے ان) کے سر پر ڈالا گیا تو وہ ایک دم (ٹھیک ٹھاک ہوکر) لوگوں کے ساتھ چل دیئےاوران کوکچھ تکلیف نہ رہی۔

2- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ نے نظر لگنے کی وجہ سے دم کرنے کی اجازت دی۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سُفْعَةٌ تَعْنِيْ صُفْرَةً فَقَالَ اسْتَرْقُوْا لَهَا فَا □ ✦نَّ بِهَا النَّظْرَةَ (بخاری و مسلم)

(ام المومنین) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کے چہرے پر آسیب (یعنی جنات کے اثر) کی علامت دیکھی تو فرمایا اس کو دم کرو کیونکہ اس کو جنات کی نظر لگی ہے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ مَرْفُوْعًا بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنِ حَاسِدٍ أَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ (مسلم و ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے دم کرنے کے لئے مذکورہ بالا الفاظ نقل کرتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے: اللہ کے نام سے میں تجھ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے تکلیف دیتی ہواور ہر نفس کے شر سے یا ہر حسد کرنے والی کی نظر سے۔ اللہ تجھے شفا دے۔ اللہ کے نام سے میں تجھ پر دم کرتا ہوں۔

www.askfatwa.com

باب: 28

دم اورتعویذ

کسی بیماری اورتکلیف کودور کرنے کے لئے جہاں کچھ مادی ذرائع ہیں مثلاً ادویات وغیرہ اسی طرح کچھ غیر مادی ذرائع بھی ہیں جس کی ایک بڑی واضح حسی مثال ہومیو پیتھک دواؤں کی ہے۔ان میں مادی دوا کی مقدار تو کم ہوتے ہوتے تقریباً کالعدم ہو جاتی ہے لیکن چند جھٹکے دینے سے اس کی تاثیر بڑھتی جاتی ہے۔قرآن پاک میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر جو جادوگر آئے انہوں نے اپنے عمل کے ذریعہ سے نظر بندی کر دی اور سب حاضرین کو ان کی پھینکی ہوئی رسیاں سانپ نظر آنے لگیں۔حضرت مریم علیہا السلام کے دامن میں فرشتے کے دم کرنے سے ان کو حمل ٹھہر گیا۔غرض بعض کلمات کے اثرات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان میں رکھے ہیں اور کلمات میں اصل تو اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا کلام ہے جس میں مادی و روحانی اثرات پائے جاتے ہیں۔

عَنۡ عَوۡفِ بۡنِ مَالِکٍ الۡأَشۡجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرۡقِیۡ فِی الۡجَاهِلِيَّةِ فَقُلۡنَا يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ كَيۡفَ تَرٰی فِیۡ ذٰلِکَ فَقَالَ ا ✦ عۡرِضُوۡا عَلَيَّ رُقَاكُمۡ لَا بَأۡسَ بِالرُّقٰی مَا لَمۡ يَكُنۡ فِيۡهِ شِرۡکٌ (مسلم)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے دور میں (کچھ پڑھ کے) دم کرتے تھے۔ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ کی اس (دم کرنے) کے بارے میں کیا رائے ہے۔آپ نے فرمایا دم کرنے میں جو کچھ تم پڑھتے ہو وہ مجھے بتاؤ۔(وہ سن کر آپ نے فرمایا) بذات خود دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرکیہ کلمہ نہ ہو۔

عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ شُعَيۡبٍ عَنۡ أَبِيۡهِ عَنۡ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمۡ مِنَ الۡفَزَعِ كَلِمَاتٍ أَعُوۡذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنۡ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنۡ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيۡنِ وَ أَنۡ يَّحۡضُرُوۡنَ وَكَانَ عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ عَمۡرٍو يُعَلِّمُهُنَّ مَنۡ عَقَلَ مِنۡ بَنِيۡهِ وَمَنۡ لَّمۡ يَعۡقِلۡ كَتَبَهٗ فَأَعۡلَقَهٗ عَلَيۡهِ (ابوداؤد و ترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب کے ذریعہ سے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خوف کے لئے یہ دعا سکھاتے تھے۔ **أَعُوۡذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنۡ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنۡ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيۡنِ وَأَنۡ يَّحۡضُرُوۡنَ** اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے سمجھدار بچوں کو یہ دعا یاد کرواتے تھے (تاکہ وہ خود اس کو پڑھیں) اور جو ناسمجھ تھے اس کو لکھ کر ان کے گلے میں لٹکاتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی کتاب الطب میں بعض جلیل القدر تابعین کے اقوال درج ہیں۔

1- ابوعصمہ کہتے ہیں میں نے (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد) حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے تعویذ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا **لَا بَأۡسَ ا ✦ ذَا كَانَ فِیۡ أَدِيۡمٍ** یعنی جب وہ چمڑے کے اندر (سلا) ہو تو کچھ حرج نہیں۔

www.askfatwa.com

2- حضرت جعفر صادق اپنے والد حضرت محمد باقر رحمہ اللہ کے بارے میں کہتے ہیں ا□ ✦نَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّكْتُبَ الْقُرْاٰنَ فِیْ أَدِيْمٍ ثُمَّ يُعَلِّقَهٗ وہ قرآنی آیت کولکھ کر چمڑے میں بند کرنے (تا کہ تعویذ کھلا نہ رہے اور بیت الخلا میں اسی طرح جانے سے بے ادبی نہ ہو) پھر اس کو گردن میں لٹکانے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے۔

3- حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے ا□ ✦نَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا بِالشَّیْءِ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی وہ قرآنی تعویذ میں کچھ حرج خیال نہ کرتے تھے۔

4- حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا فتوی تھا کہ لَا بَأْسَ أَنْ يُّعَلَّقَ الْقُرْاٰنُ یعنی قرآنی تعویذ لٹکانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

وہ حدیثیں جن میں تعویذ، گنڈے اور منکے کے استعمال کی ممانعت ہے ان کا مطلب

1- عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَاٰى فِیْ عُنُقِیْ خَيْطًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ خَيْطٌ رُقِیَ لِیْ فِيْهِ قَالَتْ فَأَخَذَهٗ فَقَطَعَهٗ ثُمَّ قَالَ أَنْتُمْ آلُ عَبْدِ اللّٰهِ لَأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ا□ ✦نَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُوْلُ هٰكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِیْ تُقْذَفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ ا□ ✦لٰى فُلَانٍ الْيَهُوْدِیِّ فَا□ ✦ذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ا□ ✦نَّمَا ذٰلِكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهٖ فَا□ ✦ذَا رُقِیَ كَفَّ عَنْهَا ا□ ✦نَّمَا كَانَ يَكْفِيْكِ أَنْ تَقُوْلِیْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ ا□ ✦لَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے میری گردن میں ایک دھاگا (بطور گنڈے کے) لٹکا ہوا دیکھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ دھاگا (گنڈا) ہے جس پر دم کیا گیا ہے (دم کرنے والا غالبًا کوئی کافر تھا اور اندیشہ تھا کہ اس کے دم میں شرکیہ الفاظ ہوں)۔ کہتی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ دھاگا پکڑا اور اس کو توڑ دیا پھر فرمایا اے عبداللہ کے گھر والو تم تو شرک (کی ان باتوں) سے بے نیاز ہو (کیونکہ توحید میں ہمارے پاس سب کچھ ہے اور) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دم (جن میں کفریہ کلمات ہوں یا کوئی اور ناجائز بات ہو یا ایسے الفاظ ہوں جن کا معنی ہی معلوم نہ ہو) اور منکے (اور تعویذ جن میں شرکیہ وکفریہ کلمات کا استعمال ہو) اور جادو کے بول پڑھے ہوئے گنڈے شرک ہیں (مطلب یہ کہ اگر چہ ہم نے خود ان پر نہیں پڑھا اور نہ ہی ان پر لکھا لیکن کفریہ و شرکیہ الفاظ کے استعمال کی وجہ سے ان کا استعمال ناجائز ہے اور شرک ہی کا حصہ ہے) کہتی ہیں (مجھے خیال ہوا کہ اگر وہ کلمات ناجائز اور کفریہ ہوں تو پھر تو ان میں اثر ہی نہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ اصل قدرت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے) میں نے کہا آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں حالانکہ (پہلے کبھی) میری آنکھیں دکھتی تھیں تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی تھی۔ وہ ان پر (کچھ پڑھ کر) دم کرتا تو آنکھوں کو سکون ہو جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ایسا بھی ہوتا ہے کہ) وہ تکلیف شیطان (یعنی کسی شریر جن) کے اپنے ہاتھ کے اثر سے ہو۔ جب وہ یہودی دم کرتا تو شیطان تکلیف دینے سے رک جاتا۔ تمہارے لئے تو بس یہ کافی ہے کہ تم صرف وہ کہو جو رسول اللہ ﷺ کہتے تھے یعنی أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ ا□ ✦لَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا (اے لوگوں کے رب اس تکلیف و بیماری کو دور کر دے اور شفا دے کیونکہ صرف تو ہی شفا دینے والا ہے اور تیری شفا کے علاوہ اور کوئی شفا نہیں ہے (لہٰذا تو شفا دے) ایسی شفا جو کچھ بیماری نہ چھوڑے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا أُبَالِيْ مَا أَتَيْتُ ا ✦ نْ أَنَا ...... تَعَلَّقْتُ تَمِيْمَةً (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا۔ آپ فرما رہے تھے میں جو کچھ کروں اس کی مجھے کیا پرواہ ہوا گر...... میں (جاہلیت کے زمانہ کے کفر وشرک والے) منکے (یا تعویذ) لٹکاؤں (یعنی اگر میں ایسا کروں تو میں ان لوگوں میں سے ہوں گا جو حرام اور ناجائز سے بچنے کی فکر نہیں کرتے)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وَكِّلَ ا ✦ لَيْهِ (ابوداؤد)

(بڑے تابعی) حضرت عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے (اپنے گلے میں) کوئی چیز لٹکائی (جس کو وہ بالذات مؤثر اور شافی سمجھتا ہے یا اس میں کفر وشرک کے کلمات لکھے یا پڑھے گئے ہوں) تو وہ اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایسا تعویذ وغیرہ لٹکایا جس میں قرآنی آیات یا اسمائے الٰہیہ ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کی طرف سپردگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سپردگی ہے۔

مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے

كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ التَّمَائِمَ كُلَّهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَ غَيْرِ الْقُرْاٰنِ

(بعض) صحابہ سارے ہی تعویذوں کو ناپسند کرتے تھے خواہ قرآن کے ہوں یا غیر قرآن کے۔

فائدہ: ان بعض صحابہ کے ناپسند کرنے کی یہ وجہ تو نہیں ہو سکتی کہ تعویذوں کا استعمال محض تعویذ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے کیونکہ قرآنی آیات اور اسمائے الٰہی پر مشتمل تعویذوں کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا عمل شروع میں ذکر ہوا کہ وہ دعا کو لکھ کر نا سمجھ بچوں کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔

البتہ ناپسند کرنے کی وجہ یہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَايَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (مسلم)

میری امت میں سے ستر ہزار (یعنی کثیر تعداد) افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کراتے ہیں اور نہ فال وشگون لیتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور (بس) اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اس حدیث میں فرمایا کہ وہ لوگ جو دم نہیں کراتے حالانکہ دم کرانا ناجائز نہیں۔ پیچھے بھی اور اس سے پہلے نظر کی بحث میں بھی دم کرانے کا جواز معلوم ہو چکا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک جیسا کہ حدیث کے آخری ٹکڑے وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ یعنی اپنے رب پر پورا توکل کرتے ہیں سے ظاہر ہے حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو ناجائز اسباب سے بھی بچتے ہیں اور جائز اسباب جو ظنیات کے درجے میں ہیں ان سے احتیاط کرتے ہیں اور بس اللہ تعالیٰ کے مسبب الاسباب اور موثر حقیقی ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور بڑے توکل والے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ صحابہ قرآنی تعویذ سے بھی پرہیز کرتے تھے ورنہ قرآنی تعویذ لکھنا یا گلے میں لٹکانا کسی بھی اعتبار سے شرک کی بات نہیں ہے۔

دم یا تعویذ پر اجرت لینا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ أَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ. ا ✦نَّ فِى الْـمَاءِ رَجُلاً لَدِيْغاً أَوْسَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ ا ✦لٰى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوْا ذٰلِکَ وَقَالُوْا أَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْراً حَتّٰى قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا ✦نَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْراً كِتَابُ اللّٰهِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کا ایک پانی پر گزر ہوا (جس کے پاس عرب کا ایک قبیلہ آباد تھا اس قبیلہ یعنی) وہاں کے لوگوں کے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا تھا۔ اس قبیلہ کا ایک شخص ان صحابہ کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے کیونکہ قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا ہے۔ ان میں سے ایک صاحب گئے اور کچھ بکریوں کے عوض سورہ فاتحہ پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ وہ سردار ٹھیک ہو گیا (اور ان صحابی کو بکریاں مل گئیں)۔ یہ صحابی بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو ساتھیوں نے ان کے اجرت لینے کو ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ واپس مدینہ منورہ آئے (اور نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے) تو کہا اے اللہ کے رسول انہوں نے تو کتاب اللہ پر اجرت وصول کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کسی بیماری کے علاج میں) سب سے صحیح بات جس پر تم اجرت لو کتاب اللہ ہے (کہ اور دواؤں کے مقابلہ میں اس کا ذریعہ علاج ہونا زیادہ پختہ بنیادوں پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا کلام ہی حقیقتاً موثر ہیں۔

www.askfatwa.com

باب: 29

مسلمان گناہگاروں کو قبر کا عذاب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ ا□ ✦نَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ. أَمَّا أَحَدُهُمَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَکَانَ لَا یَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهٖ فَدَعَا بِعَسِیْبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهٗ بِاثْنَیْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلٰی هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰی هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهٗ یُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ یَیْبِسَا (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا (جن کے مردے اگر چہ مسلمان تھے لیکن وہ نبی ﷺ کے فیض یافتہ نہ ہوں گے) تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ اور ان کو کسی بڑے گناہ (یعنی کفر) پر عذاب نہیں دیا جا رہا (بلکہ وہ گناہ بھی ایسا ہے جس سے بچنا زیادہ دشوار بھی نہیں ہے)۔ ان میں سے ایک تو چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب (کی چھینٹوں) سے بچتا نہیں تھا۔ پھر آپ نے ایک تر ٹہنی منگوائی، اس کے دو حصے کئے ایک اس قبر پر گاڑ دی اور دوسری اس قبر پر گاڑ دی پھر فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ سوکھ نہیں جاتیں ان قبر والوں سے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔

فائدہ: 1- اسلام قبول کرنے کے بعد دینی تعلیم و تربیت کی مستقل ضرورت ہوتی ہے۔ دین کے احکام معلوم ہوں گے تو نافرمانیوں سے پرہیز کا علم ہوگا اور تربیت ہوگی تو برے اخلاق دور ہوں گے۔ بدوی قسم کے لوگ جو مسلمان تو ہو گئے لیکن نہ تو نبی ﷺ کی صحبت میں آئے اور نہ ہی تعلیم و تربیت کی فکر کی ان سے کوتاہیوں کا صدور بعید نہیں۔

2- نبی ﷺ نے تر ٹہنی ان لوگوں کی قبر پر لگائی جن کے بارے میں آپ کو معلوم ہوا کہ ان کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ نیک صحابہ کی قبروں پر تر ٹہنی گاڑنے یا تازہ پھول ڈالنے کا عمل آپ ﷺ نے نہیں کیا۔ جن لوگوں کے بارے میں ہمیں علم نہ ہو کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے یا نہیں یا ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہو کہ عذاب نہیں ہو رہا ہو گا اس حدیث کی بنا پر ان کی قبروں پر ٹہنی گاڑنا یا پھول ڈالنا قیاس فاسد ہے اور بلا دلیل ہونے کی وجہ سے بدعت ہے۔

قبر کے سوال اور عذاب سے بچانے والے امور

1- اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنا

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ رِبَاطُ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ خَیْرٌ مِنْ صِیَامِ شَهْرٍ وَقِیَامِهٖ وَا□ ✦نْ مَاتَ جَرٰی عَلَیْهِ عَمَلُهُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُهٗ وَ أُجْرٰی عَلَیْهِ رِزْقُهٗ وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ. (مسلم)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن ایک رات (اللہ کی راہ میں) سرحدوں کی حفاظت کرنا ایک مہینے کے روزے اور قیام سے بہتر ہے (یعنی ثواب میں زیادہ ہے)۔ اور اگر وہ اسی حالت میں مر جائے تو جو عمل وہ کر رہا تھا وہ اس پر مسلسل چلتا رہتا ہے (یعنی اس کا ثواب بغیر انقطاع کے مسلسل ملتا ہی رہتا ہے اور اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور قبر کے سوال (اور

www.askfatwa.com

عذاب) سے امن میں ہو جاتا ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ كَرْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ ...... وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (ترمذی)

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کو اللہ کے ہاں چھ باتیں ملتی ہیں (جن میں سے ایک یہ ہے کہ) اس کو عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

3- سورہ ملک کی روزانہ تلاوت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هِیَ الْمَانِعَةُ هِیَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيْهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِیْ رِوَايَةٍ مَنْ قَرَأَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ جَاءَتْ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورہ ملک عذاب قبر کو روکنے والی اور اس سے نجات دلانے والی ہے اور ایک روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے سورہ ملک کو ہر رات میں پڑھا تو وہ (قبر میں) اپنے پڑھنے والے کا (عذاب قبر سے) دفاع کرتی ہے۔

4- پیٹ کی تکلیف سے موت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدَ وَخَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ فَذَكَرَا أَنَّ رَجُلًا مَاتَ بِبَطْنِهٖ فَا□ ✦ذَا هُمَا يَشْتَهِيَانِ أَنْ يَّشْهَدَا جَنَازَتَهٗ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ أَ لَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّقْتُلُهٗ بَطْنُهٗ لَمْ يُعَذَّبْ فِیْ قَبْرِهٖ (نسائی)

عبداللہ بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت سلیمان بن صرد اور حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے ایک شخص کے پیٹ کی تکلیف سے مرنے کا ذکر کیا اور دونوں ہی اس کے جنازہ میں شریک ہونے کے خواہش مند تھے (اپنی خواہش کی تائید میں مرنے والے کی فضیلت کے لئے بیان کے طور پر) ایک نے دوسرے سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا جس شخص کو پیٹ کی تکلیف مار دے اس کی قبر میں اس کو عذاب نہیں دیا جاتا۔(دوسرے نے کہا کیوں نہیں)۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ا □ ✦لَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن یا شب جمعہ میں جس مسلمان کی بھی وفات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ (یعنی سوال اور عذاب) سے محفوظ رکھتے ہیں۔

باب: 30

عالم مثال

خارج یعنی ہمارے ذہن سے باہر جیسے ایک مادی عالم ہے اسی طرح ایک غیر مادی اور غیر عنصری عالم بھی پایا جاتا ہے۔اس کے وجود پر مندرجہ ذیل احادیث دلیل ہیں:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَقَدْ أُرِيْتُ الْآنَ مُذْ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَ النَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِیْ قِبَلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا تمہیں نماز پڑھانے کے وقت سے (منبر پر چڑھنے تک) اس دیوار کی جانب مجھے جنت اور دوزخ کی (مثالی) صورتیں دکھائی گئیں تو میں نے آج کی طرح کی خیر اور شر (کی چیزیں) نہ دیکھی تھیں۔

2-عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ا □ ✦نَّ الْعَبْدَ ا□ ✦ذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهٗ ا □ ✦نَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَأَمَّا الْمُوْمِنُ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهٗ انْظُرْ ا □ ✦لٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَ أَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهٗ مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِیْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهٗ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے (واپس جانے کے لئے) مڑتے ہیں تو (اس کے ساتھ اس کی روح کا تعلق جوڑ دیا جاتا ہے جس کے اثر سے) وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے۔(اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم ان صاحب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو (وہ پوچھتا ہے کون سے صاحب؟ تو وہ کہتے ہیں) محمد (ﷺ) کے بارے میں۔ جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔تو اس سے کہا جاتا ہے جہنم میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ (جو کافر ہونے کی صورت میں تجھے ملنا تھا) اللہ نے تیرے لئے اس کو جنت کے ٹھکانے سے بدل دیا تو مومن ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ جو منافق اور کافر ہو اس سے بھی پوچھا جاتا ہے کہ تو ان صاحب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتا تھا۔وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا۔ جو اور لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے عقلی دلیل سے کام لیا اور نہ نقلی دلیل سے کام لیا۔ پھر اس کو لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے جس سے وہ (بہت زور سے) چیختا ہے۔

www.askfatwa.com

3- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنِّیْ لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ (بخاری ومسلم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے مدینہ (منورہ) کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا کیا تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ (حضرت عثمان کی شہادت کے بعد اٹھنے والے) فتنے بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں گر رہے ہیں۔

4- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِیْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں معراج کی رات موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گذرا جو سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے سامنے ایک عالم کھل جاتا ہے جو کہ بذات خود عالم آخرت (یعنی جنت یا دوزخ) نہیں ہے۔تیسری حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے سامنے کوئی اور عالم کھلا ہوا تھا جس میں فتنوں کو گھروں کے اندر گرتے ہوئے آپ دیکھ رہے تھے جب کہ وہ دوسرے لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھے۔

چوتھی حدیث پر نظر کریں تو یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم کسی کی قبر کو کھول کر دیکھیں تو اس مادی عالم کے اعتبار سے قبر والے ہمیں بے حس و حرکت لیٹے ہوئے نظر آئیں گے۔علاوہ ازیں قبر میں اتنی جگہ بھی نہیں ہوتی کہ کوئی اس میں کھڑا ہو سکے۔لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے تو کسی دوسرے عالم کے اعتبار سے پڑھ رہے تھے۔یہی دوسرا عالم جو عالم برزخ کہلاتا ہے عالم مثال ہی کا ایک حصہ ہے۔

عالم مثال کی خصوصیات

1- اس میں مادے سے مجرد معانی مثلاً فتنہ اور رحمی رشتہ جسدی صورت میں پائے جاتے ہیں۔

(i) عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوَی الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَارَبِّ قَالَ فَذَاكِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب (ایک وقت تک کی) مخلوق کو پیدا فرما چکے تو رحم (یعنی رحمی رشتہ) کھڑا ہوا اور رحمان کا ازار (یعنی اس کی عام رحمت کا دامن) پکڑ لیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اس طرح چمٹنے سے) رک جا۔(اس پر رحمی رشتہ نے) کہا یہ (یعنی میرا اس طرح سے کھڑے ہو کر چمٹنا یہ) اس ذات کے کھڑے ہونے کی مثل ہے جو قطع رحمی سے آپ کی پناہ لیتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ جو تجھے جوڑے میں اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جوڑ دوں اور جو تجھے کاٹے میں اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں۔رحم (کے رشتہ) نے کہا کہ کیوں نہیں اے میرے رب (میں اس پر راضی ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر یہ (تیرے لئے) ہے۔

(ii) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ

فا ✦ نِّیۡ لَأَرَی الۡفِتَنَ تَقَعُ خِلَال بُیُوۡتِکُمۡ کَوَقۡعِ الۡمَطَرِ (بخاری و مسلم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے مدینہ (منورہ) کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ میں (حضرت عثمان کے بعد کے ادوار میں پیش آنے والے) فتنوں کو تمہارے گھروں کے اندر بارش کے قطروں کی طرح گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

فائدہ: رحمی رشتہ اور فتنہ دونوں معنوی چیزیں ہیں لیکن عالم مثال میں ان کو ایسی صورت عطا ہوئی کہ رشتہ کھڑا بھی ہوا اور بات بھی کی اور فتنوں کو وہ صورت عطا ہوئی کہ وہ گرتے ہوئے دیکھے گئے۔

2۔ مادی عالم میں پیش آنے سے پہلے حوادث و واقعات کا وقوع عالم مثال میں ہوتا ہے۔

(i) عَنۡ سَلۡمٰی قَالَتۡ دَخَلۡتُ عَلٰی أُمِّ سَلَمَةَ وَ هِیَ تَبۡکِیۡ فَقُلۡتُ مَا یُبۡکِیۡکِ قَالَتۡ رَأَیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ تَعۡنِیۡ فِی الۡمَنَامِ وَعَلٰی رَاسِهٖ وَلِحۡیَتِهٖ تُرَابٌ فَقُلۡتُ مَالَکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدۡتُ قَتۡلَ الۡحُسَیۡنِ اٰنِفًا (ترمذی)

سلمی رضی اللہ عنہا (جو رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی انا تھیں) کہتی ہیں میں (ام المومنین حضرت) ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کیا وجہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے سر کے بال اور داڑھی کے بال گرد آلود تھے۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ کو کیا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ابھی حسین کے قتل کو دیکھا ہے۔ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب واقعہ کربلا سے چند سال پہلے دیکھا تھا۔ آگے بیان ہوگا کہ ایسے خواب اس بنیاد پر ہوتے ہیں کہ خواب دیکھنے والے کے سامنے عالم مثال کھل جاتا ہے)۔

(3) جو بھی دنیوی اور اخروی موجودات ہیں عالم مثال میں ان ہی کی مثل یا ان کے مناسب اجسام مثالیہ موجود ہیں اگرچہ اصل کے مقابلہ میں ان کا حجم بہت مختلف ہوسکتا ہے۔

(i) اوپر حدیث میں گزرا کہ آپ ﷺ نے قبلہ کی دیوار کی جانب جنت اور دوزخ کو دیکھا اور ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

أَنَّهٗ بَسَطَ یَدَهٗ لِیَتَنَاوَلَ عُنۡقُوۡدًا مِنَ الۡجَنَّةِ وَأَنَّهٗ تَکَعۡکَعَ مِنَ النَّارِ وَنَفَخَ مِنۡ حَرِّهَا.

(وہ محض خیالی صورت نہیں تھی بلکہ حقیقی صفات سے متصف حقیقی چیز تھی اس لئے) نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تا کہ جنت کا خوشہ توڑ لیں اور جہنم کی وجہ سے آپ پیچھے کو ہٹے اور اس کی تپش کی وجہ سے پھونک ماری۔

(4) مرنے کے بعد والا عالم برزخ بھی عالم مثال کا حصہ ہے

قبر میں دفن کئے جانے کے بعد جب دو فرشتے آ کر سوال کرتے ہیں اور مومن ان کا صحیح جواب دیتا ہے تو اس کے بارے میں حدیث میں ہے:

ثُمَّ یُفۡسَحُ لَهٗ فِیۡ قَبۡرِهٖ سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا فِیۡ سَبۡعِیۡنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهٗ فِیۡهِ (ترمذی)

پھر اس کے لئے اس کی قبر کو ستر ہاتھ در ستر ہاتھ (یعنی بہت زیادہ) کشادہ کر دیا جاتا ہے پھر اس کے لئے اس کی قبر کو روشن بھی کر دیا جاتا ہے۔

اور اگر کافر یا منافق ہو تو

فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ أَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِکَ (ترمذی)

پھر قبر اس پر مل جاتی ہے جس سے اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ تو اس کو اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی قبر سے اٹھائیں گے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیُسَلَّطُ عَلَی الْكَافِرِ فِیْ قَبْرِهٖ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّیْنًا تَنْهَسُهٗ وَتَلْدَغُهٗ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (دارمی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کافر کے اوپر اس کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت کے دن تک اس کو نوچتے اور ڈستے رہیں گے۔

فائدہ: عالم مادی کے اعتبار سے اگر ہم کسی کی قبر کو کھولیں تو ہمیں یہ سب کچھ نظر نہیں آتا لیکن عالم مثال کے اعتبار سے قبر ہی کے اندر یہ سب کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔

www.askfatwa.com

باب: 31

خواب

خواب کی بنیادیں

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ وَ أَنَا أَقُوْلُ اَلرُّوْيَا ثَلاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللّٰهِ (مشکوٰۃ)

مشہور تابعی اور خوابوں کی تعبیر کے ماہر حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خواب کی تین قسمیں ہیں۔ (1) محض خیالات (جو متشکل جاتے ہیں)۔ (2) شیطان کے ڈراوے جو اکثر اوقات ڈراؤنے خوابوں کی صورت میں ہوتے ہیں مثلاً وہ خواب دیکھنے والے کو اس کا سر کٹا ہوا دکھائے (3) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت (مراد ہے سچا خواب جو اگر اچھے انجام والا ہے تو اس کا بشارت ہونا واضح ہے اور اگر برے انجام والا ہے تو اس میں اشارہ ہوتا ہے کہ آدمی پہلے سے اس کے لئے تیار ہو جائے اور ہو سکے تو نقصان کے اسباب سے بچے)۔

فائدہ: چونکہ خواب کا ایک بڑا سبب خیالات ہیں اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ خود خیالات کے کیا کیا اسباب ہیں۔

-1 انسانی جبلت اور سرشت

-2 طبعی مزاج جو کھانے پینے کی اشیاء کی نوعیت سے بدلتا رہتا ہے مثلاً بھوکے کو کھانے کی طلب ہو گی اور اس کا خیال آتا رہے گا، پیاسے کو پانی کی طلب ہو گی اور جوان کو عورت کی طلب ہو گی۔ اگر سخت غذا کھائے گا تو دل میں سختی آئے گی اور غصہ زیادہ آئے گا اور اگر مقوی باہ چیزیں کھائے گا تو عورت کی طرف میلان زیادہ ہو گا۔ یہی لوگ اگر کھانا بہت تھوڑا کھائیں یا بوڑھے ہو جائیں یا کسی لاغر کر دینے والے مرض میں مبتلا ہو جائیں تو سابقہ خیالات میں بہت حد تک تبدیلی آجائے گی۔

(3) عادات و مالوفات یعنی جس قسم کے ماحول اور جس قسم کی چیزوں میں پرورش پائی ہو یا ان میں زیادہ وقت گزارا ہو تو اسی کے موافق خیالات آئیں گے۔

تنبیہ: جن لوگوں نے دنیوی زندگی اور اس کی چیزوں کو اپنا مقصود بنا رکھا ہو یا دنیوی مقاصد کا وقتی طور سے ان پر غلبہ ہو گیا ہو مثلاً دوسروں پر فوقیت حاصل کرنے کا جذبہ غالب ہو یا جنسی شہوت کو غلبہ حاصل ہو تو انہی سے متعلق خیالات کا بھی غلبہ ہو گا اور یہی خیالات خواب میں مناسبت رکھنے والی مختلف صورتوں میں متشکل ہوں گے۔ دور جدید کے تحلیل نفسی (Psycho- Analysis) کے ماہرین مثلاً فرائڈ (Freud) اور جیونگ (Jung) نے ان خوابوں کو سمجھنے پر محنت کی اور اس طریقے سے خواب دیکھنے والے کے خیالات اور اس کی شخصیت کے مطالعہ کا طریقہ قائم کیا۔

عَنْ أَبِى قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرُّوْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچا خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے اور برا (یعنی ڈراؤنا اور

www.askfatwa.com

فاسد خیالات پر مبنی) خواب شیطان کی جانب سے ہوتا ہے (یعنی ان میں شیطان کے عمل کو دخل ہوتا ہے اور شیطان یہ پسند بھی کرتا ہے کہ ایسے خوابوں کے ذریعے وہ انسانوں کو پریشان کرے)۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ ا □ ✦لَی النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَأَيْتُ فِی الْمَنَامِ كَأَنَّ رَاسِیْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَالَ ا □ ✦ذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِیْ مَنَامِهٖ فَلَا يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں نے خواب میں دیکھا ہو گویا میری گردن کاٹ دی گئی ہے۔ (اس شخص کے حالات سے) نبی ﷺ نے (اندازہ کرلیا کہ اس کی کوئی تعبیر نہیں اور یہ خواب شیطان کی طرف سے ہے جس نے اس کو پریشان کیا ہے اس لئے) آپ مسکرائے اور فرمایا جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ اس کے خواب میں تمسخر کرے تو اس کو لوگوں کے سامنے بیان نہ کرو (کہ کہیں لوگ اس کو تمہاری ہنسی مذاق نہ بنا لیں)۔

سچے خواب

سچے خوابوں کی اصل وجہ یہ ہے کہ آدمی جب سویا ہوا ہوتا ہے تو اس کی روح اس کے بدن سے آزاد ہو جاتی ہے اگرچہ قوی تعلق باقی رہتا ہے اور بیداری کے موقع پر آن موجود ہونے میں اس کو کچھ بھی وقت نہیں لگتا۔ قرآن پاک میں ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَيُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰیٓ ا □ ✦لٰی أَجَلٍ مُسَمًّی (سورہ زمر: 42)

اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا اور چھوڑ دیتا ہے دوسروں کو ایک مقررہ وقت تک۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو نیند میں کھینچ لیتے ہیں اور سوئے ہوئے آدمی کی روح اس کے جسم سے باہر ہوتی ہے۔

جسم سے آزاد ہونے پر روح کے سامنے کبھی عالم مثال کھل جاتا ہے اور اس وقت کبھی تو اس کی دیگر ارواح سے ملاقات ہوتی ہے اور کبھی عالم مثال میں پیشگی واقع ہونے والے حوادث دیکھنے کو ملتے ہیں جو کبھی اصلی صورت میں ہوتے ہیں اور کبھی مناسبت رکھنے والی دوسری صورت میں نظر آتے ہیں۔ کبھی عالم مثال میں معانی کسی مناسبت سے جسدی شکل میں نظر آتے ہیں اور کبھی عالم برزخ کی کوئی حالت کھل جاتی ہے۔ آدمی کی روح کو جب ان میں سے کوئی مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ سچا خواب بن جاتا ہے۔

1-ارواح سے ملاقات

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فَا □ ✦نَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے (فی الواقع) مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت کو اختیار نہیں کرسکتا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَرَقَةَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ ا □ ✦نَّهٗ كَانَ قَدْ صَدَّقَکَ وَلٰكِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُرِيْتُهٗ فِی الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيْضٌ وَلَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذٰلِکَ

www.askfatwa.com

(احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ سے (حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی) ورقہ بن نوفل کے بارے میں پوچھا گیا (کہ ان کا کیا انجام ہوا؟ حضرت) خدیجہ نے آپ سے ذکر کیا کہ انہوں نے تو آپ کی تصدیق کی تھی لیکن آپ کی نبوت کے ظہور سے پہلے ان کی وفات ہوگئی۔ آپ نے فرمایا خواب میں وہ مجھے اس حال میں دکھائے گئے کہ ان پر سفید کپڑے تھے۔ اگر وہ جہنمیوں میں سے ہوتے تو ان پر اس کے علاوہ کوئی اور لباس ہوتا۔

2- عالم برزخ میں اجسام مثالیہ کو دیکھنا

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ...... رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخَذَا بِيَدَيَّ فَأَخْرَجَانِيْ ا □ ✦ لٰى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَا □ ✦ ذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَ رَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُهُ فِيْ شِدْقِهٖ فَيَشُقُّهُ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَاسِهٖ بِفِهْرٍ أَوْصَخْرَةٍ يَشْدَخُ بِهٖ رَاسَهٗ فَا □ ✦ ذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ ا □ ✦ لَيْهِ لِيَاخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ ا □ ✦ لٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَاسُهٗ وَعَادَ رَاسُهٗ كَمَا كَانَ فَعَادَ ا □ ✦ لَيْهِ فَضَرَبَهٗ فَقُلْتُ مَاهٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا ا □ ✦ لٰى ثَقْبٍ مِثْلَ التَّنُّوْرِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَ أَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارٌ فَا □ ✦ ذَا ارْتَقَتْ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا وَا □ ✦ ذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَاهٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسْطِ النَّهْرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَا □ ✦ ذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا ا □ ✦ لٰى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَ فِيْ أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ وَا □ ✦ ذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا وَسْطَ الشَّجَرَةِ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ ثُمَّ أَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ مِنْهَا فِيْهَا شُيُوْخٌ وَّ شَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا ا □ ✦ نَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِيْ عَمَّارَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَأَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَا تَرٰى ا □ ✦ لٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِيْ رَأَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَأَيْتَ ا □ ✦ لٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِيْ رَأَيْتَ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِيْ رَأَيْتَهٗ فِي النَّهْرِ اٰكِلُ الرِّبَا وَالشَّيْخُ الَّذِيْ رَأَيْتَهٗ فِيْ أَصْلِ الشَّجَرَةِ ا □ ✦ بْرَاهِيْمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهٗ فَأَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِيْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْأُوْلٰى الَّتِيْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ فَارْفَعْ رَاسَكَ فَرَفَعْتُ رَاسِيْ فَا □ ✦ ذَا فَوْقِيْ مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِيْ أَدْخُلْ مَنْزِلِيْ قَالَا ا □ ✦ نَّهٗ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوْ (وفِيْ رواية فَا □ ✦ ذَا) اسْتَكْمَلْتَهٗ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ (بخاری)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک دن فجر کی نماز کے بعد) نبی ﷺ نے فرمایا آج رات میں نے (خواب میں) دیکھا

www.askfatwa.com

کہ میرے پاس دو آدمی آئے۔انہوں نے میرے ہاتھ پکڑے اور مجھے ایک پاکیزہ جگہ کی طرف لے گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور ایک شخص کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک مڑا ہوا کانٹا ہے۔کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کی باچھ میں کانٹا داخل کرتا ہے اور اس کے گال کو چیرتا ہوا کانٹے کو اس کی گدی تک کھینچتا ہے۔پھر اس کی دوسری باچھ کے ساتھ ایسے ہی کرتا ہے۔ اتنے میں اس کی پہلی باچھ پہلے کی طرح جڑ (کر ٹھیک ہو) جاتی ہے۔ وہ شخص دوبارہ اس کی پہلی باچھ کے ساتھ وہی فعل کرتا ہے۔میں نے (ان دو آدمیوں سے) پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔ انہوں نے کہا (ابھی) آگے چلئے (اور سوال نہ کیجئے)۔ہم آگے بڑھے تو ایک شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا ہے اور ایک شخص اس کے سرہانے بڑا پتھر لئے کھڑا ہے اور اس پتھر سے وہ لیٹے ہوئے کا سر کچل دیتا ہے۔ جب وہ لیٹے ہوئے کے سر پر پتھر ماتا ہے تو سر پر لگنے کے بعد پتھر لڑھکتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔کھڑا ہوا شخص پتھر اٹھانے جاتا ہے اور جب واپس آتا ہے تو اتنی دیر میں لیٹے ہوئے کا سر جڑ کر پہلے کی طرح ٹھیک ہو جاتا ہے۔ وہ لوٹ کر پھر اس کو پتھر مارتا ہے۔میں نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ تو (مجھے لے جانے والے) دونوں آدمیوں نے کہا (ابھی) آگے چلئے۔ہم آگے بڑھے یہاں تک کہ ہم تندور کی طرح کے گڑھے کے پاس پہنچے۔اس کا اوپر کا حصہ تنگ تھا اور نچلا حصہ کشادہ تھا۔اس گڑھے کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی۔ جب آگ اوپر اٹھتی تو اس میں موجود لوگ بھی اوپر اٹھتے اور نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ اور جب آگ کا زور کم ہوتا (اور وہ نیچے کو ہوتی) تو لوگ نیچے چلے جاتے۔ اس گڑھے میں مرد (بھی تھے) اور عورتیں (بھی تھیں اور سب) ننگے تھے۔میں نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ میرے دو ساتھیوں نے کہا آگے چلئے۔ہم آگے چلے یہاں تک خون سے بھری ہوئی ایک نہر پر پہنچے۔ اس نہر کے بیچ میں ایک شخص کھڑا تھا۔نہر کے کنارے پر بھی ایک شخص تھا جس کے سامنے بہت سے پتھر رکھے تھے۔ وہ شخص جو نہر میں تھا آگے بڑھتا اور جوں ہی وہ ہر سے باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا جس کی وجہ سے وہ سابقہ جگہ پر دوبارہ جا پہنچتا۔جب بھی نہر والا شخص باہر نکلنے کی کوشش کرتا کنارے والا شخص پتھر مار کر اس کو سابقہ جگہ پر پہنچا دیتا۔میں نے پوچھا یہ کیا قصہ ہے تو میرے ساتھیوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ہم آگے چلے یہاں تک کہ ہم ایک سرسبز (وشاداب) باغ میں پہنچے۔ وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے نیچے ایک بزرگ اور بہت سے بچے تھے۔ درخت کے قریب ہی ایک اور صاحب تھے جن کے سامنے آگ تھی اور وہ اس کو بھڑکا رہے تھے۔ میرے دونوں ساتھی مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور درخت کے وسط میں موجود ایک گھر کے اندر مجھے لے گئے۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت گھر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس میں بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے (سب ہی) موجود تھے۔ پھر وہاں سے نکال کر وہ مجھے درخت پر اور اونچے لے گئے اور مجھے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور افضل گھر کے اندر لے گئے۔اس میں بھی بوڑھے اور جوان (دونوں طرح کے) تھے (اب) میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ آج رات آپ دونوں نے مجھے خوب گھمایا ہے تو جو چیزیں میں نے دیکھی ہیں ان کے بارے میں (اب) مجھے کچھ بتائیے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے (اب ہم بتاتے ہیں)۔ وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کی باچھیں چیری جا رہی تھیں تو وہ بڑا جھوٹا شخص تھا۔وہ کوئی جھوٹ بناتا تھا جو اس سے نقل کر کے ساری دنیا میں پھیلا دیا جاتا تھا۔ جو معاملہ آپ نے دیکھا یہی اس کے (اس کو دیئے ہوئے جسم مثالی کے) ساتھ قیامت کے دن تک کیا جاتا رہے گا۔اور وہ شخص جس کا سر کچلا جاتا تھا تو یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا لیکن وہ رات کو اس سے غفلت کی نیند سوتا اور دن میں (بھی) اس (کے احکام) پر عمل نہ کرتا تھا۔ جو آپ نے دیکھا یہی اس کے ساتھ قیامت کے دن تک کیا جاتا رہے گا۔ اور جن کو آپ نے (تندور نما) گڑھے میں دیکھا وہ زانی لوگ تھے،اور جس کو آپ نے (خون کی) نہر میں دیکھا وہ سود خور تھا،اور وہ بزرگ جن کو آپ نے درخت کے نیچے دیکھا وہ ابراہیم (علیہ السلام) تھے اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ لوگوں کے بچے تھے (جو

www.askfatwa.com

بچپن میں وفات پا گئے تھے) اور جو صاحب آگ بھڑکا رہے تھے وہ جہنم کے داروغہ مالک تھے۔اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے عام (جنتی) مومنوں کا گھر (اور درجہ) تھا اور یہ گھر اور درجہ) شہداء کا گھر (اور درجہ) ہےاور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔اور (اب) آپ ذرا اپنا سر اٹھائیں۔جب میں نے اپنا سر اٹھایا تو اپنے اوپر میں نے (سفید) بادل سا دیکھا۔انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا (جنت کا) ٹھکانا ہے۔میں نے کہا (پھر) مجھے چھوڑیں کہ اپنے گھر میں داخل ہوں۔انہوں نے کہا ابھی آپ کی عمر کا ایک حصہ باقی ہے جو ابھی آپ نے پورا نہیں کیا ہے۔جب آپ اس کو پورا کرلیں گے تب آپ اپنے گھر میں داخل ہوسکیں گے۔

فائدہ: جن مجرموں کو دکھایا گیا ان کو ان کے اجسام مثالیہ میں دکھایا گیا۔اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بچوں کے اجسام بھی مثالی تھے اصل جسم یا تو صحیح سالم مٹی کے قبر میں تھے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام ہوتے ہیں یا ان کے ذرات مٹی میں ملے ہوئے تھے جیسے مجرمین کے اور بچوں کے تھے۔جو مکان اور درجے تھے وہ بھی مثالی تھے بعینہ جنت کے نہیں تھے اور جو آگ بھڑکائی جا رہی تھی وہ بعینہ دوزخ نہیں تھی بلکہ اس کی صورت مثالی تھی۔

3- موجود حقیقی کو ایسی صورت میں دیکھنا جس کے ساتھ اس کو کچھ مناسبت ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُـرَیْـرَةَ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِیْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِیْ كَفِّیْ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَیَّ فَأُوْحِیَ ا □ ✦ لَّی أَنْ أَنْـفُـخَهُـمَـا فَـنَـفَـخْتُهُـمَـا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَیْنِ اللَّذَیْنِ أَنَا بَیْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْیَمَامَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ میں سویا ہوا تھا (یعنی خواب میں) میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میری ہتھیلی پر سونے کے دو کنگن رکھے گئے جو مجھ پر گراں ہوئے (اور مجھے پسند نہیں ہوئے کیونکہ سونا مردوں کے لئے جائز نہیں ہے) تو (خواب ہی میں) مجھے الہام کیا گیا کہ آپ ان پر پھونک مارئے۔میں نے ان پر پھونکا تو وہ دونوں کنگن غائب ہوگئے۔میں نے ان کی یہ تعبیر کی کہ ان سے مراد وہ دو جھوٹے ہیں کہ (جغرافیہ کے اعتبار سے) میں جن کے بیچ میں ہوں۔(ایک یمن کے شہر) صنعاء والا (یعنی اسود عنسی جس نے نبی ﷺ کے آخری زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ ﷺ مرض وفات میں تھے کہ فیروز دیلمی نے اس کو قتل کردیا تھا جس کی خبر نبی ﷺ کو پہنچ گئی تھی اور (دوسرا) یمامہ والا (یعنی مسیلمہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں قتل ہوا)۔

فائدہ: جیسے سونے کے استعمال کے عدم جواز کی وجہ سے ناگواری تھی اسی طرح نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے بھی ان کے باطل اور جھوٹے ہونے کی وجہ سے ناگواری تھی۔یہی بات موجود حقیقی اور خواب کی صورت کے درمیان مناسبت کی تھی۔

4- افعال کو ان کے مناسب جسدی صورت میں دیکھنا

عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِیَّةِ قَالَتْ رَأَیْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنَ فِی النَّوْمِ عَیْنًا تَجْرِیْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهٗ یُجْرٰی لَهٗ (بخاری)

(حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی زوجہ) حضرت ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے خواب میں عثمان بن مظعون (جن کی وفات ہو چکی تھی ان) کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ دیکھا اور اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا یہ ان کا عمل ہے جو جاری کیا گیا ہے (یعنی جس کے کرنے کا ثواب ان کو وفات کے بعد بھی مسلسل ملتا جا رہا ہے)۔

www.askfatwa.com

فائدہ: جاری عمل اور جاری چشمے میں تسلسل کے صفت کی مناسبت ہے۔اس کی وجہ سے جاری عمل جاری چشمہ کی صورت میں نظر آیا۔

5- کسی معنی کو اس کے مناسب کسی صورت میں دیکھنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِيْ دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَأُتِيْنَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابَ فَأَوَّلْتُ اَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَأَنَ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ ہم (یعنی میں اور میرے اصحاب) عقبہ بن رافع کے دار (گھر) میں ہیں (کھجوروں کے باغ) ابن طاب کی کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں ہمارے پاس لائی گئیں۔(رافع اگرچہ نام ہے لیکن اس میں بلندی کا معنی ہے اور ابن طاب بھی اگرچہ باغ کا نام ہے لیکن اس میں طیب اور پاکیزگی کا معنی ہے۔ان کی مناسبت سے آپ نے فرمایا) میں نے یہ تاویل کی کہ دنیا (کے دار) میں ہمارے لئے رفعت و بلندی ہوگی اور آخرت میں اچھا انجام بھی ہمارے لئے ہے کیونکہ یہ ہمارا دین پاکیزہ ہے۔

فائدہ: عالم مادی اور عالم مثال کی چیزوں کے درمیان مناسبت کا جس کو زیادہ علم ہوتا ہے وہی اصل میں خوابوں کی تعبیر بتا سکتا ہے کیونکہ خواب کی تعبیر کا حاصل یہ ہے کہ خواب میں جو صورت دیکھی ہے اس کو سمجھنا کہ وہ مادی عالم کی کسی شے یا اس کے کسی معنی کی مثالی صورت بن سکتی ہے۔اور اس کا تعلق سمجھ بوجھ اور فراست سے ہے اس لئے کافر بھی بعض اوقات صحیح تعبیر دے دیتے ہیں۔

خواب سے متعلق چند دیگر امور

1- نبی ﷺ کا لوگوں سے خواب پوچھنا اور اس کی تعبیر دینا

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ا□✦ذَا صَلّٰى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَاٰى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيًا قَالَ فَا□✦نْ رَاٰى أُحَدٌ فَقَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَاشَاءَ اللّٰهُ (بخاری)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب (فجر کی) نماز پڑھا چکتے تو ہماری طرف رخ کر لیتے اور پوچھتے آج رات تم میں سے کس نے خواب دیکھا ہے۔اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو وہ اس کو ذکر کرتا اور نبی ﷺ جو اللہ چاہتے اس کی تعبیر بتاتے۔

2- سب سے سچا خواب سحری کے وقت کا ہوتا ہے

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا سب سے سچا خواب سحری کے وقت کا ہوتا ہے (کیونکہ عام طور سے اس وقت ایک تو معدہ بھی خالی ہوتا ہے جس کی وجہ سے دماغ پر اس کا بوجھ نہیں ہوتا دوسرے اس وقت دماغ اپنے خیالات سے سکون میں ہو جاتا ہے اور تیسرے اس وقت فجر کی نماز کے لئے آنے والے فرشتوں کا نزول بھی ہوتا ہے)۔

3- جھوٹا خواب بنانا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑے افتراؤں میں سے (ایک یہ) ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھا (یعنی یہ بات بنائے کہ اس نے یہ خواب دیکھا ہے حالانکہ اس نے وہ دیکھا نہیں ہے)۔

www.askfatwa.com

6- بعض خواب تعبیر کے ساتھ معلق ہوتے ہیں

عَنْ أَبِیْ رُزَیْنِ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ...... وَھِیَ عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَالَمْ یُحَدِّثْ بِھَا فَا □ ✦ ذَا حَدَّثَ بِھَا وَقَعَتْ (ترمذی)

وفی روایۃ مَالَمْ تَعْبُرْ فَا □ ✦ ذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ وَ أَحْسِبُہٗ قَالَ وَلَا تَقُصَّھَا ا □ ✦ لَّا عَلٰی وَادٍّ أَوْ ذِیْ رَأْیٍ (ابوداؤد)

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بعض) خواب تو پرندے کے پاؤں کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے (کہ ابھی گر پڑے اور اس کا کوئی مطلب نہ نکلے) جب تک کہ اس کو کسی سے بیان نہ کیا جائے۔ جب اس کو بیان کیا جائے اور اس کی تعبیر بھی بیان کر دی جائے تب وہ واقع ہوجاتا ہے۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے فرمایا کہ خواب صرف محبت کرنے والے یا صاحب عقل وفہم سے ذکر کرو (تاکہ وہ یا تو اچھی تعبیر دے یا مصلحت سمجھ کر خاموش رہے)

5- بعض خواب دو رخے ہوتے ہیں

عَنْ أَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ...... ا □ ✦ ذَا رَأٰی أَحَدُکُمْ مَایُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِہٖ ا □ ✦ لَّا مَنْ یُّحِبُّ وَا □ ✦ ذَا رَأٰی مَایَکْرَہُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفُلْ ثَلَاثًا وَلَا یُحَدِّثْ بِھَا أَحَدًا فَا □ ✦ نَّھَا لَنْ تَضُرَّہٗ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو اس کو صرف ایسے سے ذکر کرے جو اس سے محبت رکھتا ہو اور جب کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور (بائیں جانب) تین مرتبہ تھتکار دے اور اس کو کسی سے بھی ذکر نہ کرے، (تاکہ کوئی اس کی ناپسندیدہ تعبیر نہ دے۔ کیونکہ بعض خواب دو رخے ہوتے ہیں۔ بظاہر ناپسندیدہ ہوتے ہیں لیکن ان کے اچھے معنی بھی ہوتے ہیں تو وہ کہیں برے معنی میں تعبیر نہ کہہ دے۔ اس طرح سے) خواب ہرگز کوئی ضرر نہ دے گا (اور اگر کسی کو بتا کر تعبیر لینی ہی ہو تو کسی خیرخواہ اور ماہر کو بتاؤ)

اور اللہ تعالیٰ بہت ہی خوش ہوا راوی کو شک ہے کہ آپؐ نے اس مطلب کے ادا کرنے کے لئے ''عَجِبَ اللّٰہُ'' کا لفظ بولا تھا یا ضَحِکَ اللّٰہُ کا.

www.asrifatwa.com

انس ومحبت

مومن میں انس ومحبت ہونی چاہیے کہ وہ خود دوسروں سے محبت کرے اور دوسرے اس سے محبت کریں۔اس سے دوسروں کو دینی نفع بھی پہنچایا جاسکتا ہے ورنہ دوسرے لوگ اس سے نفع نہیں اٹھا سکتے۔

دینی اخوت

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ ﷺ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِھِمْ وَتَوَادِّ ھِمْ وَتَعَاطُفِھِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّھْرِ وَالْحُمّٰی. (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ:۔ایمان کو باہم ایک دوسرے پر رحم کھانے، محبت کرنے، اور شفقت ومہربانی کرنے میں تم جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ جب اس کے ایک عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی سارے اعضا بھی بخار اور بے خوابی میں اس کے شریک حال ہو جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، کہ:۔ایمان والوں کا تعلق دوسرے ایمان والوں سے ایک مضبوط عمارت کے اجزء کا سا ہونا چاہئے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں (اور ان کے جڑے رہنے سے عمارت کھڑی رہتی ہے) پھر آپؐ نے (ایمان والوں کے اس باہمی تعلق کا نمونہ دکھانے کے لئے) اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں (اور بتایا کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم مل کر ایک ایسی مضبوط دیوار بن جانا چاہئے جس کی اینٹیں باہم پیوستہ اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوں اور کہیں ان میں کوئی خلا نہ ہو۔

www.askfatwa.com

خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عمل

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ:۔اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا" لیکن تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے"۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ بَیْنَمَا ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ یَتَمَاشَوْنَ اَخَذَھُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِھِمْ صَخْرَۃٌ مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللّٰہَ بِھَا لَعَلَّہٗ

يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِیُ وَلَدَانِ شَيُخَانِ كَبِيُرَانِ وَلِیَ صِغَارٌ كُنُتُ اَرُعٰی عَلَيُهِمُ فَاِذَا رُحُتُ عَلَيُهِمُ فَحَلَبُتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَیَّ اَسُقِيُهِمَا قَبُلَ وُلُدِیُ وَاَنَّهُ قَدُنَآئی بِیَّ الشَّجَرُفَمَا أَتَيُتُ حَتّٰے اَمُسَيُتُ فَوَجَدُتُهَمَا قَدُنَامَا فَحَلَبُتُ كَمَاكُنُتُ اَحُلُبُ فَجِئُتُ بِالُحِلَابِ فَقُمُتُ عِنُدَرُؤُسِهِمَا اَكُرَهُ اَنُ اُوُقِظَهُمَا وَاَكُرَهُ اَنُ اَبُدَأَ بِالصِّبُيَةِ قَبُلَهُمَا وَالصِّبُيَةُ يَتَضَاغَوُنَ عِنُدَ قَدَمَیَّ فَلَمُ يَزَلُ ذٰلِکَ دَأْبِیُ وَدَأْبُهُمُ حَتّٰے طَلَعَ الُفَجُرُفَاِنُ كُنُتَ تَعُلَمُ اَنِّیُ فَعَلُتُ ذٰلِکَ الُتِغَاءَ وَجُهِکَ فَافُرِجُ لَنَافُرُجَةً نَرَیٰ مِنُهَا السَّمَآءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمُ حَتّٰے يَرَوُنَ السَّمَآءَ قَالَ الثَّانِیُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَتُ لِیُ بِنُتُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَايُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبُتُ اِلَيُهَا نَفُسَهَا فَاَبَتُ حَتّٰے اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيُنَارٍ فَسَعَيُتُ حَتّٰے جَمَعُتُ مِائَةَ دِيُنَارٍ فَلَقِيُتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدُتُ بَيُنَ رِجُلَيُهَا قَالَتُ يَاعَبُدَ اللّٰهِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَاتَفُتَحِ الُخَاتَمَ فَقُمُتُ عَنُهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنُ كُنُتَ تَعُلَمُ اَنِّیُ فَعَلُتُ ذٰلِکَ ابُتِغَاءَ وَجُهِکَ فَافُرِجُ لَنَامِنُهَا فَفَرَّجَ لَهُمُ فُرُجَةً وَقَالَ الُاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیُ كُنُتُ اسُتَاجَرُتُ اَجِيُرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰے عَمَلَهُ قَالَ اَعُطِنِیُ حَقِّیُ فَعَرَضُتُ عَلَيُهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنُهُ فَلَمُ اَزَلُ اَزُرَعُهُ حَتّٰے جَمَعُتُ مِنُهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَ نِیُ فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَاتَظُلِمُنِیُ وَاعُطِنِیُ حَقِّیُ فَقُلُتُ اِنِّیُ لَااَهُزَأُ بِکَ فَخُذُ ذٰلِکَ الُبَقَرَوَرَاعِيَهَا فَاَخَذَهُ فَانُطَلَقَ بِهَافَاِنُ كُنُتَ تَعُلَمُ اَنِّیُ فَعَلُتُ ذٰلِکَ ابُتِغَاءَ وَجُهِکَ فَافُرِجُ مَابَقِیَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنُهُمُ (رواه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔ ”تین آدمی کہیں چلے جارہے تھے کہ ان کو مینھ نے آلیا، وہ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے، پہاڑ سے غار کے منہ پر ایک پتھر کی چٹان آپڑی اور غار کو بند کردیا، تینوں میں سے ایک نے دوسروں سے کہا، اپنے ان نیک عملوں پر نظر ڈالو جو خاص طور پر خدا کے لئے کئے ہوں، اور اس عمل کے وسیلہ سے خدا سے دعا مانگو، امید ہے کہ خداوند تعالیٰ اس پتھر یا اس مصیبت کو دور کردے۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے کئی چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں وغیرہ چرایا کرتا تھا کہ ان کا دودھ ان سب کو پلاؤں جب شام ہوجاتی تو میں گھر آتا دودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر بچوں کو دیتا، ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چراگاہ کے درخت مجھ کو دور لے گئے (یعنی بکریوں کو چراتا چراتا میں دور نکل گیا) اور وقت پر میں گھر واپس نہ آسکا یہاں تک کہ شام ہوگئی، جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ میرے ماں باپ دونوں سوگئے ہیں، میں نے حسب معمول دودھ دوہا دودھ کا برتن لیکر ماں باپ کے پاس پہنچا، اور ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا، مجھ کو ان کو جگانا بھی برا معلوم ہوا، اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلادوں، بچے میرے پاؤں کے پاس پڑے بھوک سے روتے اور چلاتے تھے، اور میں دودھ لئے کھڑا تھا صبح تک یہی کیفیت رہی، یعنی میں دودھ لئے کھڑا رہا، اور بچے روتے رہے، اور ماں باپ پڑے سوتے رہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا تھا تو تو اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، چنانچہ خداوند تعالیٰ نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا کہ آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے شخص نے کہا کہ اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس سے انتہائی محبت رکھتا تھا، ایسی محبت جیسی کسی مرد کو کسی عورت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ہوسکتی ہے، میں نے اس سے جماع کی خواہش ظاہر کی، اس نے کہا کہ جب تک سو اشرفی نہ دو گے ایسا نہیں ہوسکتا، میں نے کوشش شروع کی، اور سو اشرفی جمع کرلیں، اور ان کو لیکر میں اس کے پاس پہنچا، پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا (یعنی جماع کے لئے) تو اس نے کہا کہ خدا کے بندے خدا سے ڈرا اور مہر کو نہ توڑ! میں خدا کے خوف سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا (یعنی اس سے جماع نہیں کیا) اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے تھا، تو اس پتھر کو ہٹا دے اور ہمارے لئے راستہ کھول دے، خداوند تعالیٰ نے پتھر کو تھوڑا سا اور ہٹا دیا۔ تیسرے

www.askfatwa.com

شخص نے کہا اے اللہ! میں نے ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا، ایک فرق (پیانہ) چاول کے معاوضہ پر، جب وہ شخص اپنا کام ختم کر چکا تو کہا میری مزدوری مجھ کو دلوایئے؟ میں اس کی مزدوری دینے لگا تو وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا، اور پھر اپنے حق کو لینے کے لئے نہ آیا، تو میں نے اس کی مزدوری کے چاولوں سے کاشت شروع کر دی، اور ہمیشہ کاشت کرتا رہا، یہاں تک کہ ان چاولوں کی قیمت سے میں نے بہت سے بیل اور ان کے چرواہے جمع کر لئے، پھر مدت کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا اور کہا، خدا سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر، اور میرا حق میرے حوالہ کر، میں نے کہا کہ ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جا (کہ وہ تیرا حق ہے) اس نے کہا بندے خدا سے ڈر، اور مجھ سے مذاق نہ کر، میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا، ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جا، یہ سب تیرے ہی ہیں، چنانچہ اس نے ان سب کو جمع کیا اور لیکر چلا گیا اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری خوشنودی اور رضا مندی کے لئے تھا، تو تو اس پتھر کو بالکل ہٹا دے، چنانچہ خداوند تعالیٰ نے پتھر کو ہٹا دیا، اور راستہ کھول دیا"۔

ریاکاری

عَنْ شَدَّادِابْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی یُرَائِی فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَایُرَئِی فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِی فَقَدْ اَشْرَکَ (رواہ احمد)

شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے تھے:۔ جس نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی ان نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ خیرات کیا اس نے شرک کیا (کیونکہ عبادت کے کام تو اس لائق ہوتے ہیں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کئے جائیں، لہذا ان میں نیت خالص اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہئے۔ جب نیت غیر اللہ کو دکھانے کی کی تو غیر اللہ کو قصد وارادہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیا)۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدَرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَااُخْبِرُکُمْ بِمَاهُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ الشِّرْکُ الْخَفِیُّ اَنْ یَّقُوْمَ الرَّجُلُ یُصَلِّیْ فَیَزِیْدُ صَلٰوتَهٗ لِمَایَرٰیْ مِنْ نَظْرِ رَجُلٍ (رواہ ابن ماجۃ)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ (اپنے حجرۂ مبارک سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم لوگ آپس میں مسیح دجال کا کچھ تذکرہ کر رہے تھے، تو آپؐ نے ہم سے فرمایا:۔ کیا میں تم کو وہ چیز بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے لئے دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، ہم نے عرض کیا:۔ حضورؐ! ضرور بتلائیں وہ کیا چیز ہے!۔ آپؐ نے فرمایا:۔ وہ شرک خفی ہے (جس کی ایک مثال یہ ہے) کہ آدمی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو، پھر اپنی نماز کو اس لئے لمبا کر دے کہ کوئی آدمی اس کو نماز پڑھتا دیکھ رہا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَااَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِالشِّرْکِ فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْهِ مَعِی غَیْرِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ هُوَلِلَّذِی عَمِلَهٗ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں شرک اور شرکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی جس طرح اور شرکاء شرکت پر راضی ہو جاتے ہیں اور اپنے ساتھ کسی کی شرکت منظور کر لیتے ہیں، اس طرح میں راضی نہیں ہوتا، اور کسی کی ادنیٰ شرکت گوارا نہیں کر سکتا، ہر قسم کی شرکت سے بالکل بے نیاز اور سخت بیزار ہوں) پس جو شخص کوئی عمل (عبادت وغیرہ) کرے جس میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرے (یعنی اس سے اس کی غرض میری رضا اور رحمت کے علاوہ کسی اور سے بھی کچھ حاصل کرنا یا اس کو معتقد

www.ashrafwa.com

بنانا ہو) تو میں اس کو اور اس کے شرک کو دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس سے بیزار اور بے تعلق ہوں، وہ عمل (میرے لئے بالکل نہیں، بلکہ) صرف اس دوسرے کے لئے ہے جس کے لئے اس نے کیا (یعنی جس کو اس نے شریک کیا)۔

ریاکاروں کو فضیحت اور رسوائی کی سزا:۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُرَائِیْ یُرَائِی اللّٰہُ بِہٖ

(رواہ البخاری ومسلم)

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت دینے کے لئے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو شہرت دے گا، اور جو کوئی دکھاوے کے لئے کوئی نیک عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دکھائے گا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ اُسْتُشْھِدَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعْمَتَہٗ فَعَرَفَھَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِیْکَ حَتّٰی اسْتُشْھِدْتُ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیْئٌ فَقَدْ قِیْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَہٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا؟ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُہٗ وَقَرَأْتُ فِیْکَ الْقُرْاٰنَ، قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِیُقَالَ اَنَّکَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ ھُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَعْطَاہُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ کُلِّہٖ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ مَا تَرَکْتُ مِنْ سَبِیْلٍ تُحِبُّ اَنْ یُّنْفَقَ فِیْھَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِیْھَا لَکَ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ فَعَلْتَ لِیُقَالَ ھُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ بِہٖ عَلٰی وَجْھِہٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ **(رواہ مسلم)**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔سب سے پہلا شخص جس کے خلاف قیامت کے دن (دوزخ میں ڈالے جانے کا) فیصلہ عدالت خداوندی کی طرف سے دیا جائے گا، ایک آدمی ہوگا جو (میدان جہاد میں) شہید کیا گیا) ہوگا، یہ شخص خدا کے سامنے لایا جائے گا، پھر خداوند تعالیٰ اس کو بتائے گا کہ میں نے تجھے کیا کیا نعمتیں دی تھیں، وہ اللہ کی دی ہوئی سب نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا بتا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ (اور کن مقاصد کے لئے ان کو استعمال کیا) وہ کہے گا (میں نے آخری عمل یہ کیا ہے) کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا (اور اس طرح میں نے سب سے عزیز اور قیمتی چیز اپنی جان بھی تیری راہ میں قربان کر دی) اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے تو جہاد میں حصہ اس لئے اور اس نیت سے لیا تھا کہ تیری بہادری کے چرچے ہوں، سو (تیرا یہ مقصد حاصل ہو چکا اور دنیا میں) تیری بہادری کے چرچے ہو لئے، پھر اس کے لئے خداوندی حکم ہوگا اور وہ اوندھے منہ گھسیٹ کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اسی کے ساتھ ایک دوسرا شخص ہوگا جس نے علم دین حاصل کیا ہوگا، اور دوسروں کو اس کی تعلیم بھی نہ دی ہوگی اور قرآن بھی خوب پڑھا ہوگا، اس کو بھی خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنی بخشی ہوئی نعمتیں بتائے گا، وہ سب کا اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا، بتا تو نے میری ان نعمتوں سے کیا لیا؟ (اور ان کو کن مقاصد کے لئے استعمال کیا) وہ کہے گا خدوندا! میں نے آپ کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور آپ ہی کی رضا کے لئے آپ کی کتاب پاک قرآن میں مشغول رہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے یہ بات جھوٹ کہی، تو نے تو علم دین اس لئے حاصل کیا تھا، اور قرآن تو اس لئے پڑھتا تھا کہ تجھ کو عالم وقاری اور عابد کہا جائے، سو (تیرا یہ مقصد تجھے حاصل ہو چکا اور دنیا میں)

تیرے عالم وعابد اور قاریٔ قرآن ہونے کا چرچا خوب ہولیا، پھر اس کے لئے بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہوگا، اور وہ بھی اوندھے منہ گھسیٹ کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ایک تیسرا شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھرپور دولت دی ہوگی، اور ہر طرح کا مال اس کو عطا فرمایا ہوگا، وہ بھی خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنی نعمتیں بتلائے گا (کہ میں نے دنیا میں تجھے یہ یہ نعمتیں دی تھیں) وہ سب کا اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو نے میری نعمتوں سے کیا کام لیا؟ (اور کن مقاصد کے لئے ان کو استعمال کیا)۔ وہ عرض کرے گا خداوندا! جس جس راستہ میں اور جن جن کاموں میں خرچ کرنا تجھے پسند ہے میں نے تیرا دیا ہوا مال ان سب ہی میں خرچ کیا ہے اور صرف تیری رضا جوئی کے لئے خرچ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے یہ جھوٹ کہا، درحقیقت یہ سب کچھ تو نے اس لئے کیا تھا کہ دنیا میں تو سخی مشہور ہو (اور تیری فیاضی اور داد و دہش کے چرچے ہوں) سو (تیرا یہ مقصد تجھے حاصل ہوگیا، اور دنیا میں) تیری فیاضی اور داد و دہش کے چرچے خوب ہو لئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے بھی حکم ہوگا، اور وہ بھی اوندھے منہ گھسیٹ کے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

نیک عمل پر لوگوں کی تعریف

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِیْلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَرَاَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَیَحْمَدُہُ النَّاسُ عَلَیْہِ وَفِیْ رَوَایَۃٍ وَیُحِبُّہُ النَّاسُ عَلَیْہِ قَالَ تِلْکَ عَاجِلُ بُشْرَیَ الْمُؤْمِنِ (رواہ مسلم)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ اور ایک روایت میں ہے کہ پوچھنے والے یوں عرض کیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو مومن بندہ کی نقد بشارت ہے۔

www.askfatwa.com